

فہرست کتاب ہدایہ مہدیہ

تمام متنفین رد مہدیہ

وضع کتاب

زبان درازی مہدیہ

باب اول میں بیان اون عقائد فرقہ مہدیہ کا کہ مخالف عقائد اہل سنت و جماعت کے ہیں

عقیدہ اول سید محمد جنپوری ولی کامل ہیں

عقیدہ دوم سید محمد موصوف مہدی موعود ہیں

عقیدہ سوم تصدیق انکی مہدویت کی فرض ہو اور انکار کفر ہو

عقیدہ چہارم شیخ موصوف افضل خلفائے راشدین سے ہیں

عقیدہ پنجم شیخ موصوف سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام انبیاء و مرسلین سے افضل ہیں

عقیدہ ششم شیخ موصوف سب سے تین برابر ہیں ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

عقیدہ ہفتم صحت حدیث و تفسیر کی موقوف ہو مطابقت حال قال شیخ جنپور پر

عقیدہ ہشتم شیخ موصوف بالذات مقرر فی الطاعت ہیں

عقیدہ نہم شیخ کے قول مخالف بدیہیات کو بھی حق جاننا

عقیدہ دہم سوائے شیخ جنپور اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام انبیاء اور مرسلین ناقص الاسلام ہیں

عقیدہ یازدہم شیخ جنپور تمام انبیاء و مرسلین وغیرہم کی ارواح کا جائزہ اور داخلہ دیکھ کرتے تھے

عقیدہ دوازدہم آدمی جب تک خدا کو نہ سکھے مومن نہیں ہو

تکفیر مہدیہ بیان حال کی زبان سے انکے مہدی کے

عقیدہ سیزدہم خدا کا ذکر تین پر کرنے والا منافق ہو اور پیار پر کرنے والا شکر ہو

تکفیر دوم زبان شیخ موصوف سے

عقیدہ چہارہم غل و ارادہ تمام اسباب اموال دنیوی کا کفر ہو

تکفیر سوم اور لقب غیر مہدی زبانی انکے مہدی کے

نامقبولی اعمال مہدیہ

مؤلف نے باوجودیکہ احتیاط اپنی طرف سے انکی تکفیر کی لیکن انکے مہدی کی تکفیر سے انکو نجات نہ ملی

۱۰	حقیقہ کو پڑھو کہ کیا وطن چھوڑے وہ منافق ہے
۱۱	تخلیہ مستیخ موصوف اور میان خونہ میر قمر آیت میں
۱۲	مکفیہ ہمارم زبانی شیخ جنپور کے کہ جس میں ترک ہنگام مرگ بھی ہے
۱۳	عنیدہ شازدہ ہم اپنے مہدی کو نبی مکر رسول صاحب تعویذ تازہ ناسخ بعض احکام شریعت محمدیہ کا سمجھتے ہیں
۱۴	شیخ جنپور میں سے ایک دل شکنی جناب باری کی کرتے رہے
۱۵	وحی جنپوری زبان عربی میں
۱۶	وحی جنپوری زبان ہندی میں
۱۷	دعویٰ نسخ بعض احکام شریعت محمدیہ کا
۱۸	تشریح و ایجاد تازہ کو تو تازہ
۱۹	محافل نس قرآنی و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین
۲۰	عنیدہ ہندو متحرکیت نامہ دیکھا بعض صفات الوہیت میں
۲۱	محافل نس قرآنی
۲۲	عقیدہ ہندو ہم عالم میں چند چیزیں مخلوق خدا کی نہیں ہیں
۲۳	تتمۃ الباب حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو برابر عوام مریدوں شیخ جنپور کے جانتے ہیں
۲۴	شیخ جنپور کے مریدوں میں دو صدیق اور پانچ خلفائے راشدین اور بارہ مبشر المجتہدین اور چھ ہستہ اور جنگ بدر اور فاطمہ اور حسین علیہ السلام اور اسد اللقب سب موجود ہیں
۲۵	کہتے ہیں کہ انکے مہدی کے نواسے کے ساتھ لڑکپن میں انکے خدا کھیل کر تاتھا
۲۶	مہدی کے نواسے کو زید کی روح نے قتل کیا
۲۷	باب دوم میں احوال شیخ جنپور کا ابتداء سے انتہا تک بعد انکے حال انکے خلفاء کا آج تک اجالا
۲۸	نام والدین کا سید خان اور بی بی خاتون
۲۹	سلسلہ پیران شیخ جنپور
۳۰	ابتداء سے مجذوبہ و بیہوشی اور سات برس تک نہ اور پانی چکھنا اور اپنی تفصیل انبیاء شروع کرنا
۳۱	ابتداء سے سفر اور انراج اول چندیری سے
۳۲	نبوت کا پہلا دعویٰ رکھنے کا مقام میں اور بدینہ منورہ کو نمانا اور گمراہ کو آقا شیخ جنپور کا

۲۶	دوسرا دعویٰ احمدیت کا اور اخراج دوم احمد آباد سے
۲۷	اخراج سوم پیران پٹن سے
۲۸	تیسرا دعویٰ احمدیت کا مع دعویٰ وحی اور تکفیر منکرین کے
۲۹	اخراج چہارم قصبہ بدلی سے
۳۰	نصیر پور سے ایک جماعت کیشو مریدوں کی شیخ حسہ سے بیزار ہو کے چل دی
۳۱	پچوڑا سے فرید کا فائق سے مرنا اور شیخ جونپور کا ان کے حق میں بشارت مقامات انبیاء و مرسلین کی دینا
۳۲	اور اخراج پنجم حکم بادشاہ سندھ ہونا
۳۳	رجبش فیملین میان نعمت و فرزند رشید شیخ کے مقدمہ تصرف اثاثات میں اور پھر منحرف ہو جانا
۳۴	میان نعمت کا شیخ سے
۳۵	مقام فراہ میں بعد نماز جمعہ کے و تر پڑھ کر شیخ کا انتقال کرنا اور خلفا کا گجرات کو واپس آنا
۳۶	سید محمود فرزند شیخ کا مفقود ہونا اور بزم زنجیر انتقال کرنا
۳۷	بیان خود میر کا ستائش بارشہر ہونا اور آخر کا موضع سول میں فرج سلطان کے ہاتھ سے مارا جانا
۳۸	پھر قتل ہونا مدیو کا فتنے سے علماء مکہ معظمہ کے اور قید ہو کر مقتول ہونا سید علی بن شیخ جونپور کا
۳۹	قتل ہونا شاہ نعمت کا اور آٹا ملک الداد کا مارا و طریقین اور ان کے مرگیا حالت سکرت میں بجائے یاد
۴۰	آئی کے یادروٹی کی کرنا
۴۱	مارا جانا شیخ علانی کا بغرب تازیانہ و بیہوشی کے
۴۲	آدم اس مذہب کی علاقہ چیمپور میں اور ابتدا افغانی کے اس مذہب میں آنے کی
۴۳	اخراج مدیو کا سرنگ پٹن سے اور فساد و اناسروار خان غوغی زنی احمد ویکار یاست مرہٹہ میں
۴۴	فساد پیرا کرنا مدیو کا سید رباب دین اور اخراج کل اس قوم کا مع زن و بچہ حکم نہ اس کے نہ جہاں جہاں
۴۵	دوبارہ آٹا اس قوم کا سید رباب دین اور سر جہاں ملک بہادر گولی چلانا
۴۶	زیادہ حال میں شریف کمان سے گذر کر قلم اور زبان سے فساد انگیزی مدیو کی اور بیان سید تاج الدین کے
۴۷	نوکر اخراج عیسیٰ میان مدوی بحسن انتظام نواب مختار الملک بہادر وزیر اعظم فرمانروا سے دکن ملک
۴۸	آج صحت جاہ افضل الدولہ بہادر

مکتوب مؤلف بنام سید عیسیٰ ممدوی متضمن پنج سوال

۴۱

نقل رقعہ مؤلف بنام نواب مختار الملک بہادر

۴۲

نقل رقعہ نواب وزارت مآب

۴۳

نقل عرصی جنید جمعدار و جناب وزارت مآب

۴۴

نقل رسید حافظ میاں برادر عیسیٰ میاں

۴۵

باب سوم جوابات دلائل اثبات ممدویت شیخ جوہر مین

۴۶

بیان حقیقت امور اصطلاحیہ اور طریق اثبات ممدویت

۴۷

اعتبار ظنیات کا اعتقادیات مین

۴۸

دلیل اول ممدیکا سید ہونا ستوارہ قطعی ہر

۴۹

شیخ جوہر کا سید ہونا اگر ثابت ہوں اور ان کا نسب منقطع ہر

۵۰

شیخ موصوف کے نسب کی دوسری تسق بھی منقطع ہر

۵۱

اور یہ بھی ثابت ہو کہ سیادت میان خود میر کی بھی نسل اصل ہر

۵۲

حکایت طالب علم کج فہم کی

۵۳

اگر سیادت تحمل ممدی سے فقط ثابت ہو تو دور محال لازم آتا ہر

۵۴

دلیل دوم ممدی کو الکاہنام والد الرسول خدا کے ہونا مسلم الفریقین ہر الکاہنام شیخ جوہر مین کے الکاہنام عبد تھا

۵۵

انکے ممدی کے اجماع متواتر کا انکار کیا کہ اگرچہ میر الکاہنام عبد تھا بلکہ حضرت کا نام محمد عبد ممدی اور ان کا تبار

۵۶

ابطال ممدویت بسبب انکار اجماعی تمام امت کے

۵۷

بطلان ممدویت بسبب غلط صریح مذکور الحدیث اور انکے معنی عقل ہیں یا کہ غیر خدا کے الکاہنام سید خاں تھا

۵۸

دلیل سوم حدیث اذا راہتم الرایات السود الخ

۵۹

سید عیسیٰ ممدوی نے بیان معنی حدیث مذکور مین نوجاے خطا کی

۶۰

نماز خطاؤں مذکور کا

۶۱

ابطال ممدویت بحديث متفق التسلیم

۶۲

دلیل چہارم روایات مذکورہ سراج الابرار حالانکہ عبد الملک سجاد ممدی اور تمام ممدویوں نے ان

۶۳

روایات کے معنی سمجھنے مین دھوکا کھایا

۶۴

۶۳	ابطال مہدیت بموجب انجمن روایات سلیہ کے
۶۵	دلیل پنجم حدیث مجددین اور نہایت گریڈ اور غلط گوئی محمدیوں کی اوسکی شرح میں اور ایک حدیث جھوٹی وضع کرنا اس باب میں
۶۷	امور آئندہ غیبیہ کے تعین وقت میں خیال و قیاس و ڈر کر ٹپسے بڑے علما و کالمیں نے جو کیا اور تجویز ظہور مہدی سن ہزار پر جسے کی ہر احتمال کی ہونہ تحقیق
۶۹	حکایت درویش جاہل
۷۰	تخلیہ عبدالملک سجاد مذی کا اور تحقیق معنی اس کل ایسنہ کی
۷۱	حال تاریخ طبری کا
۷۲	فائدہ جلیلہ بیان عمر دنیا میں اور تحقیق معنی حدیث الدنیا سبۃ الآف سنہ کی
۷۷	فائدہ بیان اس امر میں کہ یلوی یعنی گاڑی و فانی بھی علامت قرب جال کی ہے
۷۹	قیامت سے پہلے تیس جال ہیں ایک بڑا اونیس جھوٹے
۸۰	دلیل ششم بیعت مابین رکڑی مقام کے اور جواب متضمن بیان اوس امر کا کہ مہدی اور محمدیوں سے اس مقدمے میں چھ خطائیں صریح مہر مہوئیں اور تمام تاریخین عہد مہدیت کی غلط حکمتیں
۸۲	حکایت مناقشہ جناب مرتضوی محکمہ قاضی شریع
۸۵	دلیل ہفتم حدیث اطاعہ اور بیان اقسام کی خیانت اور نے دیانتی مہدویوں کی اس حدیث میں
۸۸	دلیل ششم عبارات فتوحات مکیہ کہ جس میں میان خوند میر نہ بارہ جاسے تحریر کی ہے
۸۹	شیخ جونپور ہاشم علی بن علی علیہ وآلہ وسلم کے نہ تھے
۹۰	شیخ جونپور تقسیم السویر برابرنین کرتے تھے
۹۱	صفت داد و دہش مہدی کی کہ شیخ جونپور پر ثابت کرتے ہیں نے اصل نکل
۹۲	فکر منارہ بیضاے دمشق
۹۷	میان خوند میر اشعار فتوحات کے معنی برابر نہ سمجھے
۹۷	عیسیٰ میان نے ایک لفظ میں کئی خطائیں کیں
۹۸	ابطالان صدیقیت میان خوند میر
۹۹	ابطالان مہدویت شیخ جونپور

۹۹	دلیل ہم جزو متاخر احوال و نفسا مہدیہ کی ہرگز شیخ جو پور کے خطا پر مذاق نہیں ہو کہ کہ گزیر کرتی ہوں
۱۰۰	بیان گناہوں میں محمود اور میان خود میر و غیر ہما کا
۱۰۱	دلیل دہم عبارت فتوحات کہ جس میں میان خود میر نے جمعہ جملے تحریرین فاحش کی ہیں
۱۰۵	جب ایسے پیشوایان ہمدویہ کے مزاج میں اس قدر افترا اور سخن بازی ہو کہ مقلدین کیا کچھ خاک اور آتے ہونگے
۱۰۶	دلیل یازدہم آیات کثرو میں تحریرین معنوی کر کے اپنے دلائل پر چھت جانا مالا مکمل وہ تمام دعوے نے اصل مرنے دلیل کی قسم سے ہیں
۱۰۸	ہمدویوں کا خطاب مسلمان نہیں ہو گا کہ اولوالالباب ہو
۱۱۰	حرف ششم کے معنی سمجھنا انکے ہمدی اور ملا علی قیاسی کو مشکل ہوا
۱۱۱	شیخ موصوف کا یہ دعویٰ کہ بیان معنی قرآن مجھے موقوف تھا خلافت عقل اور مخالف نصو مرقی آن ہو
۱۱۲	بطلان ہمدویت، بحمدیت عدم تسلا مخالفین بر تمام امت محمدیہ
۱۱۳	دلیل دوازدهم کلام جناب مرقسوی متضمن بعض مناسبات عامہ اور عقد تسبیح کہ جس کے معنی ہمدیوں نے غلط کیا ہے
۱۱۴	دلیل سیزدهم ایسا کلام جناب مرقسوی کہ جس میں عالم میان نے چار خیالاتین لفظی اور معنوی کر کے نہایت مسبدل اور محرف کر دیا
۱۱۸	دلیل چہارم ہمدی بقیہ احادیث و آثار رسالہ معارضہ
۱۲۲	غلط فہمی اثر تصدیق ہمدی متنازع فیہ کلام اور عالم میان و میان جبار و مجرور اور حروف اصل کے بھی فرق نہیں کر سکتے ہیں اور باوجود اسکے شیخ ابن محمد و غیرہ کا دیکھتے ہیں
۱۲۳	دلیل پانزدہم بقیہ احادیث و آثار سراج الالبصار اور بیانات لفظی اور تحریفات مصنف سراج الالبصار کا
۱۲۴	ضرر دین و اسلام بسبب شیخ جو پور کے کہ جس کو خود شیخ موصوف نے بھی تسلیم کیا
۱۲۸	حدیث تفریق اسی کی دلالت کرتی ہے کہ جو ہر فرقے ہمدیوں کے امت محمدی سے خارج ہیں
۱۳۱	شیخ جو پور مسائل دینی اور وسائل دنیوی دونوں میں حاجت مند غیر کے تھے
۱۳۲	دونوں راویوں میں صاحب سراج الالبصار نے سرفرا کیا ہو
۱۳۲	دلیل شانزدہم تقریر خود شیخ جو پور کی اپنی ہمدویت کے اثبات میں اور اس مقام میں غلطی کا ارادہ کیا ہے
۱۳۹	شیخ موصوف کی تقریر ایسی ہے کہ سوال اگر اس کا جواب لیں کہ دلیل کمال سوال تھا اور جواب میں عموماً کا عادیہ کیا

۱۳۹ شیخ موصوف باوجود کج روی و رویت الکی کے تھے پھر اپنے غنیں گواہ بناتے تھے

۱۴۱ قصہ تجلی طور

۱۴۲ شیخ نے عجب کام کیا کہ جو آیتیں نفی و رویت پر دلالت کرتی تھیں انکو دلیل و رویت ٹھہرایا

۱ خلاصہ مذہب اہل سنت مسئلہ رویت میں اور تحریریں معنوی عالم میان کی عبارت شیخ عبدالحق رحمہ اللہ

۱۴۵ دلیل مفسدہم اخلاق کہ عمدہ مشواہد اور طرہ دلائل ہیں اور خلاصہ تقریر صاحب سراج الالبصار

۱۴۸ خلاصہ شرح حقیقت خلق متفق علیہ حکماء ایمان اور یونان

۱۴۹ خلق کے چار ارکان

۱۵۰ اخلاق میں دو قسم کی معرفت مشکل ہوتی ہے ایک یہ الخ

۱۵۱ مشکل دوسری یہ الخ

۱۵۲ دستور العمل دوم کر اخلاق کا اخلاقی محمد بن

حکماء یونان بھی اخلاق میں اتباع شرح آسمانی کی ضرور سمجھتے تھے

۱۵۳ مطلب رد تفصیلی اسکلام میں کہ شیخ جنیور بالعکس کہتے ہیں کہ جو حدیث و تفسیر میرے موافق ہے

معتبر جانا اور جو مخالف ہے اوکو غلط جانا مستعمل اور چھ جواب کے

۱۵۷ بد خلقی اول مال غیر میں تصرف کرنا کہ یقیناً حرام ہے حالانکہ شیخ جنیور اور سکورو رکھتے تھے اور آیات قرآنیہ

اور دلائل قطعیہ کے خلاف حکم کرتے تھے

۱۵۸ بد خلقی دوم کرنا اور غلط پیش گوئی کہ شیخ موصوف نے خبری کہ میرے بعض حضرات حدیث سے ملتا کرتے اور غلط حکم

۱۶۰ بد خلقی سوم مانند دوم کے ہے کہ شیخ موصوف بعد مرنے کے عجائبات غلط پیش گوئی کی انچھوئی کہ میان میر کے

مکاشفہ میں اگر کہا کہ حضرت عیسیٰ میرے بعد مرنے کے اندر آویگے اور غلط محض محکم

۱۶۱ بد خلقی چہارم بھی غلط پیش گوئی ہے کہ شیخ نے دعویٰ کیا کہ میری حیات کا دن و شبہ ہو اور غلط حکم کہ غنیشہ کو قتل کیا

بد خلقی پنجم شیخ موصوف کا یہ اعتقاد کہ تمام قرآن میں کوئی آیت منسوخ نہیں ہے مخالف نصوص قرآن کے ہے

۱۶۳ بد خلقی ششم قرآن میں تحریف کرنا اور فوفاطینہ کا طریقہ بعینہ اختیار کر کے کام لینا دیکھنا نام سے کہہ کر

۱۶۷ بد خلقی ہفتم حدیثین جھوٹی روایت کرنا اور پیغمبر پر جھوٹ بولنے کی وجہ سے مذہب

۱۶۹ اب یہاں شیخ جنیور کے واسطے دو خطائیں سے ایک خطا بالضرور لازم ہوتی ہے

۱۷۰ تقریر سلطان تسویہ

۱۷۱	برخلافی مستقیم و برعکس کفر و حضرت رسالت پناه اپنے گھر میں تجویز فرماتے تھے اور تمام صحابہ ائمہ و مسکو روا جانتے تھے اور شیخ جونیور اور خود پیر اور مسکو فعل ملعون کہتے تھے اور پھر میان مذکور کی اجازت بھی دیتے تھے
۱۷۲	شاید کہ منشا اس خطا کا یہ ہو کہ منیٰ تو کل کے برابر سمجھے تھے یا کہ مرتبہ ابتدائے سلوک میں تھے
۱۷۳	بدخلق شیخ سہم شیخ کا مع خلفا وغیرہم کے کسب عدل سے اجتناب کرنا اور اس سنت انبیاء سے محروم رہنا اور کسب کو محل یاد آئی سمجھا جیسا کہ مقام ناقصان طریقت کا ہے
۱۷۵	بدخلق و دہم دعویٰ اہل سنت میں ہونی کیا کرنا اور مذہب پر غار جیوں کے چلنا کہ ترک عبادت کی کافر جانا
۱۷۶	شیخ جونیور کے اقوال سے کہ زمانہ فرزندان اموال حیوانات و ذراعات و عملات و ملکات و مالکات وغیرہ کفر میں نہیں منقول ہے والا کافر اور ان مدعیہ نہیں ہو لارم آیا کہ مہدیان الہ کے مکہ نزدیک کافر
۱۷۷	مدعیہ ہیں جملہ پانچ دہم اجابت دعوت کسنت و کردہ ہر شیخ جونیور اور ان کے خلفا ہمیت تارک اس شے کہ ہو کفر و مخالفت عادی کفر و کفر کرتے تھے
۱۷۸	بدخلق و دہم شیخ منوہ علم ٹھہنے سے منع شدید کرتے تھے اور وہ بنا اس سے بہتر جانتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر تم لوگ علم رکھتے ہو تو مدعیہ نکلتے اور جونیور کو تلاوت قرآن پر ترجیح دیتے تھے حالانکہ یہ سب باتیں خلاف آریات و احادیث مفصلہ ذیل کے ہیں
۱۸۱	شرح علم لدنی کی اور بیان اسکا کہ علم باطن سے علم ظاہر کے حامل و کامل نہیں ہوتا ہے
۱۸۲	برخلافی مینور دہم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر جفا کرنا یعنی ح کرنا اور دیارت حضرت رسالت کی کہ فصل قرآن نکرونا چنانچہ شیخ مدویہ نے ایسی کیا اور خود اپنے قول کے بھی برخلاف کیا کہ کشف مخالف شرع پر عمل کیا
۱۸۳	برخلافی چہار دہم سبب کم علمی کے تین نے غلا ابتاع سنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جفا کرنا جابر و سہم اور دن کو بھی اہل نوبت کیا اور حدود الہی اور حقوق الناس میں سے دم تک فرق نہ پہچانا
۱۸۶	بدخلق پانچ دہم شیخ جونیور تمام امت محمدیہ کسب اپنی حدیث کے انکار کے کافر کہتے تھے حالانکہ خود انہیں کے اقوال سے ثابت ہوتا ہے کہ کافر نہیں ہیں دوسرے یہ کہ جہاد و عیدین ان کے پیچھے دہم جانتے تھے اور نماز پنجگانہ میں اقتدا نادرست کہتے تھے
۱۸۷	بیان لزوم خطا کا کلام شیخ مین
۱۸۹	تفصیل اہل لوگوں کی کہ جنہوں نے اس امت میں جہاد و دعویٰ حدیث کا کیا ہے اور ان کی کہ جنہیں ان کے

	معتقدین نے بلا دعویٰ ناحق محمدی ٹھہرا لیا ہے
۱۹۲	بدخلق بنابر ہم شیخ جنید رسول انون کو فقہ کا فرہین بول گئے ہیں بلکہ اپنے حریف کو کوئی کافر و مشرک منافق ٹھہر گئے ہیں
۱۹۳	بدخلق بنابر ہم یہ شیخ جنید فلاں اتباع محمدی کے کپالتے تھے اور اس ندامتیں انکی سیٹ سنگت و ریختی تک جباری تھی
۱۹۴	بدخلق بنابر ہم شیخ جنید اور انکے فرزند نے باوجود استطاعت کے خلق کو حج بیت امد سے منع کیا اور ان
۱۹۵	چکر حجرہ میان دلاور کے معاہدے میں حج کے سطر کر دیے اور آیات اور احادیث کے تلاوت کیا
۱۹۶	ایک فیسر نے علم اور بت کے شیطان کو خدا سمجھ کر تہرہ اور حضرت عیسیٰ الخاقین نے بسبب حکم اہم شیعہ ایک پوچھا
۱۹۷	بدخلق بنابر ہم شیخ محمدی نے غلط خبر دی کہ میان دلاور کو عرش سے تخت التری انکے نند و اندرائی کے روشن ہو کر نہ کیا
۱۹۸	دلاور کے حال ارم وغیرہ کا نہ پوچھا اور خلاف قرآن کے حکم کیا کہ جن پر عذاب الگ انہیں ہی
۱۹۹	بدخلق بنابر ہم شیخ جنید نے یہ خبر بھی غلط دی کہ میان نظام کو عرش سے فرش تک بلند اندرائی کے روشن ہو کر
۲۰۰	اونکو نہ عقائد ایمانیہ برابر معلوم تھے کہ بولتے تھے مینے علم قدیم الہی کو بدلا دیا اور زمین کا برابر جہاں معلوم تھا
۲۰۱	کہ کہتے تھے باخ ارم کوہ قاف کے پاس ہی اور وہاں آدمی درخت سے پیرا ہوتے ہیں
۲۰۲	بیان قوم عاد اور باغ ارم کا اور داخل ہونا عبد العبد بن قلابہ فرعون کا ارم میں
۲۰۳	بدخلق بنابر ہم یہ کہ شیخ موصوف دعویٰ اتباع تمام کا کہتے تھے حالانکہ غیر ضروری باتوں کی سعادت کرتے تھے
۲۰۴	اور ضروری ہتھوکتو ترک کرتے تھے
۲۰۵	دعا میں ماتمہ اوٹھانے کے دلائل کہ جیسے حد و یون نے عمل کیا
۲۰۶	بکریاں چرانا کہ سنت تمام انبیاء کی ہی شیخ موصوف نے اس شغل کو کفر ٹھہرایا
۲۰۷	تمہ شیخ موصوف کے خلفاء و توابع کے بعض احکام و دعویٰ خلاف عقل و نقل کے بیان میں
۲۰۸	منہما میان نہت پنوزد میر نے خلاف آیات قرآن کے حکم کیا کہ ترکہ مہاجر کا اسکے وارث کو نہ پیکر مہاجرین
۲۰۹	اغیار پر تقسیم کرنا چاہیے اور بیان اسکا کہ ہجرت حدویہ طریقہ اسلامیہ نہیں ہے
۲۱۰	ایضاً حدویوں کے علما بامد عبد اللہ کھانا وندی آپکے ساتھی کیجھی سمجھنے میں بھی غلطی فاحش کی اور دعویٰ کیا
۲۱۱	دلاور کا سر غلط نکلا
۲۱۲	ایضاً انکے حدی کے نواسے نے خلاف قرآن و احادیث کے دعویٰ کشف غلط کا کیا کہ قیامت میں تمام عالم
۲۱۳	کا حساب لینا میرے باپ خود میر کا کام ہے
۲۱۴	ایضاً انکے حدی کے نواسے نے دعویٰ کیا کہ مجھ کو حراج ہوئی اور میں شیخ گیا وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ حدی کے اچھا خدا

	سائے سر کے بال کھولنے کی وجہ سے ہر ایک کو دیکھنا چاہیے ہے ہر ایک کو دیکھنا چاہیے ہے ہر ایک کو دیکھنا چاہیے ہے ہر ایک کو دیکھنا چاہیے ہے	
۲۰۸	اس طرح ان کے نام احمدی مذہب میں بھی عوی کیا کہ عین مسیحی سلام اللہ کے افلاک پر چڑھتا چلا گیا اور قاتل	
	قوسین کا مقام اور کلام ہوا اور یہ عبارت 'حی ہوئی' کی برہنی عکس الرحمن الخ	
	بیان اس امر کا کہ شیخ جو نبی کی حمد و ثناء اور عفو و کفایت کا غرض ہوا اور تصدیق حرام اور وجہ تباہی ایمانی	
۲۰۹	دو جہان کی ہو اور قول عالم میان کا کہ اگر بالعرض دعویٰ خطا ہو تب بھی لپٹا کر کو کچھ ضرر نہیں ہو غلط محض	
	باجہم میں جان اون کے متاخیون کا کہ فرقہ ہمدیہ نے نسبت حضرت مشائخ اسلام اور بیلا اعلام کے کی کہین	
۲۱۲	اعتراف شیخ جو نبی کا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی پر کہ میرا قدم گردن اولیا پر نہ بونا تھا	
۲۱۳	جواب بیان پیش گوئی اولیا کا اس مقدمے میں	
۲۱۵	بیان اون اولیا کا کہ اس وقت مجلس میں حاضر تھے اور ان کا کہ انھوں نے دور سے بطور کشف کے علوم کر کے	
۲۱۷	بیان اسکا کہ کہنا محض امر کسی تھا اپنے اجتہاد و تحقیق سے	
۲۱۸	تمام اولیا ہمعصر اور اسلئے اور متاخرین بواسطے اپنے پیروں اور مرشدین حاضرین اس عہد کے یہ قدم شریف ہو	
	اعتراف شیخ جو نبی کا بھی ہوا اور ہر شق میں خطا لازم اگر محدودیت باطل ہوئی	
۲۱۹	باجہم میں جان اون کے کہ وہ یوں خدمت میں خلفاء راشدین اور دوسرے اصحاب حضرت غلام سلیمان کے	
۲۲۲	احادیث و آثار فضائل اصحاب حضرت رسالت مآب میں منافی مد علیہ وآلہ وسلم رضی عنہم	
۲۲۳	دو سبب فضیلت صحابہ کے	
۲۲۴	نقل کرنا تفصیل ابوبکر صدیق کا فتوحات اور شیخ جو نبی کے کشف میں ایک کشف کا خطا ہونا کہ جس سے بطلان کی	
۲۲۵	بقیہ احادیث اور آثار امیر اہل بیت کے تفصیل تحقیق میں	
۲۲۹	تنبیہ اس بات پر کہ ان کے ہمدیہ موضوع روایت کی اگر ناست کیا تو گناہ کبیرہ ہوا اور اگر ناست ہوا	
	تو دعویٰ غیبی تمام موجودات کا غلط ہوا اور ہر تقدیر بطلان محدودیت لازم ہوا	
۲۳۲	باب ششم بیان میں اون کے کہ ہمدیوں نے جناب میں حضرت انبیاء و صلوات اللہ علیہم اجمعین حضرت خاتم الانبیاء و صلوات اللہ علیہم اجمعین کے	
۲۳۶	غلام کلام ان کے ہمدیہ کا دعویٰ برتری خطا ہے دعویٰ تسویہ غلط ہے اور دونوں صورت میں محدودیت باطل ہو	
	باب ششم میں جان اون کے کہ فرقہ ہمدیہ نے نسبت جناب حضرت آفریہ کا عالم جل جلالہ کے کی ہیں	
۲۳۸	باجہم میں جان اون کے کہ کلمات وحشت انگیز ان کے ہمدیہ منقول ہیں تیسرے بھی ان کے خلفاء بولتے تھے کہ کیا	
	پیشین جو کچھ کہنے سے ناہو گریبان کریں خود ہمدی لوگ ہم کو سنگسار کریں	

۲۳۹	سوالات خمسہ
۲۴۱	باب ششم بیان تسویدین پیش و مطلب پر
۲۴۲	مطلب اول کا مقدمہ غرض یہ تھا کہ محمدی عہد میں
۲۴۸	بیان اقسام اجماع کا اور باطل ہو جانے فضیلت شیخ جوئیہ کا بسبب اجماع مرکب اگر اجماع کے کہ ابو بکر و علی رضی اللہ عنہما
۲۵۰	افضل ہیں تمام امت
۲۵۲	تقریر امام رازی کی تفسیر کتب مجتہدین الاثنی عشر اور اشکال منہجیہ انبیاء کا دفع شاہ عبدالعزیز صاحب کیا فرماتے
۲۵۳	بحث قول ابن سیرین کہ آخر زمانے میں ایک خلیفہ ایسا ہو گا کہ ابو بکر و عمر اس سے افضل نہیں ہیں
۲۵۴	عیسیٰ بیان نے عبارت ابن عراق کے ترجمے میں خیانت کی
۲۵۵	ابن سیرین کے قول کو محمدی پر حمل کرنے سے شیخ جوئیہ کا تخطیہ لازم آتا ہو
۲۵۶	بیان تعارض لائل اور مراتب احوال صحابہ اور تابعین کا
۲۵۹	قطعی ہر بات کہ خود جناب مرتضوی تفضیلی نہ تھے
۲۶۰	اختلاف ائمہ کا ترجمہ کثرت ادلہ میں اور بیان مراتب لائل اور انواع اجماع کا
۲۶۲	مطلب دوم محمدیہ کہتے ہیں کہ سید محمد جوئیہ بزرگی میں برابر آنحضرت کے ہیں
۲۶۵	محمدیوں کے کلام سے لزوم اتسویہ نرا دھونے اور ان کے محمدیہ حکم خطا ہونیکا اقرار خلا
۲۶۶	محمدیوں کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہو کہ ان کے اعتقاد میں شاید ان کے محمدیہ خدا مستند و متلون ہیں
۲۶۷	تخطیہ محمدی متبنی اول بلزوم کذب یا اضلال دوم باعقاد کسبیت مرتبہ نبوت
۲۶۸	استحالة داخل جواہر او ذکر تہذیب فی الرسول کا
۲۶۹	تخطیہ محمدی بلزوم خطا و پرادی محمد و میت
۲۷۰	بیان اجماع مسلمین کا اس بات پر کہ ولی و جہ نبی کو نہیں پہنچتا ہی اور اقوال علماء اور اولیاء امت کے فضیلت انبیاء
۲۷۱	اور خاتم الانبیاء میں صلوات اللہ علیہ و علیہم اجمعین
۲۷۲	جواب قول ابن سیرین کا
۲۷۳	لائل فضیلت حضرت سرور کائنات علیہ التسلیمات میں جو دو لیلیں آیات و احادیث وغیرہ سے یہاں کوثرین
۲۷۴	شیخ جوئیہ کی دوحی علی کے اغلاط کا بیان

دلیل منظم اور شرح مقام محمودی

۲۸۵

ممدی جو پور کی سواری ہر ات میدان مشربین اور خود کافیل محمود پر اور تمام ممدیوں کا اسکے دانتوں پر اور

۲۸۶

حضرت رسالت کے خاص مکان ہستی کا بیان کہ جسکو وسیلہ اور درجہ فیض کہتے ہیں اور معیت حضرت کے ساتھ

۲۸۷

کس طرح ہوگی

کوئی ولی درجہ نبی کو نہیں پہنچتا ہی اس حکم عام کے شمول و قطعیت کا بیان

۲۸۸

عالم میان نے صاف دعویٰ کیا کہ ممدی جو پوری نبی تھے

۲۸۹

وجہ تخصیص لابی بعدی اپنی تشریحی و معنی خاتم النبیین

۲۹۰

عبارات فتوحات بیان انبیاء الاولیاء اور نبوت حاسمین کہ ایک قسم کی ولایت کا نام ہے اور نسبت

۲۹۱

و میان نبی رسول کے اور فرق و میان کسی والدہام کے اور دوسرے مطالب عالیہ کے بیان میں

۲۹۲

تحقیق معنی تشریع کی فتوحات و فصوص سے مخالف فہم ممدیوں کے

۲۹۳

فرقہ ممدویہ قائل ہیں کہ انکے ممدی مانند انبیاء کے تشریع احکام کرتے تھے اور نقل سالم سائر سید مرتضیٰ

۲۹۴

کی کہ جس میں تیس حکم ممدی کے مذکور ہیں

۲۹۵

ممدیوں کی زکوٰۃ جدیدہ اور نماز جدیدہ کے فرض ہونے کا بیان

۲۹۶

مذکورات حال سابق سے ثابت ہو کہ ممدویہ اپنے ممدیوں رسول صاحب شریعت جدیدہ نامیہ احکام

۲۹۷

شریعت محمدیہ کا جائزہ ہیں اور مخالفت قطعیت کی کرتے ہیں

۲۹۸

کلام مولانا جامی اور شیخ اکبر سے صاف ظاہر ہو کہ خاتم الاولیاء حضرت خاتم الانبیاء سے نسبت بزرگی

۲۹۹

کی بلکہ نسبت ایک بال کی حسب شریعت سے رکھتے ہیں

۳۰۰

خاتم الاولیاء کا لقب قدیمی نہیں ہے بلکہ ابتدا اسکی حکیم ترمذی سے ہوئی اور حکیم ترمذی اور شیخ اکبر کی

۳۰۱

شرائط تصریحات کے موافق خاتم الاولیاء شیخ اکبر ہیں نہ ممدی

۳۰۲

تحقیق اسکی کہ ممدی شیخ اکبر کی سونے کی اینٹ اور چاندی کی اینٹ سے اپنی ذات اور حضرت رسالت کی ذات

۳۰۳

نہیں ہے بلکہ تعالٰیٰ احکام کے دو طریق کو سونے اور چاندی سے تشبیہی ہے

۳۰۴

اس کتاب میں جو عیوب و نقائص کہ انکے ممدی کی ذات و صفات میں ثابت کیے گئے ہیں جب تک

۳۰۵

اون میں سے ایک بات بھی بلا جرات ہے کی ثبوت ممدویہ کا محال ہوگا

۳۰۶

خاتمہ بحث خاتم ولایت محمدیہ کا کہ وہی خاتمہ اس کتاب ہدیہ ممدویہ کا ہے

۳۰۷

۳۰۸

۳۰۹

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



مَطْبَعُ نَظَّافِي يَوْمِ مَطْبُوعِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسول الله محمد سید اکابر
والآخرین وعلى آله الطيبين الطاهرين واصحابه المجادين المهذبين لیکن بعد اسکے
امیدوار در گاہ صد ابورجا محمد گزاش کرتا ہوں کہ یہ کتاب ہر دین مذہب فرقہ و مہندویکے گمراہوں
بعض بلاد ہندوستان خصوصاً اطراف دکن میں غلط فہم و شر و شرش کا بلنہ کیا ہو اور ہر جہت سے متقدمین اہل تشیع
علی نقی اور پیچ ابن حجر مکی اور محمد بن الخطیب الکی اور ملا علی قاری اور سید محمد اسعد مکی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم سے رسائل
اور فتاویٰ الکی رد میں ایسے لکھے ہیں کہ منصف و حق طلب کے واسطے کافی ہیں لیکن چونکہ بنا انہیں حقیقت کی
استدلال لا حادیت برہی اور سند و پیشہ پر شیخ جو نبیوں کے مخالف جو احادیث پابین قبول میں کرتے ہیں اور
بعض منکرات امور کی نسبت کہ انکے مذہب کی طرف کی جاتی ہو اور جس سے بھی انکار کرتے ہیں اس واسطے اس کتاب
میں یہ طریق اختیار کیا گیا کہ ہمیں کی کتابوں سے اوکھے مہندی غیر مفتدراؤن کے اقوال نقل کر کے یا
احادیث و اقوال سلمہ اوکھے لکیر انہما دیگیا اور یہ تمام شہادت انہیں کی بہتری اور غیر غواہی کی طبع پر مبنی
لکھی کہ شاید اللہ تعالیٰ اسی طریق سے ہر یہ بدلیت اور حق فہمی کا انکو درست کرے اور انہما اس کتاب کا کہ
پہرئہ مہند وہی ہر اسم با مسمی ہو جاوے اور چونکہ غرض غرض شہادت اور اذعان اسلام سے نہ مقابلہ اور فرقہ
اس سے کسی جاسے اوکھو اور اوکھے پیشہ اوکھ کو القاب قیمیہ اور الفاظ شہیدہ سے یاد نہ کیا گیا
ملا وہ یکہ فحش و بد زبانیا و زنا و شرافت کے بھی خلاف ہو حالانکہ ان لوگوں سے ہمارے حق پر

نام مستتر و درجہ اول

نور

عقائد اہل سنت و جماعت کے ہیں باب دوم احوال شیخ جوہر میں آیت انشود غما انتہا سے
 موت و فنا تک اور بعد اوس کے سرگزشت اور ان کے خلفاء و تلامذہ کی کج تک بطور اختصار اہل
 کے باب سوم رد و لائل اثبات مہدویت شیخ جوہر میں باب چہارم بیان اہل ستائید کا
 کہ فرقہ مہدویہ نے نسبت حضرات مشائخ اسلام اور ہائیکہ اعلام کے کی ہیں باب پنجم بیان
 اور ان کے ادیبوں کا کہ مہدویوں نے خدمت میں غلطکارا شدہ اور دوسرے اصحاب
 حضرت خاتم المرسلین کے کی ہیں باب ششم بیان میں اور ان کے ادیبوں کے کہ مہدویوں
 جناب حضرات انبیاء مرسلین اور حضرت خاتم الرسالت سید الاولین والآخرین میں کی ہیں باب
 ہفتم میں بیان اور ان کے ادیبوں کا کہ فرقہ مہدویہ نے نسبت بجناب حضرت آفریدگار عالم
 بلالہ کے کی ہیں باب ہشتم میں سنا سنا سنا میں یعنی اپنے مہدی کو ساتھ حضرت سید الاولین
 افضل المخلوقین کے برابر کرنا چنانچہ یہ بات ارکان ایمان مہدویوں سے ہے

باب اول میں بیان اور عقائد فرقہ مہدویہ کا کہ مخالف عقائد اہل سنت و جماعت کے ہیں

عقیدہ اول سید محمد جوہر کی ولی کامل اور مکمل میں اور اعتقاد اہل سنت کا یہ ہے کہ جو اقوال
 و افعال شیخ جوہر کے کتابوں مہدویہ میں مرقوم ہیں اگر نسبت ان اقوال و افعال کی اور انکی جانب
 بیعت و برابر ہو اور قسم افترا و بہتان مریدین سے نہیں ہو جیسا کہ ظاہر ہے کہ مصرع تا نباشد چیز کی مریم
 گاویند چیز راہ تو ولی ہو تا در کنار او نکا از مراد اہل سنت کے ہونا مشکل ہو اور بعض علماء اہل سنت کہ جن
 ظن و لایات کا ان کے حق میں رکھنے تھے رجسار کی یہ بھی کہ شیخ سوہو کے اقوال و افعال اہل و مکذوبہ
 تھے اگر انکی کتاب میں ان کے ملا خط میں آتین ہرگز خیال و لایت کا ان کے حق میں نہ کرتے عقیدہ دوم
 سید محمد جوہر کی مہدی ہو و دین کہ سن فرمائی باجہ ہجری میں دعویٰ مہدویت کا کر کے سن تو مکتوب
 انتقال کیا اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے کہ ایک شخص آل محمد علیہ السلام میں سے بلا شک مہدی ہو
 ہو اور شناخت اسکی موقوفہ ہو و جو اور ان علامات پر کہ احادیث صحیحہ میں حق مہدی میں مذکور ہیں اور چونکہ
 یہ علامات شیخ سوہو میں مفقود تھیں اس واسطے یہ مہدی نہیں ہیں اور دعویٰ انکا باطل ہے چنانچہ
 تفہیم اسکی آئندہ بخوبی آوے گی انشاء اللہ تعالیٰ عقیدہ سوم تصدیق مہدویت سید محمد جوہر کی

بابت اول میں بیان اور عقائد فرقہ مہدویہ کا کہ مخالف عقائد اہل سنت و جماعت کے ہیں
 عقیدہ اول سید محمد جوہر کی ولی کامل اور مکمل میں اور اعتقاد اہل سنت کا یہ ہے کہ جو اقوال
 و افعال شیخ جوہر کے کتابوں مہدویہ میں مرقوم ہیں اگر نسبت ان اقوال و افعال کی اور انکی جانب
 بیعت و برابر ہو اور قسم افترا و بہتان مریدین سے نہیں ہو جیسا کہ ظاہر ہے کہ مصرع تا نباشد چیز کی مریم
 گاویند چیز راہ تو ولی ہو تا در کنار او نکا از مراد اہل سنت کے ہونا مشکل ہو اور بعض علماء اہل سنت کہ جن
 ظن و لایات کا ان کے حق میں رکھنے تھے رجسار کی یہ بھی کہ شیخ سوہو کے اقوال و افعال اہل و مکذوبہ
 تھے اگر انکی کتاب میں ان کے ملا خط میں آتین ہرگز خیال و لایت کا ان کے حق میں نہ کرتے عقیدہ دوم
 سید محمد جوہر کی مہدی ہو و دین کہ سن فرمائی باجہ ہجری میں دعویٰ مہدویت کا کر کے سن تو مکتوب
 انتقال کیا اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے کہ ایک شخص آل محمد علیہ السلام میں سے بلا شک مہدی ہو
 ہو اور شناخت اسکی موقوفہ ہو و جو اور ان علامات پر کہ احادیث صحیحہ میں حق مہدی میں مذکور ہیں اور چونکہ
 یہ علامات شیخ سوہو میں مفقود تھیں اس واسطے یہ مہدی نہیں ہیں اور دعویٰ انکا باطل ہے چنانچہ
 تفہیم اسکی آئندہ بخوبی آوے گی انشاء اللہ تعالیٰ عقیدہ سوم تصدیق مہدویت سید محمد جوہر کی

فرض ہو اور اگر ان کی مہر دیت کا کفر ہو اور سن نو سو پانچ ہجری سے اس طرف جس قدر اہل اسلام تشریف
 سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک گزرے ہیں اور گزریں گے سب سب اس انکار کے کافر
 مطلق ہیں سب ان فقط یہی چند مہدوی دکنی و دھونڈاری و گجراتی ہیں اور امت محمدیہ تین برسوں
 برس اس عقیدہ اختصار پر ہو گئی ہو اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہو کہ چونکہ شیخ موصوف علامات مہدیہ
 سے عاری ہیں تصدیق ان کے مہر دیت کی مستلزم تکذیب مہدی حقیقی آئندہ کی ہر حال ہے اور
 انکار ان کی مہر دیت کا واجب و موجب نجات و ثواب ہو اور اہل اسلام کو کافر کہنا کفر ہو کہ ان کوئی
 شامت اعمال ہے او کو اس میں مبتلا کیا ہو عقیدہ ہمارے شیخ موصوف اگرچہ اہل امتی
 ہیں لیکن افضل ہیں امرا مومنین ابو بکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان ذی النورین اور علی مرتضی
 رضی اللہ عنہم سے اور اعتقاد تمام اہل سنت بلکہ امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ہو کہ بعد انبیاء و مرسلین
 نہ کوئی امت محمدیہ میں افضل ان حضرات ہے اور نہ امم انبیاء سابقین میں عقیدہ ہمارے شیخ سید محمد جوہری
 سوا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افضل ہیں ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ و نوح و آدم اور تمام انبیاء اور
 مرسلین سے اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہو کہ کوئی دلی اگرچہ اغواٹ و انقلاب ابدال و اتنا و دیار اہل سنت
 و حجاب تابعین و مجتہد مہدی کی قسم سے ہووے درجہ کسی پیغمبر کو نہیں پہنچتا ہو انبیاء و مرسلین تمام
 خلائق سے افضل ہیں اور انبیاء و مرسلین بشرا انبیاء و مرسل ملائک سے افضل ہیں عقیدہ ہمارے شیخ
 جوہری اگرچہ تابع تمام ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیکن تینے آنحضرت خاتم المرسلین کے برابر ہیں
 کہ درون زمین ایک سرسویکی پوشی نہیں ہو اور اعتقاد اہل سنت کا یہ ہو کہ کوئی امتی کیا بلکہ کوئی پیغمبر مرسل
 یا فرشتہ مقرب ربہ حضرت سید الاولین و الاخرین خاتم الانبیاء و المرسلین کو نہیں پہنچتا ہو اور عالم جوہر
 میں کوئی موجود حضرت کا ہم رتبہ موجود نہیں ہو اور بعد خداوند عالم کے عالم میں جو مقام و منزلت کہ
 حضرت کے واسطے ہو کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہو کہ ع بعد از خدا بزرگ توئی نقضہ عقیدہ ہمارے شیخ
 یہ کہ جو احادیث رسول خدا کے اور تفاسیر قرآن اگرچہ کیسی ہی روایات صحیحہ سے مروی ہوں لیکن شیخ
 جوہر کے بیان احوال سے مقابل کر کے دیکھنا اگر مطابق نہ لگے احوال کے ہو وہیں صحیح جاننا و غلط
 جاننا اور اہل سنت کا اعتقاد اسکے بالعکس یعنی مسلمان کو چاہیے کہ اپنے احوال کو احادیث و تفاسیر
 کے مقابل کر کے آزمائے کہ جو مطابق نہ لگے اس پر ثابت ہو کہ جو احوال کے اپنے مخالف احادیث و تفاسیر کے

[illegible]

پاؤں سے توبہ کر کے ترک کرے اور وہ احوال پیدا کرے مطابق سنت رسول اللہ و مشرب جماعت
 صحابہ اور اہل بیت کے جو دین اس سے ایک اہل سنت و جماعت ہوتے ہیں عقیدہ و مشرب
 بیکہ شیخ موصوف کو بالذات مفترض الطاعت جاہن اپنی جو کچھ انھوں نے کہا یا کیا اسکی مانع
 وہ مردن پر فرض ہو گئی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے کہ یہ مقام سوا حضرت انبیا علیہم السلام کے
 کسی کے واسطے نہیں ہے۔ انھیں کیلئے یہ ہے کہ جبکہ وہ فرض کسین وہ فرض ہے اور جبکہ ملال کسین
 مال ہے اور جبکہ حرام کسین وہ حرام ہے اور جو کچھ وہ بلا موانعت کریں وہ سنت ہے اور جبکہ بطور
 عبادت کے موافقت اختیار کریں وہ واجب ہے جانا ہے اور سوا انبیا علیہم السلام کے دوسری
 اطاعت البتہ یعنی اولیٰ کا قول اگر مخالف امر حضرت انبیا کے نہ ہو گا اطاعت کی جاوے گی اور اگر
 مخالف ہو گا اطاعت نہ کریں گے عقیدہ نہ ہم یہ کہ عیساکہ قول شیخ جو نور کا باوجود مخالفت اہل
 واجب التصدیق ہے البتہ اگر مخالف عقل جس کے ہے وہ جب بھی جب تصدیق ہے اور کلام مہدی
 میں تاویل حرام ہے چنانچہ عقل میں لکھا ہے کہ ایک زور قائلوں میں مجمع تمام مہاجرین خلفاء مہدی
 بیان خود میرے ایک فاشاک ہاں تھے میں بگڑ کر پوچھا کہ دیکھو یہ کیا ہے سب جواب دیا کہ فاشاکہ
 کہا خوب دیکھو کہ کیا ہے پورے فاشاکہ ہے پھر کہا خوب دیکھو سب نے کہا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ فاشاکہ ہے
 نے کہ کہ اسکو مہدی موعود نے شاہ کہا ہے سب نے کہا کہ شاہی آمنا و صدقنا پھر ایک سنگر بڑہ
 عین نے کہ ان سب بزرگوں کو دکھلا کر کہا کہ یہ کیا ہے پورے سنگر بڑہ ہے پھر کہا خوب دیکھو کیا ہے پورے
 سنگر بڑہ ہے پھر کہا کہ کیا ہے سب بولے کہ دیکھو یہی سنگر بڑہ ہے کہ اسکو مہدی موعود
 جو اہل اہمیت کہا ہے سب مہاجرین کے جواب دیا کہ آمنا و صدقنا جاہل ہے دیکھنے کا کیا اعتبار
 جو کہ زمانہ مہدی میں شک لائے یا تاویل کرے وہ آن مہدی نہیں ہے انتہی اور آخر عقیدہ پیر
 میں لکھا ہے کہ شخص جس کہ بیان مہدی میں کچھ تاویل یا تحویل کرے وہ مخالف بیان اوس فاشاکہ ہے
 انتہی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے کہ شریعت محمدیہ بلکہ تمام شرائع آسمانی میں کوئی خبر و حکم مخالف
 عقل کے کہ عقل صحیح اس کے استحقاق پر یقین کرے نہیں ہوتا ہے اور اگر بالفرض بظاہر کوئی حکم مخالف
 عقل کے معلوم ہو تو وہ ان وہ معنی ظاہری مخالف عقل مراد نہیں ہیں بلکہ وہ کلام مہدی ہے اور
 معنی تاویل اس کے برگز مخالف عقل نہیں ہیں اور تاویل موافق قواعد اصول کے کلام خدا رسول

عقیدہ و مشرب
 جماعت صحابہ
 و اہل بیت
 کے جو دین اس
 سے ایک اہل
 سنت و جماعت
 ہوتے ہیں

درست ہے البتہ بعض احکام ایسے ہیں کہ عقل بشری کے ادراک و ماہیت عاجز ہو نہ یہ کہ عقل کے بطلان پر دلیل یقینی رکھتی ہو یا حسن و مشابہت میں بدیہی البطلان ہوں اس لیے اس کے متکلمین اپنی کتابوں میں تو متخیلہ الاستحالة کے ابطال احتمال اور اثبات امکان کے دہرے رستے ہیں تاکہ وہ ان احکام شرعیہ غیبا احتمال کذب سے پاک رہے بخلاف حمد و یہ کے کہ کاذب کو شاہ اور کفر کو جوہر بول کر کہ کذب محض ہو اور یہ سے سرچ آئنا صدقہ کا نسخہ کر سچ جان لیتے ہیں عقیدہ وہم یہ کہ سید محمد جوہری اور محمد علی علیہ وآلہ وسلم پورے مسلمان ہیں اور سوسا ان کے حضرت ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ و نوح و آدم اور تمام انبیاء و سلیمین ناقص الاسلام ہیں کہ کوئی پیغمبر نہیں مسلم ہو اور کوئی باہر مسلمان اور کوئی اس سے بھی کم ہو چنانچہ وحی فضاں میں ہے کہ شاہ دلاور نے اپنے ہمدی سے روایت کی کہ آدم علیہ السلام ناک کے پیچھے سے بالا ستر تک مسلمان تھے اور نوح علیہ السلام زیر جلق سے بالا ستر تک مسلمان تھے اور ابراہیم و موسیٰ سے سینے سے ستر تک مسلمان تھے اور عیسیٰ علیہ السلام زیر ناف سے بالا ستر تک مسلمان تھے دوسری بار جب وینگے پورے مسلمان ہو جاوے گے اب آدھے مسلمان ہیں انتہی اور انصاف نامہ کے بارہویں باب میں لکھا ہے کہ میان خود میرے کہا کہ تمام عالم میں مسلمان معلوم ہوتے ہیں ایک محمد رسول اللہ و دوسرے میرا محمد جوہری ہی میرا ان موصوفے جواب دیا کہ ہاں ایسی ہی ہے بعض پیغمبرین کا مسلمان ہوا تھا اور بعض کا ناف تک اور بعضوں کا سیدھا پہلو اور بعضوں کے دونوں پہلو مسلمان ہو گئے تھے مگر یہی وقت سننا یا مسلمان ہوئے ہیں انتہی اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے کہ درجہ اسلام کمتر ہو درجہ نبوت و رسالت انبیاء و سلیمین ہو کر اسلام میں ناقص ہونا کیا معنی بلکہ تمام حضرات انبیاء پورے مسلمان کامل الاسلام الایمان ہیں جب اسلام ان میں کچھ تفاوت نہیں ہو اور ایسی ہی جہت نبوت بھی ان میں کچھ تفاوت نہیں ہو ورنہ نبوت میں سب برابر ہیں کہ اَنَا اَوْحَدِنَا إِلَيْكَ كَمَا اَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَ النَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِي اُولَئِكَ اَوْحَيْنَا لَهُمْ آيَاتِنَا فَتَلَاؤُا بَيْنَهُمْ اَلَا يُبْصِرُونَ اور ایک روایت میں ہے کہ لَا تَقْضُوا آيَاتِنَا اَللّٰهُ تَعَالٰی یعنی ایک پیغمبر کو دوسرے پر اسل نبوت میں تفضیل نہ دو کہ نبوت میں سب برابر ہیں اور تفاوت درجات کہ انبیاء علیہم السلام میں ہے بسبب ان خصائص و اوصاف کے جو کہ منصب نبوت کے سوا فضائل زائدہ کی قسم سے ہیں یعنی کوئی نبوت کے سوا فرمان رسالت بھی نہ تھا رکھتا ہو اور کسی کے واسطے طغر اور الوغری بھی چکنا ہو اور کوئی سراج اللہ ہو تو کوئی کلیم اللہ ہو اور کوئی

فقیر و غنی
سوائے نبوت و رسالت
اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
تمام انبیاء و سلیمین
ناقص الاسلام ہیں

محمد صلی اللہ علیہ وسلم
تمام انبیاء و سلیمین
ناقص الاسلام ہیں

محمد صلی اللہ علیہ وسلم
تمام انبیاء و سلیمین
ناقص الاسلام ہیں

خلیل الہدی تو کو کہی کہ سیکو غایت تو سیکو غفایت تو سیکو ملائی تاہی تو سیکو نمانت
 و معنی تو کہی یہی اسی طرف اشارہ ہو کر تھاکہ التوسل یصلنا لہم علی بغیر منہم کما کان اللہ
 و ساقہ لکھتے تھے کہ سحابات و اقدینا علی سبی ابن مریخہ البینات قاتی نانو تو فریخ اللہ
 عقیدہ یار و اہم کہ شیخ ہندی کا اعتقاد رکھنا فرض ہو اور اسکے اعلیٰ اصطلاح میں یہ معنی ہیں
 کہ تمام راج انبیا اور رسول اور العزم اور الکیا بلند مرتبہ اور تمام مؤمنین اور مومنات آدم سے سہم
 کہ شیخ جوہر کے حضور میں جس شخص کی جاتی ہیں اور شیخ مذکور کا دافلا اور عورات دیکھتے ہیں اور
 حق تعالیٰ کا اور ان کو حکم ہوتا ہو کہ تم نے جس شخص سے نور لیا تھا پھر اس محل سے متاثر نہ کر کے
 تسبیح کرو اور جو شخص یہاں مقبول ہوا وہ خدا کے پاس بھی مقبول ہو اور جو یہاں مردود ہوا وہ خدا سے
 بھی مردود رہے اور علیہ میں اسکی اطلاع اور اہمیت میں موجود ہو اور یہ فضائل میں لکھا ہو کہ شیخ جوہر سے اپنے
 داماد خود میر کو کہا کہ جیسا کہ کہنے کے پاس تسبیح ہوتی ہو میان خود میر کے پاس بھی ہوگی اتنی اور اعتقاد
 اہل سنت کا یہ ہو کہ عقیدہ سیر باطل و منال ہو کیونکہ وہ ملائکہ اور شہر میں سیکو قابل نہیں جانتے ہیں
 کہ حضرات انبیا و مرسلین اس سے نور لبوبین اور پھر مقابلہ اور تسبیح کے واسطے اسکے حضور میں و زمین اور اہل
 مقبولی اور مردودی کا تشخیص نہیں ہے ہر قدر اللہ العظیم حضرات انبیا و مرسلین اور مردودی سے ایمان ہیں
 بلکہ اولیاء و مؤمنین بھی جبکہ جس فائزہ اس عالم سے روانہ ہو چکے ہو گئے البانکی مردودی غیر مستحق و سحاب
 اللہ حضرت قائم السلسلین باوجود اشران تمکین کے بھی نہیں بول سکتے ہیں کہ انبیا و مرسلین کی مقبولی مردودی
 میرے قبول و رد و موقوف ہو پس کجا شیخ جوہر خود خوند میر عقیدہ و وار و اہم کہ جب تک آدمی
 چشم سیر یا چشم دل یا خواب میں خدا کو نہ دیکھے مؤمنین ہو مگر طالب صادق کہ اپنے دل کو غیر حق سے
 تعمیر کرے خدا کی طرف متوجہ ہو کر ہمیشہ مشغول بخدا رہے اور دنیا اور خلق سے غفلت اختیار کرے اور خود
 سے باہر نہ لے کی ہمت نہ کرے تا کہ اسے اپنے شخص کے حق میں بھی اس کے ہندی نے حکم ایمان کا لکھا ہو چنانچہ عقیدہ
 غریب و غریب کو رہی غرض کہ یہ چار قسم کے لوگ یعنی چشم سیر یا چشم دل یا خواب خدا دیکھنے والے اور طالب بارگاہ
 امام دنیا و خلق کو چھوڑ کر زاویہ غفلت میں ہمیشہ مشغول بلکہ اپنی من بین ادنیٰ سبب کے ہندی
 نہ دیکھ کا فرہین پس وہ ہر حال مرد و بان مال کہ ان چاروں قسم سے باہر ہیں یہ سچا کہ اہل سنت کے نزدیک
 یہ زمرہ اہل سنت اور ہندی کے نزدیک خارج زمرہ مسلمان ہیں انکس از بنیادہ و از جملانہ

نہ اصرار کے ہوئے نہ اوپر کے جوئے کا شرا و سرائے سنت میں آجائے تو موت نجات کی ہوئی
کیونکہ اعتقاد اہل سنت میں نہ اس کے دیکھنے پر ایمان مولود نہ میں ہی بلکہ یہ لوگ نے دیکھے خدا
پر ایمان بالغیب بلائے ہیں اس لیے اس کے اندر کی مع ذرات ہو کہ ہڈی کا لکھنے والے کو نہ ہو
والغیب در اتفاق ہو اہل سنت کا بلکہ امت کا کہ رویت اللہ تعالیٰ کی دنیا میں بچشم سر کسی کے واسطے
واقع نہیں ہے سو حضرت رسالت کے مشرب حجاج میں بلکہ بعضوں کا اس میں بھی اختلاف ہے تفصیل اس کی
دلیل شانزوم میں آئیگی انشاء اللہ تعالیٰ عقیدہ سیف و ہیم پر کہ جو چاہے فرمائے شیخ موصوف کے تین پروردگار کا ذکر کرنا
منافق ہو اور چار پروردگار کرنا والا شرک ہو اور پانچ پروردگار کرنا والا مشرک ہے اور آٹھ پروردگار کرنا والا کفر ہے
پس اس میں سبب کے لئے نزدیک کسب ام ہو کیونکہ ان کے نزدیک حالت کعب میں یا داتھی متعذر ہو حاصل ہوا
کہ ان کے میران کے نزدیک ہمدوی لوگ اگر تین چار پروردگار کرنا میں تو یہی ضائق و مشک کہ ہیں
جس کا ذکر مذکور میں اس قدر ذکر بھی لاکھوں میں ایک بھی لفظ نہیں آتا ہو عرض کہ اس میں ماننے
بھی ہمدویوں کے دین ایمان کو تاراج کیا اور تفصیل اس کی بظنی شانزوم میں آئے گی اور اعتقاد اہل
کام یہ ہے کہ آدمی جب تک اعتقادات اسلامیہ صحیح رکھتا ہو کسی عبادت کے ترک اور کسی گناہ کے ارتکاب سے
منافق و مشرک نہیں ہوتا ہو بلکہ وہ میں گنہگار رہتا ہو جبکہ عبادت مرفوضہ کے ترک سے کام نہیں ہوتا
تو وہ وامد ذکر کہ نوافل مستحبات ہیں اور اسکے ترک سے کینہ نہ کر شرک و منافق ہوگا اگر کرے گا درجات اعلیٰ
پاؤگا اور اگر نہ کرے گا میں بلا شہرہ سے گا عقیدہ ہمارا وہ ہے کہ ہر ایک دنیاوی اگرچہ محال و
مباح ہوں اس میں مشغول رہنے والا بلکہ اس کا ارادہ رکھنے والا کافر ہو جیسا کہ انصافائے کے باب
پنجم میں لکھا ہو کہ میران نے فرمایا کہ وجود حیات دنیا کفر ہو چنانچہ زبان فرزند ان اسوال میرانامات
وزیراعامت و عمارات و مہوسات و مالکات وغیرہ کا جو کہ انکا مرید ہو اور ان میں مشغول ہو وہ کافر ہو اور
جو کہ ان کا ارادہ رکھے اور ان اسوال میں مشغول ہو وہ بھی کافر ہو اگر کوئی شخص اس کے ساتھ محبت
رکھے یا اس کے گھر کو جاوے یا اس کے ساتھ الفت رکھے وہ ہماری آن سے نہیں ہو اور آن محمدی
سے نہیں ہو اور آن خدا سے نہیں ہے انتہی دیکھیے کہ ہمدویوں میں پیسے شیا د باکمال جس د
طہیت موجود ہیں اور وہ مجرب ان میں مشغول ہیں اور اہل ولایت کے در پر شب روز مانند پروردگار
دست متعاصر ہیں پس ان کے ہمدی کی زبان در نشان سے خطاب کفران کو مبارکباد اور جب

میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے کہ میران کی باتیں
خلاف قرآن و سنت ہیں
اور ان کے عقیدے
کفر و شرک ہیں
میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے کہ میران کی باتیں
خلاف قرآن و سنت ہیں
اور ان کے عقیدے
کفر و شرک ہیں
میں نے یہ سب کچھ لکھا ہے کہ میران کی باتیں
خلاف قرآن و سنت ہیں
اور ان کے عقیدے
کفر و شرک ہیں

مہدی نے کہا کہ ہماری آن سے نہیں ہو تو غیر مہدی ہونا ان پر صادق ہوا غرض کہ ان عقائد
 متاثرہ متعلقہ سے ثابت ہوا کہ ان بزرگ نے ان لوگوں کو سب سے چھوڑا کر زمرہ اہل سنت سے اپنی نظر
 ہٹا کر صلا و سلا یہ دیا کہ ان خطابات کفر و شرک و فتناء سے سرفراز فرمایا اب مہدیوں سے لاچار
 ہو کر ایسا مفر کیا ہو کہ اگر یہ عمر جو بوجب فرمان مہدی تہجدان مہدی کے کافر ہے لیکن مرنے
 وقت کسی میان کے ہاتھ پر جو کہ نام کو کچھ کلمات ترک کے اور اگر کے سیدمان ہو جانا اور ان خطابات
 مہدی کسی طرح اپنا بیجا جھوٹا تحقیق اس امر کی گویہ ترک کہ پیغمبر نہیں ہو بلکہ غی و ہم کے میان
 آدے کی انشاء اللہ تعالیٰ یہ مقام فقط نقل عقائد کا ہو نہ ابرار و دلائل کا لیکن قطع نظر اس سے ملایم یا کہ
 بالاکر میں زندہ مہدی بوجب رشاد مہدی کافر و غیر مہدی ہوتے ہیں اور زیر زمین سرور البتہ نہیں
 و مسلم میں پس تمام اعمال حالت زندگی کے ناچیز ٹھیکر سے کیونکہ اعمال کفر کے نام مقبول محض
 ہوتے ہیں اور حقوق الناس کہ ہر حال میں قابل مواخذہ ہیں ان کے پہلو رہیں گے تب بھی نجات
 مشکل ہو اور زندہ مہدیوں کو کہ بوجب فرمان مہدی کے حالت کفر میں ہیں اور ان مہدی
 خارج ہیں ہم سے باب مذہب میں گفتگو لا محالہ جو غرض کہ مسودہ اور ان کے ہر چند کہ جائز یا
 کا اختیار کیا کہ اپنی طرف سے تمام کتاب میں کہیں انکی تکفیر سے زبان و قلم کو آلودہ نہ کیا لیکن ہر
 لا علاج ہو کہ خود مہدی ایسے دروہین کا دیکھ تکفیر سے انکو نجات دینا ہو کہ نہ کہ جب بدیہات کا کوٹ
 و زنان و فرزند ان وغیرہ کفر و تخیل ادنیٰ سے اعلیٰ تک امیر و فقیر و پیر و پیرزادہ سب اس میں گرفتار
 ہو گئے بظلمات اہل سنت کے کہ ان کے اعتقاد میں یہ آفات بالکل نہیں ہیں اس واسطے کہ مال حلال
 خواہ کڑوڑ یا کا ہو جب تک زکوٰۃ ادا ہوئی باقی پاک ہو گیا اور اس کا کھانا نہ گناہ ہو نہ کفر اور محبت کی
 خود قرآن سے ثابت ہے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں جا بجا زکوٰۃ دینے والوں کی مدح فرماتا ہے
 اور زکوٰۃ ادا کرنے والے کو مال نصاب میں سے بعد گزرنے تمام سال کے چالیسواں حصہ خیرات کرنا
 پس اگر تمام سال کھانا مال کا کفر ہو تو اللہ تعالیٰ مدح کا حصہ کو فرمانا اور اگر بعد ادا چالیسواں حصہ
 بقید اوتنا لیس حصہ پاک نہ ہو جائے تو کافر ہو کر فرمانا کہ **خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ**
وَيُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ و عتقہ کو یا مزدہم یہ کہ ترک
 وطن کرنا اور اپنے وطن سے ہجرت کر کے عداوتوں کی محبت اختیار کرنا فرض ہو نہ ناجی خواہ

مہدیوں کے لئے یہ عقائد متاثرہ متعلقہ سے ثابت ہوا کہ ان بزرگ نے ان لوگوں کو سب سے چھوڑا کر زمرہ اہل سنت سے اپنی نظر ہٹا کر صلا و سلا یہ دیا کہ ان خطابات کفر و شرک و فتناء سے سرفراز فرمایا اب مہدیوں سے لاچار ہو کر ایسا مفر کیا ہو کہ اگر یہ عمر جو بوجب فرمان مہدی تہجدان مہدی کے کافر ہے لیکن مرنے وقت کسی میان کے ہاتھ پر جو کہ نام کو کچھ کلمات ترک کے اور اگر کے سیدمان ہو جانا اور ان خطابات مہدی کسی طرح اپنا بیجا جھوٹا تحقیق اس امر کی گویہ ترک کہ پیغمبر نہیں ہو بلکہ غی و ہم کے میان آدے کی انشاء اللہ تعالیٰ یہ مقام فقط نقل عقائد کا ہو نہ ابرار و دلائل کا لیکن قطع نظر اس سے ملایم یا کہ بالاکر میں زندہ مہدی بوجب رشاد مہدی کافر و غیر مہدی ہوتے ہیں اور زیر زمین سرور البتہ نہیں و مسلم میں پس تمام اعمال حالت زندگی کے ناچیز ٹھیکر سے کیونکہ اعمال کفر کے نام مقبول محض ہوتے ہیں اور حقوق الناس کہ ہر حال میں قابل مواخذہ ہیں ان کے پہلو رہیں گے تب بھی نجات مشکل ہو اور زندہ مہدیوں کو کہ بوجب فرمان مہدی کے حالت کفر میں ہیں اور ان مہدی خارج ہیں ہم سے باب مذہب میں گفتگو لا محالہ جو غرض کہ مسودہ اور ان کے ہر چند کہ جائز یا کا اختیار کیا کہ اپنی طرف سے تمام کتاب میں کہیں انکی تکفیر سے زبان و قلم کو آلودہ نہ کیا لیکن ہر لا علاج ہو کہ خود مہدی ایسے دروہین کا دیکھ تکفیر سے انکو نجات دینا ہو کہ نہ کہ جب بدیہات کا کوٹ و زنان و فرزند ان وغیرہ کفر و تخیل ادنیٰ سے اعلیٰ تک امیر و فقیر و پیر و پیرزادہ سب اس میں گرفتار ہو گئے بظلمات اہل سنت کے کہ ان کے اعتقاد میں یہ آفات بالکل نہیں ہیں اس واسطے کہ مال حلال خواہ کڑوڑ یا کا ہو جب تک زکوٰۃ ادا ہوئی باقی پاک ہو گیا اور اس کا کھانا نہ گناہ ہو نہ کفر اور محبت کی خود قرآن سے ثابت ہے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں جا بجا زکوٰۃ دینے والوں کی مدح فرماتا ہے اور زکوٰۃ ادا کرنے والے کو مال نصاب میں سے بعد گزرنے تمام سال کے چالیسواں حصہ خیرات کرنا پس اگر تمام سال کھانا مال کا کفر ہو تو اللہ تعالیٰ مدح کا حصہ کو فرمانا اور اگر بعد ادا چالیسواں حصہ بقید اوتنا لیس حصہ پاک نہ ہو جائے تو کافر ہو کر فرمانا کہ **خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَيُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ** و عتقہ کو یا مزدہم یہ کہ ترک وطن کرنا اور اپنے وطن سے ہجرت کر کے عداوتوں کی محبت اختیار کرنا فرض ہو نہ ناجی خواہ

اگر مہدیوں کے لئے یہ عقائد متاثرہ متعلقہ سے ثابت ہوا کہ ان بزرگ نے ان لوگوں کو سب سے چھوڑا کر زمرہ اہل سنت سے اپنی نظر ہٹا کر صلا و سلا یہ دیا کہ ان خطابات کفر و شرک و فتناء سے سرفراز فرمایا اب مہدیوں سے لاچار ہو کر ایسا مفر کیا ہو کہ اگر یہ عمر جو بوجب فرمان مہدی تہجدان مہدی کے کافر ہے لیکن مرنے وقت کسی میان کے ہاتھ پر جو کہ نام کو کچھ کلمات ترک کے اور اگر کے سیدمان ہو جانا اور ان خطابات مہدی کسی طرح اپنا بیجا جھوٹا تحقیق اس امر کی گویہ ترک کہ پیغمبر نہیں ہو بلکہ غی و ہم کے میان آدے کی انشاء اللہ تعالیٰ یہ مقام فقط نقل عقائد کا ہو نہ ابرار و دلائل کا لیکن قطع نظر اس سے ملایم یا کہ بالاکر میں زندہ مہدی بوجب رشاد مہدی کافر و غیر مہدی ہوتے ہیں اور زیر زمین سرور البتہ نہیں و مسلم میں پس تمام اعمال حالت زندگی کے ناچیز ٹھیکر سے کیونکہ اعمال کفر کے نام مقبول محض ہوتے ہیں اور حقوق الناس کہ ہر حال میں قابل مواخذہ ہیں ان کے پہلو رہیں گے تب بھی نجات مشکل ہو اور زندہ مہدیوں کو کہ بوجب فرمان مہدی کے حالت کفر میں ہیں اور ان مہدی خارج ہیں ہم سے باب مذہب میں گفتگو لا محالہ جو غرض کہ مسودہ اور ان کے ہر چند کہ جائز یا کا اختیار کیا کہ اپنی طرف سے تمام کتاب میں کہیں انکی تکفیر سے زبان و قلم کو آلودہ نہ کیا لیکن ہر لا علاج ہو کہ خود مہدی ایسے دروہین کا دیکھ تکفیر سے انکو نجات دینا ہو کہ نہ کہ جب بدیہات کا کوٹ و زنان و فرزند ان وغیرہ کفر و تخیل ادنیٰ سے اعلیٰ تک امیر و فقیر و پیر و پیرزادہ سب اس میں گرفتار ہو گئے بظلمات اہل سنت کے کہ ان کے اعتقاد میں یہ آفات بالکل نہیں ہیں اس واسطے کہ مال حلال خواہ کڑوڑ یا کا ہو جب تک زکوٰۃ ادا ہوئی باقی پاک ہو گیا اور اس کا کھانا نہ گناہ ہو نہ کفر اور محبت کی خود قرآن سے ثابت ہے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں جا بجا زکوٰۃ دینے والوں کی مدح فرماتا ہے اور زکوٰۃ ادا کرنے والے کو مال نصاب میں سے بعد گزرنے تمام سال کے چالیسواں حصہ خیرات کرنا پس اگر تمام سال کھانا مال کا کفر ہو تو اللہ تعالیٰ مدح کا حصہ کو فرمانا اور اگر بعد ادا چالیسواں حصہ بقید اوتنا لیس حصہ پاک نہ ہو جائے تو کافر ہو کر فرمانا کہ **خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَيُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ** و عتقہ کو یا مزدہم یہ کہ ترک وطن کرنا اور اپنے وطن سے ہجرت کر کے عداوتوں کی محبت اختیار کرنا فرض ہو نہ ناجی خواہ

باب ہی و مومین مرقوم ہو اور جو شخص کہ اس ہجرت و محبت کو بجا نہ لکڑوہ منافق ہو چنانچہ عقدہ
 میان خود میرین کہ جسکو ممدوی ام القائد بحر الفوائد بتے ہیں لکھا ہو کہ ہر کہ ممدی را نیک
 کر دہست و را بھرت و محبت دی باز ماندہ ہست اور احکم منافق بدین کہت بد کرد کہ لا یشکوی
 الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرَ أُولِي الضَّرَبِ وَالْحَاكِمُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُمُورَ الْهَرَجِ
 وَالْأَنْفُسُ نَقَلَ اللَّهُ الْحَاكِمِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا
 وَعَدَ اللَّهُ الْحَسَنَى وَفَضَّلَ اللَّهُ الْحَاكِمِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا انتهى ۱۱ لکھ
 اس آیت یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ تارک ہجرت منافق ہو علاوہ یہ کہ اس آیت میں خود ہجرت کا
 سرسچ ذکر نہیں ہی جہاں کہ تارک ہجرت کے نفاق کا ذکر ہو کہ اس میں نقطہ جہاد کرنے والوں کا
 اور بلا عذر جہاد ترک کرنے والوں کا ذکر ہو خود ممدی اس میں گرفتار ہیں کہ ابتدا کہ امتدات
 بتاؤ مگر کبھی جہاد نہیں کیا اور خلفائے بھی ہجرت جہاد کفار کو قانع نہ کیا بلکہ حکام اہل اسلام سے بغاوت
 کر کے مسلمانوں کے ساتھ کبھی کبھی قتال جہاد برپا کیا ہو اس آیت سے استدلال اور نفاق تارک ہجرت کے
 کرنے سے حال قرآن نہیں شیخ موصوف اور میان خود میر کا معلوم ہوا اور اس قسم کی خوش فہمی کا ذکر
 کتاب میں بکثرت آئے گا اور سب پر مکر یہ کہ یہ ہجرت اصطلاحی اس قوم کی شریعت محمدیہ میں ہرگز موقوف
 نہیں ہی بلکہ مکر وہ ہو اس واسطے دین محمدی میں ہجرت اس کا نام ہو کہ ملک کفار سے ہجرت کر کے دارالاسلام
 میں توطن اختیار کرنا نہ یہ کہ اپنا نقطہ وطن ترک کر کے اوسی حکومت کی دوسری جہتی میں جا رہا ہو یا
 کہ خلفا شیخ جو پورے کیا کہ ہجرت میں اپنے اپنے اوطان سے نکل کر پھر اوسی ظہیم کے دوسرے بلاد و
 دیہات میں انھیں سلاطین اہل سنت کی حکومت میں عمر بسر کی پتہ سم رہبانیت سے ہر کہ شرع محمدی میں
 ممنوع ہو کہ لا رہبانیت فی الاہل اسلام اہل اسلام کے نزدیک اس حرکت کا ترک موجب ثواب
 واجر ہو نہ موجب نفاق بلکہ اعتقاد بھی مانند عقائد سابقہ کے ممدویان حال کے نفاق کا شائبہ ہو کہ اکثر
 یہ لوگ کہ اپنے اوطان و پٹیاش کے بلاد میں مرتے ہیں اور ترک ہنگام مرگ سے بھی یہ نفاق
 دفع نہیں ہوتا کیونکہ اگر اوس وقت بالفرض دنیا ترک ہوئی لیکن ہجرت وطن سے کہاں ہوئی پس
 خطاب منافق کا جانب ممدی سے موجود ہوا عرض کہ کیسی حیلہ کریں مگر ممدی کے ان خطابات
 القاسے نجات نہیں ملتی اور عقیدہ شائندہ ہم یہ کہ شیخ محمد صاحب جو پوری کو نبی پاک رسول

ممدی کے ہجرت و محبت کو بجا نہ لکڑوہ منافق ہو چنانچہ عقدہ
 میان خود میرین کہ جسکو ممدوی ام القائد بحر الفوائد بتے ہیں لکھا ہو کہ ہر کہ ممدی را نیک
 کر دہست و را بھرت و محبت دی باز ماندہ ہست اور احکم منافق بدین کہت بد کرد کہ لا یشکوی
 الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرَ أُولِي الضَّرَبِ وَالْحَاكِمُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُمُورَ الْهَرَجِ
 وَالْأَنْفُسُ نَقَلَ اللَّهُ الْحَاكِمِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا
 وَعَدَ اللَّهُ الْحَسَنَى وَفَضَّلَ اللَّهُ الْحَاكِمِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا انتهى ۱۱ لکھ
 اس آیت یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ تارک ہجرت منافق ہو علاوہ یہ کہ اس آیت میں خود ہجرت کا
 سرسچ ذکر نہیں ہی جہاں کہ تارک ہجرت کے نفاق کا ذکر ہو کہ اس میں نقطہ جہاد کرنے والوں کا
 اور بلا عذر جہاد ترک کرنے والوں کا ذکر ہو خود ممدی اس میں گرفتار ہیں کہ ابتدا کہ امتدات
 بتاؤ مگر کبھی جہاد نہیں کیا اور خلفائے بھی ہجرت جہاد کفار کو قانع نہ کیا بلکہ حکام اہل اسلام سے بغاوت
 کر کے مسلمانوں کے ساتھ کبھی کبھی قتال جہاد برپا کیا ہو اس آیت سے استدلال اور نفاق تارک ہجرت کے
 کرنے سے حال قرآن نہیں شیخ موصوف اور میان خود میر کا معلوم ہوا اور اس قسم کی خوش فہمی کا ذکر
 کتاب میں بکثرت آئے گا اور سب پر مکر یہ کہ یہ ہجرت اصطلاحی اس قوم کی شریعت محمدیہ میں ہرگز موقوف
 نہیں ہی بلکہ مکر وہ ہو اس واسطے دین محمدی میں ہجرت اس کا نام ہو کہ ملک کفار سے ہجرت کر کے دارالاسلام
 میں توطن اختیار کرنا نہ یہ کہ اپنا نقطہ وطن ترک کر کے اوسی حکومت کی دوسری جہتی میں جا رہا ہو یا
 کہ خلفا شیخ جو پورے کیا کہ ہجرت میں اپنے اپنے اوطان سے نکل کر پھر اوسی ظہیم کے دوسرے بلاد و
 دیہات میں انھیں سلاطین اہل سنت کی حکومت میں عمر بسر کی پتہ سم رہبانیت سے ہر کہ شرع محمدی میں
 ممنوع ہو کہ لا رہبانیت فی الاہل اسلام اہل اسلام کے نزدیک اس حرکت کا ترک موجب ثواب
 واجر ہو نہ موجب نفاق بلکہ اعتقاد بھی مانند عقائد سابقہ کے ممدویان حال کے نفاق کا شائبہ ہو کہ اکثر
 یہ لوگ کہ اپنے اوطان و پٹیاش کے بلاد میں مرتے ہیں اور ترک ہنگام مرگ سے بھی یہ نفاق
 دفع نہیں ہوتا کیونکہ اگر اوس وقت بالفرض دنیا ترک ہوئی لیکن ہجرت وطن سے کہاں ہوئی پس
 خطاب منافق کا جانب ممدی سے موجود ہوا عرض کہ کیسی حیلہ کریں مگر ممدی کے ان خطابات
 القاسے نجات نہیں ملتی اور عقیدہ شائندہ ہم یہ کہ شیخ محمد صاحب جو پوری کو نبی پاک رسول

و بیان نمودن احکام و ولایت محمدی و استقامت انتمی اور سب کے اسکے تمام کتب قوم سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس
جانب سے بعض لطیف الہی شیخ جو نور واسطے ہدایت خلق کے بیکار تمام جمہور میں ہیں اور اس طرح مقدمہ
دوم یعنی وحی احکام وغیرہ کی بطور قطعیت کے خدا کی طرف سے ہونا بھی ان کی کتابوں میں ہمایا مفسر اور حجاز
ام القیامہ میں لکھا ہے کہ شیخ موصوف فرماتے ہیں کہ جو حکم کہ میں بیان کرتا ہوں خدا کی طرف سے ہونا
بیان کرتا ہوں جو کہ ان احکام سے ایک حرف کا منکر ہوگا عتد یا خود ہوگا اور رسالہ فیہ الخ میں
لکھا ہے فرض چہاں مہدی ایلو سہ ہر روز نو تعلیم از خدا و اتباع پیغمبر تمام احکام مہدی ثابت ہوا اللہ تعالیٰ
سین و ہم احوال بیان مہدی از تعلیم خدا و اتباع مصطفی علیہ السلام استقامت اور رسالہ اعتقادیات علیا
میں عالم بیان لکھا ہے کہ منصب خدا علم و حکم کا حضرت کو حق تعالیٰ سے اور روح مقدس ہی سے ہی اور علم
و حکم حضرت کا یقینی قطعی ہوا ان بزرگ کے عبارات وحی از عالم میں سے ایک عبارت بطور نمونہ کے
لکھی جاتی ہے ابتدا رسالہ الامم العقائد میں لکھا ہے قال الامام المہدی صلی اللہ علیہ وسلم علمت
من اللہ بلا واسطہ تصدیق الیوم قل انی عبد اللہ تابع ہیں رسول اللہ ہیں ہدی
الزمان و ارث نبی الرحمن عالم علم الکتاب الایمان مبین الحقیقہ و الشریعہ
و الرضوان انتہی اور اسی طرح مقدمہ سوم نبوت کا یعنی معصوم فی العلم ہونا اس پر بھی تمام روایات کا
اتفاق ہونا ہے اعتقاد معصوم فی العلم میں سے بھی ثابت ہوا اور معصوم فی العلم
ہونا بھی سب کا اعتقاد ہونا ہے رسالہ اعتقادیات عالم بیان میں لکھا ہے مسلمان مہدی موعود علیہ السلام
تابع ہیں خطابی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلکہ معصوم عن الخطا ہیں الخ مسئلہ کسی مجتہد یا مفسر
قول موافق حکم پر بیان مہدی کے نہ ہو کہ توبہ قول خطا ہو مسئلہ احادیث احاد جو ظنیہ ہیں حضرت
احوال افعال یا اقوال کے مخالف ہو دین توبہ احادیث بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں ہیں بلکہ کسی
راوی کی غلطی ہو مسئلہ جائز نہیں ہے کہ قول یا فعل حضرت کا مخالف کسی مقلد یا شری کے ہو کیونکہ جو
امر بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بطریق یقین کے حدیث متواتر میرج المعنی سے یا نص صریح قرآن سے
یا اتفاق و اجماع سے امت مکرر نہ ثابت ہو اس کا خلاف مخالف ہی اتباع کا انتہی غرض کہ شیخ موصوف
کے افعال یا اقوال ایسے معصوم ہو کہ اقوال مجتہدین و مفسرین بلکہ احادیث سید المرسلین اور سب کے مقابلہ
میں غلط و خطا پر محمول کی جاتی ہیں اور اسی طرح مقدمہ چہارم یعنی اسکے مقام احکام کا انکار کرتا ہوا ہے اعتقاد

وحی محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

التفاتی ہمدردی کا جو چنانچہ عقیدہ خوند میر میں ہے کہ ہمدردی سے فرمایا ہے کہ جو حکم کہ بیان کرتا ہوں میں خدا
 کی طرف سے ہے ہمدردی بیان کرتا ہوں جو کہ ان احکام سے ایک حروف کا منکر ہوگا عند اللہ ماخوذ ہوگا
 اور رسالہ فرائض میں لکھا ہے کہ فرض دوم یہ ہے کہ منکر ہوگا کہ فرمایا تھا اور فرض ششم یہ کہ منکر ہوگا کہ
 کو بیان ہمدردی عند اللہ ماخوذ ہوگا اور آخر اس سال میں یہ کہ بجز ایمان آوردن برین ہمدردی احکام
 پر اعتقاد و تہن مثل کردن بیان و در بودن از تاویل و تحویل آن شمار در گروہ ہمدردی نہایت
 اسید از علاج و نجات ہم نسبت انتہی غرض کہ تمام لوازم نبوت انکے اعتقاد میں شیخ موصوفت واسطے
 ثابت ہو اب باقی رہا و در رسالت کا یعنی کتاب یا نسخ بعض احکام شریعت سابقہ کا ان دونوں امر میں
 جو امر پایا جاوے رسالت ثابت ہوئی ہے جو کہ امر اول مشغور تھا اسکو اختیار کیا اسواسطے کہ کتاب متیل
 نہ بن سکی کیونکہ ایک عبارت وحی کہ مقدمہ دوم میں منقول ہوئی فطاون لفظی معنوی سے مالا مال ہے کہ
 تفصیل اسکی بحث تسویمین آوے گی انشاء اللہ تعالیٰ اگر سالہ کتاب ہندی گویا کتاب الخطیبات ہوتی البتہ
 فقرات وحی مشرق کتب ہمدردی میں موجود ہیں کہ بعض عربی اور بعض ہندی اور بعض گجراتی زبان میں ہیں تعلیم
 اوکے ایک یہ ہندی فقرہ بھی وحی ہوا اسکو سید محمد دعویٰ ہمدردیت کا کہلاتا ہے جو تو کہلا نہیں تو نہایت
 میں کردن کا چنانچہ شواہد کے باب ہمد ہم میں لکھا ہوا کیا فیض و بلیغ فقرہ آخر کہ تمام اہل ہند کو اسکی
 فصاحت میران کر دیا اگر کسی سب فقرات وحی ایک با کر میں ایک سالہ مختلف اللغات ہو کر شاہد کر دے
 سو کو کان میں عند اللہ لو جید فایده اختلافاً کثیراً کا ہو سکتا تھا مگر نہ کیا اور شین ثانی ہے
 انکے کیا یعنی شریعت جدیدہ مانع بعض احکام شریعت محمدیہ کا دعویٰ کیا بیان اسکا یہ ہے کہ شریعت
 انھیں احکام شرعیہ اور دواوی کو کہتے ہیں سو شیخ موصوفت دعویٰ کیا کہ مجاہد احکام خدا کی طرف
 سے تازہ تبارہ نو بد نو اور اگر سے ہیں اور وہ احکام مانند احکام قرآنی کے ہیں بلکہ اس سے بھی
 بڑھ کر ہیں کیونکہ احکام قرآنی بعض فرض میں بعض مستحب بعض مباح میں بیان جو موندہ سے نکلتا ہے
 سو فرض ہی بلکہ بیان ہے کہ ان پر عمل کر کے سے خراج ہمدردیت سے ہو جاتا ہے چنانچہ عبارت مشرق
 آخر رسالہ فرائض سے معلوم ہوتا ہے اور خروج ہمدردیت سے بعینہ خروج ایمان و اسلام سے ہے
 جو دوسرے کہ عبارت قرآنی میں بعض جا فوجیہ تاویل بھی درست ہے چنانچہ موصول و باز کو کنا یہ نسبت
 قرآنیم سے ہیں بیان تاویل و توجیہ مطلقاً کفر و ضیاع آخر رسالہ مذکورہ سے استفادہ ہو لیس احکام قرآنیم

وحی ہمدردی بیان کرتا ہے کہ جو حکم کہ بیان کرتا ہوں میں خدا کی طرف سے ہے ہمدردی بیان کرتا ہوں جو کہ ان احکام سے ایک حروف کا منکر ہوگا عند اللہ ماخوذ ہوگا اور رسالہ فرائض میں لکھا ہے کہ فرض دوم یہ ہے کہ منکر ہوگا کہ فرمایا تھا اور فرض ششم یہ کہ منکر ہوگا کہ کو بیان ہمدردی عند اللہ ماخوذ ہوگا اور آخر اس سال میں یہ کہ بجز ایمان آوردن برین ہمدردی احکام پر اعتقاد و تہن مثل کردن بیان و در بودن از تاویل و تحویل آن شمار در گروہ ہمدردی نہایت اسید از علاج و نجات ہم نسبت انتہی غرض کہ تمام لوازم نبوت انکے اعتقاد میں شیخ موصوفت واسطے ثابت ہو اب باقی رہا و در رسالت کا یعنی کتاب یا نسخ بعض احکام شریعت سابقہ کا ان دونوں امر میں جو امر پایا جاوے رسالت ثابت ہوئی ہے جو کہ امر اول مشغور تھا اسکو اختیار کیا اسواسطے کہ کتاب متیل نہ بن سکی کیونکہ ایک عبارت وحی کہ مقدمہ دوم میں منقول ہوئی فطاون لفظی معنوی سے مالا مال ہے کہ تفصیل اسکی بحث تسویمین آوے گی انشاء اللہ تعالیٰ اگر سالہ کتاب ہندی گویا کتاب الخطیبات ہوتی البتہ فقرات وحی مشرق کتب ہمدردی میں موجود ہیں کہ بعض عربی اور بعض ہندی اور بعض گجراتی زبان میں ہیں تعلیم اوکے ایک یہ ہندی فقرہ بھی وحی ہوا اسکو سید محمد دعویٰ ہمدردیت کا کہلاتا ہے جو تو کہلا نہیں تو نہایت میں کردن کا چنانچہ شواہد کے باب ہمد ہم میں لکھا ہوا کیا فیض و بلیغ فقرہ آخر کہ تمام اہل ہند کو اسکی فصاحت میران کر دیا اگر کسی سب فقرات وحی ایک با کر میں ایک سالہ مختلف اللغات ہو کر شاہد کر دے سو کو کان میں عند اللہ لو جید فایده اختلافاً کثیراً کا ہو سکتا تھا مگر نہ کیا اور شین ثانی ہے انکے کیا یعنی شریعت جدیدہ مانع بعض احکام شریعت محمدیہ کا دعویٰ کیا بیان اسکا یہ ہے کہ شریعت انھیں احکام شرعیہ اور دواوی کو کہتے ہیں سو شیخ موصوفت دعویٰ کیا کہ مجاہد احکام خدا کی طرف سے تازہ تبارہ نو بد نو اور اگر سے ہیں اور وہ احکام مانند احکام قرآنی کے ہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہیں کیونکہ احکام قرآنی بعض فرض میں بعض مستحب بعض مباح میں بیان جو موندہ سے نکلتا ہے سو فرض ہی بلکہ بیان ہے کہ ان پر عمل کر کے سے خراج ہمدردیت سے ہو جاتا ہے چنانچہ عبارت مشرق آخر رسالہ فرائض سے معلوم ہوتا ہے اور خروج ہمدردیت سے بعینہ خروج ایمان و اسلام سے ہے جو دوسرے کہ عبارت قرآنی میں بعض جا فوجیہ تاویل بھی درست ہے چنانچہ موصول و باز کو کنا یہ نسبت قرآنیم سے ہیں بیان تاویل و توجیہ مطلقاً کفر و ضیاع آخر رسالہ مذکورہ سے استفادہ ہو لیس احکام قرآنیم

میں سارے روز اسی طرح عزت ملتی ہے اور محبت صادقانہ کی اور پرہیزگاروں سے کہ مستحب ہو فرض
ایک اور تیسرے درجہ و میراث و تعین مواش اور خروج دائرہ یعنی کہ پستے کہ بیاع تھا احرام ٹھیکہ یا اور بڑا
وطن مبعوث نہ کر تسمہ یہاں نیست ہے اور اگر وہ تھا اور سکو فرض ٹھیکہ یا اور اعتقاد سادات مودی کا ساتھ
حضرت مساند کے کہ احرام تھا اور سکو فرض و ایمان ٹھیکہ یا اور ترک تمام سبب نہا کہ مستحب تھا اور سکو فرض
کیا و قس علی ہذا اور ان فرائض کو تین یا چار ٹھیکہ یا کہ اکھا کر کہ کافر و منافق قرار یا پانچ عقائد ساتھ
میں مذکور ہو چکا اور سکو نمازوں فرض کے ایک اور غرض ششم فرض ٹھیکہ یا وہ دو گانہ مستامیسون
رمضان کہ ہر اور سکو رکوع فرض اسلامی کے ایک عشر فرض کیا کہ رکوع سے ہر مرتب سخت تر ہو یعنی تالی
نے رکوع ہا میں آسانی فرض فرمائی کہ جب آدمی ساڑھے باون توڑے پانچ یا بیس قال سکو کا مالک رہے
اور فایح حوالہ اصلہ فرض سے ہو کر ایک سال کا کل اسکی گذشتہ تب عیسیٰ صدارت کی فکر کو دنیا اور حق
فرض ہو اور شیخ جو پورے فیہ فرض نکالا کہ آدمی کبھی عید مال کا مالک ہو تو قلیل ہو یا کثیر اس کا رسولان حصہ
خیرات کرنا اور اس فرض سے عبارت مالی ہر برابر رکوع کے چنانچہ کتاب زبدۃ الباری تصنیف عسید
بن اسمعیل بن عبدالحی مددی میں مذکور ہے اور سالہ فرائض میں بھی اس کا اشارہ موجود ہے فرض کہ یہ عشرہ
عشرین ہر جو کہ حاصل میں شیخ میں مقرر ہو بلکہ ایک تشریع جدید ہو یا نذر احکام مذکورہ العید کے
اور نذر ششم اول تشریع احکام سے بھی زیادہ بڑا بلکہ احکام شریعت جو پورے کے لئے بعض شرع جدید ہیں اور
بوجود شرع جدید ہونے کے لئے احکام شرع قدیم کو بھی کو منسوخ بھی کرے تین پس ثابت ہو کہ شیخ
جو پورے و دیگر کے اعتقاد میں رسول صاحب شریعت جو پورے و نافع شریعت محمدیہ کے ہیں کیونکہ ان کو سب
احکام کا نسخہ فرمودہ ہیں ہر بلکہ بعض احکام کا نسخہ پس جو چنانچہ حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں تو کہ اگر کوئی
الذی یحییٰ تم علیک کھس مذہب مدبولی کا مخالف ہو انس قرآنی کے کہ ماکان محمد اکا احادیث
محمدا علیہ السلام و کتاب اللہ و کتاب اللہ و کتاب اللہ اور باطل ہوئی توجیہ مدبولی کی کہ کہتے ہیں کہ
عالم البیین فرمادے ہو کہ کوئی پیغمبر صاحب شریعت جدید بعد حضرت کے پیدا نہ ہوگا اور اگر نبی متبع ضر
محمدا کا پیدا ہو و مافی آیت مذکورہ کا نہیں ہر اور شیخ جو پورے پیغمبر متبع میں چنانچہ عالم بیان سالہ اعتقاد
میں کہتے ہیں پس اب ہر ماہی علیہ السلام کا اصل و سان پر متبع اس شرع شریعت کے ہو کر نہیں مخالف
اس وقت و جامع کا کیونکہ بنا بر معنی مذکور کے نبی مشرعیہ ہونا شرع شریعت منسوخ ہو نہ نبی متبع مان حضرت

میں سارے روز اسی طرح عزت ملتی ہے اور محبت صادقانہ کی اور پرہیزگاروں سے کہ مستحب ہو فرض
ایک اور تیسرے درجہ و میراث و تعین مواش اور خروج دائرہ یعنی کہ پستے کہ بیاع تھا احرام ٹھیکہ یا اور بڑا
وطن مبعوث نہ کر تسمہ یہاں نیست ہے اور اگر وہ تھا اور سکو فرض ٹھیکہ یا اور اعتقاد سادات مودی کا ساتھ
حضرت مساند کے کہ احرام تھا اور سکو فرض و ایمان ٹھیکہ یا اور ترک تمام سبب نہا کہ مستحب تھا اور سکو فرض
کیا و قس علی ہذا اور ان فرائض کو تین یا چار ٹھیکہ یا کہ اکھا کر کہ کافر و منافق قرار یا پانچ عقائد ساتھ
میں مذکور ہو چکا اور سکو نمازوں فرض کے ایک اور غرض ششم فرض ٹھیکہ یا وہ دو گانہ مستامیسون
رمضان کہ ہر اور سکو رکوع فرض اسلامی کے ایک عشر فرض کیا کہ رکوع سے ہر مرتب سخت تر ہو یعنی تالی
نے رکوع ہا میں آسانی فرض فرمائی کہ جب آدمی ساڑھے باون توڑے پانچ یا بیس قال سکو کا مالک رہے
اور فایح حوالہ اصلہ فرض سے ہو کر ایک سال کا کل اسکی گذشتہ تب عیسیٰ صدارت کی فکر کو دنیا اور حق
فرض ہو اور شیخ جو پورے فیہ فرض نکالا کہ آدمی کبھی عید مال کا مالک ہو تو قلیل ہو یا کثیر اس کا رسولان حصہ
خیرات کرنا اور اس فرض سے عبارت مالی ہر برابر رکوع کے چنانچہ کتاب زبدۃ الباری تصنیف عسید
بن اسمعیل بن عبدالحی مددی میں مذکور ہے اور سالہ فرائض میں بھی اس کا اشارہ موجود ہے فرض کہ یہ عشرہ
عشرین ہر جو کہ حاصل میں شیخ میں مقرر ہو بلکہ ایک تشریع جدید ہو یا نذر احکام مذکورہ العید کے
اور نذر ششم اول تشریع احکام سے بھی زیادہ بڑا بلکہ احکام شریعت جو پورے کے لئے بعض شرع جدید ہیں اور
بوجود شرع جدید ہونے کے لئے احکام شرع قدیم کو بھی کو منسوخ بھی کرے تین پس ثابت ہو کہ شیخ
جو پورے و دیگر کے اعتقاد میں رسول صاحب شریعت جو پورے و نافع شریعت محمدیہ کے ہیں کیونکہ ان کو سب
احکام کا نسخہ فرمودہ ہیں ہر بلکہ بعض احکام کا نسخہ پس جو چنانچہ حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں تو کہ اگر کوئی
الذی یحییٰ تم علیک کھس مذہب مدبولی کا مخالف ہو انس قرآنی کے کہ ماکان محمد اکا احادیث
محمدا علیہ السلام و کتاب اللہ و کتاب اللہ و کتاب اللہ اور باطل ہوئی توجیہ مدبولی کی کہ کہتے ہیں کہ
عالم البیین فرمادے ہو کہ کوئی پیغمبر صاحب شریعت جدید بعد حضرت کے پیدا نہ ہوگا اور اگر نبی متبع ضر
محمدا کا پیدا ہو و مافی آیت مذکورہ کا نہیں ہر اور شیخ جو پورے پیغمبر متبع میں چنانچہ عالم بیان سالہ اعتقاد
میں کہتے ہیں پس اب ہر ماہی علیہ السلام کا اصل و سان پر متبع اس شرع شریعت کے ہو کر نہیں مخالف
اس وقت و جامع کا کیونکہ بنا بر معنی مذکور کے نبی مشرعیہ ہونا شرع شریعت منسوخ ہو نہ نبی متبع مان حضرت

منبع ہیں نہ مشرع انتہی آورد و جہاں ظاہر ہو کہ خود انھیں کے عقائد سے مہدی کا مٹی مشرع ہو نہ ثابت
 ہو ایسے مترافق افراد مدد دیکے بھی انکا اعتقاد مخالف قرآن و سنت و اجماع اس کے ہوا علاوہ یہ کہ
 متعلق ہی منبع سے کیا ہو اور معنی آیت کے کیا ہیں یہ بھی اب تک ان بزرگواروں کی فہم میں نہیں آیا ہو
 بحث اسکی تفصیل باب التوہید میں آوے گی انشاء اللہ تعالیٰ یہاں اسی قدر کافی ہو مختصر رہے ہذا
 مہدیوں کا اعتقاد یہ ہے کہ شیخ جو پور بعد منصب نبوت و رسالت کے بعض صفات الوہیت میں تعالیٰ
 کے ساتھ بھی شریک ہیں چنانچہ یہ صفت الہی کہ اِنَّ اللّٰهَ يَخْتَارُ عَيْنًا لِّلنَّبَاِ وَكَاهَنًا وَرَافِقًا
 فِي الْاَرْضِ وَكَانَ خَرَجُهَا مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَكَانَ يَخْرُجُ فِيهَا رَانَ كَاثٌ مُّشَقَّالٌ حَبَابٌ مِّنْ
 كَحْرِ لِيٍّ فَتَكُنْ فِيْ كَحْنِهَا اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَأْتِيَهَا اللّٰهُ كَهَيْئَةِ مَعْفَتٍ اَوْ اَوْ
 جابجا جناب باری اسکو اپنے واسطے خاص فرماتے ہیں شیخ موصوفت مجلی اس میں خدا کے ساتھ
 شریک ہیں کہ اسی طرح کا علم غیبی نہ کو بھی حاصل ہو چنانچہ شواہد الوہایت کے انیسویں باب میں لکھا کہ
 کہ شیخ موصوفت نے کہا کہ حق تعالیٰ نے نبی کے کواحوال ظہر و جودات کے ایسے علوم کر دیے ہیں کہ جیسا کہ کوئی دانہ رائی کا
 ہاتھ میں رکھتا ہو اور ہر طرف پھیر کر ملاحظہ پہچانے اور راقف ہو اور لشارات نامے میں لکھا ہو کہ مہدی
 نے کمرات و ممرات کہا ہو کہ بندہ کو مقام و مرتبہ جملہ انبیاء و اولیاء و مؤمنین و مومنات کے بلکہ احوال جملہ
 موجودات کے ایسے معلوم ہو گئے ہیں جیسا کہ صراف کے مٹونے اور چاندی کو ہاتھ میں لے کر ہر طرف
 پھرتا ہو اور ملاحظہ پہچانتا ہو انتہی آوے چنانچہ فضائل میں لکھا ہے کہ شیخ مذکور نے اپنے خلیفہ دلاور کے حق میں فرمایا
 کہ میان دلاور کو عرش سے تحت الشریک ایک ایسا روشن ہو جیسا کہ ہاتھ میں الی کا دانہ ہوئے انتہی آوے
 بڑے میان تو بڑے میان چھوٹے میان سچا انی اللہ خود بدولت کہ تو جملہ موجودات کہ جس میں
 وارض بائینہما سب داخل ہو مانند رائی کے یا مثل روپو اشرفی کے ہاتھ میں تھے مریدین کے
 ہاتھ میں بھی عرش و فرش مانند رائی کے رکھا ہو اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے کہ یہ ایک نوع کی شرک
 حقیقی کا دعویٰ ہو اسواسطے کہ شرک کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ذات یا صفات و افعال میں کسی کو
 شریک یا ثانی یعنی ویسی صفت دوسرے کے واسطے بھی ثابت کرنا اور یہ فرق کچھ بکراہ نہیں ہے کہ یہ صفت
 اللہ تعالیٰ میں بالذات ہو اور بشر میں بواسطہ عطا الہی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی صفت میں پیرائیں
 کرتا ہو کہ کوئی بشر مانند حق سبحانہ کے عالم موجودات یا ذالوں کا ذات یا ازق وجودات یا جاندار ارض

مہدیوں کا اعتقاد یہ ہے کہ شیخ جو پور بعد منصب نبوت و رسالت کے بعض صفات الوہیت میں تعالیٰ کے ساتھ بھی شریک ہیں چنانچہ یہ صفت الہی کہ اِنَّ اللّٰهَ يَخْتَارُ عَيْنًا لِّلنَّبَاِ وَكَاهَنًا وَرَافِقًا فِي الْاَرْضِ وَكَانَ خَرَجُهَا مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَكَانَ يَخْرُجُ فِيهَا رَانَ كَاثٌ مُّشَقَّالٌ حَبَابٌ مِّنْ كَحْرِ لِيٍّ فَتَكُنْ فِيْ كَحْنِهَا اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَأْتِيَهَا اللّٰهُ كَهَيْئَةِ مَعْفَتٍ اَوْ اَوْ جابجا جناب باری اسکو اپنے واسطے خاص فرماتے ہیں شیخ موصوفت مجلی اس میں خدا کے ساتھ شریک ہیں کہ اسی طرح کا علم غیبی نہ کو بھی حاصل ہو چنانچہ شواہد الوہایت کے انیسویں باب میں لکھا کہ کہ شیخ موصوفت نے کہا کہ حق تعالیٰ نے نبی کے کواحوال ظہر و جودات کے ایسے علوم کر دیے ہیں کہ جیسا کہ کوئی دانہ رائی کا ہاتھ میں رکھتا ہو اور ہر طرف پھیر کر ملاحظہ پہچانے اور راقف ہو اور لشارات نامے میں لکھا ہو کہ مہدی نے کمرات و ممرات کہا ہو کہ بندہ کو مقام و مرتبہ جملہ انبیاء و اولیاء و مؤمنین و مومنات کے بلکہ احوال جملہ موجودات کے ایسے معلوم ہو گئے ہیں جیسا کہ صراف کے مٹونے اور چاندی کو ہاتھ میں لے کر ہر طرف پھرتا ہو اور ملاحظہ پہچانتا ہو انتہی آوے چنانچہ فضائل میں لکھا ہے کہ شیخ مذکور نے اپنے خلیفہ دلاور کے حق میں فرمایا کہ میان دلاور کو عرش سے تحت الشریک ایک ایسا روشن ہو جیسا کہ ہاتھ میں الی کا دانہ ہوئے انتہی آوے بڑے میان تو بڑے میان چھوٹے میان سچا انی اللہ خود بدولت کہ تو جملہ موجودات کہ جس میں وارض بائینہما سب داخل ہو مانند رائی کے یا مثل روپو اشرفی کے ہاتھ میں تھے مریدین کے ہاتھ میں بھی عرش و فرش مانند رائی کے رکھا ہو اور اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے کہ یہ ایک نوع کی شرک حقیقی کا دعویٰ ہو اسواسطے کہ شرک کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ذات یا صفات و افعال میں کسی کو شریک یا ثانی یعنی ویسی صفت دوسرے کے واسطے بھی ثابت کرنا اور یہ فرق کچھ بکراہ نہیں ہے کہ یہ صفت اللہ تعالیٰ میں بالذات ہو اور بشر میں بواسطہ عطا الہی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی صفت میں پیرائیں کرتا ہو کہ کوئی بشر مانند حق سبحانہ کے عالم موجودات یا ذالوں کا ذات یا ازق وجودات یا جاندار ارض

بتواتر ہو جاوے استغفر اللہ العظیم بخیر اور بکرمین کیا فرق رہا انبیا علیہ السلام علم میں ہے تمام
 کرتے ہیں حضرت نوح علیہ السلام فرماتے ہیں **وَمَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي بِشَيْءٍ إِلَّا اللَّهُ وَلَئِنْ أَقُولُ**
الْكَلِمَةَ أَوْ حُرْتُ رِسَالَتِ بِنَاهُ كَوْعَلِهِمْ هُوَ كَمَا كَوْنُهُ كَوْنُكُمْ أَتَعْلَمُونَ الْغَيْبَ لَا سَتَكُنُونَ مِنَ الْخَبِيرِ
 البتہ حشرات انبیا اور اولیاء کو بعض اوقات بطور معجزہ اور خیر عادت کے بعض امور غائبہ کا اکتشاف بتلاو
 نہ یہ کہ مانند جناب بابر کے جملہ موجودات غیب السموات والارض مانند انے رائے کے منکشف رہیں پھر کیا
 فرق رہا علم شہدہ اور علم خدائے یزیدی مصداق مبالغہ نفس قرآن ہو کہ **قُلْ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبُ إِلَّا اللَّهُ**
لَا يَشَاءُ إِلَّا اللَّهُ یعنی کہہ دو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ نہیں جانتے ہیں جو کوئی آسمانوں میں اور
 زمین میں غیب کو مگر اللہ تعالیٰ ہی شیخ جو پورا درمیان دلاؤ ہمیں زمین والوں میں ان کا علم غیب کی طرح
 مخالف اسلئے کہ یہ کہہ دے کہ مگر کیا عقیدہ اجداد ہم یہ کہ عالم میں چند چیزیں ایسی موجود ہیں کہ مخلوق
 خدا کی نہیں ہیں بعضی اول میں کل جہ سے غیر مخلوق ہیں اور بعضی من وجہ مخلوق اور زمین میں غیر
 ہیں مہملہ انکشاف جو ہر شیخ محمد دیال بھی ہیں چنانچہ رسالہ جو ہر نامہ میں لکھا ہے حلوہم بادر چند چیز غیر
 انہا کہ مہتر التقدیدین زبیرہ الوصلین بندگی بیان کسیدہ نامہ میں حساب و کتابات نوشتہ اند چون ہر
 اور روح حقیقی ولایت محمدی و جہا کتب سما الفنا بن ہم غیر مخلوق ماند و دن ہذا کل اعتبار بری
 و بحر مادی و سفلی مخلوق اند تہی فانی میں فی المنہی غیر مخلوق و فی الصور و خسلوق اند تہی
 میں کہ جو ہر شیخ محمد دیال غیر ہم علم اہل شریعت و اہل طہارہ مخلوق گویند وہمہ اہلک اہل حقیقت ہند
 و غیر مخلوق گفتہ اند انہی سبحان اللہ عجیب و غریب اعتقاد کہ خلافت آدم علیہ السلام سے دولت محمدیہ تک
 کسی بر آسمانی میں اعتقاد نہ ہوا کہ سو ک ذات و صفات حضرت واجب الوجود کے کوئی اور شیخ جو
 بھی غیر مخلوق یعنی قدیم و تمام ملتوں مذہب میں یہی اعتقاد رہا کہ ایک حضرت حق اپنی ذات و صفات
 سے قدیم و ابداتی تمام عالم یعنی اسوا اللہ مخلوق و محدث ہو کہ عدم سے وجود میں لایا گیا ہے اور
 عدم سے وجود میں لائے والا اللہ تعالیٰ ہے اور پس اس قدیم اللہ و المانع الا اللہ عقیدہ الفانی
 میں یسین ہی پس اعتقاد ہمدیون کو ملت ایمان سے ہمیں پونہچا ہے بلکہ فلاصفہ یونان سے
 تا آج تک کہ اس کے نزدیک سو کے حضرت واجب تعالیٰ کے بہت چیزیں قدیم و غیر مخلوق ہیں چنانچہ
 عقول سموات و غیرہ ان کے نزدیک ہم غیر مخلوق ہیں یعنی کسی نہ میں محدود نہ تھے بلکہ ہم ہر صورت

جو ہر شیخ محمد دیال غیر ہم علم اہل شریعت و اہل طہارہ مخلوق گویند وہمہ اہلک اہل حقیقت ہند
 و غیر مخلوق گفتہ اند انہی سبحان اللہ عجیب و غریب اعتقاد کہ خلافت آدم علیہ السلام سے دولت محمدیہ تک
 کسی بر آسمانی میں اعتقاد نہ ہوا کہ سو ک ذات و صفات حضرت واجب الوجود کے کوئی اور شیخ جو
 بھی غیر مخلوق یعنی قدیم و تمام ملتوں مذہب میں یہی اعتقاد رہا کہ ایک حضرت حق اپنی ذات و صفات
 سے قدیم و ابداتی تمام عالم یعنی اسوا اللہ مخلوق و محدث ہو کہ عدم سے وجود میں لایا گیا ہے اور
 عدم سے وجود میں لائے والا اللہ تعالیٰ ہے اور پس اس قدیم اللہ و المانع الا اللہ عقیدہ الفانی
 میں یسین ہی پس اعتقاد ہمدیون کو ملت ایمان سے ہمیں پونہچا ہے بلکہ فلاصفہ یونان سے
 تا آج تک کہ اس کے نزدیک سو کے حضرت واجب تعالیٰ کے بہت چیزیں قدیم و غیر مخلوق ہیں چنانچہ
 عقول سموات و غیرہ ان کے نزدیک ہم غیر مخلوق ہیں یعنی کسی نہ میں محدود نہ تھے بلکہ ہم ہر صورت

باری تعالیٰ کے ہیں تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً حالانکہ انصاف یہ ہے کہ ان پر
 بھی تہمت نہ چاہیے کرنا کیونکہ سب فلاسفہ بھی یہ اعتقاد نہ رکھتے تھے چنانچہ افلاطون وغیرہ
 جو غفیر فلاسفہ ان باب میں وہی اعتقاد رکھتے تھے جو کہ اہل اسلام رکھتے ہیں اور جیسا کہ اہل ملل و فرس
 سے بہ نقل ہندو ائمہ منقول ہے کہ تمام عالم حادث و مخلوق ہو البتہ بخلاف ان کے ایک طائفہ مکاشف
 معلوم اول و اول اسکے اتباع مشائخ اور شیخ الاشراق وغیرہ کا یہ مذہب ہے وہ تھا کہ اوستی کو ہندو یونان
 بسر و چشم مقبول کیا اور مذہب جمیع انبیاء اور اہل شرائع اور جمہور حکماء کا ملین سے اعراض و انکسار کیا
 شمع چند چند حکمت یونانیان پر حکمت ایمانیان راہم بخوان بنیاد وہ یہ کہ زبدۃ الاولیاء بنیاد
 کا یہ کلام غیر مفہوم ہی بقولیکہ المصفون فی لہن الشعرا اب تک نہ کھلا کہ جو ہر اول و در روح حقیقی سے کیا
 مراد ہو اور یہ در نو قدیم کہاں تشریف رکھتے ہیں اور جو کہ کتب معانی سے اگر مراد کلام فلسفی
 ہی تو وہ مانند دوسرے معانی باری تعالیٰ کے قدیم ہو اسکی تفصیل کی کیا وجہ ہو اور اگر مراد پیر
 و کلمات مؤلفہ متلفظہ ہیں تو وہ بالذات حادث و مخلوق ہیں اور خاتمین فی المعنی غیر مخلوق و فی الصور
 مخلوق کی کیا مراد ہو اگر وہی مراد ہو جو کہ مصنف جوہر نامہ مذکور نے آخر رسالے میں لکھا ہے کہ پس
 عزیز خاتمین در علم قدیم ثابت اند در صورت مخلوق فی المعنی غیر مخلوق اور بنیاد انہی توحید
 خاتمین کی کیا وجہ بلکہ تمام اشیا علم قدیم الہی میں از اس سے ثابت ہیں پس باعتبار وجود علمی الہی سے
 سب قدیم ہوئے ہیں اس قدیم اشیا مذکورہ کا قدیم ہونا ثابت نہیں ہوتا ہو بلکہ علم الہی قدیم ہو
 اور اشیا سب اپنے مرتبہ ذات و وجود میں حادث و مخلوق ہیں اور یہ کلام بھی مصنف مذکور کا تھا
 محض ہے کہ تمام اولیا اہل حقیقت ولایت کو قدیم و غیر مخلوق کہتے ہیں اس واسطے کہ اولیا اہل حقیقت
 نزدیک بالاتفاق ولایت محمدی کہ صفت نفس محمدی کی ہو مانند موصوت موصوت کے حادث و مخلوق ہو
 البتہ ولایت الہیہ کہ صفت جناب باری تعالیٰ کی ہو کہ اللہ و لای الذین امنوا حال و س کا مانند حال
 صفات الہیہ کے ہو و این کجا و ان کجا متممہ الباب عقیدہ تشوہ یعنی شیخ جوہر کو برابر حضرت
 سید کائنات علیہ التسلیمات کے سمجھنا ہندو یونان کا کھلم کھلا اعتقاد ہے کہ اس میں کسی فرد بشر بلکہ
 خدا و اگر سے بھی ذرہ برابر خوف و شرم نہیں رکھتے ہیں مگر ایک عقیدہ دیگر کہ اس سے بھی بدتر ہے
 اوس میں البتہ خدا و خلق خدا سے ذرہ شمارتے ہیں کہ صاف ہر ایک کے سامنے زبان پر نہیں لائے ہیں

جواب الہی
 کہ اس میں کسی فرد بشر بلکہ
 خدا و اگر سے بھی ذرہ برابر خوف و شرم نہیں رکھتے ہیں مگر ایک عقیدہ دیگر کہ اس سے بھی بدتر ہے
 اوس میں البتہ خدا و خلق خدا سے ذرہ شمارتے ہیں کہ صاف ہر ایک کے سامنے زبان پر نہیں لائے ہیں

[illegible]

جانتے ہیں مالا مال اولیٰ بھی نہیں سمجھتی یہ بغیر غول لکائے شہید دن میں کیونکر شہر کے ہو سکتا ہے
 سو جواب اس کا یہ تراش لکایا کہ مذکورہ اصحابین میں مذکور ہو کہ ایک وزیر بزرگ بعد نماز تہجد کے
 جاتا نماز پر بیٹھتے تھے کہ روح پروردگار کی بصیرت کتنے کے داخل ہوئی میان مذکورے اپنے ہاتھ سے اوسکو
 ہانکھا اور سننے انکے ہاتھ کو ایسا رنجی کیا کہ اوسکے دروسے بعد تینتالیس روز کے بندھوین محرم کو
 انتقال کیا سبحان مدیر علیہد باوجودیکہ انواع و اقسام غذا با وس عالم میں مبتلا ہو مگر بھی اتنی طاقت
 رکھتا ہے کہ حسین گجراتی ہمدی کے ناتی کے مارنے کو پس کرتا ہے اور حیرت یہ ہو کہ اوس ملعون کو باوجود
 اسی فساد ہی کے اس قدر فرست کہ اس کی علی کا نکتہ نقل کا غم سفر کیا البتہ بات نے ازل الہی نہ ہوئی گی
 خدا کی طرف سے مامور ہوا ہوگا کہ مدد دیوں کہ نامہ رشدا کا کام تمام کرے یا یہ ہو کہ کسی کتنے نے کاٹا اور یاد اسکے ختم
 سے سر گذر حضرت امام کر بلا سے مقابلہ کر نیکی واسطے اوسکو بڑی کڑھ کر مغت میں عزت ٹھاٹھ کر بلا کا نام دیا
 باب دوم احوال شیخ جو پور میں ابتدا نشو و نما سے انتہا موت و فناء تک درج
 انکے سر گذشت اور انکے خلفا و تابع کی آج تک بطور اختصار و اجمال کے

توضیح احوال شیخ جو پور میں ابتدا نشو و نما سے انتہا موت و فناء تک درج

مقول مطلع الولاہت اور مشاہد الولاہت اور پختہ فاضل اور مذکورہ الصالحین وغیرہ کتب تواریخ ذرا لیا
 ثقات متبیین سے مگر کشف و کرامات کہ مدد و یدیم بدیم اور قدم قدم پر نقل کرتے ہیں سب ترک
 کر دی گئیں کیونکہ ہمارے نزدیک سب تراش و تراش مریدین و متقدمین کی ہر درجہ مورخین ہمارے
 و متاخرین بھی کچھ نقل کرتے مالا مال کسی مورخ شعی و شعی وغیرہ نے پھر ترک و تخرید اور تاثیر و عطا و
 بیان کے کہ لازم ترک و تخرید سے ہو کہ فی کمال است ظاہر و باہر شیخ موصوف کی یا اوسکے خلفا کی
 نقل کی شیخ جو پور کہ جنگو مددی لوگ میران سید محمد مددی موعود پکا ہستے ہیں ابتدا انکی یون ہو
 کہ شہر جو پور میں کہ بلاد شرفیہ ہندوستان سے ہو انکے والد کا نام اوسکا سید خان تھا راستہ تھے
 اوسکے دو فرزند پیدا ہوئے پہلے فرزند کا نام احمد رکھا اور دوسرے فرزند کا نام محمد کہ وہ بھی شیخ موصوف
 ہیں ولادت انکی شہر جو پور میں سن آٹھ سو پینتالیس ہجری میں واقع ہوئی انکی والدہ کا نام بی بی
 افلاک ششیر ملک توام الملک کی چنانچہ مطلع الولاہت سے معلوم ہوتا ہے لیکن ممد و لیون کے
 بعد علمت عمومی ہمدیت کے درویش کے نام بدل کر بیان عبدلہ اور بی بی آمنہ مقرر کر دیے ہیں یہ
 بحث دلیل دوم میں آوے گی الفتحہ جب عمر انکی چار سال چار ماہ و چار روز کی پونہجی سید فاضل صاحب

نام والدہ ششیر ملک توام الملک کی چنانچہ مطلع الولاہت سے معلوم ہوتا ہے لیکن ممد و لیون کے بعد علمت عمومی ہمدیت کے درویش کے نام بدل کر بیان عبدلہ اور بی بی آمنہ مقرر کر دیے ہیں یہ بحث دلیل دوم میں آوے گی الفتحہ جب عمر انکی چار سال چار ماہ و چار روز کی پونہجی سید فاضل صاحب

انفراد و اعیان جو پور کی ضیافت تکلف تمام کر کے زبان شیخ و انبال جو پور کی کشمکش وقت تھے
 بسم اللہ پڑھ کر واسطے تعلیم کے انکو انھیں کے جوئے کیا چنانچہ یہ ہمراہ اپنے برادر کلال میان احمد کے
 او کی خدمت میں جایا کرتے تھے اور الکتاب علوم میں مشغول رہتے تھے جو کہ طبیعت تند و زہین پسند
 رکھتے تھے اول سات برس کی عمر میں حفظ قرآن سے فارغ ہو کر فقہ کتب علوم درسیہ سن و وارزہ سالگی
 میں فارغ التحصیل ہو گئے اور چونکہ نوشکافی میں میرزا و محبت میں تھے شیخ و انبال جو پوری اور علما و اہل
 انکا لقب اسلما مقرر کیا آبا و اجداد کے طریقہ چستہ رہتے تھے لیکن انکی ہر جی کا مدد دینا انکار رکھتے تھے
 بلکہ کہتے ہیں کہ اس ازوہ سالگی میں حضرت خضر علیہ السلام نے انکو ذکر خفی وغیرہ جانب سول خدا صلی علیہ
 وآلہ وسلم سے لاکر پونچایا اور پھر خود انہیں سیکھا اور شیخ و انبال بھی شاہ خضر علیہ السلام کے انیسے تین باکر
 مصدق مدد و ہمت ہوئے لیکن اہل سنت کی کتابوں میں اسکا بالعکس لکھا ہوا کہ یہ خود شیخ و انبال کے مرید
 اور خلیفہ سید جی احمد شاہ تھے اور وہ اہل سلسلہ شیخ حسام الدین مانکپوری کے ہیں اور وہ خلیفہ شیخ زوالدین
 قطب العالم بن شیخ علاء الدین کے اور وہ خلیفہ شیخ اخئی سراج کے اور خلیفہ سلطان المشائخ حضرت نظام الامریا
 محبوب آج کے ہیں قصہ شیخ جو پور نے عشق و شہادت قدم در پٹی میں رکھا اور لوگ و نیک نہایت متعجب ہوئے
 یہاں تک کہ سلطان حسین عالم راٹا پور کے خراج گزار دلپت راؤ والی ملک کوڑ کا تھا بھی انکے ساتھ رابطہ
 و اختلاط کا تازہ کیا کہ ہر مہر میں انکو ہمراہ رکھتا تھا آخر کار شیخ موصوف اور سکھ اطاعت کا فز کوڑ سے منگ
 و لا کر ستھار زار کیا کہ تیس ہزار سوار کے ہمراہ شیخ موصوف کے روانہ کوڑ ہوا اور پندرہ سو سوار جوانان
 مجرکہ لقب و کمانچہ بلکہ گیلان تھا کار کا شیخ میں سے کہ جب یہ خبر دلپت راؤ کو پونچی ستر ہزار سوار ہمارا لیکر اپنے
 قلعے سے تین میل آگے آکر مقابل ہوا سلطان موصوف نے بسبب قلت سپاہ کے نہایت پائی لیکن شیخ نے
 قدم مستقلال کا جما کر پندرہ سو بلکہ گیلان ایسا حملہ کیا کہ شیخ و دلپت راؤ دوچار ہو گئے اور شیخ سپر الہی کا
 پونچھ کے دوبارہ ہو گیا اور دل اسکا نکل آیا اور میان لاؤ خلیفہ شیخ کے بھائی کے رازد کوڑ کے ہیں اسی جنگ
 میں دستگیر ہو کر خدمت شیخ میں آئے کہتے ہیں کہ رازد کوڑ کے دل بفرش بت کا کہ جسکی ہمیشہ عباد
 کیا کرتا تھا موجود تھا ابھی امر موجب جذبہ شیخ ہوا کہ جب بالبل کو اسقدر اثر و حق کو کیا کہ پھر اثر ہوگا غرض کہ سات
 برس تک کچھ ہوش و حواس بجا نہ تھے مگر فراموشی نازا د کرتے تھے کتب مدد و یاد تندرہ مطلع الالایت و غیرہ
 علاوہ عقل عادت بشری ریات بھی لکھی ہو کہ اسات برس میں ایک ذرہ طعام و ایک قطروانی کا کچھ بھی کھا یا

سلسلہ انبیاء و ائمہ

اندر اس جہان میں جو پور کی زبان شیخ و انبال جو پور کی کشمکش وقت تھے

اکملیابی الہدیٰ کے کہا کہ کیا سبب ہو کہ یہوش سننے ہوا تو نکل نہیں کر سکتے ہو بوسے کہ اس قدر تعجبی آیت
 کی ہونی ہو کہ اگر ان دریاؤں میں کا ایک قتلہ کسی کی لاپیاسی کرل کو دیا جاو تمام عمر بھی ہوش میں نہ آوے
 سبحان اللہ اس غفلت و جذبہ میں بھی یہی وہن تھی کہ حضرات انبیاء و مرسلین کی تعقیص اور اپنی تفضیل کا دسم مارنا
 انقصہ بعد سات برس کے کچھ ہوش آیا کہ گامے باجوئل و گامے مدہوش تھے یہ حال مذہب پانچ برس
 رہا کہتے ہیں کہ اس پانچ برس میں غلہ و گوشت و درخت پانچ سے متوسل ہوئے روایت بی بی الہدیٰ کے کھایا ہوا
 بعد اس حال کے طریقہ ہجرت یعنی وطن چھوڑنے کا اختیار کیا کہ جلا وطنی کے مع رون فرزند و چند مرید کے
 وانا پور کے جنس کی راہ سے جہان گردی کو نکلے کہ بی بی مذکور اور سید محمود فرزند انکے اوشیج بھیک خیر
 ہمراہ تھے اور ان جنگل میں الدامات اپنی مدد و سیک کے بھی ظاہر کیے اور ان ہمراہیوں کے تصدیق بھی کی اور ان
 رفتہ رفتہ شہر حیدر پوری میں پہنچے اور وہاں انکے خط و بیان میں جب ہجوم غلامان زیادہ ہوا وہاں کے
 شیخ نادوان کو کہ صاحب سجادہ شجعت تھے ناگوار معلوم ہوا آخر الامر پھر اکراہ وہاں سے نکل نکال دیا وہاں سے بعد
 ملی کر کے چند منازل کے شہر منڈوین پہنچے وہاں بھی غلہ اٹھا ہوا یہاں تک کہ سلطان فیض الدین نے
 کہ اسکو مار سکے فرزند سلطان نصیر الدین نے اور ابامین یا بھولا نہ ملائی مفید رکھا تھا شیخ موصوف کے
 دوسرے سید سلام الدار اور بیکر کو بلا کر باعراز تمام ملاقات کر کے رخصت کیا اور ہمراہ انکے ساتھ قطار
 طلاء اور ایک بیج ہر وار یہیتی ایک کرد و محمودی کی والعدۃ علی الراوی مذہب شیخ میں گندناشی شیخ نے قنایہ کو
 ان لوگوں کو کہ دنبال اس خزانے کے آئے تھے حوالے کیا اور شیخ مردارید ایک نالی کو کہ اس وقت غم
 تھا عنایت کی مگر ایک قنار انکے رفقا میں البسوت تقسیم ہوئی اور وہاں ایک سیر صاحب سلطان یا بھولا
 کا الہ لڑنا سے کہ فاضل متاع بھی تھا ترک دنیا کر کے ہمراہ ہوا چنانچہ نامہ مرگ ہمراہ ہوا چنانچہ مرثیہ شیخ اور
 دیوان غیر منقطع اور سالار امانت اور سالار شہوت مدد ریت تسنیف اسی کی ہو اور صاحب دیوان مہری
 ابن خواجه ملا شاگرد اسکا ہو اور سکو غلیہ بیستہم شیخ جو پور کا شمار کرتے ہیں غرض کباب یہاں سے کہ
 معتقد ہو کہ ہمراہ ہونے لگے اور شیخ میر سید چلن فرزند شیخ جھوٹا بھالی سید محمود کا فوت ہوا اور شیخ
 مدفن کیا اور موت فوت کی یہ ہوا کہ شیخ موصوف نے وہاں بتقریب عرس حضرت رسالت مآب کے طعنا
 ملیا کر دیا تھا یہ لڑکا اپنے بھالی سید محمود کی آغوش سے جدا ہو کر ایک باب پر ہوش میں گر کر مر گیا اس سبب
 گرنے کا غفلت سید محمود کی تھی کہ اس کے ساتھ کھیل سے تھے اور اسی قسم کا ایک اقدار شیخ زبان میں آیا

اس قدر اس قدر اس قدر اس قدر

بھی ہوا کہ بی ایک سے ایک لڑکا سید محمد کا سید محمد نام آتش چراغ سے جل کر مر گیا و قنا کینا کلا
 النار غرض کہ شیخ موصوف بدواؤ سکے کوچ کر کے شہر چھپا یہ مین کہ اس سلطنت گجرات کا تھا پھر چکر
 سید جامع مین اترے وہاں بھی انکے وعظ و تکریم تھوڑا چھپا ہوا یہاں تک کہ والی طہرت سلطان محمد
 بیکارہ نے بھی ارادہ اسے کا کیا لیکن دعا و کلمہ اول حسب حکم ملاقات کر گئے تھے مانع ہوئے اور یہ
 نظام کہ سید اسلام خان مین طالب علمی کرتے تھے مرید ہو کر ہمراہ ہو گئے اور آخر تک نینق رہے اور بی بی الیہ
 زہرا کا ان شیخ کی فرستہ ہو کر زیر سایہ و درگاہی قریب قلعہ مدنون ہوئی اور انکے انتقال کے بعد سے
 طریقہ تقدیس بالحدیث کا نوجوان مین شروع ہوا پھر قلعہ قاضی قاضی و طبرہ ہو کر وہاں سے برہان پور کی راہ
 ولایت آباد مین وارد ہو کر وہاں مزارات اولیاء الدین کی زیارت کر کے شہر اسرار نگر کو پہنچے اور وقت ہا
 احمد نظام الملک کے قلعہ اور باغ نظام کی بنیاد ڈالی تھی چونکہ گرز و مرید فرزند کا تھا اس خیال سے اس کی محبت
 مین بھی آیا اور متفقہ ہوا اتفاقاً خدیجہ برہان نظام الملک پیدا ہو کر کہ بعد اسکے نشین ہوئی اور بعد
 اس فرستہ کا تھا اس سید نے طے بند کر کے لکنہ خلفا و مریدین کو مانتہ شاہ نظام و دانا و نعمت و خیر و سکے گہرا
 سے طلب کیا تھا اور اپنی بیٹی اس کے پرستہ سید مین جی بن مرید بن شیخ موصوف کے عقیدہ کا مین
 دی تھی یہی سبب ہی انکی اولاد و خلفا کے کن مین آتے کا القند شہر احمد نگر سے کوچ کر کے شہر برید کو کوچ
 عبد ملک برید مین وہاں شیخ مین مقیم ہوئے اور باغیچہ اور قاضی و علماء الدین ترک نیا کر کے ہر روز ہر
 پھر وہاں شیخ جو بنور کلبر کر کے آئے اور فرار سید محمد لکھنوی و راز پر گئے پھر وہاں سے نہایت ہر کہ قصہ
 کے پاک ہوئے بندر دھول کو پہنچے اور وہاں سے ہزار پر سو رو کر روانہ کتبۃ اللہ کے ہوئے
 اور بعد طی منازل کے حرم محرم مین پہنچے اور چونکہ سنا تھا کہ ہمدی کے ہاتھ پر خلق رکھنے مقام کے
 درمیان بیعت کر کے کی اسلئے اپنے بھی اوس مقام مین عوی مین اتھرتی تھوڑے عین کا کیا
 اور میان نظام اور قاضی و علماء الدین نے امن و وعدہ قبول کر چھپ بیعت کر لی تاکہ یہ ٹوٹا بھی لاوا
 ہو جائے اور بوسے کہ درگواہ مین ہیں اور مین نوسوا یک برید عوی ہوا پھر وہاں حضرت آدم کی پیر
 کو گئے اور کہا کہ مین نے بابا آدم سے موافقہ کیا اور خون نے جسے کہا کہ خوش آمدی صفا آوری پھر
 بغیر زیارت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فقط مین سے بھلت تمام راجت کر کے چکر لاکر
 جمان پر سوار ہو کر بندر دیو گھاٹ پر اتر کر وہاں سے ملک گجرات مین شہر احمد آباد مین آکر مسجی تاج خان لاوا

سیدیت کا یہاں جو دی گئی ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے اور سید
 محمد بن عبد اللہ اور حضرت آدم کی پیر

میں قریب دروازہ جمال پر کے مقیم ہو یہاں بھی اٹھارہ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اور طریقہ و عطا
 دعوت کا شروع کیا اور ملک برہان الدین غلیفہ شیخ و بن مرید و ملک بنکر رفیق ہوئے اور ٹکونہ غلیفہ
 جلتے بن اور ملک گوہر کے غلیفہ چہارمی بن اسی مقام سے رفیق سفر و سفر ہوئے اور اسی میں ایک دن
 مجمع ماس شیخ نے سوئے ستون بن دعویٰ ہمدویت کا کیا یہ دعویٰ دوم جو بعد اسکے علماء و شاہ گجرات
 نے حقو سلطان محمود بن شکایت کی کہ شیخ تازہ وارد اپنے و عظیمین حقائق خلاف شریعت بیان
 کرتے ہیں سلطان نے حکم اخراج کا دیا اس سبب سے وہاں سے اونٹنہ کر ایک گاؤں سولہ سانچ نام
 میں نازل ہوئے یہاں نمست کہ خلیفہ کلان بن برہس راہ زرا و زحنی تھے خون منشی کے جرم سے
 بھاگ کر وہاں پہنچے اور مرید ہو کر ساتھ ہوئے پھر وہاں سے روانہ ہو کر شہر نر والہ پیران میں بن
 کہ منجھو گجرات ہو کر فان سرور کے لب حوض پر ایترے یہاں بھی اٹھارہ مہینے اتفاق اقامت کا
 ہوا اور بیان خود مرید بن اگر تربیت پذیر و مرید ہوئے اور ملک بن بر خوردار اور ملک کاندو اور ملک
 حواد کے اقلیت سے بن وہ بھی مرید ہو کر ہمراہ ہوئے اور خود مرید کے اجازت گھر میں رہنے کی ہوئی
 کہ فی الحال کہیں ہو پھر جب خدا لاوے گا آنا اور ان کے اقربا کو مبارک الملک وغیرہ اس کے گجرات بنے پھر
 بلکہ نظر بند کیے رکھا اور جب مبارک الملک دیکھا کہ اپنے اکثر اقارب غیر اہل گجرات اس قدر شیخ
 موصوف کے دانشور بن گرفتار ہوئے جلتے بن کہ کسی ملک میں ہو ایک فرمان ثانی سلطان
 کا صادر کر کہ پیران میں سے بھی اخراج کر دیا اور شیخ کی عادت تھی کہ جب حکم اخراج کسی مالک کا آیا جلتے
 تھے کہ مجھو خدا کا حکم بھی یہاں سے نکلنے کا ہوا جو میں خود بخود جانا ہوں چنانچہ پیران میں سے نکل کر
 کوئٹہ کے قاصد پر نصب بدلی بن اترے اور وہاں بھی اٹھارہ مہینے اتفاق اقامت کا ہوا اور پیران
 خود مرید کے بالا خانے میں ہو بس تھے بعد چہ مہینے کے خفیہ نکل کر شیخ کے پاس گئے یہاں سب خاص
 عام مریدین کا مجمع ہوا چونکہ مدت یہ مریدین شیخ کے در پر تھے کہ دعویٰ ہمدویت کا کر دیا اور بار بار
 اسکے خواہاں تھے اور شیخ بہر چاہتے جلتے تھے یہ لوگ تقاضا نہیں چھوڑتے تھے چنانچہ باقی
 لوگ دوبار اس سے پہلے دعویٰ کیا تھا لیکن بعد اسکے سکوت اختیار کیا تھا اس پر چند ان ہر
 تھا کہ سب کمال امر کیا شیخ بھی تیار ہو گئے اور فرمایا کہ مجھو اٹھارہ برس سے بار بار حکم خدا کا
 بلا واسطہ ہوتا ہے کہ دعویٰ کر میں مانتا چلا جاتا ہوں اب مجھو یہ حکم ہوا کہ اگر سید محمد دعویٰ ہمدویت

دعویٰ ہمدویت کا اور اخراج و ہمراہ اترے

اخراج ہو کر پیران میں

خیر اور دعویٰ ہمدویت کا دعویٰ
 اور دیگر سکون کے

کہلاتا ہوئے تو کہلا نہیں تو نالمان میں کا کروں گا اسلوسطے میں صحبت عقل و جہل میں عی کرنا
 کہ انما کہتہ صبیح من اللہ اور اپنا چڑا دو نو انگلیوں سے پکڑ کر کہا کہ جو کہ ہمدیت انسان سے
 منکر ہوئے وہ کافر ہو اور میں خدا سے میرا سطل حکام وغیرہ لیا کرتا ہوں اور فرمان حق تعالیٰ کا ہوتا
 ہے کہ علم الیقین آخرین کا تجھ کو دیا اور بیان معنی قرآن اور کئی خزانہ ایمان کی تجھ کو دی گئی تھی جو
 قبول کرے وہ مومن ہو اور تیرا جو منکر ہو کہ وہ کافر اسطرح بہت سی تین حد پاک کی طرف بت
 کین خونہ پیر اور تمام اصحاب کہ تین سو ساٹھ تھے اپنا عین مقصود جان کر پکارے کہ اسناد و قناد
 یہ دعویٰ تیسرا ہو کہ سن نو سو پانچ پر ہوا اور میرے دھم تک میں اسلوسطے اسکو
 دعویٰ سو کہ بولتے ہیں غرض کہ یہ خبر جب مشہور ہوئی شہر نہر والہ میں کہ وہاں تین کوئس تھا شو
 وغوغا ہوا کہ جس سید کو یہاں سے شہر بدر کیا تھا اسنے قصہ بدلی میں جا کر دعویٰ ہمدیت کا
 کیا پھر پس چند علما قصہ مذکور میں آئے اور شیخ موصوف کے ساتھ مباحثہ و سوال جوابات بہت
 وغیرہ دعویٰ میں دیر تک کرتے رہے چنانچہ تفصیل اسکی باب لائل میں آوے گی القصد جب کہ شیخ
 اپنے دعویٰ سے باز نہ آئے علمائے مایوس ہو کر بادشاہ گجرات کو کہ شہر احمد آباد میں تھا اطلاع دی
 بادشاہ نے حکم اخراج صادر فرمایا چنانچہ وہاں سے بھی نکل کر مع اپنے مریدین کے جانب ملک سند
 روانہ ہوئے اور نکلتے وقت بولے کہ اگر میں حق پر تھا کیوں اتباع نہ کی اور اگر ناحق پر تھا کیوں قتل
 نہ کیا اسلوسطے کہ جہاں بون کا خلق کو گمراہ کروں گا اور وبال انکی گردن پر ہو گا غرض کہ وہاں سے
 شہر جالور میں پونچھے وہاں کے بہت لوگ مرید و منقاد ہوئے پھر وہاں سے ناگور کو پونچھے
 اور وہاں بیان کیا کہ قال الذین ہلکوا واشتدوا و اخرجوا من ديارهم شدوا و ذوا في
 سبيني شدوا قاتلوا وقتلوا مانده بہت ماشا اللہ خواہ شد بعد اسکے وہاں سے روانہ ہوئے
 اور ملک سند میں شہر نصیر پور میں داخل ہوئے وہاں سے میان نعمت اور میان خونہ پیر کو شخص گجرات
 جانے کی دی اور ایک جماعت کثیر انکے اصحاب کی اس میں جدید کی تختہ پونہ پیر اور جو کہ ترک صحبت
 کے روانہ گجرات ہوئی ہر چند کہ شیخ جو پورا کو ڈراتے رہے کہ تم منافق ہوئے جلتے ہو ایک
 نے بھی سنا اور سیدھا راستہ گجرات کا لیایا بی شکر فاقون بھی انھیں میں تھی پھر وہاں سے اسراطرت
 سند شہر ٹھہرے میں پونچھے اور وہاں اٹھارہ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اور کچھ لوگوں نے تصدیق نہ کی

اسلام آباد ہندوستان سے

میں نے اس سے ایک جماعت پتھر و برتن لایا ہے

نیز اور کچھ دی

شہر جاپانیر کہ جاکر سلطان محمود کی سکا رہیں مردم سپاہ پیشین نوکر ہوئے تھے یہ مہنوں شخص
 فراہ کو آئے اور ہایاد نذر کہ مردم گجرات نے واسطے شیخ کے ہمراہ میان نعمت کے روانہ کیے تھے
 راہ میں میان محمود فرزند شیخ نے جاپا کر اپنے تصرف میں لانا میان نعمت کے کہ میں پرانی انت
 میں خیانت کرنے ندوگا فرزند رشید نے خطا ہو کر نادر کے واسطے کھانا چھوڑ دیا ناچا خود
 سے اپنا خرچ راہ مع اولی انت کے کہ اپنے ہمراہ تھیں جیسا منہ رکھ دیا تباہت نماز کے واسطے بلکہ
 ہوئے تھے کہ فراہ پونچھے سکا لانت میں شیخ موصوف طرف داری فرزند کی کی اور کہ کیا
 مثل گجرات کی یاد نہ تھی کہ امک ٹھمک کیا تیرے باپ کا مال ہو بعد اسکے شیخ نے امانتیں مذکورہ
 میان نعمت طلب میں میان مذکور نے جوائے یا کہ یہ طالبان خدا کا اثنا راہ سے آپ کی طرف
 روانہ ہوا دن پر خرچ کیا گیا شیخ نے فرمایا کہ ان لوگوں کو کہنے طالبان ابنایا بھر اس کلام کے
 طالبین مذکور نے نہ صاف بھاگے اور میان نعمت کہ جن کا لقب مقراض بدعت ہو جو جس میں
 اگر صحبت شیخ سے سیرا ہو کر مع اہل عیال وادانہ ہو پس شیخ نے انکی ہمیش کی ایک گوجری
 مثل بول کے کہ تو مجھ کو نہ گور سہا گن ہوں تجھ کو نہ ہار یعنی تو مجھ کو چاہ نہ چاہ میں تیرا چاہنے والا
 ہوں اور بہت دلاسا کر کے واپس لائے چنانچہ تفصیل اسکی تذکرۃ الصالحین میں موجود ہو
 اور فرزند مذکور کے حق میں کہ کہ جس کا پوت پوت ہو کر آوے اس سے کلمہ خوشی نہ ہوئے
 غرض کہ ان لوگوں کے آئیکے بعد چھ مہینے اور شیخ زندہ رہے پس کل قیام فراہ کا نو مہینے
 اور اکثر بشارات و اشارات اپنے اور اپنے مریدین کے فضائل میں اسی عرصے میں صادر ہوئے ہیں
 القصہ بعد نو مہینے کے ترسیحہ برس کے سن میں شیخ نے مقام فراہ میں بروز پنجشنبہ سن ۸۰۰
 میں انتقال کیا کہتے ہیں کہ اسکی پہلے جسے کے روز بعد نماز جو نماز تراویح تھی اور یہی عادت انتقال تھی
 کیونکہ حضرت رسالت بھی قبل سحلت بعد نماز جمعہ کے تراویح کیے تھے واللہ اعلم راستہ و درجہ ان لوگوں
 محمد یون پر غرض کہ نماز جنازہ میرانی عید گاہ فراہ میں پڑھ کر ایک جا میں درمیان فراہ اور موضع
 ہو دفن کیا اور جہاں الہداد بن حمید مجتہد عام چند مرتبے قبر پر پڑھے کہ اس میں یشم بھی تھا
 فضلش کہ جمیع پیشہ از خدا بداد اور روز حشر شفاعت کر از خدا اور میں سلوئی میں شامہ داسم اوقی کا فر
 نے قبر پر کتبہ بنوا لیکن کجاں سلطان کلم فراہ نے اسکی تکمیل کی غرض کہ بعد درجہ میں انجمن مذکورہ اندر کلمہ

شہر جاپانیر کہ جاکر سلطان محمود کی سکا رہیں مردم سپاہ پیشین نوکر ہوئے تھے یہ مہنوں شخص
 فراہ کو آئے اور ہایاد نذر کہ مردم گجرات نے واسطے شیخ کے ہمراہ میان نعمت کے روانہ کیے تھے
 راہ میں میان محمود فرزند شیخ نے جاپا کر اپنے تصرف میں لانا میان نعمت کے کہ میں پرانی انت
 میں خیانت کرنے ندوگا فرزند رشید نے خطا ہو کر نادر کے واسطے کھانا چھوڑ دیا ناچا خود

شہر جاپانیر کہ جاکر سلطان محمود کی سکا رہیں مردم سپاہ پیشین نوکر ہوئے تھے یہ مہنوں شخص
 فراہ کو آئے اور ہایاد نذر کہ مردم گجرات نے واسطے شیخ کے ہمراہ میان نعمت کے روانہ کیے تھے
 راہ میں میان محمود فرزند شیخ نے جاپا کر اپنے تصرف میں لانا میان نعمت کے کہ میں پرانی انت
 میں خیانت کرنے ندوگا فرزند رشید نے خطا ہو کر نادر کے واسطے کھانا چھوڑ دیا ناچا خود

گجرات کو ہوئے اور نذر الدین منوچھری اور بعد پندرہ روز کے اہل اسلام کو اس شہر بدر کیا۔
 تو قصبہ سلطان پور میں آکر رہے انھوں نے اپنی اس فوج کا عذر یہ بیان کیا تھا
 کہ میران کی روح نے مجھ کو کہا ہے کہ تم گجرات کو جانا اور سید محمود فرزند میران نے بکمال ہتھکڑیاں
 ایک سال فراہم کر کے کہا کہ مجھ کو بھی میران کی روح نے جانے کا حکم دیا اس واسطے وہ بھی
 گجرات میں آکر مقام بھلوٹ میں منوچھری ہوئے اور خود میز بھی لٹکے قرب جو احکام کے واسطے منع
 بھادی پور میں ایک نثر کے فاصلے پر بھلوٹ سے منوچھری ہوئے پھر وہاں سے موضع چھنی راہ
 میں سکا اور سید محمود کو رکی طرف خلیفہ اور مدینہ انکے والد کے رجوع ہوئے اس سب سے اٹھا
 شہر زیادہ ہوا اور روز بروز خلق انکی تسخیر میں زیادہ ہونے لگی جب یات سلطان محمود میگڑ کو
 معلوم ہوئی حکم تہذیب کے کا فر یا چنانچہ مبارز الملک کے حسب الحکم نچیر گران پاؤں میں ڈالکر
 ایک گاڑی پر سوار کر کے داخل تہذیب احمد آباد کیا چنانچہ اکتالیس ہزار و چھ سو سب سے بوند
 بسفارش الحاج راجی سون راجی مرادی خواہران بادشاہ کی کہ معتقد انکے والد کی تین پائی
 پائی لیکن خرم نچیر ایسا سخت تھا کہ پاؤں نہ ٹھکرا اور سیخ سے بعد از خالی ہونے کے پتھر پائی
 سن فرسوا رئیس میں بعد نوبت کے اپنے والد سے موضع بھلوٹ میں انتقال کیا اور حوالہ خلیفہ دوم
 میان خود مدیر کا یہ کہ بعد انتقال میان محمود کو اسکے ریاست قدرت کی انھیں پر قرار پائی اور انھوں
 نے دعوت اپنے مذہب کی ضرورت کی اور عوام الناس انکے منہر ہوئے لگے اول چند روز شہر میں
 اقامت کی جب اس کے اخراج ہوا ملک چاکر نے اپنی جاگیر موضع کھانیل میں لاکر رکھا وہاں بھی
 چھٹی مرتبہ اخراج کیا گیا اور شواہد لولاہیت معلوم ہوتا ہے کہ تمام اخراج انکے ستائیس ہجرت اہل اسلام
 نے انکو ستائیس بار شہر بدر کیا یا اور انجام کاریہ ہوا کہ ایک دوا لکھنوی نے بھی کہ شہر احمد آباد میں ایک
 ہمدی نگار کو حکام اہل اسلام نے قتل کیا انھوں نے چار سو واسطے انتقام کے روانہ کیے تاکہ
 فتویٰ شیعہ والوں کو قتل کریں سو لاکھ کو جب بعض علماء اہل سنت کو قتل کر کے انکے پاس منع
 بھولارہ میں واپس آئے سلطان مظفر گجراتی نے کچھ موقع نظر میں آئی تہذیب کے واسطے مقرر
 کر کے ہزار و پین الملک کے روانہ کی اور کچھ اہل اسلام شہری بھی بہ نیت ثواب شریک ہونے
 اول کھانیل میں جا کر تمام کائنات اس منہ کو جلا دیا اور اسکے انکی طرف متوجہ ہوئے چونکہ اوہ

یہ موضع چھنی راہ
 ہے

یہ موضع چھنی راہ
 ہے

یہ بھی مستعد امیدوار کارزار بیٹھے تھے یہاں تک کہ غلام اس حدیث کے کہ لا یجئ و وعدہ کیا تھا کہ جو شخص خبر توجہ لشکر کی لاوے گا اوس کا موزہ مصری سے بھرون کا موزہ جب
اس وعدہ کیے جب تک کہ فرزند میان جلال نے خبر توجہ کی سخائی باورنی ستے میں مصری کو ٹک کر
انکے موزہ میں بھری اور ساتھ سوار اور پالیسین اوکے کر مقابلے کو براد ہوئے اوس رونہ
اکتا لیس آدمی انکے مارے گئے اور انکی ایک لکھ میں تیرا لگا لگا کہ دوسری کتھہ بھی کاٹھہ سے باہر
نکل لی لشکر بادشاہی دس دس اسی قدر کام کر کے پیچھے ہٹ گیا اور میان مذکور کی کمک کو ملک
شرف الدین ممدوی اسی سوار کے کرینچیا اور میان مذکور مع اصل ملک کے موضع کھانیس سے
موضع سدر اسن کو کہ بارہ کوس پر ہٹ گئے لیکن توجہ بادشاہی نے پیچھا نہ چھوڑا اور سدر اسن
پہونچ کر جنگ و مہین میان خوند میر اور انکے فرزند جلال الدین اور داماد وغیرہ اقر با و سر پین جملہ
چون آدمیوں کو قتل کیا اور سات دیوں کے سر آرنج فضا نل میں لکھا ہو کہ میان خوند میر وغیرہ
نوا آدمی کے سر کے واسطے ملاحظے بادشاہ کے روانہ جاپانیر کو ہوئے آتش راہ میں جب سر ہٹ گئے
پریان پل میں پھینک کر کمر پوست میں بھس کر لیچے چنانچہ قبر جسید کی سدر اسن میں پڑا اور مرن
پل میں اور پوست سر کی جاپانیر میں ہو لیکن اوس کا نشان نامعلوم ہو یہ واقعہ سنہ ۸۵۰
میں واقع ہوا اس جنگ کو ممدوی لوگ اپنے موزہ سے جنگ بدروایت ہوتے ہیں اور کہتے ہیں
لکیت انا عمار ضنا اہم انا فاعلی الشیخات الایہین الامت مراد یہی جہانگیر اور انسان
مراد میان خوند میر ہیں چنانچہ صاحب الولاہیت کہ بیان اس جنگ میں لکھتا ہو کہ ان محل محل تھا
انکہ کان کالو ما جھو لا بر آ اور کما داز اس پر خاش ساز فرو آمد ناخج اسی طرف اشارہ
مرتا ہو تفصیل اسکی بحث تحریف میں آوے گی غرض کہ بعد اس واقعے کے دوسرے خلفائے شیخ جونیوار اول
ونکی جاجا متفرق ہوئی نہ چند کہ اخراج و قتل وغیرہ اہل احتساب اسلامی کی طرف ہوتا ہا لیکن یہ
ان کلمات و دعادی مخالف ملت اسلامیہ سے باز نہ آئے چنانچہ سن ۸۵۰ میں شیخ علی متقی
رحمۃ اللہ علیہ نے چار فتوے شیخ ابن حجر مکی وغیرہ ائمہ چار مذہب کے مکہ معظمہ سے پاس بادشاہ کبریا
کے بھجوائے متفقہ پاس کر کے کہ یہ ممدویہ سبب ان عقائد اہل اسلام کے کہ تمام اہل اسلام کو کافر ہو
ہیں خود کافر ہو گئے ہیں اگر یہ لوگ اس مذہب اہل سے نہ ہو کہ میں تو بہتر ورنہ امام و حاکم وقت پیر و

مراد میان خوند میر ہیں چنانچہ صاحب الولاہیت کہ بیان اس جنگ میں لکھتا ہو کہ ان محل محل تھا

ہو کہ انکو قتل کرے ارشاد ہو کہ ان فتون پر عمل کر کے گیارہ آدمیوں کو پکڑ کر پھر قتل کیا اور
 شاہ نعمت علیہ السلام کو گرفتار کر کے بعض سلطان مظفر علیہ السلام کے راستے میں سیاحی سفر میں
 لے گیا ان بھائی تھی غادر کے بلوں سے ہیں پوچھا کہ اگر ان کے مدار فیہ میں فرزند ہمدی کا ہم
 لگے انکو رہا کر دے گے مردم بکری بولے البتہ ہا کر میں گئے کہ امین بیٹا ہمدی کا ہوں تو گویا
 شاہ نعمت کو چھوڑ کر انکو بچا کر لے گا ٹری پر ڈال کر حضور پر بادشاہ موصوف لے گئے بادشاہ نے
 فرمایا کہ اسکو دس مہینے کھو چانچہ ایک دستک مجلس میں سے یہاں تک سلطان مظفر نے ولت
 کی اور سلطان بہادر تخت نشین ہوا جب بادشاہ مہم کو جس سے خاطر خواہ فراغت پائی ملک پر چڑھا
 نے بجگہ کو اپنی خدمات کے کاروس میں اس سے مشورہ ہو اکی نہیں پیر درخواست کی کہ ہمارا پیر زادہ کہ قید
 بادشاہی میں ہے غلام پاپا بادشاہ صدر خان کو فرمایا کہ پیر زادہ مذکور کو رہا کر دو صدر خان نے
 عرض کیا کہ وجہ میں چکا اور خضیا اپنے لوگوں کو رکھ کر حکم کیا کہ سید علی کو فوراً خارج میں لاؤ چنانچہ
 ملازمین مجلس اس وقت زبرد بالائے تخت رکھ کر ہلاک کیا اور شاہ نعمت کے ارسل و زاس میں
 کو اپنا ندیدے کہ کبچ گئے تھے انکا انجام کار یہ ہوا کہ ایک در موضع لوہ گریں کہ مردم شکاری کہ
 حرم نظام شاہ کو لیے ہوئے خون فوج قتل سے بھاگے تھے ان پر اکراہ تمام شہر و موضع
 اور فیما بین نزاع ہو کر نوبت جنگ کی پونہ کی یہاں تک کہ شاہ نعمت موصوف آدمی ہمارے کے ارسل
 اور ملک امداد مریشخ جو پور نریت یافتہ خونذیر کہ بعد واقعہ جنگ کے جو پور تکفین مقتولوں اور
 محافل مجروحوں کی انھیں کے ہاتھ سے ہوئی ملازمان بادشاہ نے انہیں کو کہہ کر لوگوں
 بادشاہ سے مقابلہ کیا اب تم اس ملک میں رہنے کے قابل نہیں ہو اس واسطے ملک کو رہی کہاں
 اضطرار میں رہنے سے نکل کر رفتہ رفتہ ملک ٹراٹھ میں پہونچ کر موضع بارو کر میں لڑو باندہ کہہ کر
 وہاں اس قدر سختی پیش آئی کہ ان کے رفقا مارے فاقوں کے مرنے لگے لیکن آپس میں ہر شخص
 اپنے اپنے احوال مقامات باطنہ کا بیان دعوی کرتا رہتا تھا یہاں تک کہ ایک شخص سے حالت نزاع
 و سگرات میں پوچھا کہ پیر کیا حال مقام ہر او میں لگا کہ روٹی چنانچہ مذکرہ الصالحین میں سطور
 ہر شخص کہہ کر لوگ اسی طرح ملک ملک متفرق و منتشر ہوتے رہے اور رام زہد ترک کا کہ مقبول
 خاص عام ہو چکا کہ خلق کو اپنی تسخیر میں لاکر اقسام کے تفرقے ہست اسلامیہ میں ڈالتے رہے

اصل کتاب در دسترس
 کتابت و تصانیف اسلامیہ
 دارالکتب و مطبعات اسلامیہ
 لاہور

اور ان کے قتل کا انتقام نہ ہوا کیونکہ اگر ایک ملک میں کچھ تدارک کیا گیا دوسرے ملک میں بظہر من
 وفساد کا ہر پاپا ہوا چنانچہ رفتہ رفتہ یہ فساد مسلمانین دہلی و اکبر آباد کے حضور میں بھی پھیل
 باہن طور کہ شیخ عبداللہ افغان نیازی کہ مریدین حضرت شیخ سلیم خشتی سے تھا جب کہ سفر مکہ
 معظمہ سے پھر ارادہ میں سے مذہب مہدویہ ہمراہ لیتا گیا جب قصبہ بیانہ میں مقیم ہوئے شیخ
 علانی بن شیخ حسن مرید شیخ سلیم خشتی نے کہ قصبہ مذکور میں بجا اپنے والد سجاد شیخ پر تھا
 اس مذہب کو اوس سے صیقل کا اور ایک جماعت کثیر کو اپنا شریک مذہب بنایا شیخ عبداللہ
 نے انجام اس فتنے سے ڈر کر اوسکو ولایت سفر حج کی کی شیخ علانی تین سو ستر خانہ کے ساتھ
 حجاز ہوا جب خواص پور کو کہ حدود جو دہ پور میں واقع ہو پونچا خواص خان اوسکا مقصد ہوا
 چند روز میں جب فساد مذہب مہدویہ کا اوس پر ظاہر ہوا منحرف ہو گیا شیخ علانی اس بات کو
 سمجھ کر اس بہانے سے نکل کھڑا ہوا کہ خان موصوف امر معروف میں بواجبی تن و تہی میں
 کرتا ہوا اور ارجح کو شیخ کر کے پھر بیانہ میں آیا بعد سلیم شاہ بادشاہ ہندستان نے اوسکو
 آکر میں طلب کر کے برسر دربار علما اہل سنت متقابلہ کروایا شیخ علانی بحث میں کسی پر
 غالب آیا بلکہ بار بار مغلوب ہو کر جب جواب عاجز ہوتا تھا بیان آیات قرآنی کا شروع
 کر دیتا تھا کہ سلیم شاہ متاثر ہو کر بولتا تھا کہ اسی شیخ اس دعوی باطل مہدویہ باز کہ میں تجھ کو
 اپنے تمام قلم و پر محسب کر دو گا شیخ علانی نے کہ ہر چند سخن بادشاہ کا غانا لیکن بادشاہ نے
 رعایت کر کے بخلاف فتوای علما سے حاضر کر کے قتل شیخ پر مرتب ہوا تھا اسرود کن کی طرف
 اخراج کر دیا اتفاقاً بہار خان حاکم اوس سرحد کا امیر کبیر سلیم شاہ کا تھا مع تمام لشکر کے
 دائرۂ اعتقاد شیخ علانی میں درایا اس واسطے بار ثانی طلب شیخ علانی کی ہوئی اور سلیم شاہ نے
 شیخ علانی کو مع فتوے قتل کے نزدیک شیخ تڑے کے کہ شیر شاہ بایں سلیم شاہ کا اونکی جوتان
 سپرد ہی کیا کرتا تھا بہار کو روانہ کیا تاکہ موافق حکم اونکے کے عمل کیا جاوے شیخ تڑے نے
 موافق فتوای محرم الملک وغیرہ علما بادشاہی کے حکم قتل کا لکھ کر حوالہ ایلی سلیم شاہ کے
 دیا اس سے شیخ علانی مریض طاعون میں گرفتار ہوا کہ حلق میں بقدر ایک انگشت
 کے جراحت ہوئی تھی جیسا حال میں روبرو سلیم شاہ کے لئے ملاقت گرفتار کی نہ تھی

شیخ سلیم شاہ کے
 بار خاں کے
 شیخ سلیم شاہ کے

سلیمان نے آہستہ آہستہ اسکے کان میں کہہ کر کہ کوہین مہدوی میں ہوں اور مطلق العنان ہو جا
 ستنیج غلامی کے کچھ اس بات پر کان نہ لگایا سلیمان شاہ نے فرمایا کہ کوڑے مارو چنانچہ تیسرے
 کوڑے میں مر گیا اور یہ تیسرے نو سو تین میں واقع ہوا بعد اس قے کے بقیہ مہدویہ اطراف
 و جہاں میں روپوش ہوئے اور شیخ عبداللہ مدد کو خوف احتساب سلاطین اہل اسلام سے بھا
 اور ایک مدت دراز تک یہ فتنہ دہار بالیکین چھپے چھپے پیر زادے مہدویوں کے عوام الناس
 درغلالتے رہے اور حکمت عملی سے درپردہ نے حکم لوگوں کو بہکاتے پھرتے تھے اور علامہ
 جیسو کہ جسکو ڈھونڈ کر کہتے ہیں وہاں ابتداً اس قوم کی یوں ہوئی کہ امرے افغانہ
 کہ اطراف ربلی میں سلاطین بودھی اور شیر شاہی کے وقت سے جاگیر وار تھے جلال اللہ
 اکبر شاہ نے بہت طرفدار فی شیر شاہ کے اور کاجا خراج کیا چنانچہ بعد بحاربات پیہم کے یہ لوگ
 بیکل کر گجرات میں پوچھے اور وہاں حکم مہدویہ زد و کشت اہل اسلام سے ہر سال ہو کر انکو
 بنادین آئے اور جب اختلاط ہم پونچا کچھ افغانہ داخل نہ رہا مہدویہ ہوئے اور کچھ اپنے
 دشمن پر پاتی رہے جب افغانہ مذکورین کی صفائی آباد شاہ دہلی کے ساتھ بوساطت راجہ
 جیسو کے قرار پائی افغانہ مراجعت کر کے اضلاع جیسو میں متوطن ہو لیکن مذہب میں
 ویسی دورنگ سے چنانچہ اب تک ہی رنگ ہو کہ مند و زنی وغیرہ چند فرشتے کہ وہاں سے
 دکن ہوئے ہیں سنی ہیں اور دوسرے فرشتے قوم تہینی وغیرہ سے مہدوی ہیں اور
 ہندستان میں معدن مہدویہ کا وہی یہاں ہیں فقط ورنہ جو پور وغیرہ بلاد و کلاں ہند
 میں کوئی اس مذہب کو بھاتا بھی نہیں کہ کیا ہو اور شیخ جو پور کو جانتا ہو کہ کون ہیں
 البتہ بلاد دکن میں جا بجا اکثر موجود ہیں اور اکثر صاحب ثروت بھی ہیں اور سبیل سکایہ
 کہ جب سلاطین صفیہ ہو اور سلاطین اسلام میں طریقہ احتساب اجرا سے احکام میں کامیاب
 ہو گیا جو عداوت مذہبی اس قوم کے ساتھ تھی کام کے دلوں میں باقی نہ رہی درچونکہ مذہب
 بعض عوام افغانہ میں شائع ہوا اور اس قوم کی سپاہ گری پر سبکو اعتماد تھا حکام
 اسلام انکو نوکر رکھنا شروع کیا اس سبب سے اس مذہب کو گوز غرت و حرمت مانعہ لگی اور
 زیر سایہ حمایت امر اہل سنت وغیرہ کے پاس دامان گذران کرنے لگے لیکن پھر بھی فتنہ

اس مذہب میں اس کے لیے کلی
 اور اس کے خلاف جو کچھ بیان اور اثر افغانہ کی

شرارت کے کہ متفقہ اس نہیب کا ہونا فرمانی و آزار رسانی سے باز نہ آئے اس سبب جس کا
 مقبول ہو آخر کار مقهور و مطرود ہوتے رہے چنانچہ سرنگ پٹن میں سرکار سلطان ٹیپو
 نوکر ہوئے جب ستائیسویں رمضان کو روزاد و گاندہ کا آیا سپاہ اہل سنت اور سکے برلا
 پڑھنے سے مانع ہوئی جب صورت نزاع کی نظر آئی سلطان موصوف نے حکم کیا کہ آبادی
 سے باہر جا کر پڑھو عدول حکمی کر کے اڑ گئے کہ ہلو کون ہٹا سکتا ہو سلطان نے افواج
 قاہرہ کو حکم کیا کہ کسی م تمام کہ وہاں کا اخراج کر دو یا تو پون سے اڑا دو جب کئی ننو مار
 گئے سب سب بھاگ بکھرے ہوئے ایسی سردار خان غازی زئی مہدوی پونے میں
 باجے راؤ کا نوکر ہوا اور جب انگریزوں اور باجے راؤ میں باہت حوالہ کرنے ترک ٹنیکہ
 قاتل گنگا دھر کے کش مکش شروع ہوئی ایک روز جب اسی گفت گو کے واسطے سینیٹ
 انگریزی دربار میں آیا واپس جاتے وقت سردار غازی زئی صاحب پکارے کہ دیکھیے ہمارا
 کیا کافر کو مارے ہیں سینیٹ نے پھر جواب کیا تم کافر مارے ہو دیکھیے ہم کافر مارے ہیں
 چنانچہ اس ملام غازی زئی سے مقدمہ ریاست مرہٹہ کا اور بھی بن رہا گیا انگریزوں اور وقت
 ترک کے طالب تھے اب غازی زئی مہدوی کے بھی طالب ہو مہدوی نے خیال کیا کہ
 مبادا باجی اوٹھو جو لہ انگریزوں کے سپہ پند رہ سولہ سوارے کر ہر چند باجی اوٹھو کے قاتل
 اور نہ کسی قسم دیتا رہا تھا انگریزوں کی پر جا کر اور دوسرے جوانان ہارے ایک تپ
 ایسی بری کہ خان کی ران مع گوشت و استخوان اوڑ گئی اور گھوڑے پر سے گر پڑا دوسرے
 دن اویسی زخم سے مر گیا اور تمام دولت مرہٹہ کی برباد کر گیا اور باجی راؤ خود سنہ ۱۸۱۷ء
 تینتیس ہجری میں قید فرنگ میں مبتلا ہو کر بھٹور میں قریب کانپور کے بعد چوبیس برس کے گیا
 پس اس سرکار کے بگڑنے سے ایسی ایک لاکھ بیس ہزار سپاہ جبار کا روزگار بگڑ گیا
 کہ جس میں کئی ہزار سوار زری ٹپکے کے تھے یہ نثرہ انکی جھل کا اور نا عاقبت اندیشی اور
 نافرمانی کا ہوا کہ ایسی دولت مند ہا سالہ پاٹھال ہو گئی سے تراش دیا کہ بود یار غارتہ اذا
 بہ کہ جاہل بود و شکسار پچھ جب سب ریاستیں جن کی بگڑ گئیں چاروں طرف سے سمٹ کر
 قدم مبارک اس قوم کے حیدر آباد دکن میں آئے اور وہاں وہ کثرت اور عزت بدو

اخراج مہدویوں کا سرنگ پٹن سے اور رضا و خان غازی زئی مہدوی کا ریاست مرہٹہ میں

سنہ ۱۸۱۷ء مہدویوں کا حیدر آباد دکن میں اور آخر کار انکی قتل و کشتار
 سبب انکی ریاست خالی ہو گئی

راجہ چندو لعل شیکار دولت آصفیہ کے میدان کی کہ دس بارہ ہزار کی ہمیت بشارت میں قرار
 نوکر ہوئے یہاں تک کہ بعضے بابگیر نے اس بارہ روپیہ کی مایہ دار پائے سے تھے اور وہ تھنہ
 اسکے کڑا ڈیڑھی تک تھے وہاں اقسام کی ظلم کاری اور رہا خواری شروع کی اور اپنی کثرت
 اور ثروت کے غرور میں آکر یہ مقامات مذہب میں ہر ایک سے ملے باکا نہ بحث و کمار شروع کی
 اور غایت اس سرکشی اور شرارت کی یہاں تک پہنچی کہ سلیم نے بیچ کا تلسنہ بارہ سو شتیس میں
 مولوی عبدالکریم صاحب کو بحث مذہب پر مسجد میں میر عالم بہادر کے تہدید کیا اور سو قیامت
 مارین کے چند شخص مجروح و مقتول ہوئے چنانچہ تاج محمد خان اور الرحمہ خان مندوڑی اسلئے
 تہدید ہوئے اور عنایت خان پروڑی وغیرہ چند مہدوی اور دھر کے مارے گئے اور مولوی
 موصوف کو لکے جاہلین کے ہاتھ قبیضہ دروغ سے عین مسجد میں ذبح کیا جو تھے روز اہل ہشت
 نے مکہ مسجد میں جمع ہو کر واسطے نصا مشن شہید موصوف کے جنازہ کو لڑھک کر اسکے رشتہ کی تباہی
 پوش کی مہدویوں نے بھی اپنے مکانوں سے نکل کر تفرغ زنی اختیار کی شام تک ہر کسی اپنی
 واعلی مارین کے مارے گئے چنانچہ مندو خان اور نیاز بہادر خان دوسرا اسلئے شہید
 اور طولی خان اور صالح محمد خان زخمی ہوئے اور اسلئے کے ناموں کو سید نصرت اور
 متنا خان مارے گئے نواب کنہ رجاہ مغرت فنر نے سکرا فاضلہ مہدویہ کے اخراج
 کا حکم کیا انھوں نے اس حکم پر عمل کر کے مذہب و حیلے پیش کیے اس سبب سے فوج انگریزی پر کڑی
 سرکار آصفیہ کی تھی حکم حکم حاضر اور قتل عام کا سادہ ہوا بھڑا کے سیدنا مارین وغیرہ
 سردار ان انگریزی لے سپاہ عدد کو ب مع دس فرس توپ کے ساتھ لیکر محاصرہ کیا جب
 صورت گولہ اندازی اور تشہیری کی نظر آئی عقل مہدویہ کی گہراں ساجزی شروع کی اور
 جب کچھ سپاہی اٹھ سکے اور ٹھاکر جو رو بچوں کے ہاتھ پکڑ کر کھل کر مارے ہوئے اور باقی
 لکھارو پے کی املاک اسباب بہت تمام محفوظ گئے کہ سب ضبط سرکار آصفیہ میں لے کر آئے
 مِّنْ جَدَاتٍ وَبَحْبُورٍ وَدُرُوعٍ وَمَقَامِرٍ كُرْشٍ وَكُمُكٍ وَكَافُورٍ فَانَا لِحَبْلِ كُنْ لَكَ وَ
 اَوْرَتْهَا قَوْمًا اَحْيٰی اَيَا اور اپنی خجالت مٹانے کو بولے کہ ہم اپنے خدا اور
 کی مدد ہمیں نہیں کرتے ہیں وہ خداوند نعمت اسکے نواب کنہ رجاہ تھے یا انگریزی سپاہ

یہاں تک کہ بعضے بابگیر نے اس بارہ روپیہ کی مایہ دار پائے سے تھے اور وہ تھنہ اسکے کڑا ڈیڑھی تک تھے وہاں اقسام کی ظلم کاری اور رہا خواری شروع کی اور اپنی کثرت اور ثروت کے غرور میں آکر یہ مقامات مذہب میں ہر ایک سے ملے باکا نہ بحث و کمار شروع کی اور غایت اس سرکشی اور شرارت کی یہاں تک پہنچی کہ سلیم نے بیچ کا تلسنہ بارہ سو شتیس میں مولوی عبدالکریم صاحب کو بحث مذہب پر مسجد میں میر عالم بہادر کے تہدید کیا اور سو قیامت مارین کے چند شخص مجروح و مقتول ہوئے چنانچہ تاج محمد خان اور الرحمہ خان مندوڑی اسلئے تہدید ہوئے اور عنایت خان پروڑی وغیرہ چند مہدوی اور دھر کے مارے گئے اور مولوی موصوف کو لکے جاہلین کے ہاتھ قبیضہ دروغ سے عین مسجد میں ذبح کیا جو تھے روز اہل ہشت نے مکہ مسجد میں جمع ہو کر واسطے نصا مشن شہید موصوف کے جنازہ کو لڑھک کر اسکے رشتہ کی تباہی پوش کی مہدویوں نے بھی اپنے مکانوں سے نکل کر تفرغ زنی اختیار کی شام تک ہر کسی اپنی واعلی مارین کے مارے گئے چنانچہ مندو خان اور نیاز بہادر خان دوسرا اسلئے شہید اور طولی خان اور صالح محمد خان زخمی ہوئے اور اسلئے کے ناموں کو سید نصرت اور متنا خان مارے گئے نواب کنہ رجاہ مغرت فنر نے سکرا فاضلہ مہدویہ کے اخراج کا حکم کیا انھوں نے اس حکم پر عمل کر کے مذہب و حیلے پیش کیے اس سبب سے فوج انگریزی پر کڑی سرکار آصفیہ کی تھی حکم حکم حاضر اور قتل عام کا سادہ ہوا بھڑا کے سیدنا مارین وغیرہ سردار ان انگریزی لے سپاہ عدد کو ب مع دس فرس توپ کے ساتھ لیکر محاصرہ کیا جب صورت گولہ اندازی اور تشہیری کی نظر آئی عقل مہدویہ کی گہراں ساجزی شروع کی اور جب کچھ سپاہی اٹھ سکے اور ٹھاکر جو رو بچوں کے ہاتھ پکڑ کر کھل کر مارے ہوئے اور باقی لکھارو پے کی املاک اسباب بہت تمام محفوظ گئے کہ سب ضبط سرکار آصفیہ میں لے کر آئے مِّنْ جَدَاتٍ وَبَحْبُورٍ وَدُرُوعٍ وَمَقَامِرٍ كُرْشٍ وَكُمُكٍ وَكَافُورٍ فَانَا لِحَبْلِ كُنْ لَكَ وَ اَوْرَتْهَا قَوْمًا اَحْيٰی اَيَا اور اپنی خجالت مٹانے کو بولے کہ ہم اپنے خدا اور کی مدد ہمیں نہیں کرتے ہیں وہ خداوند نعمت اسکے نواب کنہ رجاہ تھے یا انگریزی سپاہ

اگر یہی لیا تھا تو خلاف فرہی سرکار بلا حکم و اجازت اندرون شہر سقد کشت و خون کیوں کیا آ
 جب آتشخاندہ انگریزی انظر کیا اور حرکت متعالیہ کی نذر ہی خیال الجماعت کا آیا غرض کہ بعد اس آتش
 جب مہدیوں نے دیکھا کہ تختہ اہل سنت کے ایک عالم کو مارا اور ہزاروں نذر آدمی خانہ ویرا
 ہو گیا اور بڑے بڑے دہن و پامال نے کار اور مہدی پر اس کے اور حکم مہدی پر پشیمان
 رشتہ ادا نہ ہو گئے چار آدمی سپہ میں سے چن کر روانہ کیے کہ ایسے کسی شخص معتبر کو قتل کر
 کہ جسے مہدیوں کے آئسو پوچھے جاوین چنانچہ یہ چاروں بدکار سر بازار چار سو کے
 موضع پر کھڑے ہوئے جب سواری محی الدین عزت یار خان مرحوم صدرالصدر کی نکلی ایک
 شخص بہیمانہ بغض کھلانے کے قریب میاں نے کے گیا جب مرحوم موصوف کہ تلاوت اُن
 میں مشغول تھے ایک ہاتھ میں قرآن شریف کو تھام کر دوسرے ہاتھ سے بعض دیکھنے میں مشغول ہو
 ایسی ضرب کٹار کی ماری کہ مصحف خوار سے رنگیں ہو گیا شہادت کا شاہ ہوا اور یہ چاروں
 تلواریں مہدی ہاتھ میں لیے ہوئے کوئلہ عالی جاہ کی طرف اپنی نامزدی کا کمال بٹکا ہوئے
 بدحواس بن گئے مگر شامت احوال کہاں چھوڑتی ہو ایک نذر نگار شہید موصوف کا بکا نام ہوا
 کہ عزت یار خان گونا رہے جلتے ہیں جاتے نہ پاوین تجھے دروازہ و سوقت نواب مبارز الدین
 بالاسے بنگلہ پر آئے تھے انھوں نے حکم کیا کہ خبردار جانے نہ پاوین ایک لوہا منصب ارکا چھپ
 کو دیر اور تیغ بہار ادا کر کے ان بھگوڑوں میں سے تین شخص کو مار کر خاک لہا کر کیا پھر
 حکم سرکار کے لاشیں انکی باہر شہر کے دروازہ پر اوڑھ کر دی گئیں کہ درندہ چرندے کھا کر
 خاتم کیا غرض کہ اس حرکت سے جو کچھ اسی ہفتائی کی سرکار سے تھی منقطع ہو گئی پس مہدی وہ
 در بدر شہر شہر باہر باہر حدود مالک مر و نہ کہ صفیہ سے پھرتے تھے اور اگر کہیں حیلہ تجارت
 یا نوکری کا دستاویز ہوتا تھا کرتے تھے لیکن یاد حیدر آباد کی واکوں کہیں جاتی تھی اور اپنے
 مردار پر ہاتھ حسرت کے کاٹتے تھے کیونکہ ایسی عیش و ثروت کہیں خواب میں بھی نظر نہ آتی
 فی القصد ایک مدت دراز اس پر گزری اور نواب سکندر جاہ مغرت منزل انتقال ہوا
 و اب ناصر الدولہ غفران منزل مسعد نشین دولت آصفیہ کے ہوئے اور سب انفرادی مہدی
 و بعد کے اہل حیدر آباد کے دلوں بھی انھیں و طیش کم ہو گیا تب لالہ چند دلی کے دربار

دربار اس کا جو حیدر آباد میں اور اس کا کھانا کھانا

نذر لے اور رشوتیں دے کر کیا ایک دو مہدی اگر کسا شروع کیے اور راجہ موصوف
 کی نظر سنائیے پھر انکو جاگیرات و عطاات کا شروع ہوئے چنانچہ عرصہ قلیل میں بگیم بازار اور
 چنچل گولہ اور ریادر گھاٹ میں فی الجملہ آبادی مجمع پیدا کیا پھر حیدر آباد جہاں اور نذر سے انکی
 حاصل ہوئی اور زمانہ دیوانی بارہ و م نواب سراج الملک بہادر کا آیا ایک روز بلایا سید آباد
 سوار ہوئے وقت بابت مطالبہ خواہ کے ہیں بائیس مہدیوں نے سدرہ ہو کر تنگ
 ہند و تون کی چھوٹی یہاں تک کہ جراحت ایک چھرسے کی چوڑی نواب موصوف پر لگنی پھر دھننے
 اس حال پر ملال کے فوج عرب نے ایسی شکاری کی کہ سب کو مار کر پھینک دیا اور مکانات مہدیہ
 میں داویلا ہوا کہ دیکھیے اس کا کیا انتقام ہوتا ہو مگر دوست حکام عدسے اپنی عالی تنگی
 سے اغماض کیا اور فقط قتل با نیان فساد کو کافی سمجھا اس وقت پر بھی ایک مانہ گذر یہاں تک کہ
 حال آیا اور پھر مہدیوں نے ملوٹھا یا لیکر ہٹ دلو دھکایا کہ شمشیر مکان سے گذر کر قلم زبان کو
 کار فرمایا وہ بدہ اپنے مذہب کی دعوت کرنا اور سائل اپنے مذہب کی تہا پیدا و دوسرے
 تمام مذہب اہل سنت و تشیع و غیر کے زمین جھجکا کر تقسیم کرنا شروع کیا چنانچہ سید سنی
 لقب عالم میان مہدی اول استغنا صغیر و استغنا کبیر اس مقصد سے مین لکھ کر درپردہ شمشیر
 پھرایا اور انکا سبب تالیف ایسا لکھا کہ اول مجھے اور مولوی یوسف علی خاں صاحب
 مدرسی سے حیدر آباد میں مباحثہ مذہب ہوا اس واسطے میں یہ استغنا تیار کر کے طالب علم
 جہاں میں آئے پہلوتی کر کے حوالے دو کر علماء پر کیا میں نے علمائے آفاق پر دوز
 کیا چنانچہ لکھا کہ بعد ازاں این بندہ این استغنا را بنظر بعض علماء اطراف گذراند و حیدر
 مولوی عبدالحامد صاحب لکنوی و مولوی نیاز محمد صاحب بخشان و مولوی حسن خان
 صاحب کھمی و مولوی احمد علی صاحب امیری و مولوی الداد خان صاحب چھری مولوی
 مؤید الدین خان صاحب دہلوی و مولوی فضل بخش صاحب درویش و مولوی
 حیدر علی صاحب دہلوی و درویش دیوان صاحب و فرزند قاضی بدرالدولہ
 صاحب و مولوی حیات خان صاحب و مولوی غلام قادر صاحب و مولوی
 و جید الدین صاحب و درویش و مولوی سید شاہ محمد الدین صاحب و درویش پانی

زائد احادیث و روایات
 و کتب معتبرہ
 و کتب معتبرہ
 و کتب معتبرہ

مولوی مفتی غلام رسول صاحب دہلی بنگلور مولوی محمد حنیف صاحب درہند بھٹی
مولوی عنایت اللہ صاحب مدرکس مدرسہ سبھی جامع پس بغض ایشان بعد
مکتبہ ساکت ماندند و بعض مجر د احوال استغنا از زبان این بنده شنیده ہرگز التفات
نکردند بکہ استغنا را بدست خود مس نمودند بکہ در کسی از مسجد قصابان بعض طلباء اولین
بر سر این بنده غوغا مودہ شباشب اخراج کنانیدند آنجہ انتہی عبارت غرض کہ جب علمائے کورین
جواب لکھنے سے پہلو تہی اور اعراض کیا کسی نے بسبب کم فرصتی کے اور کسی نے بسبب بی مطلع
ہو سیکے کیفیت اس مذہب پر اور کسی نے بسبب نیکہ جبل کے مایوس و زنا امید ہو کر سخن
فہمی اور جوش منوی سے اس کی رنگ خیال کیا کہ یہ سب کچھ کلام کے جواب سے عاجز ہیں پس
قدم آگے بڑھایا اور ان دونوں استغنیوں کو مترجمہ اور سالہ لکشت الحذب و ثلاثیہ اور دلیل
ستین اور سیب لیف کہ جس میں ان سب کے عجز کا بیان ہر سالہ بارہ سو بیاسی میں چھپو کر
ملک مالک شہر کیا جب اس بھی کہیں سے جواب نظر نہ آیا جامہ بدین سہا کر سالہ شہادت افتاد
ردین فتویٰ شیخ ابن حجر مکی وغیرہ لکھنا سب ارباب کے اور رسالہ معارضۃ الروایات
سالہ بارہ سو ترسی میں چھپا دینی بنگلور میں چھپو کر دہلی و کھنؤ و بلاد کن میں بھیجنا
شروع کیا اور ایک سالہ اپنے اعتقادات و عملیات میں تصنیف کیا جب دیکھا
کہ اب بھی کوئی مقابلہ پر نہیں آتا ہر اعتقاد و ہجو میں گیزی نیست کار اسخ کہ کے زیادہ تر بیادگی
شروع کی کہ سالہ مذکورہ مع ایک دفعے کے دارالقضاے حیدرآباد میں بخدمت قاضی سید
ولاور علی صاحب کے پیش کیا مضمون رقم کا یہ تھا کہ ہم نے رسائل مذکورہ محض واسطے دریا
حق کے اطراف و بلاد میں منتشر کیے اور علمائے آفاق کے حضور میں بھجوائے اور ایک وقت تک
انتظار کیا لیکن اب تک علما جواب ساکت ہیں اس واسطے آپ کی خدمت میں پیش کر رہے
ہیں کہ اگر کچھ خط آپ کی نظر میں آوے جسے بعد حکم مطلع کر دو تا کہ ہم رجوع بحق کر میں گرنہ
اعانتہ امداد ہماری تصدیق و اقرار کی کرو فقط قاضی صاحب موصوف نے رقم و رسائل مذکورہ
مع مصنف مسطور کے اس محرر و اوراق کے پاس و انہ کیے بندہ یا انکے تمام مناقشات مینازتا
سے ہمیشہ کنارہ گزینے زاویشین رہتا ہر لیکن جمیت اسلامی اور غیرت ایمانی نے رخصت کی

کہ تحریر جواب سے انکار یا اعتراض کہ سکتے ہیں مذہب حق کو اس قسم کے خیال نام میں یا خود دلیل اور اس کے کلام
 باطل کہ ثالث با دلیل ظہیر ان اس سب سے اور جواب کا معرکہ کیا لیکن چونکہ تحریر جواب متوقف مطالعہ
 کتابوں مہدیہ پر غرضی مصنف مذکور سے ایسا کہ کہ ہم جب تک ان کے اصول متعارف اور فرسوساں
 اور سیرت و اخلاق مہدی متنازع نہ کی کتاب میں تفصیل مطالعہ کریں اسدین یا انکار بطور تحقیق کے
 نہیں کیے جاسکتے ہیں و وزیر اس معنی سے اسید و اسدین کے جو کہ اس قدر خوش ہو کہ کہ کتاب مطالعہ
 بلکہ غیر مطالعہ پر بھی جس سے ہم یونچین کہ کرنا فرعونین بید غیر خواہ مسلمین کہ از کیا مطالعہ شروع کیا
 اس قدر راہیات و مخالقات عقائد و احکام اسلام کے اس میں نظر آئے کہ کیا اس سے باہر سنا یا نہیں کیا
 پر لوگوں اعتماد کر کے ضروریات کا استنباط اور تحریر جوابات بعد ایشیے حوصلہ کے آخاد کیا اس سے
 میں بغیر درخواست اس آخر کے کیفیت مفصل از بانی سید جمیب محضار محمد راجہ کے پیش
 نواب مختار الملک بہادر میں کہ وزیر اعظم بارگاہی پناہ فرمان رسد آدکن نظام الملک
 آصف جاہ افضل الدولہ بہادر دام تبالہ کے میں معروض ہوئی نواب صاحب ممدوح کے
 نوراً حکم اخراج مہدی مزبور کا صادر فرمایا چنانچہ بموجب حکم نافذ کے مصنف کا اخراج ہوا اور
 کتابیں مستعار تمام نزدیک اس محرار اوق کے رہ گئیں اگرچہ ابتدا میں یہ اخراج جگہ کچھ نے ضرورت
 نظر آیا اور بموجب اس قول کے کہ امور مصلحت ملک خسران و امنہ گد آگوشہ نشینی تو جاننا
 محروشی پیر سکوت کچھ مناسب سمجھا لیکن آخر کو علاوہ فائدہ سیاست ملکی کے ایک فائدہ پر نظر آئی
 بھی نظر پڑا کہ چند اس عرصے میں جاپانچ جیسے عیسائی اگر فقط سالانہ ناگلی بلا توسط مہابت کاری
 رہتا کتاب مذکور اس وقت تک کیونکر زمین اور اس میں مستمع اشغال ہمد کے مطالعہ کا ہے
 ہو سکتا یہ بھی تعجب ناہیات الہیہ ہو الحمد للہ علی لک التصد بعد اس اقول اخراج کے بسبب مایم و وسائل
 مصنف مذکور کہ عمل نگریزی میں جاگزین تھے طالب شرواد کتب چھوٹے میں نے جواب دیا
 کہ تم نے کتابیں اس غرض سے دیں نہیں کہ جو شہادت اس میں نظر آویں ہم سے پوچھ لینا یا
 چونکہ شہادت ہستار پرستیں جو دیں بغیر اسکے مل کے کتابیں کیوں کہ اس میں جاوین پرتن پرتن
 پایا کہ بواسطہ خط و کتابت کے مل شہادت کیا جاو چنانچہ ہند کے بموجب اس قرارداد کے اول کیا
 خط موزوں ہر سوال مستجابی کا شتمل اور پانچ سوال کے بامید جواب تلخ پھلی مندرجہ ذیل

کلام حق سے سب سے زیادہ متعارف کتابیں
 دین اسلام کے اس دور کے علم کا کمال ہے

کہ فرد گاہ مصنف فرمود کہ تم را و اندکیا خطیر ہی سلم بعد الرحمن الرحیم طرف ابو بکر محمد
 کہ مقرر نا احباب سید عیسیٰ بلقب بوالمیدان صاحب اضع باو کہ سبب و انکی ایشان ازین مبدیہ
 زبانی سید موسیٰ صاحب مفصلاً معلوم شدہ باشد کہ دران راقم را ہیچک دخل نبود محض این بابا از
 طرف بعضی صاحب عرب برخاست کہ بغیر ہشتارہ من مبادرت نمودند و چنانکہ اگر وقت روانگی خود
 نشان اند کہ ہم را مطلع می ساختند حتی الوسع بر آتیام آنکس فرماستی ہم تو ہم دران مقصود نمودی
 بمحصول می بخامید و ان شکستہ شہادت کتب ایشان بود چنانچہ بعد اجتماع روانگی ایشان
 خیلے متروک بود کہ ان شہادت را از کہ پس ہم لیکن ان وقتیکہ برادر ایشان سید موسیٰ صاحب طرف
 آن مشفق آمدہ باعث بران شدند کہ حال ابو اسلمہ مکاتیب گفتگوی آن مطالب نمودہ شود و خاطر
 بگردان و باطمینان آوردہ لہذا امثالاً لا ام کم اول از چند مقام کہ خطی موجب نمایان اند پر سیدہ می شود
 امید کہ از راہ انصاف بلا تکلف اعتنائت بجاو ان بردازند سوال اول شواہد الولایت
 اور مطلع الولایت معلوم ہوتا ہی کہ نسب یہ محمد صاحب کا سید اسمعیل بن سید نعمت اللہ بن ابی ہاشم
 کو پہنچتا ہی اور علم النبی کی معتبر کتابوں سے ثابت ہوتا ہی کہ امام موسیٰ کاظم کا کوئی بیٹا سید نعمت اللہ بن
 پس نسب شیخ محمد صاحب کا کیونکہ فاطمی ہوا سوال دوم ایک درالشاہ فیہ آپ بوسے تھے کہ بعضی
 روایات میں ہمارے یہاں یوں آیا ہی کہ سید نعمت اللہ بن سید اسمعیل بن امام موسیٰ کاظم رضی اللہ
 نسب پہنچتا ہی سو بیان کیجیے کہ یہ روایت کس کتاب میں لکھی ہو اور بالفرض اگر لکھی ہو تو بھی کچھ
 تمہارے کار آمد فی نہیں ہر اسلئے کہ علم انساب کی کتابوں میں مثل عمدۃ الطالب فی نسب آل
 ابی طالب وغیرہ کے موجود ہی کہ سید اسمعیل موصوف کے نسب لا ولد فرے سموا ایک بیٹے کے کہ
 او کا نام سید نعمت اللہ بن ہر پس معلوم ہوا کہ مہر دیون کی دونوں روایتوں سے اس کے مہدی کا
 اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا ثابت نہیں ہوتا پس مہدی ہونا بھی کہ بالاتفاق فاطمی ہونے پر
 موقوف ہر ثابت نہ ہوا و ہر المقصود سوال سوم شواہد الولایت کے جو بیسیون باب میں ہر
 کہ مہدی نے کہا کہ جبکہ حق تعالیٰ ستے تمام ارواح اولین اور آخرین کا پیشوا بنایا ہی اس کلام
 اور سکہ نصیح سے اور قول اللہ و حمید سے کہ یہ ہر مصرعہ فضائش کہ بر جہد ہمیشہ شہاد خدا و ظاہر
 ہو کہ مہدی اس کے نزدیک حضرت فاطمہ الزہرا علیہا السلام بھی افضل ہیں اور موبد اسکا قول صاحب الولایت

ہو کہ اکتیسویں باب کی سنیٹیسویں خصوصیت میں لکھا ہے کہ جناب رسالت مآبہ مہدی اصحاب کا
 مرتبہ بہت مرتبہ کے برابر فرمایا ہے اور اس پر ایک حدیث نے اصل بیان کر کے لکھا ہے کہ اول تمام
 رسول علیہ السلام کا پہنا چاہیے تاکہ مقام ان لوگوں کا معلوم ہو اور جبکہ قوم الیسا ہوا تو
 امام کیسا ہوگا پس ظاہر ہوا کہ وہ افضل ہے اور یہی پنج فضائل میں لکھا ہے کہ شاہ نظام
 لکھا کہ ہم منزلت حضرت علی علیہ السلام کے ہونا صفت عوام اصحاب مہدی کی ہے اور بڑے اسی کا
 مرتبہ بہت بھی دوا دے گا جو اور اسی کتاب میں ہے کہ ایک در سب بھائی صفت بستہ تھے شاہ اولاد
 نے اپنی عورت خود بوا کو بتلا کر کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ رسول خداؐ فرمایا ہو گئے انھوں نے تمہاری
 یعنی وہ بھائی میرے ہم مرتبہ میرے ہیں اور ایک دزد لکھا کہ لکھا کہ یہ مقام مسلیج کے ہیں لیکن بارہ
 آدمی مارنے بھی ناقص ترین انتہی ان سب عادی سے معلوم ہوا کہ دوسری تسویہ یعنی برابری مہدی کا
 ساتھ حضرت خاتم المرسلین کے غلطی یا یہ تقاریر کہ فضیلت مہدی پر وال ہیں غلط ہیں اور ہر
 مہدی کی غلطی غلط سرزد ہوتا کہ ان کے اصول پر منافی مہدی کے ہو لازم آتا ہے اور مہدی کے کو اصل
 کرنا ہے سوال چہارم شواہد الولاہیہ کے چوبیسویں باب میں ہے کہ ان کے مہدی نے لکھا کہ شیخ علی بن
 بن علی نے جو کچھ لکھا ہے اول لوح محفوظ پر نظر کر کے بعد تم کر کیا ہے حال انکہ شیخ نے فتوحات
 میں فرمایا ہے کہ امت محمدی علیہ وسلم میں کوئی شخص سوا عیسیٰ علیہ السلام کے افضل البکر بنی اللہ
 سے نہیں ہے پس حضرت البکر مہدی سے افضل ہوئے اور دعویٰ شیخ نے کا ساتھ حضرت رسالت کے
 غلط ہوا اور نہ کہ سن غلط ہوا کہ شیخ اکبر لوح محفوظ دیکھنے کے بعد تم کر کرتے تھے اور ہر شے میں
 بطلان مہدی کے کا لازم آیا اور یہی طرح شیخ نے فتوحات و عقائد مغرب دیکر تصانیف میں احوال
 و علامات مہدی کے بیان کیے ہیں کہ وہ تمہارے مہدی جو بنو مرین سے ہو مہدی بنان بھی کیا
 اشکال صدر لازم آتا ہے سوال پنجم پنج فضائل میں ہے کہ شاہ دلاور نے اپنے مہدی کے مرتبہ
 کی کہ آدم علیہ السلام تک پہنچے سے بالکے مرتبہ سلمان تھے اور نوح علیہ السلام زیر علیق سے بالکے
 مرتبہ سلمان تھے اور ابراہیم دوسری علیہ السلام زیر سینے سے مرتبہ سلمان تھے اور عیسیٰ علیہ السلام
 زیر بائیں بالکے مرتبہ سلمان تھے دوسری باجیک و شینگ پور سے سلمان ہو جاوین گے ایک
 مسلمان ہیں اور کہا کہ اس نقل کی صحت پر یہ دلیل ہے کہ میرا ان کہا ہے جو کہ خدا تعالیٰ کو مقید ہے

منشکر ہو انتہی اسلام کا کچھ مطالبہ اہل اسلام کی سمجھ میں نہیں آتا ہر اسلام کے لیے کہ ایمان و اسلام حقیقی
 کہ جس سے انبیاء علیہ السلام متصف ہیں ایک ہی اور وہ صفت دل کی ہو نہ ناک سر کی اور اگر مراد
 یہیں متعین دل کی ہو جس کا جسم کے تو بڑی قباحت یہ ہو کہ کفر و ایمان میں اہل سنت کے نزدیک
 واسطہ نہیں ہو آدمی یا مومن ہو یا کافر اگر پاؤ یا آدھا مسلمان ٹھیرایا تو باقی حصے کا اور نہ متعین
 متصف ہونا لازم آتا ہو کہ ہر مسلمان زبان پر لائے سے ٹھیرا تا ہو اس سے سوالات کا جواب
 بتقریر واضح کہ مطاویٰ کلام کا کوئی فقرہ باقی نہ رہ جاوے خدا سے پاک سے ڈر کر سو فیق اصول اہل اسلام
 کے تحریر کرنا اور تصدیق و پیروی اپنے ہر گونہ کو کار نہ فرمانا اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْاِثْمِ وَالْخَطَا
 الْاِثْمِ وَالْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ
 الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ
 الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ
 الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ
 الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ
 الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ
 الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ
 الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ
 الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ
 الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ
 الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ
 الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ
 الْاِثْمِ الْاِثْمِ الْاِثْمِ
 الْاِثْمِ الْاِثْمِ
 الْاِثْمِ

اور یہ کہ اگرچہ اس میں
 بعض چیزیں ہیں جو
 ان کے لیے لازم ہیں
 لیکن ان کے لیے
 ضروری نہیں ہیں
 اور ان کے لیے
 ضروری نہیں ہیں

مستند مذکور نیز و پند و فرستادند و صنعت مذکور از بنده هم کمال اعزاز است و عاقل و غیر عاقل
 نمود و همین غرض کتب مذکور خود از جاها فراهم آورده حاضر ساخت تا چار تحریر جواب در حق
 و محله ای تحمیر درین باب مرتب می‌شود و در این امر منور شد که با آنکه جواب تکلیف تغییر می‌یابد
 لیکن بنیان تکرار خود را با آنکه التویم البته جایگزین از زبان مهدی ایشان القاب کفر و نفاق و غیره
 ایشان منقول بود بطور پیام بگوشت ایشان رسانیدم و خطیاتی مهدی و غیره پیشوایان قوم
 که در کتب ایشان سر قوم بود و سر و جود لایحه دریده و بیست و یکم دیگر از طرف خود و یک
 نامزد و درین هم شنیده میشد که این امر در ایشان خیلی شاق و ناگوار است مالاکن این تحریر
 جواب غایت تمنا و اصل حکا عالم میان بود که ده بد و در بدست آن سر رسید و بدین
 آیا نمیدانستند که در جواب همین رد و نقیض و خواهد نمود و یا مع خوانی و ناسک ستری ایشان
 خواهد بود و القصد حاصل التماس آنکه کتب مذکور در صدر از بدی بیکار نهاده است لهذا اسید
 به بنید خان جبار که گاه گاه متقاضی میشوند فرمان شود که خط عالم میان بنام این مملکت
 طلبه بیاورد که کتب امانت به بنید خان جبار تفویض نمایند تا که از جبار موصوف رسید و بکار
 گرفته از ادا این امانت هم سبک و دشواری زیاد و عمر و دولت باو توفیق حمایت بی دولت در زاید با

نقل رقوم نواب وزارت ماب مختار الملک بهادر بنام موصوف
 رقوم مرسله در باب صدر و حکم جدید خان جبار در باب رسانیدن خط عالم میان به نام این
 جهت تفویض کتب امانتی تا که جبار بگوید که در جبار رسید و مرسی کتب مذکور داده شود
 موصول گردد و بطریق مسوده مرسله آن هر بان قلم رسید به هر حافظ میان که بلیغ عرضی
 مرسی بنید خان رسیده مع نقل عرضی مذکور موقوفه است کتب مندرجه رسید و فرستاده تا
 به مقاب جبار و مرسله و حافظ میان مرسله ها که روزی از اشتیاق المومنین شش ماه و در شش ماه
نقل عرضی بنید خان جبار بحسب اب وزارت ماب موصوف

عالی

بعرض

میرساند

نقل رقوم نواب وزارت ماب مختار الملک بهادر بنام موصوف

نقل رقوم نواب وزارت ماب مختار الملک بهادر بنام موصوف

مرسد بنندگان سرکار عالی مع نقل سید پر تو در دو افکنده سرفراز فرمود حسب احکام
 سرکار عالی مطابق نقل مبدیینه کنانیده و مهر حافظ میان برادر سید عیسی بران ثبت
 گردانیده بلف عریضه بذات نظر خداوندی گذرانیده امید که بموجب فرست رسیدن
 نزد مولوی محمد زان صاحب کتب در سرکار طلب فرموده بقدری محبت گردد تا به
 برادر او شان رسانیده شود و زیاده حد ادب معروضه غره و سبکجه ۱۲۸۵ هجری

خط
 جدی جان شاد محمد عیسی خان

شادی ۱۲۸۵
 خان
 جنس سید لک

نقل رسید حافظ میان برادر عیسی میان کتب مفصله الذیل که

سید عیسی صاحب ممدوی ملقب به عالم میان بعضی از ذات خود و بعضی از دیگران
 مستعار گرفته بطور عاریت نزد مولوی محمد زان صاحب رسانیده بودند حال حسب
 اجازت میان موصوف تمام و کمال از نزد مولوی صاحب موصوف و موصوفین فاشه بآلکان
 کتب مسطور رسانیده شد آینه میان و غیره مالکان مذکور را از مولوی صاحب موصوف
 هیچ گونه دعوی و تقاضا نیست لهذا این چند کلمه بطریق لادعوی رسید نوشته شد که سنده باشد
 دفعه ۱ دفعه ۲ دفعه ۳ دفعه ۴

مطلع الالایت	سراج الالبصار	مجموعه مقصود ثانی و کتب یلانی و جوهر نامه و بشارت نامه و صراط و رساله بنفقت و دیوار نسوخته و درج الاسرار و چند کتب و ابیات و امم العقائد و رساله بعضی الآیات	مجموعه نفع فضائل و شواهد التوکل و تذکره الصالحین و غیره
--------------	---------------	--	--

در حقیقت این کتاب از اسرار و کتب است

دفعہ	دفعہ	دفعہ	دفعہ
رسالہ مساویۃ الریاء تقصیف الیسا	رسالہ اعتقادیات و حکما تقصیف عالم میاں دفعہ	مخزن الدلائل دفعہ	مخزن الدلائل دفعہ
مجموعہ رسالہ کشف و ثلثہ و سبب الیقین و دلیل الثبوت و تقصیف الیسا	شہادت القیام تقصیف الیسا تعمیم و رسالہ مہدی تقصیف الرضا و الخاتم	شہادت القیام تقصیف الیسا	

خبر کے تاریخ نثرہ ماہ ذی الحجہ ۱۲۸۰

باب سوم جوابات و دلائل اثبات مہدویت شیخ جو نیورین حقیقت حال ہے
کہ قاعدہ سترہ او کلید سلمہ کہ عجب خدا و رسول کی ایسی چیز کی خبر دیوین کہ اس چیز کی حقیقت
قبل اس خبر دینے کے معروف و معلوم نہ ہو سکے تو بجا شناخت اس خبر کی انہیں علامات
فما یرید فی حق جو صاحب خبر نے بیان فرمائی ہو دین یہاں تک کہ ماہیت شرعیہ اس خبر کی ایسی
مجموعہ آثار و علامات مذکورہ ہونا جو فقط بلکہ تمام امور معطل کی ماہیت میں ہی مفہومات اصطلاحیہ
ہوتے ہیں چنانچہ سید سید نے اپنی بعض تصانیف میں اس تحقیق کا افادہ فرمایا ہے جس حقیقت میں
مہدی وہی شخص ہے جسے ہم علامت منقولہ بطور ماہیت شرعیہ کہ مہدی کے جمع ہو دین کہ
سائر الناس سے ماہ الامتیاز واقع ہو دین اور شیخ جو نیورین چونکہ یہیست جماعی علامات کی مغلو
تھی مہدی کے اس طریق اثبات سلم الثبوت کو ترک کر کے ایک طریق جدید اختراع کیا کہ تمام علامات
مہدیہ مخصوصہ کو چھوڑ کر چند علامات عامہ شریکہ کو دلائل مہدویت کی ٹھیکریا حالانکہ وہ تمام علامات
بھی برقعہ بر شریعت کے مخصوص مہدیہ ہیں ہو سکتی ہیں چہ جا واحد واحد کے کہ ہرگز دلیل براسہ و
نہیں ہو سکتی بلکہ ان علامات متفقہ و مسلمہ الفرقین میں سے اعتقاد ہرگز دلیل مستقل واسطے
ابطال مہدویت کے ہو سکتا ہے پس جو علامت کہ اسکا ہونا مہدی کے واسطے قطعی ہے چنانچہ
خاتم النسل ہونا کہ با اتفاق فریقین متواتر معنوی ثابت ہو اسکا اعتقاد دلیل قطعی ہوگا بطلان مہدیہ
شیخ مذکور پر اگرچہ علامات ثانیہ میں انکا اعتقاد دلائل ثانیہ للباطل ٹھیکریا اور یہ غلط ہے کہ جن باب

مجموعہ رسالہ کشف و ثلثہ و سبب الیقین و دلیل الثبوت و تقصیف الیسا

باب حقیقت مہدویت و رسالہ اعتقادیات و حکما

مجموعہ رسالہ کشف و ثلثہ و سبب الیقین و دلیل الثبوت و تقصیف الیسا

اعتقاد میں بالکل غیر معتبر ہو اس واسطے کہ تفصیل اعتقادات کہ اکثر ظنیات ہوتے ہیں اوس میں
 تو دلائل ظنیہ بخوبی مفید ہیں اور اصول اعتقادات کہ قطعیات ہیں اوس میں اگر دلیل قطعی مفید
 یقین نہیں تو مفید ظن البتہ بیجا نہ شرح مقاصد میں لکھا ہو کہ وَمَا يُقَالُ إِنَّهُ لَا يَبِينُ بِالظُّنِّ
 رَفْعُ بَابِ اِغْتِقَادَاتٍ كَانَ اَمْرًا يَدَّ اَنَّهُ لَا يَحْصُلُ مِنْهُ اِلَّا عَقْدًا اَلْجَازِمَ وَلَا يَحْتَوِي
 الْقَطْعَ فَكَانَ نِزَاعَ فِيهِ وَانْ اُرِيدَ اَنْ يَحْصُلَ لَظْنٌ بِذَلِكَ الْحُكْمِ فَظَاهِرًا لِبَطَالَتِ
 اُور یہ بھی سلمت ہے کہ کثرت ظنون مفید یقین ہوتی ہیں جبکہ بکثرت علامات مہدویت کے
 ثابت باحوادث ہیں مفقود ہونگی اور ہر ہر کا فقدان عدم مہدویت پر دل ہر گز سبب
 یہ قدر مشترک قطع و خبرم کو پونہ چھوڑ کر شخص مہدی نہیں ہر اب لائل اثبات کہ حقیقت میں علامتا
 عامہ مشترکہ ہیں اور انتفا اذبحا البتہ دلائل مستقلہ بطلان مہدویت کے بیان کی جاتی ہیں
 دلیل اول سالا معاوضۃ الروایات میں عالم میان مہدوی نے لکھا ہو کہ کہنا شیخ عبدالحق
 نے لمعات شرح عدلی مشکاة میں کہ متواتر ہو حدیث معنا ہونے میں مہدی کے ولادت ظاہری
 نقالی ختم ہا سے اور بعضی حدیثوں میں اولاد سے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہو اور بعضوں میں
 اولاد سے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہو انتہی اب حکم متواتر مطلق کا ثابت ہو اور غیر متواتر
 عقیدہ کا ساقط بنا بر قاعدہ اصول کے جو گذر پہلے باب میں انتہی بالجلہ حدیثیں اس مقدمے میں
 مختلف اور ہوئی ہیں کہ بعض میں ہے کہ مہدی اولاد امام حسن سے ہیں اور بعض میں ہے کہ اولاد
 امام حسین سے مگر مہدی کا اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا بہر حال ثابت ہے یہاں تک کہ متواتر
 و اور تمام کتاب میں مہدیوں کی بھی اس اقرار سے مالا مال ہیں کہ مہدی کا فاطمی ہونا قطعی ہے
 یعنی ہر جگہ اپنے مہدی اعلیٰ کی سیادت پر اس قدر مطمئن اور نازان ہیں کہ اکثر مصنفین انکی ہمدردی
 کے واسطے اسی قدر اصل ٹھہراتے ہیں کہ اولاد فاطمہ سے ہو کر اور اطلاق مانند اطلاق انبیا
 وار لیا کے رکھتا ہے تو مہدویت کے واسطے پس ہو اور باقی علامات کچھ ضرور نہیں ہیں چنانچہ نقل
 لے رہے ہیں کہ امام یحییٰ نے مشبہ الایمان میں لکھا ہو کہ اِخْتَلَفَ النَّاسُ فِي اَمْرِ الْمَهْدِيِّ
 فَتَوَقَّفَ بَعْضُهُمْ وَاسْتَأْذَنُوا الْعُلَمَاءَ اِلَى عَالِمِهِمْ وَاعْتَقَدُوا اَنَّهُ وَاحِدٌ مِّنْ اَوْلَادِ
 فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ وَنَحْوِ اللَّهِ عَنْهَا يَمُرُّ فِي خَرِ الزَّمَانِ یہ عبارت تمام مہدویہ ایک قسم

مفتحات سمجھ کر نقل کیا کرتے ہیں اور ابتدا اس نقل کی میان خورد میر سے ہو کہ مکتوب نشان
 میں اس قول کو نقل کیا اور انھیں سے تمام کہ وہ مہدی سے نقل ہو نقل کیا مالا نکہ ان میان
 کی نقل ہو کہ اعتبار و اعتماد نہیں ہو سکتا اور کیونکہ اکل عادت ہو کہ نقل میں نہایت تحریف
 و تبدیل کیا کرتے ہیں اگر اعتبار بناوے تو دلیل مشتم اور دہم اس باب کو ملاحظہ کرو اور خوا
 شعب الایمان کہ اس شہر میں اس وقت ناقص دستیاب ہو اور اس میں یہ عبارت نہیں ہو
 اور نہ اس کتاب کی وضع سے معلوم ہوتا ہو کہ اس کے متبعین یہ عبارت ہو کہ کیونکہ اس میں
 سوا امارت کے کچھ اپنی طرف سے اضافہ کرنا عادت مصنف کی نہیں معلوم ہوتی اور اگر
 کسی کو سال کتاب دستیاب ہو کہ جیسے کہ تحقیق اس احتمال کی کہ کیوں سے علاوہ یہ کہ اس میں
 کوئی کلمہ صراحتاً مذکور بھی نہیں ہو اور قطع نظر اس سے بالفرض التقدير اگر قبول منقول صحیح و مقبول
 بھی ہو تب بھی مہدی کو کچھ مفید نہیں ہو بلکہ مہدی مضر ہو کیونکہ ان کے مہدی کا اولاد فاطمہ زہرا
 رضی اللہ عنہا سے پہنچا بھی ثابت نہیں ہو سکتا ہی اس لئے سوال کیا جاتا ہو کہ اگر کتب مہدی متنا
 کی نسل و نسب میں بھی نقل نکلے اور سیادت بالکل ثابت نہ ہو تب تو اس عقائد سے توہ
 کو نکلے یا پھر بھی اپنے باب اور کی لکیر پر چلے باور نکلے اور کوکان ابا و حکیم کے تعقلون شیدا
 لا یستندون اب ان کتابنا مہدی کو لاجا تا ہو کہ سب قلمی کمال جاوے راضع ہو کتاب مطلع الولاہ
 تصنیف سید قاسم بن سید یوسف بن سید یعقوب بن سید محمود بن سید محمد جو پوری کی ہو
 سالہ ایک ہزار سورہ میں اور کتاب شواہد الولاہ تصنیف برہان الدین بن احمد بن
 محی الدین بن سید شہاب الدین بن سید خوند میر داماد سید محمد جو پوری کی ہو شہادہ ایک ہزار و
 میں یہ دونوں کتابیں کتب معتبرہ و نقلیات سے ہیں کہ مہدی کتب نقلیات کو بخیر اصل اصول کے
 کہتے ہیں ان دونوں کتابوں میں لکھا ہو کہ ان کے مہدی جو پوری اولاد سے امام موسی کاظم رضی
 عنہ کے ہیں اور در میان مہدی مذکور اور حضرت امام موسی کاظم کے بارہ پشت ہیں خط کہ یہ
 او سکی ہو کہ سید محمد مہدی بن سید عبداللہ بن سید عثمان بن سید خضر بن سید موسی بن سید
 قاسم بن سید محمد الدین بن سید عبداللہ بن سید یوسف بن سید یحییٰ بن سید جلال الدین بن
 سید عیسیٰ بن سید نعمت اللہ بن امام موسی کاظم آخ انتہی اور شواہد الولاہ کے باب دوم میں

مکتوب نشان
 میں اس قول کو
 نقل کیا اور انھیں
 سے تمام کہ وہ
 مہدی سے نقل ہو

مکتوب نشان
 میں اس قول کو
 نقل کیا اور انھیں
 سے تمام کہ وہ
 مہدی سے نقل ہو

کہ ولادت مہدی جو پوری کی شہادت اسٹھ سو سینتالیس ہجری میں ہو اور اس سنہ میں مہدی کو
 کچھ خلاف و شہر نہیں ہو اس واسطے کہ بلا خلاف سنہ نو سو و س میں انتقال ہو اور مکمل شہر
 کی ہر پس ثابت ہوا کہ انکے مہدی کی پیدائش اور امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کے انتقال میں
 چھ سو چھ برس کا فاصلہ ہو اس واسطے کہ امام موسیٰ کاظم سے کہتے ہیں کہ ایک سو تراسی میں
 پچیس برس کی عمر پر انتقال فرمایا جیسا کہ فصل الخطاب اور عروۃ المطالب فی نسب آل ابی طالب
 وغیرہ کتابوں معتبرین مذکور ہے اور معلوم نہیں کہ یہ سید نعمت اللہ جلال علی مہدی صاحب
 کے وقت انتقال امام موسیٰ کاظم کے چند سال کے تھے غرض کہ معلوم ہوا کہ بارہ پشت
 مہدی مذکور میں شخص تقریباً چھپن برس کے بعد عمر ہو کر ایک بیٹا جنتا تھا اور کسی نے نہیں
 سے اس عمر سے کم میں جنا تو ضرور ہوا کہ دوسرے پشت والا چھپن برس کی عمر سے بھی زیادہ میں جتے
 مثلاً اگر ایک شخص تیس برس میں صاحب لہ ہوا تو ضرور دوسرا سی برس کا بڑھا ہو جیسا کہ بارہ
 مہدی کی اس مدت چھ سو چھ میں پوری ہو جاوین یہ مقدم نہایت غریب و نادرا ہو کہ کسی دوسرے
 کے نسب صحیح میں بنیامین ایسا نہوا ہو گا اور یہ یہی کہ سید خوند میر داماد مہدی کا نسب بھی انہیں
 سید نعمت اللہ کو پہنچتا ہو اور وہاں بھی فقط بارہ واسطے در میان ہیں میں حال انکہ سید خوند میر
 مہدی کے تولد سے چالیس برس کے بعد پیدا ہوئے ہیں چنانچہ سید ولی نے پنج فضائل میں لکھا ہو کہ
 خوند میر اٹھارہ برس کی عمر میں مرید ہوا اور پانچ برس میران کی محبت میں رہے اور بعد وفات
 میران کے بیس برس کے بعد تینتالیس برس کی عمر میں نہایت شہسپید ہو کر مارے گئے
 انتہی اس سے معلوم ہوا کہ میران یعنی مہدی اعلیٰ کے مرنے کے وقت تینتالیس برس کے تھے
 اور مہدی مذکور چونکہ سٹھ برس کی عمر میں مرے ہیں یہاں سے چھپن برس کم ہوئے
 پس انکے تولد اور امام موسیٰ کاظم کے انتقال میں سات سو چار برس کا فاصلہ ہوا اور نسب میں
 انکے بھی بارہ پشت سے زیادہ نہوین چنانچہ نسب نامہ لکھا ہے کہ پنج فضائل میں مسطور ہو چھپن
 بن سید موسیٰ عرف چچو بن خوند مستفید بن سید سخی بن بلال الدین بن خوند مستفید بن عبد اللہ
 بن سید قادن عرف سید نوزانی بن سید عیشی بن سید نعمت اللہ بن سید خیر بن سید محمد بن
 بن سید نعمت اللہ بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما الخ میران اگر سید نعمت اللہ

کو وقت رحلت امام کاظم رضی اللہ عنہ کے چار برس کا بھی فرض کریں تو بھی چاہیے کہ ہر شخص
 سائیدہ سوس کی عمر میں پچھلے اور اگر کم میں ہے متلائیس برس میں تو بیٹا اور سکا نو دس برس میں ہے
 تاکہ یہ سارہ بطن اس بہت دراز میں برابر آئیں وہل ہوا لاجی آب شہد کہ فادان سید نعمت اللہ
 میں آپچیں تھا کہ ہر شخص اپنی اولاد کو سیرارہ منانے کے واسطے بہت تک کہ ہر شخص سالہ ہوتا تھا
 کچھ نہ جانتا تھا مگر ہمدی اور سید محمد میرے اس میں کہ نہ بنا ہوا چنانچہ نسخ نصائل میں ہے کہ ہمدی
 بائیس برس کی عمر میں سید محمد کو جنا اور خوند میرے خندا لیس برس کی عمر میں آٹھ بیٹے اور پانچ
 بیٹیاں دو چور وون سے ہیں اس واسطے کہ یہ لوگ بالیات میں ہوں انکی اولاد خود بخود سیرارہ لگاؤ
 اور کو سیر عمری جنگیر اور گری کی کیا حاجت ہے ہر شخص نے اس سب کو نصیبیت فرمایا اس حساب کہ
 خیال میں لایا ورنہ اس کے نزدیک آسان تھا کہ دس پانچ نام اور بڑا کر قصہ مشاویہ علامت
 والامات تکذیب اس نسب کی تھیں کہ جس سے بطن غالب معلوم ہوتا ہے کہ اس نسب میں غل جو انکیل
 تحقیقی کہ جس سے محوئی ثابت ہوتا ہے کہ نسل ہر اس سے اصل ہو میان کی مانی ہو وہ ہے کہ سید نعمت اللہ
 کہ جسکی بدولت ہمدی سید بنے بن عفا صفت معلوم کاظم و معدوم الذات ہیں اور انکو امام
 ہمدی کاظم کا بیٹا ہوا سیر بہتان افزا ہر حضرت امام موسیٰ کاظم کوئی شخص غیر مشہور ہوا حال میں
 کہ جس کا دل لگے اور کچھ بیٹا بن جائے لگاؤ کی اولاد اور اولاد اولاد کا حال مشر کتابوں میں تفصیل تمام
 ماکور سے اس میں کوئی شخص سید نعمت اللہ نہیں ہے اور نہ کسی نعمت اللہ لقب علت جو چنانچہ تفصیل
 اسکی یہ ہے کہ عماد الطالب فی نسب آل ابی طالب میں لکھا ہے کہ امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی اولاد اسکی
 ساٹھ عدد ہیں سببیت میں بیان اور بیٹے بیٹے بیٹوں کے یہ نام ہیں عبد الرحمن و عقیل و قاسم و علی
 و داود و یحییٰ و صاحب یا خلوات لا ولد فوت ہوئے ہیں اور سلیمان و حسن و احمد اسے لکھا
 پیدا ہوئی ہیں اور لڑکے نہیں ہوئے اور حسین و ابیہم کبر اور ہارون اور یحییٰ اور حسن اس کے
 صاحب اولاد ہوئے میں اختلاف ہے اور علی و ابیہم اصغر اور عباس و عقیل و محمد و یحییٰ و حسن و احمد اور
 احمد اور عبید اللہ اور جعفر و دیگر کے بلا خلاف صاحب اولاد میں اتنی اور کتاب طائفہ تری
 میں کہ شہد سات سو بیاس میں سید محمد جو خوری کی میرا تیس سے بھی پہلے تالیف ہوئی ہے لکھا ہے
 کہ امام موسیٰ کاظم کے ساٹھ ورنہ میں سببیت میں لکھا ہے کہ اور خوند بطن چھ لادہ اور چھ

پہلوں کی نسبت ملینے ہمدی کی سیادت جملے کے واسطے بنایا تھا اور باب کے اوپر کا نام اور ترقیب
موافق واقع اور عمدہ کے بمقتل معج چلے سے ملی آتی ہی بالکل کے بچے سیکڑوں برس کے گذر سے
سہوئے دادوں پر دادوں کو اب مرتب اور مقرر کرتے ہیں کہ وادے کو باب اور باب کو داد اور داد
بابا و باب کو بیٹا ٹھیکر لیتے ہیں اور کیا عجیب ہے کہ ہمدی اس عاجز کی کتاب کے دیکھنے کے بعد اپنی پڑی
کتابوں میں بھی کم پیشی کر کے نسب نامہ مذکور کو درست کر لیوں یاد و سر مقدمات شنیعہ میں اطلاع
کر لیوں اسکا کیا اعتبار اور اگر میر وایت تھاری کسی قدیم کتاب میں موجود ہے تو اسکو بتاؤ اور اس
تقویت کے چرہ اور روایت مطلع الولاہت اور شواہد الولاہت کے تصدیق کے چرہ بیان کر وادے کو
مذہب کے موافق ان کتابوں کی روایت کی تقویت یوں کرتے ہیں کہ یہ دونوں کتابیں محض مذہب کے اصول
میں ہیں جو کچھ لکھا ہے سب صحیح و معتبر بلا غلط اور صواب اسکے منع فضائل بھی نہایت معتبر و خود عالم
کی زبانی ہے کہ جب تصنیف ہوئی اس عصر کے بیوں اور شایع و علما ہمدو کو دکھائی گئی سب کے اجماع
کہ جو کچھ اس میں مسطور ہے سب صحیح و معتبر و صواب ایک نقل کے کہ ہیں لکھا ہے کہ جب خود میرا دیکھے تھا تو لکھ
اہل سنت نے ہمارا شاہ نسل کیا خود میرا دیکھے تھا کہ سر لیکر طرف شہر مانا پانچ کے واسطے ملاطے
سلطان مظفر بادشاہ کے روانہ ہوا رہتے ہیں یہ سب سر ٹر گئے تباہ دیکھے دست لکچر کھن بھر لیا
ہریان سرنگی میں بھینک دین اس واسطے لاشو کھا مقبرہ سردار اس میں ہے اور سر رکھا پٹن میں اور پٹ
میر کا دفن جانا پٹن میں لیکن اب نشان اسکا ناما صوم پر غرض کہ سو اس نقل کے وہ کتاب بالاعمال
معج ٹھیکری ابھی ہے اس کتاب میں نسب نامہ خود میر کا مسطور ہے یہاں کہ اوپر مذکور ہے اس میں بھی یہ لکھا
ہے کہ سید نعمت اللہ بیٹا الماموسی کا ظلم ہو کہ علوم ہوا کہ توجیہ عالم میان کی اختراعی ہو اقدیر بھی ثابت ہوا
کہ سیادت میان خود میر کی بھی ہے اصل مخفی اور بالعرض التسلیم اگر ثابت بھی ہو کہ ہمدو جو کہ نسب
میں نعمت اللہ بن مہمل ہے تو بھی ہمدی جو بنو کے نسب یادت ثابت ہیں ہوتا اس واسطے کہ سید
بن موسی کا لکھ نسل یہاں کہ محد للطالبتین پر فقط ان کے ایک بیٹے سے کہ نام انکا موسی بن مہمل
موسی کا ظم ہو جاری ہوئی اور عہد الطالبت اور طائف اشرفی وغیرہ میں مذکور ہے کہ ان موسی بن مہمل کا ایک
بیٹا تھا جعفر نام کا زکاء عرف ابن کثوم تھا انکی اولاد کو کشمیریوں پورے ہیں وہ لوگ مصر میں ہیں انھیں
میں بنی السمار اور بنی ابی العاص اور بنی نسیم اور بنی الوراق ہیں اور وہ لوگ مصر و شام میں

تا بہت ہو کہ سیاست پیاں حوزہ میں کی گئی ہے اصل مسئلہ ہے

آج تک موجود ہیں انہی یہاں بھی نعمت اللہ کا پتہ نہ لگا معلوم نہیں کہ یہ نعمت اللہ مہدیوں کو نامزد نعمت
 خیرتر قریب کے کہاں سے ہاتھ لگے ہیں کہ انکو اولاد و ناطقہ میں داخل کر کے بیچھے اسکے لیے مہدی کو بھی
 داخل کرے دیتے ہیں اور وہاں بقول کے کہ یہ خود روانہ شفاعت کیلئے میان کو جائیں ترکش کہاں
 لہاں لکھون یاں نعمت اللہ کو خود دھکا نہائیں ملتا مہدی جو بیوری کی کہاں جا ہیو یہ برہمستی پڑی نہیں
 لعینا نہایت گناہ ہے کہ ہر ادنیٰ اور اعلیٰ اس عید سے خبر رکھتا ہو خدا تعالیٰ توفیق فہم درست کی حرمت فرماد
 ورنہ نامی کیا کیا شکوے کھلائی ہو اور کیسے کیسے خیال اور کھائی ہو چنانچہ شہر لکھنؤ میں ایک طالب العلم
 بحر العلوم مولانا عبدالعلی مرحوم کی خدمت میں واسطے تحصیل علم کے حاضر ہوا انھوں نے پوچھا کہ تمھاری
 بیانات ہو کہابندہ سید ہی مگر ابراہیم بحر العلوم نے پوچھا کہ ابراہیم ہی کیا معنی کہا اولاد سے ابراہیم بن
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ بطن باریہ بتطبیہ رضی اللہ عنہما سے تھے بحر العلوم نے نہایت تعجب ہو کر کہا کہ
 حضرت ابراہیم نے ایم شیر خوار کی میں رحلت فرمائی چنانچہ تمام امت کا اس پر اتفاق ہو تم کیونکر اولاد کی اولاد ہو سکتے
 رہا نالو یا نہ مانو بندہ اوتھیں کی اولاد ہو ویرہ دعویٰ ہرگز نہ چھوڑے گا بحر العلوم نے خیال کیا کہ جب
 یخص اسقدر بے فہم ہو سکو پڑھا نا مشکل ہو لیکن جب ایک سبق پڑھایا نہایت درست سے پڑھا کہ مرحوم مذکور
 نے پڑھائے گا ارادہ سمجھ کیا غرض کہ تمام کتب منقول بنقول کہ مرحوم الدرس تھیں تمام کتب جیب فرارغ
 کے پھر پوچھا کہ حال نسب کا بیان کرو پھر ہی کہا کہ بندہ اولاد ابراہیم بن محمد سے ہی ہر چند سمجھایا مانا
 و کہ کہا کوئی کچھ نہ دین اس نسب کا نہ چھوڑے گا استغفر اللہ العظیم نفوذیابندہ سید رسول اللہ
 ندیوں سے سوال کیا جاتا ہو کہ مہدی ہونا تو سیادت پر موقوف ہی جب سیادت کا پتہ نہیں لگا
 مہدی ہونا کہاں سے یقینی ہو گیا یا تمھارے نزدیک مہدی کے واسطے اولاد و ناطقہ سے ہونا
 ہی ضرور نہیں بلکہ شخص کہ فقر و توکل میں قدم جماوے اور بعض اخلاق کاملہ حالانکہ حال و ناطقہ
 میل و ہند میں معلوم ہوگا حاصل کرے اور انا المہدی کا دم مارے وہ مہدی ہی اگرچہ قوم کارک
 ناجک یا اتقان یا کوئی شیخ بھالی یا مسنل جعتائی ہووے کفایت کرتا ہو اور اگر کہ میں کہ اثبات
 طہیت میں ہکو قول مہدی کا بس کرتا ہو تو نہایت بیجا ہی اس واسطے کہ مہدویت بالانفاق
 لاجماع فاطمیت پر موقوف ہی اگر فاطمیت کا ثبوت مہدویت پر موقوف اور خارج سے اوسکا
 متانہ لگا تو دور محال لازم آیا غرض کہ یہی ایک بحث البطل مہدویت کے واسطے دشمن متصف کے لیے

حکایت طالب العلم

اگر سیادت تو ان مہدی عقائد میں ہو

تو دور محال لازم ہو

کہی ہو اور حسب کو تمام کتاب بھی پڑھ کر نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین تھا واور ذمہ اتنا عہد
 و اسرارنا الباطل نا ملاد واور ذمہ احسن ابانہ دلیل ورم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم لا تدھب الذمیا حتی یبعث اللہ رجلاً من اصل کبیری تواریطی اسماء اثنی و اسو
 ابیہ انتم ابی بنیام کہ الا ذم فسطا و عک کہ کما ملئت کلما و جوداد فلو ان اکی سبکہ
 و الطبرانی فی الا فناد و ابی بنیام و ابی الکعب بن اسود بنی فرما رسول خدا صلی
 علیہ وسلم نے کہ دنیا تمام نہوگی یہاں تک کہ تا کہ تم کہے گا اسد قائل ہا یک مرد سبک طبیعت
 سے کہ ملوث ہوں گا نام او سکا یہ نام کے اور او س کے باب کا نام یہ ہے باب کے نام
 بھی د گا زمین کو عدل انصاف سے جیسا کہ بھری گئی ہوگی ظلم و مبادت سے انتہی غرض کہ یہ سب
 مہدیوں اور ان کے مہدیکے نزدیک مسلم اور بھی ہو مگر جیسا کہ ایک شخص نماز نہیں پڑھتا تھا
 او سے لوگوں نے سبب یو چھا تو کہا کہ قرآن میں آیا ہے کہ لا تقربوا الصلوة کو کون کے کہا
 کہ او س کے آگے تو بڑھ کہا کہ آگے تو تمام قرآن ہو سب یہ کون مل کر تا ہو ایسی میان مہدی
 پچھلے فقرے کو دیکھ کر گھرا لے اس واسطے کہ او کے مہدی کو حکومت نصیب نہوگی کہ میر کہ
 عدل سے بھر دینا اور یہ صادق او سے اس واسطے ان کے خرد و بزرگ مہدی سے لے کر
 یہاں تک او میں طرح طرح کی نادانین اور خیر نہیں کرتے ہیں کہ تفصیل او کی اکی کتابوں میں
 مذکور ہو مگر یہ اول کو سبب بلا تحریف تسلیم کیا اور اسے میلان کی مہدویت کی دلیل و علامت ٹھہرا
 کہ سب متاخرین اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں کہ ہمارے میران کے باب کا نام بھی حضرت سیدنا
 کے والد کے نام کے موافق عبد اللہ تھا اور یہ بات سراسر افتراء و بھتان ہو اس واسطے کہ او کے
 میران کے باب کا نام سید خان ہو چنانچہ نواریج کی کتاب میں کہ او کے عصر کے قریب تصنیف ہو
 ہیں او میں سید خان فقط مذکور ہے اور چونکہ اس وقت میں یہ بات صحیح کہتی تھی مقصد یہ ہے
 نے بھی یہ دعویٰ کیا چنانچہ عبد الملک سجادی صاحب سراج النبلاء نے اصالتہ اور عبد الغفور
 سجادی صاحب ایجاز الدلائل سے متابعہ جس جگہ کہ احادیث موافقہ اپنے میران کی تائید
 میں نقل کیں اس حدیث کا بالکل نام نہ لیا اور متاخرین نے جبکہ نانہ گذر گیا اس باب و ادب
 پہچانے والے مر گئے تھے دھر کر میران کے باب کا نام بدل الا بلکہ حسب شواہد احوالہ

دینا و اس حدیث کے خلاف شواہد و اس حدیث کے خلاف شواہد و اس حدیث کے خلاف شواہد

نام کا نام بھی آمدہ ہے اور بحال آنکہ مطلع اللولایت والا کہ اس مقدمہ ہوا تو مکی ان کا نام مکی لی اخلا
 لکھتا ہو اور انکے مہدی نے کبھی یہ دعویٰ کیا کہ میرا باپ سید عبد اللہ کا کتاب انصاف نامہ کے
 باب اول میں لکھا ہے کہ انکے مہدی سے جب لوگوں نے یہ سوال کیا کہ حدیث میں آیا ہے کہ یوحنا علیہ السلام
 اشیء و اشیء اسمہ آیت اور تمہارے باپ کا نام سید خاں ہے تو تیلن بزرگ نے جواب دیا کہ
 لیا خدا سے تعالیٰ اس بات پر قائل نہیں ہے کہ سید خاں کے بیٹے کو مہدی کرے اور بعضوں کو یوں
 جواب دیا کہ خدا سے کہو کہ سید خاں کے بیٹے کو کیوں مہدی کیا اور یہ بھی اوس میں لکھا ہے کہ
 ملا معین کی طرف سے وہاں لوگ آکر پوچھا کہ تمہارے باپ کا کیا نام ہو جواب دیا کہ بندے کے
 باپ کا نام سید خاں ہے علمائے کبار کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد بن عبد اللہ تھا اور مہدی کا
 نام بھی محمد بن عبد اللہ ہو گا ان بزرگ نے جواب دیا کہ خدا کے ساتھ جنگ کرو کہ سید خاں کے بیٹے
 بیون مہدی بنایا انتہی اب صاف ظاہر ہوا کہ انکے باپ کا نام عبد اللہ نہیں ہو ورنہ سید صاحب جو یہی تھا
 میرے باپ کا نام بھی عبد اللہ ہی اس میں سے جواب کی کیا حاجت تھی کہ خدا سے لڑو اور خدا سے
 دھچھو یہی طریقہ مناظرہ کا ہوتا ہے اور آیت وَجَادُ لَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ اَحْسَنُ مِنْ اَلْبَيِّنَاتِ عمل کرتے ہیں
 لیکن جواب کا یہ تھا کہ اگر اپنے باپ کا نام عبد اللہ تھا تو عدیش میں اگر کچھ شہر رشاک تھا تو وہ
 بیان کرنا تھا سید بھی گفتگو میں بھڑکنے اور مہکنے کی کیا جا تھی شاید کہ اسی سبب انکا لقب
 وکون نے اسد العلماء رکھا تھا اور سب پر ظرہ ایک اور جواب ہے کہ کوئی عاقل و مسلمان اوسکو
 قبول نہ کرے گا کہ اسی انصاف نامہ کے باب اول میں لکھا ہے کہ علمائے انکے مہدی سے
 سوال کیا کہ رسول خدا فرمایا کہ یوحنا علیہ السلام اشیء و اشیء اسمہ آیت یعنی مہدی کا
 میرے نام کے اور مہدی کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق ہو گا اور تمہارے
 باپ کا نام تو سید خاں ہے اور جنوں نے جواب دیا کہ رسول خدا کے باپ مرزا کا فر تھا اونکا
 م عبد اللہ کیونکر ہو سکتا ہے بلکہ حضور رسول اللہ کا نام محمد عبد اللہ تھا اور مہدی کا نام بھی
 عبد عبد اللہ ہی اور ابن کالظ سہو کا تیلن ہے کہ محمد بن عبد اللہ لکھ دیا ہے انتہی سچا ان عبد عجیب
 نام ہے کہ آج تک کسی نے کسی سے نہ سنا ہو گا ان بزرگ کو باوجود دعویٰ قرآن منہی کے اتنا
 بیالین نہ آیا کہ کفار عرب تمام اللہ تعالیٰ کو باستانیت تھے لیکن ہاں کے ساتھ دوسروں کو بھی

میں نے لکھا ہے کہ انکے مہدی سے جب لوگوں نے یہ سوال کیا کہ حدیث میں آیا ہے کہ یوحنا علیہ السلام اشیء و اشیء اسمہ آیت اور تمہارے باپ کا نام سید خاں ہے تو تیلن بزرگ نے جواب دیا کہ

میں نے لکھا ہے کہ انکے مہدی سے جب لوگوں نے یہ سوال کیا کہ حدیث میں آیا ہے کہ یوحنا علیہ السلام اشیء و اشیء اسمہ آیت اور تمہارے باپ کا نام سید خاں ہے تو تیلن بزرگ نے جواب دیا کہ

میں نے لکھا ہے کہ انکے مہدی سے جب لوگوں نے یہ سوال کیا کہ حدیث میں آیا ہے کہ یوحنا علیہ السلام اشیء و اشیء اسمہ آیت اور تمہارے باپ کا نام سید خاں ہے تو تیلن بزرگ نے جواب دیا کہ

دست تصرف دراز کر رہے ہیں اور سید خان کو اوڑا کر سید عبداللہ کو باپ ٹھہرا رہے ہیں جس کے
مقررے میں تصرف نہایت گناہی اپنا باپ چھوڑ کر دوسری طرف نسبت کرنا سخت بڑا
وہ بزرگ اسی گناہ کے خوف سے اپنے باپ کا نام نہیں بدلتے تھے مگر عجیب غفلت تھی کہ اپنے واسطے
پیغمبر کے باپ کا نام بدلے یا اور قرآن کو بھی فراموش کیا حالانکہ محققین حضرت کے والدین کے
ایمان کے بھی قائل ہیں چنانچہ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے دس سالے اثبات ایمان الیہ
حضرت میں تصنیف فرمائے ہیں وکیل مسووم عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اذ رايت الروایات السود قد جاءت من قبل خراسان فان
فان فيها خلیفة اللہ المہدی رواہ احمد والبیہقی فی دلائل النبوة کذا فی مشکوٰۃ یعنی فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسوقت دیکھو تم نشان کالے آئے ہیں طرف خراسان
کے پس آؤ اچھین اسلئے کہ اون نشانوں میں خلیفہ اللہ کا مہدی ہوا انتہی یہ صحیح معنی اس حدیث کے
میں موافق مجاورہ زبان اور روایت و درایت کے اور یہ حدیث اگرچہ مہدوی اپنے مہدی کے
واسطے شاہد و دلیل ٹھہرتے ہیں لیکن اوپر ہرگز منطبق نہیں ہوتی اس واسطے کہ انکے مہدی
کے ساتھ سوچا چند مرید غلو کا حال کے کچھ فوج و سپاہ نہ تھی کہ انہیں کالے نشان ہو دوسرے
یہ کہ انکے مہدی ہندوستان سے خراسان کو گئے اور میں بعد فرمیں گے کے مقام فراہ میں مگر
خراسان کی طرف سے آنا انہر کہاں صادق آتا ہی کہ مصداق حدیث کے ہو میں مگر مہدوی لوگ
نقط لفظ خراسان کا دیکھ کر اپنے واسطے سند ٹھہرتے ہیں اور سرسہ تحریف معنوی کر کے
اپنے پر جاتے ہیں چنانچہ سید عیسیٰ مہدوی مصنف رسائل جدیدہ رسالہ معارضۃ البر وایا
طبعہ ۱۳۷۲ھ ہجری کے صفحہ ۴۴ میں معنی حدیث مذکور کے یوں لکھے ہیں کہ جب نوے کے تم کہ
شانیاں سیادت کی متوجہ ہوئی ہیں طرف خراسان کے تو آؤ تم اس میں کہ مقرر اس میں
لیفۃ اللہ مہدی ہی موافق اس حدیث شریف کے سننا ہم نے کہ زستانی سیادت کی متوجہ ہوئی
بن طرف خراسان کے پھر ایسا ہم نے کہ مقرر اس میں خلیفہ اللہ مہدی تھا پھر تصدیق کیا اتنے
وافق فرمان ذیشان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہائے پھر اسی طرح بہت نبی حاشین حضرت کے
حوال کے موافق واقع اور ظاہر ہوئی ہیں انتہی اور اسی کتاب میں دوسری حدیث ابو نعیم کی

دلیل بر حدیث اذ رايت الروایات السود

سید عیسیٰ مہدوی کی شانیاں نبی ہونے میں کونساں
ظلال

نقل کی ہر کچھ روایات السوحد من قبل للشرق کان وجہہم ذوالحدید الخ اوسکا
 بھی اسی طرح غلط تفسیر کیے کہ اوسکے نشانین سیادت کے آگے سے مشرق کے گویا کہ دل
 اوسکے تختے کوئے کے ہیں اور پھر اوسی کتاب میں ایک حدیث ابن ماجہ کی نقل کی کہ یقتل
 کثر کثر ثلثہ کلہم ابن خلیفۃ ثم لا یصد الی واحد منہم ثم نطلع الروایات السوحد من
 قبل المشرق یقتلونکم قتلا لم یقتلہ قوم ثم ذکر شیئا لا ان حفظہ انقال
 اذ ارایتہم فباہیوہ ولوجوا علی النہم فانہ خلیفۃ اللہ المہدی الحدیث اسکے
 بھی معنی غلط کیے کہ قتل ہو دینگے نزدیک خزانے تمہارے یعنی امر غلامت کے لیے میں تمامی یہ
 ابن خلیفہ بن پھر ہونگا کہ کثر طرف کسی ایک کے انے سپر نمود ہو دینگے نشانین سیادت کے
 آگے سے مشرق کے پھر جنگ کرینگے تمکو ایسا کہ نہ جنگ کیے ہیں ویا کوئی قوم پھر فرمائے
 جبکہ دیکھو گے اوسکو تو بیعت کرو تم اسکو اگرچہ گھسٹے جانا ہو برون برکہ بیشک دہان خلیفہ اللہ
 کا مہدی ہوا ان موافق اس حدیث شریف کے قتل ہوئے تین ابن خلیفہ امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ
 کے سپر نمود ہوئے نشانین سیادت کی طلب مولیٰ ترک دنیا تو کل قناعت تقویٰ فی سیرتہ
 فقر و فاقہ ذکر کثیر آگے سے ہندو خراسان کے جو ممالک شرقی ہیں خصوصاً شرقی اقصیٰ ہندو
 بادشاہوں کا تواریخ کی کتب میں پیش تاریخ فرشتے مذکور ہوں پھر جنگ کرے تمکو موافق لفظ اس
 حدیث شریف کے اوائل انکار ایسا کہ ویا کوئی قوم نہیں کرے مائل اس جنگ کا خلیفہ مہدی علیہ السلام
 کامیان سید خود میر تھے جبکہ دیکھا ہئے اسکو تو بیعت کر لیتے اسکو کہ وہ جنگ خلیفہ اللہ
 مہدی موعود کا ہی انتہی غرض کہ جب آدمی کو خوف خدا نہ ہو تو جیسا چاہے ویا خدا اور رسول
 کے کلام میں تحریف اور تبدیل کیا کرے اوسکا کچھ علاج نہیں ہو سکتا اس فرقے کے سلف
 و خلف کی عادت ہو کہ معنی اس کے نہ الفاظ سے علاقہ رکھتے ہیں نہ عقل سے چنانچہ اس جگہ حدیث
 اول میں قائم کہ معنی رویت بسرار ویت قلبی ہو اور کو معنی سماعت کے ترجمہ کیا اور سہری خطایہ کہ نما
 روایات میں الروایات السوحد ترکیب تو مصفیٰ ہو اور اسکو ترکیب اصنافی کر دیا تفسیری خطایہ کہ
 سوحد کہ جمع سواد کی صفت روایات کی ہو اور اسکو مصنف سمجھ کر معنی سیادت کے ترجمہ کیا جو تفسیری خطایہ کہ
 کہ زبان عرب میں معنی آنکسے ہو اور اسکے معنی بدلنے کے سمجھے شاید کخیال کیا کہ جارت ہندی بہ

اور ہندی بھی اردو نہیں بلکہ پوربی جو پوری کہ آوت جاوت اونہیں کی بولی ہر پانچویں خطایہ
 کہ سن خراسان میں من کے معنی غلط کیے کہ شرح مائتہ عامل پڑھنے والا بھی ایسی خطا کرے گا
 وہ بھی سمجھے گا کہ سن اسطے ابتدا مسافت کے ہونہ واسطے انتہا مسافت کے جاوت سن قبل خراسان
 کے معنی یہ ہیں کہ آئے خراسان کی طرف سے نہ یہ کہ متوجہ ہوئے طرف خراسان کے تھارے
 شیخ جو پوری خراسان کو اغلب کہ اسی خیال سے گئے کہ وہاں سے گاسے نشانوں کے ساتھ
 پھر کوکن اور صادق اس حدیث کا ٹھرون مگر خدا کے مقتدر نے مہلت نہ دی ورنہ مینے کے
 عرصے میں ہیں انکو تمام کیا اگر ہندی موعود ہوتے تو ضرور کالے نشانوں کے ساتھ جانب خراسان
 سے آتے پس یہ حدیث اونسکے موافق نہیں ہر بلکہ سراسر مخالف ہے اور تکذیب کہتی ہے نہ
 تاہم اور بعد مرے شیخ جو پوری کے اونسکے داماد خوند میر اور بعد انکے بیٹے سید محمود کہ فزا و
 مساکین کو لیکر گجرات میں آکر مقیم ہوئے اون پر یہ حدیث ہرگز صادق نہیں ہر اس واسطے
 کہ اس حدیث میں ہے کہ اون نشانوں میں خلیفۃ الدیہدی ہوگا اور یہاں نہ سیاہ نشان تھے
 نہ اونہیں کوئی مہدی تھے دو سکر یہ کہ حدیث دوم کہ حدیث اول کے موافق ہوا اس میں بجا
 من قبل خراسان کے من قبل المشرق ہوا واسطے کہ خراسان بھی عرب سے بہت مشرق میں واقع ہے اور یہ لوگ گجرات
 وآئے اور گجرات خراسان شمال الہین مشرق شمال واقع ہے یہاں من قبل المشرق کہاں واقع ہوا وہ ہندی
 وگ بھی محل حدیثان میں وجہت کرنے والوں کو نہیں ٹھہرتے ہیں بلکہ ذات مہدی کو اور وہ کسی طور میں
 ناسمجھٹی خطایہ کہ حدیث سوم میں کہ کوہ معنی خلافت کے ترجمہ کیا حالانکہ بہت سی احادیث معلوم ہوا
 قبل خروج امام مہدی فرات کی ندی میں ایک پہاڑ سونے کا کھل جائے گا کہ اس پر طوق بنیاد لڑ مرگی
 بر شمع گمان کرے گا کہ شاید میں ہی ہیتا ہوں کہ اسکا مالک ہوں یہاں تک کہ عشر یا عشرین
 ہجری واسطے چلے یہ ہے کہ جو شخص اس وقت حاضر ہو واد سکے نزدیک جا و حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ
 عنہ فرمایا اہل سکے کہ ایک مرد حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہر کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اوسکے ہاتھ
 ن لوگوں کے امر کی اصلاح فرماوگا انتہی یہ خلاصہ ہے بہت سی احادیث کا کہ ابولغیم اور امام احمد بن حنبل
 ابن ماجہ و طبرانی اور امام بخاری اور مسلم نے اپنی کتابوں میں روایت کی ہیں کہ کسی سین نے کا پہاڑ اور
 میں سواد چاندی کا پہاڑ اور کسی میں سو کا کان نہ کوہی اور بخاری و مسلم کی روایت میں صاف لفظ

انکال مہدی بہت بڑی بات ہے

یوشاک الفرائد کتب من ذہب کا مسطور جو خیابان رسالہ برہان میں منقول ہو
اب بیان انصاف کرنا چاہیے کہ محل حدیث متنازع فیہ کا یہ معدن مرقا ہی یا خلافت کبریا
ہو اور حدیث مجھے کا یہ طور ہوتا ہے کہ اس کے سب طرق اور روایات جمع کر کے مراد معلوم کرنے
میں یا یہ کہ اپنے دل میں حوایا سو بول دیتے ہیں اور قطع نظر از حدیث اور روایت کے کٹر بھی ہیں
کے لینے پر بھی تھا ارام مقصود حاصل نہیں ہوتا ہے اس واسطے کہ تمہارے ترمیم کا چل یہ ہوا کہ
ام خلافت کے لیے نہیں ابن خلیفہ قتل ہو گئے اور ہر قاتل اس کا مطلب یہی کہے گا کہ یہ یتیموں کو
خلافت کے واسطے طریقہ کے اور تمہارے محل اس حدیث کا خود میر کو ٹھہرایا کہ موضع کیا بحیل میں ہوا
اور ان کے بجائے میان عطن اور فرزند سید جلال مع رفقا کے اہل سنت کے ہاتھ سے مارے گئے وہاں
دعوی خلافت کا کہاں تھا انکو بد مذہب بھکر وہاں کے سلطان اور اسے قتل کیا وہ لوگ
انکے ہمدی کی خلافت کا دعوی کیا کرتے تھے بلکہ نفرت کہتے تھے اور خود میر کے خلیفہ سید محمد
جو پوری ہوئے سے کہیا انکار کرتے تھے بلکہ انکے عقائد ادا اصول کو بڑا جا کر قتل کیا علاوہ
یہ کہ ابن خلیفہ سے ظاہر و متبادر ہوت بلا واسطہ تھی اور سکواتنا دوسرے جا کر اولاد علی نقی
ٹھہرا کر ابن خلیفہ بنایا اور کجا نسب منقطع ہو وہ کس طرح ابن علی مرتضیٰ ہو چکا ہے تحقیق اسکی اصل
میں ہونے کی ہر سا توین خطایہ کہ حدیث ابن ماجہ میں اسطریقہ منقطع کل ہی باب فتال سے اور امتثال او
تقابل دونوں ہی باہم لڑنے کے ہیں مارے جانے کے معنی کرنا خطایہ خیابانہ فقرہ ثم لا یصل ال
منہم سے ظاہر ہوتا ہے اس واسطے کہ بعد مارے جانے کے کس طرح کسی ایک کے رجوع کرے گا
احتمال تھا کہ اسکی سعی کی حاجت ہوتی پس حاصل ہو کہ یہ یتیموں ابن خلیفہ آپس لڑنے لگے
اب بیان تمہارے یتیموں ابن خلیفہ فرمی آپس میں کہاں لڑے کہ مصداق حدیث کا
ہو وہیں آٹھویں خطایہ کہ سیارت کو مننی ترک دنیا فقر و فاقہ وغیرہ کے تفسیر کیا یہ بنا را
علی الفاسد ہے اس واسطے کہ بیان ترکیب تو صلیبی میں سود بھی سیارت کہاں بن سکتا ہے کہ
بھی فقر و قناعت وغیرہ کے بہشت العرش ثم انفس تو بن خطایہ کہ حدیث سوم میں عن
ثم ذکر شیا لا احفظ کو اپنے رسالے میں مطلق ذکر نہ کیا اور نہ ترمیم میں کچھ اسکا فقرہ
حال انکہ کتاب منقول عن ابن سنان ابن ماجہ میں وہ عبارت اسی حدیث میں بروایت ثوبان

رضی اللہ عنہ کے موجود ہی اور اس میں اہل حق کا مقصد ہوا سلیکے کے معنی اور سکے پر ہیں کہ راوی
 کہتا ہے کہ تم قتلہ قوم کے بعد حضرت رسالت مآبؐ ایک اور بات فرمائی تھی کہ مجھ کو یا نہیں ہو
 انتہی اور بات کا سراغ دینا کہ حاکم اور ابوالفہیم نے بھی اسی حدیث کو روایت کیا اور ان کے
 راویوں کو رہ بات برابر یاد رہی اور انکی روایت میں یہ عبارت ہے عن ثوبان قال قال رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم یقتل عندکم ثلثہ کلہما ابن خلیفۃ لا یصیر الی واحد
 منہم ثم ظلم الروایات السوء من قبل المشرق فیکتالونکم قتلا لہ یقتلہ قوم ثم
 یبعی خلیفۃ اللہ المہدی فاذا استمدتہ بیدہ فاقولہ فیا یحییٰ ولو خبوا علی الشہ
 فانہ خلیفۃ اللہ المہدی اب ابود کے ضحائر کا مرجع کھل گیا اور قاعدہ مقررہ علیما
 حدیث ہے کہ صحیح بخاری میں بھی موجود ہے کہ زیارت ثقہ کی مقبول ہے اور نسبت مقدمہ میں نانی پر
 حیرت ہے کہ مصنف سالہ معارضہ باوجود یکہ اپنا لقب عالم میان پٹھان سے بن ہند بھی نہیں
 سمجھتے ہیں کہ اگر میان کچھ رہ نہیں گیا ہے تو ایتھوہ اور یایوہ اور فانی کی ضمیریں کس طرف رجوع
 ہیں اس نہم و فرست پر معارضہ روایات پونچاس کے کا دعویٰ ہے غرض کہ خلاصہ حدیث یہ ہے کہ
 پہلی اولاد خلیفہ جنگ کریں گے کتر پر بعد اسکے کالے نشانوں والے جانب مشرق سے
 آویں گے پس جنگ شدید کریں گے پورا اسکے آویں گے خلیفۃ الدہم دی یہ ترتیب قطعی ہے
 اسلیئے کہ حرف فم خاص ہے واسطے تعقیب مع التراخی کے اور خاص قطعی ہوتا ہے جیسا کہ اصل
 میں ہے ہر ہر اب اگر اپنا خلیفہ کی جنگ کو خود میر کے جنگ پر مجبور کریں تو چاہیے
 کہ بعد اسکے اہل ایات کا جنگ واقع ہو بعد اسکے خلیفۃ الدہم دی ظاہر ہوں اور یہاں
 دونوں امر مفقود ہیں اسواسلیئے کہ مہدی جو پوری خود میر کی جنگ پیشتر مجھے ہیں اور
 اگر طلوع روایات شرقی سے ظہور مہدی جو پوری مراوین جیسا کہ بتا مید تاریخ فرشتہ میں
 مصنف نے ارادہ کیا ہے تو چاہیے کہ اپنا خلیفہ کا جنگ اور اہل ایات کا جنگ پیشتر اسکے
 ہو چکے اب اگر حال اس جنگ کے بقول مصنف کے میان خود میر ہیں تو چاہیے کہ میان خود میر
 مہدی سے پہلے ایام طفولیت میں یا اس کے پیدائش میں مع دونو خلیفہ زادوں کے لڑا کر میر
 بالجمہ کہ سیطرح اس بزرگ کا کلام صحت نصیب نہیں ہوتا ہے اور نہ انکی خطاؤں کا شمار ہو سکتا

جس طرف خیال کیجیے ماحر خطا کے نامہ اغلاط و خطا کے بہت ہیں کہ آدمی سمجھتے
 بیزار ہو جاتا ہے کہ ان تک کوئی خطا کا حساب کرے اس واسطے لاچار ہو کر اس جگہ سے تیز
 اختصار کیا و لیل چہارم عبد الملک بن زندی مہدوی سے شرح الابصار میں نقل کیا کہ
 منها ما روی ابو سعید مولیٰ ابن عباس قال سمعت ابن عباس یقول قال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم ابی الارواح لا تدخس الا یام والیالی حتی یفتی اللہ من
 اهل البیت غلاما شابا احد قال المر تلک لعلہ ولعلہ یلیسہا یقیمہ امر ہدہ الامۃ
 کما فتحہن الامم بنا ارجوا بحمدہ اللہ ما المرحۃ الحافظ ابو مکر اللہ یحییٰ فی الجمعۃ
 والستور و منہا ما روی عن ابی جعفر بن علی رضی اللہ عنہما قال سئل امیر المومنین
 علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ عن صفة المہدی فقال هو شاب من یومع
 من الوجہ یسئل بدعہ علی مسککہ یعلون نور و یمش سوار متعلا و لحیدہ و رأسا
 و منہا ما روی عن ابی عبد اللہ الحسن بن علی رضی اللہ عنہما اند قال یوقام
 الیہ کل ذکوة الناس لانه یرجع الیہم سدا موفقا وان من اعظم البلیات الی
 ینخرج الیہم شابا و هو حسن و فہ یتخی البیاد اسما لعلہ سوا صاحب سراج الابصار کہ
 مصنفین اس فرقے کے بھی ان روایات کو نقل کرتے ہیں اور نہایت فخر کرتے ہیں کہ
 ہمارے مہدی اس صفت کے تھے حال آنکہ یہی روایات مذکورہ سلمہ انکے لکے مہدی
 کی تکذیب کرتے ہیں اس واسطے کہ ان تینوں روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مہدی
 جو ان عالم شباب میں ہوں گے اور انکے مہدی نے جس وقت انستھان سال اذکی عمر کا
 شروع ہوا تب مہدویت کا دعویٰ کامل کیا اور ستر گھنٹہ بحس کی عمر بیکر اطفال کیا پس یہ
 روایات انکے حال کے منافی ہیں اسلیکے کہ روایت اول میں ہے کہ حضرت رسالت پناہ
 فرمایا کہ مجھ کو امید ہے کہ رات و دن امام ہوں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہم اہل بیت میں سے
 ایک لڑکا جو ان نو عمر اوٹھائے گا اور روایت دوم میں ہے کہ جناب منصوصی سے جب
 لوگوں نے صفت مہدی کی پوچھی تو فرمایا کہ وہ شباب یعنی جوان ہے میانہ رو کہ بال اس کے دو
 کندھوں تک پونچھتے ہیں اور نور چہرے کا بالوں کی سیاہی پر اور واسطی اور سر پر تاجان آ

درجہ ہر دو روایات کے روایت کے ساتھ ہی ہے کہ مہدی کا حال کیا
 ہے جو ہم روایات کے ساتھ ہی ہے کہ مہدی کا حال کیا

نمایان ہو اور روایت سوم میں ہو کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب مہدی قائم ہو سکے
لوگ انکار کریں گے اور سب انکار کا یہ ہوگا کہ وہ ان کی طرف عالم شباب میں جوع کرینگے اور
بڑی بلا یہ ہوگی کہ مہدی جوان برآمد ہو سکے اور لوگوں کو گمان یہ ہوگا کہ مہدی ایک شیخ
کبیر ہو سکے انتہی میزان صاف ظاہر ہوا کہ مہدی جوان کا انکار بڑی بلا ہو کہ وہ مہدی ہو خودی
اور مہدی شیخ کبیر کا انکار ضرور ہے کہ وہ مہدی گمانی و خیالی عوام الناس ہی نہ ہو خود حضرت
رسالت اور جناب شاہ ولایت اور امام حسین منبع شہادت سلام اللہ علیہم اور مہدی جو پیور شیخ
میں شابہن میں سوا سوا سکے پچاس برس کے بعد آدمی شیخ کہلاتا ہی اسی برس تک یا آخر عمر تک
جیسا کہ قاسم میں لکھا ہے اور اطمینان کہتے ہیں کہ سن انسانی کے چند درجے ہیں اول طفلیت یہ
اوس مائے کا نام ہو کہ بچے کو طاقت پھرنے چلنے کی نہ ہو سکے بعد اسکے صبی یا سو وقت
کا نام ہو کہ چلتا پھرتا ہو لیکن اعضا سخت و مضبوط نہیں ہوتے ہیں بعد اسکے سن تزغ و
یہ اوں ایام کو کہتے ہیں کہ اعضا مضبوط ہیں لیکن بلوغ ابھی دور ہے بعد اسکے سن غلامیہ
اور رہاقت کہ زمانہ قریب بلوغ کا نام ہو تا بلوغ بعد اسکے سن فنی کہ قریب تیس برس تک
یہی نام ہو اور میان تک بہم آدمی کا نشو و نما کرتا ہی اس سبب کہ ان سب قسم کو سن ہو جوتے
ہیں بعد اسکے تیس برس سے چالیس برس تک سن شباب ہو اور اسے سن قوت کہتے ہیں
یعنی جسم ٹھیک ہوا ہے کہ نہ گھٹتا ہی نہ بڑھتا ہی اور بعد اسکے سن کولت ہو اور وہ چالیس برس کے
قریب ساٹھ برس تک ہو بعد اسکے سن خفوت اور وہ قریب ساٹھ برس سے آخر عمر تک ہو اب
غور کیجیے کہ شیخ جو پورے وقت ادعا ہدایت کے اٹھاؤں برس کے ہو کہ انھوں میں
برس میں قدم رکھا تھا کہ وقت قریب ساٹھ کے کہلاتا ہی اور ابتداء خفوت ہی ہو جب تقسیم اطمینان
اور ہو جب قول صاحب قاسم کے کہ بعد پچاس برس سے شیخ خفوت شروع ہوتی ہی شیخ ہو
آٹھ برس کے بعد دعوی کیا کہ اس وقت اچھے خاصے شیخ کبیر تھے اور ظاہر ہو کہ حضرت
رسالت اور علی مرتضیٰ اور امام حسین علیہم السلام عرب میں کہ زبان عرب میں بات کرتے ہیں
معنی ان کے کلام کے وہی ہیں جو کہ لغت عرب میں ثابت ہو رہی ورنہ امان لغت سے آٹھ جاو
اور مہرخص کے جیسا دل میں آوے ویسا سمجھ لیا کہ اب ہو جب بخاری روایات کے ان شیخ کا

انکار اور مہدی شاک مدت کا انتظار چاہیے کہ یوں تو ہر وجہ سواد شعراہ اوسیر صادق
 آوے اس واسطے کہ تمہارے مہدی پر جیسا کہ شاک بن مہدی ہر سواد شعراہی مسیحا بال
 ہونا بھی نہیں صادق ہو کیونکہ سواد الشعراہی بولا جاتا ہے کہ سب بال کا ہے ہوں یا اکثر اور اگر
 آوے سفید ہوں تو اسکو عربی میں کامل فارسی میں دومیہ مہدی میں کھڑی بال الا یا اور کھڑے
 سیلہ ٹیل اسکو کوئی نہیں بولتا ہے اور شیخ جو بنور دومیہ تھے جیسا کہ سب نضائل میں لکھا ہے
 کہ مقام فراہ میں وقت دین کر کے مہدی کے شاہ نظام قبر میں اور ترے اور سوقت انکی
 نگاہ سید محمود فرزند مہدی پر پڑی تو دیکھا کہ فی الحال دومیہ سپید ہو گئے ہیں حال آنکہ ال
 سیاہی زبان تھی لیکن اسوقت دومیہ ہو گئے تاکہ مہدی کے حلیہ سے مشابہت ہو جا
 اسوقت سے اسکا لقب تانی مہدی مقرر کیا اس سے معلوم ہوا کہ مہدی دومیہ تھے اور جب
 بیٹے سفید ہو گئے تھے باب کی سفیدی میں کیا شاک ہو اور انکے مہدی کے دعوے اور بھی
 مشہور میں ایک مرنے سے سات برس ال یعنی چھین سبکی عمر میں دوسرے برس ال یعنی تین برس
 مہین ان دعویٰ کے بعد ساکت ہو رہے ہیں ان دعویٰ کا کیا اعتبار ہو اس واسطے کہ ان
 دعوے کو انکی کتابوں میں وقت پیدا نہیں سے منقول چلے آتے ہیں چنانچہ شواہد ولایت کے
 جو تھے باب میں مذکور ہو کہ انھوں نے ملکین میں پہلے ہی بات کی کہ مہدی موعود آیا اور بعد اسکے
 بھی کبھی کبھی سخن جاری ہوا کرتا تھا اور انکی کتابوں میں مذکور ہو کہ دانا پور کے جنگل میں انکا
 ال بی اور بیٹے نے تصدیق مہدوت کی بھی کی پس یہ دعوے بھی مانند انھیں دعویٰ بن
 کے ہوئے اور قلع نظر اس سے ان دعووں کے وقت میں بھی صاحب قاسوس کی تحریر کے
 موافق شیخ تھے اور اعلیٰ کے قول کے موافق کامل تھے شاک کسی کے قول پر نہیں بن سکتے
 کہیں شیخ بھی شاک ہو سکتے ہیں لیست الشباہ یعود ایک خیال خام ہو شعراہ شیبانی
 ہما ابرو میں شیخ نے کتب میں شیخ کے غرض کہ یہ روایات کہ تمہاری لالی ہوئی ہیں ہماری
 ہو گئی ہیں وہ ایک نقل اللہ کو تیرے میں تیرا میرت ہو کہ انکے مصنفین ان روایات پر ان
 ہیں بیان تک کہ ہاؤندی بھی کہ علما ہاؤند کہلاتے ہیں ہوتے ہیں کہ اس مصنف قول
 حسین فی اللہ مذکور دیکھ کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکار روایات ہمارے مہدی سے منصف

پیچر و دعوی کر رہے والے ان خواجه بنید بغدادی بست روز و الثالث خواجه عثمان مغربی و روز و
 خواجه حسن نوری پیچر و والی اقصیٰ خواجه حسن عبادی مبنیہ و روز و السابین شیخ عیسیٰ بنی و روز و
 و السابین امیر سید عبدالقادر گیلانی یکاہ و الثانی شیخ محمد بن علی و روز و الثالث سید محمد
 و راہ و دعوی کر رہے عاشر سید محمد مہدی موعود و دعوی مہدویت کر رہے و زاریست ہیرا نندہ مدیترہ
 از صیاح بستہ آورہ شد انتہی مع افلاطون جو اسباب غرض کہ ہندویوں کے خزانے میں جو بوت کی
 کی نہیں اور طوفان کذب و بہتان کا انکی کتابوں میں موقع زن ہی اور روایت کشی اور بیان کا
 انکو ایسا طرہ ہاتھ لگا ہوا کہ انکی تحریرات کو دیکھ کر ہی شعر انکے سبب الی و انہی سے جو خوش گوشت
 سعدی و زلیخا و الایا ایہا الساقی اور کاسا ونا و لہاب و اب سناظر کا یہی کہ نفعی نقل ناقص پر لازم
 اول چاہیے کہ ثابت کر دیں اور جن کتابوں کے حوالے دیے ہیں ان میں اپنے مضامین متواتر
 کو دکھا دیں کہ طبری نے کیا لکھا ہے اور نووی نے کہاں اور خواجہ گیسو دراز نے کس ملفوظ میں
 فرمایا ہے اور دوسری حدیث خانہ ساز صحاح ستہ میں کس جگہ پر اور ان نو مہدی لغوی کا دعویٰ
 کہاں لکھا ہے اور کس نے نقل کیا ہے و غلب کہ جیسا کہ یہ دوسری حدیث نے اصل پر و یسعی نقول سابقہ
 بھی صحت کو نہ پہنچیں گی اور اگر کوئی صحت کو بھی پوچھے تو اس میں نقول عنہ کی تجویز نہیں ہو سکتی
 اس واسطے کہ اس باب میں کوئی حدیث فقہین سے سو سال میں ثابت نہیں ہوئی اور تخمین اور قیاس کا
 ایسے امور میں کیا اعتبار اس واسطے کہ یہ قیامت کی تاریخ اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں
 چنانچہ فرمایا ہے کہ یسئلک الناس عن الساعة قل انما علم عند اللہ یعنی پوچھتے ہیں ہم
 اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگ وقت قیامت کا انہوں میں ہی علم و دریافت اس کی گزرتا ہے ایک ایسا
 کے کلام عرب میں انما علم عند اللہ کہ دال ہم اس بات پر کہ اور اگر وقت قیامت منحصر ذات با
 حال آنکہ قیامت کے آنے پر سب ہمارے یقین ہو لیکن وقت و تاریخ اس کی کسی کو نہیں ملتا
 الیسی مقدمات قیامت یعنی امام مہدی کا ظاہر ہونا اور رجال کا بکھلنا اور حضرت عیسیٰ کا اترنا
 اور یاجوج ماجوج کا اٹنا اور رات الارض کا بکھلنا اور کتاب کا منقرع طلوع کرنا وغیرہ اس میں
 کسی کی تاریخ معلوم نہ ہو کسی کو معلوم نہیں ہر اسی سبب سے بعض بزرگوں نے کہ اس میں
 میں بھل درڑائی اور تخمین قیاس بعضوں کی تاریخ ٹھیکرانی نہایت خطا پائی چنانچہ شیخ عباس

رحمۃ اللہ علیہ سالۃ الکشف عن مجازۃ اللہ فی الف میں نقل فرماتے ہیں کہ گوگون کی زبان پر ایک
 حدیث مشہور ہوئی ہو کہ النبی علیہ السلام لا یملک فی قبرہ الف سنتۃ یعنی بیستمی علیہ السلام
 اپنی قبر میں صرف بیس ہزار برس نہ ٹھہریں گے اور میں اس کا جواب دیکھا ہوں کہ یہ حدیث باطل ہے کہ میں
 اسکی اصل نہیں ثابت ہوتی ہے اس پر عجب ماجرا یہ ہے کہ اس سال سند آٹھ سو اٹھانوے میں ایک
 شخص ایک بڑے عالم عظیم حضرت فتنوی کی نقل لایا کہ جس کا رد اب کی راہ مجھ کو معلوم ہوتا ہے
 اوس میں لکھا تھا کہ اوس بزرگ نے اس حدیث پر اعتماد کر کے تجویز کیا جو کہ دسویں صدی میں جرج
 مہدی کا اور دجال کا اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کا ہو کر اور تمام علامات قیامت ظہور پاکر صحر جرج
 جاوے گا اور یوں چالیسین کے قبل عام ہونے ہزار برس کے بعد الفیضہ منور کا ہونے کے عشر قائم ہو گا
 مجھ کو ایسے شخص سے یہ کلام صادر ہونا نہایت بعید معلوم ہوا اس لیے کہ ہزار میں فقط ایک سیودہویں
 باقی ہیں اور ان تمام امور مذکورہ کا امتداد میں واقع ہونا غیر ممکن ہے اس واسطے کہ روایات کثیرہ سے
 معلوم ہوتا ہے کہ مہدی سات برس پیشتر دجال سے رہیں گے اور دجال بھی تمام مہدی پر چمکے گا اور
 چمکے کم دو برس سے گا اور عیسیٰ علیہ السلام اتر کر اوسکو قتل کرے گا بالیس برس زمین میں زندہ رہے گا
 پھر بعد طلوع آفتاب مغرب آدمی ایک سو بیسین میں دنیا میں بسین گئے اور دنیا میں دو فوجوں کے
 بالیسین میں کا فاصلہ یہ سب دسویں برس ہوتے ہیں اور باہیں خروج دجال اور طلوع مسیح کے
 معلوم نہیں کہ کس قدر فاصلہ ہوگا اور انبات مہدی ظاہر ہونے نہ دجال نکلا اور مہدی و دجال سے
 پہلے بہت سی علامتیں ہیں کہ سالہا درازا اوسکے واسطے چاہیے اور میں سے کوئی واقعہ نہ ہوا
 جس کسطرح ممکن ہو کہ سن ہزار کے اندر سب کچھ ہو جاوے حال یہ کہ اگر آنتہا ہزار پر خروج دجال
 ہو جیسا کہ بعض علماء نے احتمالاً منکر کیا ہو جب بعد اوسکے دوسو سو زیادہ دنیا رہے گی
 در اگر گیارہویں صدی پر خروج دجال ہوا تو اور بھی زیادہ مدت چاہیے لیکن البتہ یا اصلاً ممکن
 ہیں کہ پندرہ سو تک مدت کچھ انتہی بالخصوص اب غور کیا چاہیے کہ ایسے بزرگ کے شیخ جلال الدین
 تم انھما والحدیثین اوسکا مقابلہ کرنا نہ ادبی سمجھتے ہیں ایسی حدیث نے اصل کو سن کر اتنا بڑا
 دکا کھا یا کہ قیامت برپا کر دی اب ہم لوگ دوسویں صدی میں سے اوس بزرگ کے
 میں میں ان محدثین میں اور وہ بزرگ عالم برنج میں دنیا کی آبادی دیکھ کر اپنی تجویز

امور جدیدہ و غریبہ کہ میں نے خیال و فہم سے دور از بطن و عقل و کلام میں
 دیکھا یا اور جو کہ خود مہدی سن ہزار پر جسکی احتمال کی ہر ترقیقاً

نامہ ہوتے ہوئے اور یہ بھی شیخ کے فرمانے سے معلوم ہوا کہ تجویز بعض علماء کی ہزار پر خراج
 و جال کو کہ اس کے نزدیک مستند مہدی جو مقدم خراج مہدی کو وہ بھی احتمالاً اسی سبب غلط فہم
 بلکہ کیا محض ہو کہ خود شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی تجویز پندرہ سو کی بھی غلط تھے چنانچہ اسکی تفصیل
 آگے آوے گی انشاء اللہ تعالیٰ بلکہ اس سبب بڑھ کر ہے کہ حضرت محمد بن حنفیہ صاحبِ اجازت
 علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے فرمانے ہیں کہ مالک ہو گئے بنو عباس بیان تک کہ مایوس ہو گئے
 آدمی خیر سے پھر بے گندہ ہو جاوے گا کام و کام میں پچانوے میں یا تینانوے میں اور مہدی
 سن و سونین قائم ہو گئے اور حضرت جعفر سے روایت ہے کہ فرمایا مہدی سن و سونین قائم
 ہو گئے ابراہیمی قبیل سے روایت ہے کہ آدمیوں کا اجتماع مہدی پر سنہ دوسو چار میں ہو گا پس
 روایات رسالہ کشف میں نیم چاند کی کتاب الفتن سے منقول ہیں اور شیخ نے ان سے مراد یہ ہے
 ایک ہزار دوسو پر مہدی کا ظہور ہو گا حالانکہ یہ یہاں وہ ہوا اور سلطنت بنی عباس کی پانچ
 بیس میں طول پھر ہا کو خان کے ہاتھ پر ردال پذیر ہوئی غرض کہ جب کیسی ایسی اکابر
 کو کشف اور اجتہاد میں خطا ہوتی تو حضرت گیسو درال اور رودی اور طبری سے شرط صحت
 فقہوں کے کیا عجب ہو اس واسطے کہ سوا انبیاء علیہم السلام کے نہ ہی یہ معصوم ہیں نہ ائمہ و زعماء
 اور علم غیب سوا حضرت علام الغیوب کے کسی کو نہیں ہو مگر انبیاء اور رسولوں کو اسی کی تعلیم و
 سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ بلا استیصال صحیح مکتبہ پر فنیحاں میں دیکھیں علی غیبہ احداً
 الا من ارضی من رسول اور اس متعلق میں آتشک حضرت رسالت کوئی روایت ایسی
 تہت کو نہ پونہم کہ اس میں سن و تاریخ کی تعیین ہو مگر مہدی و یون کے علماء کہ وضامی میں بڑی
 دستگاہ رکھتے ہیں چنانچہ شیواہر الوالیۃ و مطلع الولاہ اور الفصاف نامہ وغیرہ کتابیں
 موضوعہ باطلہ سے مالا مال ہیں اس مقدمے میں بھی ایک حدیث حسبِ نحوہ ہنالی کہ
 سابق میں مذکور ہو چکی اور اسکی شرح میں نو مہدی لغوی کا بیان ہے اہیاس کے ساتھ
 کیا کہ اپنی سنہ منی انتہا کو پونہ چار ہی اول یہ کنان نو بزرگ کا دعویٰ مہدی ویت کرنا اسکو کہ
 ثابت ہوا یا یہ کہ جیسا کہ حضرت رسالت یہاں فرمایا اور حدیث میں اصل کی نسبت حضرت کی ط
 کردی بلکہ کتب صحاح کی طرف بھی نسبت لگا دی و یسلی ان بزرگوں پر بھی اتہام کیا و مگر یہ کہ

یہ بھی نہ سمجھا کہ بعضے انہیں اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بھی نہیں ہیں چنانچہ حسن بصری و محی الدین
 وغیرہ یہ لوگ کیونکہ خلاف متواتر دعویٰ بہر ویت کرتے تیسرے یہ کہ بعضی صدی کا ایسوں کو
 مہدی ٹھہرایا کہ ان کا وجود اس مہدی میں تھا چنانچہ حضرت سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ
 علیہ کا قول سنہ چار سو اکتھتر میں ہی اور وفات سنہ پانچ سو اسیٹھ میں ہی اور مہدی ہر کوئی
 ان کو مہدی ساتویں صدی کا مقرر کیا اور شیخ محی الدین بن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا قول سنہ پانچ سو
 ساٹھ میں ہی اور وفات سنہ چھ سو اکتھتر میں ہی چنانچہ تفحات اللسن وغیرہ میں مسطور ہے اور مہدی
 صاحب تصنیف ان کو مہدی آٹھویں صدی کا ٹھہراتے ہیں تو اس علی واک بہانہ کیا
 معلومات ہی جیسا کہ علم کلام میں یہ لوگ بلیقہ رکھتے ہیں و کسبی علم تاریخ میں بھی بے بدل ہوتے
 ہیں اور پھر شوف آسمانی اور علوم نفسانی کا کیا پوچھنا صحیح سالیکنہ کیونست از بہار شیں سیدہ است
 بہان ایک نقل حسب حال یا دانی حکایت دہلی میں ایک درویش وارد ہوئے اور
 داراشکوہ نے اپنے باپ شاہ جہان بادشاہ کے سامنے ان کی نہایت ثنا خواہی کی اور خواہاں
 اس بات کے ہوئے کہ بادشاہ ان کے مکان پر چلین نواب سعد الدخان وزیر نے عرض
 کی کہ بت تحقیقات کے جانا چاہیے داراشکوہ بخیرہ ہوئے شاہ جہان ان کی خاطر سے
 سوار ہو جب بادشاہ مع داراشکوہ و سعد الدخان کے فقیر صاحب کی خدمت میں پہنچے
 انھوں نے اپنے کمالات اور معلومات ظاہر کرنا شروع کیا اول بوئے کہ سکندر ذو القرنین آج
 شخص تھے کہ مرتے مرتے تمھارے دادا امیر تیمور کو بادشاہی دے گئے شاہ جہان تیرے ہوئے
 کہ یہ کیا کہی ہے کیا سکندر راور کجا تیمور کہ دونوں ہزار سال کا فاصلہ ہے لیکن مالی و صلی سے
 پہلے ہے بعد ان کے فقیر صاحب نے ارشاد فرمایا کہ تمھارے دادا تیمور بھی اچھے آدمی تھے لیکن
 یہ کیا کہی کہ امام حسین کو شہید کروادیا شاہ جہان سے یہ بھی سن کر بوئے کہ یہ کیا کہی کہ
 امام حسین کو نیز بد پلیدی نے شہید کر دیا امیر تیمور بعد صد ہا میں کے اس دانستے سے پیدا ہوئے
 امیر تیمور کو جناب امام میں نہایت اخلاص اعتقاد تھا فقیر صاحب نے کہا کہ جہان پناہ آپ کو
 علوم نہیں ہی زید کو تیمور نے اشارہ کیا تھا جناب و سنے ایسا کام کیا شاہ جہان نے حیران
 کر نواب سعد الدخان کی طرف دیکھا انھوں نے عرض کیا کہ یہ بزرگ قطع نظر کمالات نفسانی

سے تاریخ دان میں بھی لاثانی ہوا یہ سب کچھ تشریف لے گئے تھے انہی تجلیات میں ان مصطفیٰ کی جنم کہ جسوں سے
 اڑحانی سیر کی کتاب ثابت ہوئی تھی کہ وہ آپ بیان میں اللہ کے جہاں اللہ کے جہاں اللہ کے جہاں
 فہم نہ تھے کہ یہ کہ حدیث ابی داؤد کہ ان اللہ عن رجل یحدث لحدیثہ اکامہ علی لباس کل ما
 سندہ میں چونکہ لھا دینہا کو اپنی دلیل ٹھہراتے ہیں اس واسطے کہ اس حدیث کی ثابت ہو کہ ہرگز
 کے اس پر ایک ہمارے ہوگا اور اسکے شاہین اور زیدی اور خراجہ کیسے قرار دیتے ہیں کہ وہ سب ہی ہرگز
 کے اس پر ہمدی محمد ہو گئے اور ہرگز کی ذات بھی اسی تاریخ پر ہوئی انہی یہ ہرگز کہ انہا سے
 نہیں ہو کہ اس حدیث کی انتہا سدی ہرگز اور اسکے ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز
 کس طرح محمد ہو اگر بالفرض امام زیدی یا سب کیسے اور نقل و حرکت کو ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز
 کرے گا کہ وہ کہتے ہیں کہ انتہا سب سب ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز
 پس ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز
 ہو گیا اور اس حدیث سے ابتدا سب کی ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز
 موانع پہلی صدی کی ابتدا میں ہمدی لغوی کو لے ہو اگر حضرت رسالت پناہ کو ٹھہراؤ تو فیصلہ
 اس گستاخی کے بخاری حدیث میں بخاری میں بخاری میں بخاری میں بخاری میں بخاری میں
 سے کس طرح ہو سکتے ہیں یا درمیان مصطفیٰ ہمدی جو ہوئے ہو جاوے کہ حسن ہرگز
 علیہ کو پہلی صدی کا ہمدی ٹھہرا یا ہو وہ ابتدا سب اول میں کہاں تھے اور بخاری اور
 بخاری کے خلاف ہو جائے گا کہ شائع و رایج معنی انتہا میں ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز
 اور اس میں اور اس محل اور اس جہاں اور اس محل اور اس میں اور اس میں اور اس میں
 سرکہ سب بھی انتہا کے ہیں اور اسی طرح حدیث ہمدی میں بھی اس اجنبی انتہا کے ہرگز
 لیکن ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز
 حضرت علی علیہ السلام نے اپنی آخر حیات میں ایک رات ایسا فرمایا کہ اس رات سے سو
 کی خامی پر کوئی شخص اول کو گو کہ میں سے کہ آج اور یزیدین کے میں باقی نہ رہے گا
 اور ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز
 بلکہ باہر سے زمین کے ہوں اس قید سے حضرت خضر الیاس و ملائکہ زمین اور

شیاطین ابلیس اور مسکان زیر زمین خارج ہو گئے اور باقی سب اہل بین موافق فرما کر حضرت
صادق مصدوق کے تمامی مدی تک تمام ہو گئے اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے آخر میں
ابو الطفیل عامر بن وائل رضی اللہ عنہ نے سترہ ایک سو دو تین ماکہ معظمہ میں رحلت کی اپنی اس شہ
کے فرمانے سے اٹھا نو سو برس کے بعد اور بعد صد ہا برس کے جس نے دعویٰ صحابیت کا کیا
وہ یحییٰ بن کے نزدیک جھوٹا ٹھکانا جیسا کہ متن ہندی اور تیس بن تیم گیلانی وغیرہ اور حدیث الی اولہ
میں لفظ کل لائے سنتہ کا عام ہو کہ عموم و اختلاف اور سکا مفاد ہو کہ صدی اول کو بھی ضرور شامل ہو
اگر اس کو معنی ابتداء کے لیں کہ زمانہ تکلم کے نسبت باضی ہو یعنی ابعدت مضارع کے بگڑ جاتے ہیں
پس متحقق ہو کہ جس شخص نے معنی ابتداء کے بھی درست جانے میں نا درست ہیں اور بعض نے
اپنی کتابوں میں دعویٰ کرتے ہیں کہ اجماع اہل تاریخ کا ہو کہ نو سو پانچ پر مدی ہو گئے اور نہیں سمجھتے
ہیں کہ ایک طبری کے لکھنے سے غیب کی بابت پر اجماع کیونکر ہوا اور وہ بھی اب تک ثابت نہیں
ہوئی ہے کہاں لکھا ہو اور کہاں سے معلوم کیا اس واسطے کہ طبری غیب والے تھے اگر کوئی سند
دیکھتے ہیں تو پیش کرین ورنہ گفتگو لا طائل ہو علاوہ یہ ہو کہ اب تک یہ بھی ثابت نہیں کہ مدی کوئی
طبری سے عبارت نقل کرتے ہیں اس واسطے کہ طبری جیسا کہ تحفۃ اثنا عشرین لکھا ہے متعدد ہیں
اب محمد بن جریر طبری شیعہ کہ اس نے ایک کتاب شالہ صحابہ میں تصنیف کی اور ایک کتاب اہامت میں
صحی کہ نام اس کا ایضاً المسترشد ہو علما شیعہ اکثر اسی کتابوں سے نقل کرتے ہیں ورنہ کہا کہ
ہیں کہ طبری میں یوں لکھا ہو اور ناظرین دعویٰ کا کہتے ہیں کہ شاید وہ کتاب محمد بن جریر طبری
نافعی کی ہو کہ مشہور بتاریخ کبیر ہو اور اصح التواریخ ہو اور یہ کتاب تاریخ کبیر نہایت نامور و موجود ہو
م کیس کو اس کا نسخہ میسر آیا ہو اب کہ تاریخ طبری خلق میں مشہور ہو وہ اصل تاریخ طبری میں ہی بلکہ
اس کا مختصر ہو کہ مخبرات علی بن محمد عدمی ابو الحسن مہر ساطی شیعہ کہ اس نے تاریخ طبری کو مختصر
کے اس میں اپنی طرف سے افراط و تفریط کی ہو اور سبب سانی عبارت کے مشہور و رائج ہوئی
وہ ترجمہ میں اس مختصر کے بھی اکثر شیعہ گذرے ہیں لیس ترجمہ تحریف و تحریف اوس میں واقع ہوئی
ہے ناقلین میں مختصر سے نقل کرتے ہیں اور کہتے ہیں تاریخ طبری میں لکھا کہ اصل تاریخ
یہ ہے وایات کا نام و نشان پیدا نہیں ہو اس مختصر نے بہت سے مونیہ اہل سنت کی

راہ ماری ہو کہ جو کچھ اس شخص میں دیکھتے ہیں اصل کی طرف نسبت کر دیتے ہیں انہی شخصوں میں القامین
 من بابہا لکھا کہ اب بخوبی ظاہر ہو کہ ممدوہ کے علما بابت عبد الملک بجاوندی کی راہ بھی انہی شخصوں
 ماری ہو اس لئے کہ اصل تاریخ انکو کمان سے نصیب ہوئی اگر یہ تو ثابت کریں کہ ناقص تصنیف
 زمخشری و مسافرینہ یہ کہ شیخ جلال الدین سیوطی کہ ناظرین تاریخ طبری کے اور یہاں کہ کشف میں کہ
 اس قسم کے روایات کا احتیاج کیا ہو اور اس میں طبری سے بھی نقل کی ہو اگر یہ روایت بھی طبری
 میں ہوتی تو ضرور نقل کر دیتے مسافرینہ یہ کہ ناظرین شہر دارالاسلام بغداد میں تاریخ عالم
 ابن اثیر کا مطالعہ کیا اور میں کہتے ہیں کہ اصل اسکی تاریخ طبری ہو کہ کوئی مقام اسکا اس میں فرو گذار
 نہ ہو اور سوکار کے دوسرے تاریخ سے بھی اضافہ کیا گیا اور خصوصیت کسی قوم یا ملک کی محفوظ
 نہیں بلکہ تمام اہل دنیا کی تاریخ ہو کہ اسکے ہوتے ہیوے کسی تاریخ کی حاجت نہیں اور میں اس بات
 نو سو تاریخ کا کہیں پتہ نہ لگا اور دوسری نقل کہ نووی اور خواجہ گیسو دراز سے کی ہو بیان کیا کہ
 نووی نے کہاں لکھا ہو اور خواجہ گیسو دراز نے کس محفوظ میں فرمایا ہو بعض مہدیوں کا انداز
 لکھا ہو کہ نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہو شرح مسلم نووی مانند تاریخ طبری کے نایاب ہیں ہو نہ لکھا
 نسخہ اسکا موجود ہو بیان کرنا چاہیے کہ کہاں لکھا ہو اور کہاں سے آئے کیا ہو کیونکہ ایسے مقامات
 میں کشف و قیاس و ظن دلیل نہیں ہو سکتا ہو ان الطوائف کا یکتی من الحیث شیعافا مکملہ
 بیان عمر و دنیا میں شیخ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے کہ میز رہ سو برس کا تخمینہ
 قیامت کا کیا ہو اسکی وجہ یہ ہو کہ سیرالہ الکشف عن مجاورۃ ہذا الامۃ الالف میں کہتے
 ہیں کہ حکیم ترمذی نے نوازہ الامجد میں کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ فرمایا رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شفاعت قیامت کے روز میری امت میں سے اور ان لوگوں کے واسطے ہو کہ
 گناہ کبیرہ کر کے نے تو میرے ہیں پس یہ لوگ انہم کے بابا دل میں ہو گئے کہ چہرے انکے
 سیاہ ہو گئے اور انکھیں انکی نلی ہو گئی اور انکو طوق نہ پہناتے جا عکراہ نہ شباطین کے ساتھ
 زنجیر و زنجیر باندھے جا دیئے اور نہ گردن سے مارے جاوے گئے اور نہ درک جہنم میں
 ہانکے جاوے گئے انہیں سے بعض وہاں ایک ساعت رہ کر نکلیں گے اور بعض ایک دن اور بعض
 ایک مہینہ اور بعض ایک سال رہ کر نکلیں گے و اطو کھو فیہا مکثا من یحکمت ذہبا و فضل الہ

عالمہ جلیلہ جلال محمد زین الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مِنْذُ يَوْمٍ خُلِقَتْ إِلَى يَوْمِ أُفْنِيَتْ وَذَلِكَ سَبْعَةُ أَلْفٍ سَنَةٍ وَكَوْنُ بَقِيَّةِ الْحَدِيثِ
 یعنی سب سے زیادہ ٹھہرنے والا وہ دن اس امت میں سے وہ شخص ہو کہ دنیا کے برابر وہاں
 ٹھہرے گا ابتدا آپدائش دنیا سے انتہا فنا تک اور یہ سات ہزار برس ہیں آج اور ابن عساکر
 انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص مسلمان کی
 حاجت لے دے واکرتا ہو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے دنیا کی عمر برابر سات ہزار برس کے دنوں کے
 روزے اور راتوں کا قیام لکھ دیتا ہو اور ابن عدی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ
 فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر دنیا سات دن ہی ایام آخرت سے کہ اللہ تعالیٰ
 فرماتا ہو وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ یعنی ایک دن نزدیک تیرے
 رب کے مانند ہزار برس کے ہی تمھاری گنتی سے اور طبرانی نے کبیر بن ضحاک بن زمل ہنسی سے
 روایت کی کہ کہا میں نے ایک خواب دیکھا اور حضرت رسالت پناہ کے سامنے بیان کیا
 الحدیث اس میں یہ بھی تھا کہ میں نے آپ کو یا رسول اللہ ایک منبر سات درجے والے کے
 اعلیٰ درجے میں دیکھا حضرت نے اس کی تعبیر میں فرمایا کہ دنیا سات ہزار برس کی ہو اور میں نے
 ہزار میں ہوں اس حدیث کو پہنچنے کے دلائل میں روایت کیا اور سہیلی نے کہا کہ یہ حدیث
 اگرچہ ضعیف الاسناد ہے لیکن ابن عباس سے بطریق صحاح مروی ہوا کہ انھوں نے کہا دنیا آٹھ ہزار
 ہی ہر دن ایک ہزار برس کا اور رسول اللہ آخرین اس کے مبعوث ہوئے اور ابو جعفر طبری نے
 اس اصل کو صحیح ٹھہرایا اور آثار سے اس کی تائید کی اور ابن ابی حاتم نے تفسیر میں کہا کہ ابن عباس
 نے فرمایا کہ دنیا آخرت کے جھوٹے ہیں سے ایک جھوٹے سات ہزار برس کا کہ چھ ہزار اس میں سے
 لے کر چکے ہیں اور ابن ابی الدنیا نے کتاب فہم دلائل میں کہا کہ سعید بن جبیر نے کہا کہ دنیا ایک
 جھوٹے آخرت کے جھوٹے ہیں سے اور عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں محمد بن مسروق سے
 روایت کی کہ وہ کہتے ہیں کہ ایک مرد اہل کتاب میں سے مسلمان ہوا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ
 سمان دین کو چھ دن میں پیدا کیا اور ایک دن خدا کے پاس تمھارے ہزار برس کے
 برابر ہو اور دنیا کی مدت چھ دن کی ٹھہری اور قیامت ساتویں دن میں مقرر کی پس چھ دن
 لے کر چکے اور تم ساتویں دن میں ہو اور ابن اسحق نے ابن عباس سے روایت کی کہ یہ تو کہتے تھے

کہ مدت دنیا کی سا تہ ہزار برس کی ہو اور ہم ہر ہزار کے عوض ایک دن عذاب میں ہیں گے پس کل
 سات دن ہم ہر عذاب ہو کر منقطع ہو جاوے گا اس واسطے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا کہ قاتلوں
 لکن تم مکتانہ الدنیا کا کچھ آگیا مآلکھاؤ و لذات ابن جریر اور ابی حاتم نے اسکو روایت کیا اور عبد بن
 نے مجاہد سے بھی ایسی روایت کی اور دینوری نے روایت کی کہ گزشتہ عبادت میں بہت مشقت کر کے
 لوگوں کو لکھا کہ ایک ساعت اپنے شین راحت دو کہ تمکو دنیا کی کیا مقدار پونجی ہو لو لے سات ہزار
 کہما دن قیامت کی کیا مقدار ہو لو پچاس ہزار برس کہما سات دن مل کر لانا کا ہر سو سے اس باب
 کیا مشکل ہو انتہی فرض کہ الیٰ احادیث و آثار سے معلوم ہوا کہ ہر دنیا سات ہزار برس ہو اور حضرت
 ماب کا وجود باوجود ساتویں ہزار میں ہو اور شیخ جلال الدین سیوطی وقت تصنیف اس سال کے ۹۹۵
 آٹھ سو اٹھانوے ہجری میں نہایت متفکر ہوئے کہ سات ہزار برس تمام ہو گئے اور دنیا تمام
 نہ ہوئی اس واسطے ایک توحید کی کہ مراد حضرت کی اس کلام سے کہ میں ساتویں ہزار میں ہوں یہ جو کہ کفر
 امت میری ساتویں ہزار میں ہو ورنہ حضرت بذات خود چھٹے ہزار میں ہیں اس واسطے کہ امام احمد
 حبل نے کتاب البیاض میں جو ہے روایت کی ہے کہ کہتے تھے دنیا کے پانچ ہزار چھ سو برس گذر چکے ہیں
 اس لیے کہ میں ہزار نے میں جو انبیا اور لوگ گذرے ہیں انکو جاننا ہوں انتہی اور قول ابن عباس
 مسلم کتابی کے کہنے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ چھ ہزار گذر چکے ہیں انتہی لیکن اس تفسیر کی سند قوی
 نہیں ہے اس واسطے کہ قول ابی ہریرہ نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ انھوں نے کوئی حدیث اس باب میں نہ
 نہ کی بلکہ اپنی تالیف دانی سے پانچ ہزار چھ سو برس گذرنا ثابت کیا اور یہ کچھ حجت تو بخیر میں اس لیے کہ
 مورخوں کا اس میں اختلاف ہے دوسرے اس سے زیادہ کے قائل ہیں چنانچہ صاحب توفیق التوابع
 اور صاحب تاریخ حیات المقدس نے تحقیق کی کہ وہ وراثت باسعادت آنحضرت کی مہبوط آدم سے چھ ہزار
 اور ایک سو ستر چھ برس بعد ہوئی ہے اور یہی حساب حضرت کے حج کلام کے مطابق ہے کہ میں پچھلے ہزار
 یعنی ساتویں ہزار میں ہوں چنانچہ بلالی کی روایت میں مذکور ہو چکا بخلاف حساب جس کے کہ اس کے
 خلاف ہے اور ابن عباس اور مسلم کتابی کے قول سے یہ بات صاف ثابت نہیں نکلتی ہے کہ بعد حضرت
 چھ ہزار گذر چکے تاکہ حضرت کا چھٹے ہزار میں ہونا لازم آوے بلکہ ظاہر اس سے یہی ہے کہ حضرت
 پچھتر ہزار گذر چکے ہیں تاکہ مطابق ہو جو صحیح روایت بلالی کے اور خود شیخ رحمۃ اللہ علیہ

جامع صغیر میں نقل کیا کہ فرمایا حضرتؑ کہ اَللّٰهُمَّ اِنَّا فِیْ اَخِرِ حَرْفِ الْکَلِمَاتِ
 یعنی عمر دنیا کی سات ہزار برس کی ہیں اور میں اویسین ہجرت پہلے ہزار میں ہوں اور غرض شیخ
 کی اس ترجیح سے یہی ہے کہ اگر حضرت کو ساتویں ہزار کی ابتدا میں بھی فرض کروادے عمر دنیا کی
 سات ہزار ہی قرار دے کر واقعہ کے خلاف ہوتا ہی اس واسطے کہ سات ہزار تمام ہجرت کے قریب آئے اور علامات
 قیامت کہ ان کی بدست قریب دو سو برس کے چاہیے اب تک وجود میں نہ آئے اس واسطے ترجیح
 بالا سے حضرت کو چھٹے ہزار میں فرض کرنا لیکن مطابق حساب ہے کہ چھٹے ہزار کی چھٹی صدی
 میں فرض کرنا کہ چودہ سو برس بدست کی ٹھیک ہے کہ اس میں سب علامات قبل سات ہزار کے
 بغیر آگت ہو سکتے ہیں اور اسی خیال سے شیخ نے فرمایا کہ پندرہ سو کو مدت امت کو پہنچنا ممکن نہیں
 ہے کہ سات ہزار سے بڑھ جانا لازم آتا ہی لیکن وہ بکے حساب کے موافق بھی اگر غور کیجیے تو حضرت کو
 چھٹی صدی میں فرض کرنا ضرور نہیں ہوا اور پندرہ سو کو مدت امت کی پہنچنا بھی ممکن ہوتا ہی
 اس واسطے کہ موت وہاب بن منبہ کی جیسا کہ تقریب میں لکھا ہے کچھ اوپر ایک سو دس ہجری میں ہی
 اور ظاہر ہو کہ انھوں نے تاریخ گذشتہ دنیا کی اپنے وقت تک بیان کی ہی پس ہجرت تقریباً پندرہ
 سو برس قبل سات ہزار میں باقی ہیں اور جو جب لکھنے شیخ کے مہدی دروہال وغیرہ کا ظاہر انتہا
 صدی پر چاہیے جیسا کہ ابن ابی حاتم نے تفسیر میں روایت کی کہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے
 فرمایا کہ جب دنیا ہوئی تھی اس صدی پر کوئی امر کلام ہوا کرتا ہی پس اس صدی پر خروج دروہال اور
 نزول عیسیٰ بھی ہوگا انتہی اور حضرت امام مہدی سلام اللہ علیہ علی آباءہ الکرام پانچ یا سات یا نو برس
 بعد ظہور کے رہیں گے اور دروہال کے زمانے کی مقدار چودہ مہینے چودہ روز ہی اور حضرت عیسیٰ
 علیہ السلام چالیس برس بعد نزول کے قشر لیف رکھینگے اور ابن ابی شیبہ نے اور نعیم بن حماد نے
 عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی کہ جب طلوع آفتاب کے مغرب سے لوگ ایک سو بیس برس مانتے
 جائز ہوں گے بسین کے کچھ دین سنت نہ پہچانتے ہونگے اور انھیں ہر قیامت قائم ہوگی انتہی ہر
 حساب سے اول مرتبہ ایک سو اسیٹھ برس ہوتے ہیں اور معلوم نہیں کہ حضرت عیسیٰ کے کس قدر بعد
 طلوع مس ہوگا وہ علاوہ ہواب اگر خیال کیجیے تو تیرہ سو دس صدی میں پندرہ برس باقی ہیں اگر
 اسی کی انتہا پر بالفرض علامات مسطورہ شروع ہوں تو پندرہ سو برس تک ہو سکتے ہیں لیکن

اگر ابن عباس اور مسلم کتابی کے قول کو خیال کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ اونہی مائے نین مجاہد ہزار برس گذر چکے تھے اور اب سات ہزار برس گذر کر تقریباً دو سو برس ہو چکے ہیں غرض کہ توجیہ مذکور اگرچہ خلاف ظاہر حدیث و آثار مذکورہ ہی لیکن درود امکان معلوم ہوتی ہے البتہ اگر تیرہویں صدی پر بالفرض چار سو اٹھ برس اور گزرین اور کچھ ظاہر نہ ہوے تو حساب و ہساب منہج مع توجیہ مذکور کے قلماً ہو جاوے گا ہاں اگر وجود یا جوداً مختصراً ابتداً چھ ہزار برس میں فرض کیا تو گنجائش زیادہ ہو لیکن یہ عیسائے کفر کا ظاہر حدیث و آثار مذکورہ اور مؤرخین دیگر کے خلاف ہے و ہب بن منبہ کے حساب کے بھی غیر مطابق ہے علاوہ یہ کہ اس صورت میں مناد توجیہ کہ معظم ملت اور اکثر امت ساتویں ہزار میں ہی اس واسطے اپنے تئیں ساتویں میں فرمایا بھی نادرست ہو جاتا ہے کیونکہ جب حضرت ابتداً چھٹے ہزار میں ہوئے اکثر ہست اور کثرت علم و دین بھی چھٹے میں ہوا توجیہ کی جاتی نہ رہی ابن عباس معلوم ہوا کہ حدیث کا مطلب کچھ اور ہے کہ متقدمین کے خیال میں گذرا اور اس میں توجیہ مضائقہ ہے کہ رَبِّكَ يَبْلُغُ أَكْبَرَ مَعْنَى مَنْ سَامِعٌ وَ كَوْنُكَ الْأَوَّلُ الْآخِرُ بعضی بات متاخرین کے ہیں مہر ایسی آجالی ہے کہ اگر متقدمین منہج نہایت تحسین کرتے چنانچہ اس حدیث کے معنی مولانا رفیع الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ذہن میں ایسے نفیس ملے غبار آئے کہ اس میں کچھ ارتکاب تاویل و توجیہ کی حمت نہیں ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے درجہ اسکا صحیح و ضعیف کے درمیان ہے اور شیخ جلال الدین سیوطی نے اسکو جامع صغیر میں نقل کیا ہے اور مغنیان اس حدیث کا فہم فقیر میں موافق تھا اور گوگوئے ہو کہ عمر کسی چیز کی بیان کرتے وقت گزشتہ کا بیان کیا کرتے ہیں پیدائش سے موت تک کا مآل نہیں کرتے ہیں اور اس جواب میں دو احتمال ہوتے ہیں مثلاً ایک شخص کہ چھٹا سال تمام کرے ساتویں میں داخل ہوا کہمی اسکو شش سال بولتے ہیں باعتبار استكمال کے اور کبھی ہفت سالہ کہتے ہیں باعتبار دخول کے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہے کہ حضرت آدم سے اس قدر تک چھتر ہزار پورے ہو کر ساتواں ہزار شروع ہو کہ میں ساتویں ہزار میں ہوں پس موافق ہستالی دم دنیا ہفت ہزار سال ہی اگر کہیں کہ ہم لوگوں کو چونکہ تمام عمر وقت موت تک معلوم نہیں ہوتی ہے اس واسطے کہ وقت تکمیل تک بولا کرتے ہیں اور حضرت کو شاید کہ آہٹا دنیا وقت قیامت تک معلوم ہو کہ اس واسطے تمام عمر دنیا القطاع نوع السالی تک بیان فرمائی ہو جواب اسکا یہ ہے کہ

احادیث صحیحہ بلکہ قرآن مجید میں واقع ہو کہ علم قیامت کا سوا اللہ تعالیٰ کے کسی ظالم علوی نہیں
 سے حال نہیں چنانچہ فرمایا کہ نَبَشَأَنَّ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ كُلَّ إِنَّمَا عَلِمَهُمُ اللَّهُ پس اس حدیث
 میں حضرت اور دوسرے لوگ برابر میں چنانچہ خود فرمایا کہ مَا الْمَشْغُولُ مِنْكُمْ بِأَعْمَارِهِمْ مِنَ السَّاعَةِ اور
 اہل کتاب کو تعین ایام یا ضعیفین اختلاف ہوا اہل اسلام سے صاحب تقویم التایخ اور اہل شام سے صاحب تاریخ بیت
 نے تحقیق کی کہ ولادت باسعادت حضرت کی جو بوط اور علم اسلام سے جو چند ہزار ایک سو ستر سو برس کے جواب
 ستا ہزار برس متجاوز ہو کر اللہ علیہ السلام اور کتنے باقی ہیں اور قیامت کب ہو کہ عِنْدَ ذَلِكَ السَّاعَةِ لَا يَحِيطُ بِهَا
 لَوْ تَنَبَّهَ الْكَافِرُونَ انتہی معلوم ہوا کہ حدیث حکیمہ ترمذی میں لفظ مندی میں خلفت الی یوم اقصیت کا درج
 فی الحدیث ہے کہ کسی اور میں نے اپنے فہم کے موافق لفظ مثل الدنیا کو تفسیر کے واسطے اضافہ کر دیا ہے اور مسلم کتابی
 کی عبارت میں یہ عبارت کہ قیامت سنا تو میں نے میں مقرر کی اور میں مسلم کتابی کی رائے ہے کہ کسی کتاب سماوی
 یا کسی پیغمبر سے منقول نہیں ہو اس واسطے کہ نص قرآنی کے مخالف ہے اور درج کلام راوی اور کسی پیشی الفاظ کی اس
 حدیث میں کچھ شبہ نہیں ہو اس واسطے الفاظ حدیث کے محققین کے نزدیک مخلوط اور غیر محفوظ ہیں چنانچہ سراج مشیر
 جامع صغیر میں لکھا ہے کہ الدنیا سبعۃ ایام من ایام الوجود اسکو دینی نے مسند فردوس میں النس فی السنۃ
 سے روایت کیا اور یہ حدیث ضعیف ہے اور الدنیا سبعۃ ایام من سنۃ انا فی اخرها الفاظ کو طبرانی
 نے مجمع کبیر میں اور بیہقی نے دلائل میں نکاح بن ابی حنی سے باسناد راوی روایت کیا ہے اور مناوی کہہ کہ
 اس حدیث میں کچھ شک نہیں ہے اور الفاظ اسکے معنوعہ اور تفسیق کیے ہوئے ہیں اور حق یہ ہے کہ اسکی حقیقت
 سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور ابن اثیر وغیرہ محدثین نے کہا ہے کہ الفاظ اسکے موضوع ہیں نہ ہی
 قائمہ بیان اس امر میں کہ ربوبی یعنی گاڑی دھانی بھی علامت قرب و جلال کی ہے مسلم نے النس
 رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی شہر البسانین ہے
 کہ اس میں دجال کا گذر ہو مگر مکہ اور مدینہ کہ اسکی راہوں پر فرشتے متعین ہوں گے
 کہ نگہبانی کریں گے اور یہ بھی روایت کی کہ اصغرمان کے یہود میں سے مشر ہزار آدمی اور سیکے
 ہمراہ ہو گئے اور یہ بھی بعض روایات میں آیا ہے کہ ہمراہ اسکے تودہ روٹیوں کا اور بانی اور آگ ہوگی
 کہ موافقین کو روٹی اور بانی سے نوازے گا اور مخالفین کو آگ میں ڈالے گا لیکن آگ اسکی جوتین
 کے حق میں پالی ہو جاوے گی الی غیر ذلک اور مسلم اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا

بیان آن سر میں کہ یہ روایت کاوی خانی
 محو علامت قرینہ جلال کا

کہ بار رسول اللہ و جال کا قیام زمین میں کس قدر ہوگا فرمایا چالیس دن ایک دن بقدر ایک برس کے اور
ایک دن بقدر ایک مہینے کے اور ایک دن بقدر ایک سنتے کے ہوگا اور باقی ایام اس دنیا میں
مستعار و تھوڑے کے ہونگے عواید نے عرض کی کہ اس ایک برس کے دن میں ہر کوئی غار ایک درز کی
کفایت کرے گی فرمایا نہیں بلکہ پانچ غار دن کے واسطے ایک دن کی مدت کا اندازہ کر لینا پھر
معاہدے نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ و جال کی تیز رفتاری کس قدر ہوگی فرمایا جیسا کہ ابراہیم ان کہ اس کے
پیچھے ہوا ہو گا کوا و سکو ملاوے احریت غرض کہ خلاصہ روایات یہ ہو کہ باوجودیکہ جال کے ہر
لشکر اسوہ اور انبار و زمین و غیرہ کا رفاؤں کے ہونگے اس میں تخیل میں کہ کل چودہ مہینے جو وہ دن
دائے دولت و تمام بلاد و دنیا کو سوار کرین شریفین کے روئے زمین لے گا اور یہ غیر ممکن ہے کہ جنگ
جال سواری کی باورفتار شو کہ اس واسطے فرمایا کہ جیسا کہ ہوا ابراہیم کو اور اتنی لیجانی ہی ایسی اس کی
سرعت رفتار ہوگی اب اگر فرض کیا جاوے کہ اس کی سواری کا گدھا اس قدر تیز رفتار ہو کہ کیونکہ وہ گدھا
جہی اس در جال کے عجائب المخلوقات میں سے ہو گا کوا و سکو کے مابین دونوں کا فاصلہ مائیلہ شریع کا
ہو گا جیسا کہ مہدی نے روایت کیا ہے اور باغ جار ہاتھ کو کہتے ہیں مراد اس کے کثرت جسامت ہے کہ
تمام لشکر و غیرہ کو بھی ضروری کہ کسی سواری پر اس کی سیٹائی دوڑ کے برابر پہنچ سکیں ورنہ اگر وہ
لمعون بذات خود دوڑے گا کہ ایک بینی دو دو گوش کسی ملک مخالف پر پہنچا لیا کہ مسکنای ملک وہ بیخ
کتنے کی مار مارا جاوے اور نقلہ بھی یہاں غلط ہو اس واسطے کہ روایات احادیث سے بھی معلوم ہوتا
کہ مع خدم چشم و سار و سامان پھر کرے گا اب ایسا مکرے بنیامین کو لٹا کر اس سامان فرعون کو
لشکر سیٹائی کو کہ فقط فوج رکاب خاص شہر زار ہو دین سوار اور سری فوج و مقتدرین کے اس کے
ہر کام پہنچا دے مگر گاڑی مالی کو کہ حضرت سبب اسباب اس کے پتہ از تلوار اس کے کار ہونے
باعتبار سے پھیلا مائشروع کیا کہ کمال سعی چلتے ہیں کہ قبل برآمدی تمام دنیا میں پھیل جاوے
اغلب کہ ایک سو برس میں تمام دنیا میں پھیل جاوے اور کیا عجب ہے کہ جو حوین مہدی کی نامی چشت
نصابی راہ تمام کر چلیں یہو کو کیا زمین کے کہ برآمد ہو دین اور ابراہیم پر باد سے اس کو مستاہبت
مہدی بھی بدرجہ کہ یہاں ساٹھ گاڑی کلان ایک جسم ہو کر مانند دی بادلوں کے دوڑتی ہیں
اور یہ بھی معلوم ہے کہ موافق فرمانے حضرت صادق و صدوق کے چال اس گاڑی کی ہر گال

کے نہایت مطابق ہر اس واسطے کہ ہندوستان کی گاڑی کہ ابھی نہایت تیز نہیں چلائی جاتی ہر
 بلا توقف معمولہ ایک ساعت میں تیس میل چلتی ہر اور ولایت میں ساٹھ میل چنانچہ مصر سکندریہ
 کی گاڑی کو بھی رات میں سلطو نے ملاحظہ کیا کہ نہایت تیز رہی بلکہ بعض اخبارات سے معلوم ہوا
 کہ بعض کلین ایسی نو ایجاد ہوئی ہیں کہ اس سے بھی تیز تر ہو جاوے گی پس حساب حال ولایت
 صبح سے دوپہر تک چھٹی ساعت میں تین سو ساٹھ میل چلے کہ بحساب فی یوم بارہ میل کہ اوسط
 چال سفر کی ہے ایک مہینے کی راہ طر ہوئی اور دوپہر شام تک بھی ایک مہینے کی راہ طر ہوئی اور
 بحساب کل جدید منزل ہر روزہ اس کے بھی زائد ہو جاوے گی اور یہی ہو اکی بھی چال ہو چنانچہ فرانک
 میں حضرت سلیمان کی چال سواری میں مذکور ہو کہ وَلَسَّيْنَا الْاَرْضَ عَنَّا وَخَاسَتْهُمْ اُورُكُ وَاجْتَمَعَا
 شَمَكُرًا یعنی منجر کیا ہم نے واسطے سلیمان علیہ السلام کے ہو ا کو کہ صبح کی منزل اور دوپہر کی ایک
 کی راہ اور شام کی منزل اور سکی ایک مہینے کی راہ بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت استدر
 بڑا تھا کہ اوپر تمام شکر سوار ہوتا تھا اور ہوا و سکوا و طرائق لیجانی تھی امام محی السنہ نفسیہ عالم
 نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام صبح کو دمشق سے سوار ہوئے تھے اور قبولہ مقام
 اصطرخین کہ ایک مہینے کی راہ ہو کرتے تھے پھر سہ پہر کو اصطرخ سے ملتے تھے اور کامل کو کہ کیا
 راہ ہو پوچھتے تھے اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہی میں طعام پاشت تناول فرماتے تھے اور سہر قند میں طعام
 شام یہاں کچھ کلین بنائے اور سڑک کالنے اور لو ہا بھیلانے اور آگ سلکانے اور اقسام کے مضاف
 اوٹھانے کی حاجت تھی یلیم دیگر ہر شہر کارپاکان اقیاس از خود دیگر گرچہ باندہ روشن شیراز
 یہاں امر الہی سے ہوا اور جن دانش اور درندے اور پرندے سب دست بستہ فرمانبردار تھے
 اور ملائک تشیں کو طے سے لیے ہوئے شیا طین میں کھیل تھے کہ اگر سر مو تاج و زرین تو سزا سخت
 پاوین زیادہ تفصیل سے لے لسان الجن میں لکھی گئی ہے جو با قبل اسکے مذکور ہوا احوال بطے
 و جال کا تھا کہ تمام انبیاء اپنی اپنی قوم کو اس سے ڈراتے چلے آئے ہیں اور آدم سے قریب
 تک کوئی فتنہ اتنا بڑا اور بڑا دنیا میں نہیں ہے یہ دجال کبر پہلے دعویٰ پیغمبری کا کرے گا بعد اسکے
 دعویٰ خدائی کا آدم مارا سوکا اسکے اوتیس دجال کا اسکی کو جاک ابدال میں دو سہ ہن اور نئے
 بھی حذر کرنا چاہیے چنانچہ صحیح ترمذی میں مذکور ہو کہ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یہاں امر الہی سے ہوا اور جن دانش اور درندے اور پرندے سب دست بستہ فرمانبردار تھے

بعضے اعراب نے بھی بیعت کی بعضے یاروں نے پوچھا کہ میرا ان جی دو سر بار دو نکو کیوں بیعت کرنے دیا
 فرمایا کہ امر الہی ہوا کہ دو گواہ واسطے ثبوت دعویٰ کے بس ہیں اور عادت یہ تھی کہ جب دعویٰ
 کرتے تھے اسی لفظ سے تاریخ بھی نکلا کرتی تھی یا پھر بیان قال ابن اثیر یعنی کہ وہ یوں سے تاریخ
 نو سو ایک کی عیان ہوا اور پھر فضائل میں لکھا کہ وہ دو شہنے کے درمیان پر کہ درمیان رکن مقام کے
 ہو کھڑے ہو کر دعویٰ مہدویت کا کر کے تین بار بار با واز بلند کہا کہ میں اثیر یعنی کہ وہ یوں شاہ نظام
 اور قاضی علاؤ الدین کے کھڑے ہو کر کہا کہ انا متبعوہ اور دونوں بیعت کی حضرت نے پوچھا کہ کیا
 بچہ گواہ راضی قاضی علاؤ الدین نے کہا قاضی بد گواہ راضی پس لوگ بولے کہ آسمان و صدقنا
 جواب معمول ایسا ہو کہ ایک مقدمہ کئی حدیثوں میں مذکور ہوتا ہے لیکن بعض میں باختصار اور
 بعض میں تفصیل اور اتفاق محدثین کا ہو کہ زیادت ثقہ کی مقبول ہو اور مثبت مقدمہ ہر نافی پر
 چنانچہ صحیح بخاری میں بھی یہ قاعدہ مذکور ہے اسی قسم سے یہ بیعت رکن مقام کا مقدمہ کہ نعیم بن حماد
 نے الی ہرگز سے مختصر روایت کیا اور عالم سنیاں نے اونسکو عنینت جان کر لے لیا اور اسی
 کتاب میں انھیں نعیم بن حماد نے اسی مقدمہ کو دوسرے سے تفصیل روایت کیا میان مذکور ہے
 اور ان سب کو چھوڑ دیا چنانچہ وہی نعیم بن حماد قدارہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر اُمّی من الدینۃ الی مکتۃ فلیستخیرہ الناس من
 بکینۃ فیما یعونہ بہن الرکن والمقام وحقا کار کا یعنی نکلیں گے مہدی سے
 طرف کے پس چن کر نکال لیں گے انکو لوگ اپنے میں سے پھر بیعت کریں گے اونسکے
 ہاتھ پر درمیان رکن مقام کے حالانکہ وہ کراہت رکھتے ہوں گے اس کام سے یہ بھی حدیث
 شیخ جوہر کی تکذیب کرتی ہے اس واسطے کہ وہ دینے سے نکلیں گے میں نہیں آئے بلکہ مدظلہ
 انھوں نے کبھی کبھار سے بھی دیکھا اور حدیث اول کے معنی بھی اس سے پہلے ظاہر ہو چکے کہ مہدی و
 بیعت کے سوا تو ان کو نہ کچا ونگے اور خونریزی نہ کر سینگے یعنی مہدی بھی و قادی کشت و خون
 کر کے اپنی بیعت نہ لیں گے بلکہ وہ اس کام سے کراہت رکھتے ہوں گے اور لوگ حیراؤں کے ہاتھ
 بیعت کریں گے یا یہ کہ اس وقت میں ایک بڑا فتنہ و خونریزی ہوگی اور مہدی کی بیعت کے
 سبب وہ خونریزی موقوف ہو جائے گی چنانچہ دانی نے قنادہ سے روایت کی کہ یحییٰ

اِلٰی مَکْدِیٰ فِی بَیْتِہٖ وَ النَّاسِ فِی غَلَّتِہٖ بِمَرَاتِہٖ فِیْنَا اللّٰہُ تَعَالٰی کہ کُم مَلٰئِکَہٗا
 حَسٰی یٰحٰیثُ بِالْقَتْلِ قَامَ عَلَیْکُمْ ذَلٰکَ کَمَا فِی سَبِّہٖ وَ جَسَدِہٖ لَعْنٰہُ اِلٰہِی لَوْنِ مَہْمَدِی کے
 گھر میں آویٹنے اور حالت یہ ہوگی کہ آدمی ایسے فتنے میں مبتلا ہوئے کہ لوگوں میں خون ریزی
 کی جاتی ہوگی کہا جاوے گا اور فتنے کہ پڑاؤ سے پر ایسے ہو وہ انکار کرے گئے یہاں تک کہ جس قتل
 سے ڈرائے جاوے گئے حکومت پر قائم ہوئے گئے پس نہ ہوشی جاہلیگی بسبب ان کے ایک ننگی خون کی
 اتنی سنگی خون کی شیعہ جانا بخاور و زمین ہوا کہ لڑنے میں کہ گھیر نہ پھوٹے گی یہ حدیث بھی شیخ جو ہر کی ایک
 کہتی ہے کہ یہ ننگی سدا رانی کے وقت کوئی ایسا فتنہ نہ ہو نہ یہ کہ جسکی تسکین ان کے سبب سے
 ہوئی ہو وجود میں آیا غرض کہ اسی طرح کے بہت سے احادیث رسالہ ہر مان میں مذکور ہیں کہ ان میں
 فقہ معیت مہدی تفصیل مذکور ہو اور وقائع ہنگام معیت ان میں مسطور ہیں کہ ان وقائع کا
 نام و نشان شیخ جوہر میں پایا نہیں جانا اب اس علم فقہ کی ابتدا و انتہا چھوڑ کر اعتقاد
 پر رکھنا کہ جو فقیر و مریاں کے گھر میں مقام کے بیچ میں معیت کرے وہ مہدی ہے اگرچہ نہ سیادت
 اور کی ثبوت کو پہنچے اور نہ مٹا الفت نام والدین اور نہ حوادث ہنگام معیت و جود میں ہیں
 نہایت غلطی و خطائے و و مریہ کہ و مریہ کی معیت کو کافی سمجھ کر نہیہ و جڑھ جانا مالاکہ
 خود انھیں نعیم بن حماد کی روایت ابن عباس سے ثابت ہے کہ معیت کرنے والے بقدر اسباب
 ہر کے ہونے چنانچہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مہدی کو بعد از مسیحی کے کہ لوگ بولنے لگیں گے کہ
 مہدی نہیں ہو مبعوث کرے گا اور ان کے انصار لوگ اہل شام کے ہیں میں سو چندھ آدمی بقدر اسباب
 بدر کے کہ شام سے ان کی طرف آویٹے گئے ان میں ایک مکان سے کہ نزدیک ہنفا کے ہے ان کو
 نکال کر کہہ رہے گئے پس وہ دو گنا ان کو مقام کے پاس بڑھا کر منبر پر چڑھیں گے اور حکم کی
 روایت میں بھی ایسی ہے کہ سَابِقَہٗ خَلَدَہٗ اَہْلُ بَدَاہِ اِلٰی مَہْمَدِی کے گئے ان سے شمار اہل بدہ کے
 اور یہ بھی معلوم ہے کہ یہ اہل شام ہم شمار اہل بدہ تحت ایک سرار کے ہونگے کہ شام سے آویٹے
 اور یہ کہ ان کے اسبق انصار کے گھر پر طعن عالم سے ایک ایک عالم ربانی آویٹا چنانچہ ایسی
 سات ہزار بیس ہو کہ مہدی کو دعوے گئے اور ان کے میں سب جمع ہو کہ مہدی کو بچانے کے اور
 مہدی ان کے ہاتھ سے نکل کر ہر شیعہ کو پکے جاوے گئے وہ قاتل کر گئے تب پھر ان کے کو پکے

وہاں پھر ملاقات ہوگی دوبارہ پھر دینیہ کو کھل جاوینگے وہ لوگ پھر طلبہ کے لئے ہوں گے
دینیہ کو جاوینگے حضرت پھر کے کو آوینگے وہاں وہ لوگ بھی آکر دوسو بیسہ کر کے منہ
درمیان باہر تمام بیت کرینگے پس یہ لوگ ایسے مہدی کے سات ہونگے کہ ان میں ہرگز تیسرے
بہادر و درارت میں مانند درویشوں تبارک الدنیا کے عبادت گزار ہونگے یہ مختصر اور روایت
نعمین بن حماد کا ابن مسعود سے یہ سب مقدمات شیخ جوہر بن مہرودین اور یہ کجایات رسالہ
برہان وغیرہ میں موجود ہیں ^{۱۰} حوالہ اسوہ یہ کہ لکھا ہے کہ عادت یہ تھی کہ جب دعویٰ کرتے تھے
اوس لفظ سے تاریخ بھی نکلا کرتی تھی چنانچہ یہاں قال من اتبعنی فہو منی سے تاریخ نو سو
ایک کی عیان ہر انتہی سچان اللہ عیان را یہ بیان یہ وہی مثل ہے کہ دروغ گو ہم ہر روی و ہر
من اتبعنی فہو منی ابھی موجود ہے مانند دوسرے حوالہ مختار سے مہدی کے رشتہ و گشت
نہیں ہوگی کہ اسکا اور ایک شکل ہوا و تم جو یا ہو سو بنا کر او دھرت لگا کر عدد و احسان
کے موافق قاعدہ تاریخ کے کہ حروف کتابہ کا اعتبار نہ ملحوظ کا آٹھ سو چار میں ہیں اور اگر قال
کے ایک سو کتیس بھی شرکیہ جادین نو سو اکیاسی ہو جاوینگے نو سو ایک کسی طرح سے
درست نہیں ہوتے ہیں یہ ایک عموماً کا بیان ہوا دوسرے دعویٰ کا حال سنئے کہ اسی صفت نے
تیرہویں باب شواہد الولاہ میں لکھا ہے کہ دوسرے دعویٰ سن نو سو تین ہجری میں باہر
ہوا کہ قال باہر اللہ عنہا دجل انا المہدی ابو عود چنانچہ اسی لفظ مبارک حضرت میں تاریخ
عو کے حق تعالیٰ نے ظاہر فرمائی غلطی بلکہ حق تبارک و تعالیٰ نے یہاں بھی تمہارا جھوٹ
افترا ظاہر فرمایا اسلئے کہ اس تمام عبارت کے سات سو چار نو سے عدد ہوتے ہیں پھر دعو
ایان سنئے کہ وہی بزرگ اسی کتاب کے شہوین باب میں لکھتے ہیں کہ تیسرا دعویٰ قصہ بد
ن ۹۵۰ نو سو پانچ میں باہر عبارت واقع ہوا قال باہر اللہ انا المہدی
ببین مراد اللہ اور اسی الفاظ میں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے تاریخ دعو سے
نخست کی ظاہر فرمائی یہ بھی غلطی بلکہ یہاں بھی حق تبارک و تعالیٰ نے تمہارا دروغ
نے فریغ ظاہر فرمایا اسلئے کہ اس تمام عبارت کے نو سو چار نو سے عدد ہوتے ہیں
را اگر قال کو غلط کر میں جیسا کہ ظاہر مذکور ہوا تو آٹھ سو کتیس سے تین غرض کہ تینوں

دعوے غلط ہوئے اور اس نمرے کے پیشواؤں اور مصنفین کا فہم و فراست ہی کہ تھی ان کا
 پوچھا اب خیال کیا جاوے کہ اس فہم و عقل پر دین مذہب کے دقائق کس خوبی سے سمجھ سکے
 یہ ایک نمونہ ہے ان کے انداز کا اگر ان کی کتابوں کا کوئی مطالعہ کرے تو معلوم ہو کہ کس قدر
 منہ خرافات ہیں خطائے ہمارے صاحب پنج فضائل نے لکھا ہے کہ دو شنبے کے روز منبر پر
 کہ در بیان کوئی مقام کے ہو کر ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے تین بار بار آواز بلند کیا کہ میں نبی
 نمونہ میں انتہی معلوم ہوتا ہے کہ میں نے کبھی نہ عقل و دیکھا ہے کہ کسی اس کے نقشے میں ہو کر کیا میں
 مقام اب یہی کے جانب شمال پر یہ در بیان کریں مقام کے اور سنا ہونا غیر تصدیق ہو کہ وہ جا
 طواف کر لیا کہ اس سے ہر وہاں بیکر ہو کر بن سکتا ہے اور منبر پر کھڑے ہو کر
 دعویٰ آواز بلند اس شہر مبارک میں خصوصاً اس زمانہ حساب میں کوئی عاقل کلمہ نہ کہ
 بادشاہان چنگیز کیسی ہی دعوے کے اپنے ملکوں سے اخراج کیا وہاں کے علماء اور حکام بغیر قتل
 کیے ہرگز نہ چھوڑتے خطائے ہمارے اپنے میران نے اس کو سچا ہے مرید شاہ نظام اور
 قاضی علاؤ الدین کا گوہر دروگر دیکھا کہ قاضی بچند گوہر راضی قاضی علاؤ الدین نے کہا کہ قاضی
 بد گوہر راضی ہواں میران نے قواعد فقہ کے موافق تقریر کرنا چاہا اور نہ خود کے خیال
 میں آیا اور نہ قاضی علاؤ الدین کو سوچا کہ فقہ کے نزدیک دو گوہر کا مرید خاص اور
 الموش جو اس دعویٰ کے ہیں کہ میر کا نفع و ضرر اپنا نفع و ضرر جانتے ہیں پیر مدعی کے نفع کی
 گواہی میں نام قبول ہیں اور قواعد شرعیہ میں بزرگ و غیر بزرگ سب برابر ہوتے ہیں چنانچہ
 امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ایک یہودی کے درمیان نزاع کے مقدمے میں
 منافق ہوا اور مقدمہ محکمہ قاضی شریح میں رجوع ہوا جناب مرتضوی بذات خود اشراف شریح
 محکمہ ہوتے قاضی شریح نے کہا کہ آپ اپنے دعوے پر گوہر لائے فرمایا کہ ایک میر سے فرزند
 اور دوسرا فقیر گوہر ہیں قاضی نے کہا کہ میں آپ کے فرزند میں از کی گواہی میں قبول نہیں کرتا
 اور فقیر کو چونکہ آپ آزاد کر چکے ہیں گواہی از کی قبول نہیں کر لیکن ایک گوہر کفایت نہیں کرتا پیر
 و مدعی آپ کا ثابت نہیں ہوتا یہودی قسم کھا کرے اور زرہ نیچا دے کہتے ہیں کہ عقدا جتنا
 مرتضوی ہیں دیکھنے کی گواہی بائیں راستہ درست تھی لیکن اجتہاد قاضی کے موافق احکامات

حکایت خاندانہ فقیر فقیری کی
 حکایت امیر المومنین

کر کے تسلیم نہ رہے پر راضی ہوئے جب یہودی نے معافی نہ کیا کہ میرے مومنین میرے اسٹے اپنے اپنے
 قاضی کے پاس چل کر گئے اور کچھ تکبر و نفسانیت نہ کی اور قاضی نے ذرہ رعایت نہ حمایت نہ کی
 جانا کہ دین انھیں کا حق ہو اور اتنا کہ میں باطل جھگڑا کرتا تھا زہر حقیقت میں میرے مومنین کی
 ہو و اشہد ان لا اله الا الله و اشہد ان محمد کان محمد کما قال رسول الله ویکھ جیسے قاضی میرے مومنین
 کے دعوے زہر میں گواہی رہا حسن پر راضی نہوا خلاف قواعد فقہیہ تھا اس کے دعوے مہدویت
 میں تھا اس سے خاص تلبیذ و زکی گواہی پر کب اسی ہو گا خطا کے ششہ یہ کہ مدعی کی کچھ
 یہ نہ آیا کہ جس بات پر یہ دونوں گواہ ہوئے ہیں اسی علیہم اور سب کا انہیں کرتے ہیں اور جس بات کا
 وہ انکار کرتے ہیں اور اسکے یہ گواہ نہیں ہو سکتے ہیں یہ دونوں اس بات پر گواہ ہیں کہ قہر نے
 میں اتنی ہی نہ ہو مومن کہا وہ علیہم کہ اس کا انکار نہیں ہو تم اب بھی کہتے ہو جب بھی کہا ہو گا اور انکو
 اسکے باؤں امد و من عند امد ہونے کا انکار ہو اور گواہان مذکور سے اس کی گواہی غیر متصور ہو
 اگر کہیں کہ گواہوں پر بھی مگر کئی شکست ہو تو وہ بھی تمہاری طرح مدعی کشف والہام کے ہو
 گویا کہ تین شخص نے دعوی کشف کیا اور ان میں سے ایک نے مہدویت بتائی اور دوسری
 ولایت بتائی اور یہ دونوں مہدویت کے مصدق اور وہ دونوں ولایت کے مصدق ہو
 کہ سح من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگوئے باب تینوں قدر مشترک میں شریک الہ دعوی ہیں
 اور مدعی علیہم تینوں کے منکر ہیں آپس میں ایک دوسرے کے گواہ نہیں بن سکتے
 کیونکہ یہ سن وجہ شہادت لے نہیں کر کہ اگر ان کی ہر روایت ثابت ہوئی تو ان کی ولایت بھی
 ثابت ہوئی علاوہ یہ کہ ولایت صحت اعتقاد پر موقوف ہو اور صحت اعتقاد صحت
 مہدویت پر اگر صحت مہدویت ان کی ولایت پر موقوف ہو تو در حال لازم آئے کہ وہ گواہ
 و دلیل ہر قسم شواہد ولایت کے انہیں میں باب میں لکھا ہے کہ ترقی میں باب المہدی میں ہر
 کہ عن اوطاۃ الله قال لئن عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان المرسل من لد فاطمۃ بنت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومئذ خمس عام ثم یومئذ علی فلان شہ فخرجنا
 رجل من ولد فاطمۃ بنت رسول اللہ علی سیرۃ المہدی یقاویہ عشرین
 سنۃ ثم یومئذ قتیلاً بالسلاح اور یہ حدیث خود میرے صادق ہو اور بعض مفسرین ان

دلیل ہر قسم شواہد ولایت اور بیان تمام ولایت
 نے دیکھی اس حدیث کی اس حدیث میں

لوگوں کے بعد نقل اس حدیث کی چون لکھتے ہیں کہ بعد وفات مہدی کے خلیفہ اور کئے محمد بن
 بعد میں اس کے منظر الملک بادشاہ کجرات کے ساتھ جنگ کر کے ہارے گئے اور حدیث ان
 صادق آئی جواب اس نقل میں ان لوگوں نے اقسام کی خیانت اور نے دیاتی کو کار فرمایا
 اس واسطے کہ ترمذی میں باب ماجاء فی المہدی میں اس حدیث کا نام نشان نہیں ہوا البتہ نسیم بن حماد
 ارطاة سے روایت کیا ہے خواجہ رسالہ مہدی بریلوی مولانا علی قاری اور رسالہ برہان شیخ علی
 میں موجود ہے لیکن چونکہ وہ روایت سر اس کے مطلب کے مخالف تھی اوس میں اقسام کی تحریف و
 تبدیل کر کے عبارت مذکورہ بعد بقدر اپنے مطلب کے بنالی اور اس میں ہمیدہ شدید کا خوف نکلیا کہ
 حضرت رسالت مآب نے فرمایا ہے کہ من کلک علی من کلک اقلیبتوا مقعدہ من الدانی
 جو شخص کہ مجھ پر گواہی دے گا یا پھر میرے گواہ بنے گا میں اسے پھیلے ہوئے حدیث میں
 نزدیک ستواتر المعنی اور روایات نسیم بن حماد پر عن ارطاة قال بلغنی ان المہدی یبعث
 اربعین عاماً ثم یوت علی فراشہ ثم یخرج رجل من سخطان مشقوب الاذنین
 علی سیرۃ المہدی بقاۃ عشرین سنۃ ثم یوت قتیلاً بالسلامۃ ثم یخرج رجل
 من اصل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم مہدی حسن السیرۃ یموت مدینۃ لہما
 وهو اخر امیر مومنانہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ثم یخرج فی زمانہ الدجال وینزل
 فی زمانہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام یعنی کہ ارطاة نے کہ مجھ کو پونجی یہ بات کہیں
 میں گئے چالیس برس پھر میں گئے فرشتے پر پھر نکلے گا ایک مرد نسل سخطان سے کہ دونوں
 کالوں میں اوسکے سوراخ ہوگا کہ مہدی کی روش پر پلے گا اوسکو عین میں بقایا پھر پھر پھر
 مقتول ہو کر مرے گا پھر نکلے گا ایک داہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہدایت یافتہ
 سیرت ہو گا غرا کرے گا شہر قیصر روم کو اور وہ پھیلے امیر مومنانہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 بھراوی کے زمانے میں ہمال بھی نکلے گا اور عیسیٰ بن مریم بھی اترے گا انتہی اب اس روایت کو مؤید
 روایت مقابلہ کر کے دیکھیے کہ کس قدر تحریف اور ضیانت کی ہے فقط اتنی بات پر کہ اس خطا
 موعود کے حق میں بعد مہدی کے بیس برس کا رہنا وارد ہوا اور اپنے خود میر کو بھی نہ لکھا
 کہ چالیس برس کے مارے گئے یہ خود ہو کر جانے سے باہر ہو گئے کہ تمام علامات سابق و لاحق

اور کئی اور سکونسل حضرت رسالت میں داخل کر کے اپنے میان پر جاری حالانکہ شیخص فطیان بن عامر
 بن شراح کہ الجلمین پر اوسکی ولادت سے ہوگا اور خود میر تمھارے اعتقاد کے موافق ہاشمی ہیں اگر
 آج یہ روایت اپنی جگہ کی ضرورت فطانی بناؤ گے تمھارے مہدی کی بشارت جھوٹ ثابت ہوگی
 کہ شواہد کے سناٹے میں باب میں منقول ہے کہ فرماتے تھے براور میر سے سید خود میر حسینی
 سید میں ہم اور یک جہدی ہیں انتہی قطع نظر اس سبب سے میان خود میر کے بعد موافق اس
 روایت کے وہ دوسرے میان کو لئے نکلتے کہ جنھوں نے قبضہ روم کے شہر عرزا کی کہ وہ آخر میر
 اس امر کے ہیں تم لوگ اپنے مہدی کے وقت آج تک کچھ کم چار سو برس میں کبھی عزت سلطنت کو
 نہ پہنچے اور مصداق اس وعدے کے ہوئے کہ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا أَنَّهُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
 لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفْنَا دَاوُدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ وَكَانَ لَكُمْ فِيهِمْ
 اللَّهُ إِنْ تَصْبِرُوا وَكَانَ يُدْعَىٰ لَهُمْ قَدْ خَلَّوْا فِيهِمْ آمَنَّا إِلَهُكُمْ لَعَنَ اللَّهُ
 جَوَ لُوكَ تَمَّ مِّنَ إِيْمَانِ لَّائِيْنِ اَوْرِكِيْہِ مِّنْ نِّمَکْ کَامَ کہ البتہ تجھے حاکم کرے گا اور کو ملک
 جیسا کہ حاکم کیا تھا اونسے اگلوں کو اور حمارے گا اونکو دین اور کجا جو پسند کر دیا اونکو اور دیگا
 اونکو اونکے در کے بدلے اس انتہی بلکہ ہمیشہ اہل سنت کے نمک خوار یا نمانگوں کے خیرات خواہ
 رہے اور ہمیشہ اپنے مخالفین کے سامنے لشت خم و سرنگون رہے اور ذلت نوکری کی کہ جاکر
 اور کو کر بن جائے ہمارے کو لازم رہی اور مصداق اس کے ہے کہ خُذْتُ عَلَيْهِمُ الدَّلَالَۃَ وَ
 اَلْمُسْكَنَاتِ تَمَّ مِّنَ اِلِیَا کُوْنَا شَخْصَ کَبْ نَکَلَا کہ قبضہ روم پر چڑھائی کی اور پھر اوسکے
 وقت میں رجال کب نکلا اور اگر نکلا تو اوسکو کہاں جیسا کہ رکھا ہے کہ آج تک مع کہ ہا ایسا
 کم ہی جیسا کہ گدھے کے سر سے سیگ کم ہیں اور حضرت عیسیٰ نے کیسا نزول فرمایا انصاف
 کرنا چاہیے کہ فقط میں میں مطابقت ہوئے تو بس یہاں علامات اگر نوین کچھ ضرور نہیں ہو
 جیسا کہ ایک شخص ایک امیر کے پاس آیا اور کہا کہ ایک ہائی بجاؤی اگر خریدنا منظور ہو
 خرید کیجیے اوسنے کہا ایک نظر ہو کہو دکھانا چاہیے اوسنے اپنی ٹھہری کھول کر ایک چمچ
 دکھلایا اور کہا کہ دیکھیے سو نہ ہو جو درہنت عمدہ ہائی اور خلیفہ موصوف کی خطا
 سوائے ارطاة کے اور وہ نے بھی روایت کی ہے چنانچہ فیہ بن حمار نے قیس بن

صدیقی اور کعب اور معمر سے اور طبرانی اور ابن منذر اور ابن عساکر نے قیس بن جابر عن
 ابی یمن بنہ سے روایت کیا ہے اور بعضے ان روایات میں یہ خطائی کچھ ہندی سے
 کم نہوگا دلیل ہشتم میان خود میر مکتوب ملتانی میں لکھتے ہیں بعضی روایات کہ درجی
 ہندی وارد شدہ است اگر صاحب فتوحات در کتاب خود آورده است کتوله کہ ان الله
 خليفة يخرج وقد امارات الارض جورا وظلما فيملأها قسطا وعدلا يشبه رسول الله في
 الخلق بغير الخاء اجل الجيرة افعى لا فت مقراون الحاحيين يقسم المال بالسوية ويدل
 في الوعية ويفصل في القضية يخرج على قتر من الذين يزع الله به ما لا يخرج بالقران ياتيه
 الرجل بمسجدا لا يخجل انا فيصير علم الناس اكرم الناس شجر الناس بمسجدي النصر بين
 عيش خمس اوسبوا وتسع ايقنوا ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يخطئ له ملك
 لسدد من حيث لا يراه يفعل ما يقول ويقول ما يعلم ويعلم ما يشهد يصلح الله في ليلة
 يعز الاسلام به بعد له يحيى بعد موته يظهر من الدين ما هو الدين في نفسه ويرفع
 المن اهب فلا يبقى الا الدين الخالص فيرجع به عامة المسلمين اكثر من خواصهم يبايع
 العارفون بالله من اجل الحقائق عن تهود وكشف وتقيت الهى له جلال الهيون
 دعوت ويصبر نه هم الوزراء يحلون اقال المملكة ويعيونه على ما قل الله تعالى انا
 الا ان خلفه الاولياء تمهيد وعين امام العالمين فقيده هو السيد المهدي من آل
 هو الصارم الهندي حين يبيد هو الشمس محلول كل نجم وظلمة هو اوابل الوحي في
 حين يجرده وقد جاء زمانه اتملكه اوانه ظهر في القران والواع الاحق بالقدر والفضل
 الماضية ترون رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم الذي يليه ثم الذي يلي الثاني ثم جاء
 بينهم فتوات وحدت امود جواب معلوم مبین کہ اس عبارت فتوحات سے نقل
 کرتے سے کیا غرض ہے شاید یہ ہے کہ معلوم ہو سکے کہ فتوحات میں جو احوال امام مہدی
 کے مذکور ہیں میان خود میر کے مہدی پر صادق ہیں اسی غرض سے میان خود میر
 نے عجیب جبل کی چالی اختیار کی کہ وضع ثقات سے نہایت بعید ہو یعنی عبارت
 فتوحات میں اقسام کی تحریف و تبدیل کو کار فرمایا کہ کسی ہا اپنے مطلب کے موافق کچھ الفاظ

دلیل از عبارت فتوحات کہ میر کہ کسی ہا اپنے مطلب کے موافق کچھ الفاظ

دلیل از عبارت فتوحات کہ میر کہ کسی ہا اپنے مطلب کے موافق کچھ الفاظ

برجاء ہے اور کین عبارت فقرات کہ مخالف آپ کیے اور لایے اور کسی کا معنی غلط سمجھنا
تفسیر اسکی یہ ہو تحریف اول یہ کہ قسطاً وعدلاً کی عبارت اور لای تو کہ یقیناً من اللہ
الایوم واحد رسول اللہ ذلک الیقین حتی یطعنوا فی الخلق من بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من قولہ فاطمہ یوا علی اللہ اسلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاکونون انزلوا القرآن منہی اگر کسی
رسول کو دیکھا کہ کسی نے اگر کیا اللہ تعالیٰ اس کو نازل الہی خلیفہ یعنی خروج اس خلیفہ کا قضا کہ حق ہو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اولاد فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ موافق ہوگا نام اس خلیفہ کا نام
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیعت کیا جاوے گا درمیان رکن اسود اور مقام برابریم کے انتہی
اس عبارت میان مذکور کو کیا خوف تھا کہ صاف کر دیا شاید یہ خیال کیا کہ بیعت رکن مقام
کے درمیان لکے مہدی پر صادق نہیں آتی جو اس واسطے اس مقدمے کو حذف کر دینا چاہیے
یہاں معلوم ہوا کہ مقدمہ بیعت رکن مقام کا کہ دلیل ششم میں مذکور ہو چکا تراش متاثرین
مہدی کی ہو کہ انھوں نے بنی اسرائیل اگر پروردگار پر تمام کنند کہ یہ حکایت آخر کر کے اپنے مہدی کی
خداست کی اور مقدمہ میں مہدی کو اسکی خبر بھی تھی ورنہ خدیو میر سے خلیفہ خاقان کیونکر مخفی رہتا
اسی سبب صاحب راج الابصار وغیرہ مصنفین مقدمہ میں لکھے بھی کہ انکے تابعین سے یہ نقل کیا
تحریف و وہم یہ کہ لکھتے ہیں نیشہ رسول اللہ فی الخلق بضم الخاء حالانکہ لغوات
میں عبارت اسطرح ہویشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الخلق بفتح الخاء
وینزل عنہ فی الخلق بضم الخاء لانه لا یكون احد مثل رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فی الخلق یعنی مشابہ ہوگا رسول خدا کے خلیفہ صورت و شکل میں اور کم ہوگا
آنحضرت سے اخلاق میں واسطے کہ کوئی شخص اخلاق میں مثل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
نہیں ہوتا یا انتہی اخلاق میں محض میان محرف کی غرض یہ ہو کہ حضرت شیخ اکبر فرماتے ہیں کہ مہدی
اخلاق میں حضرت رسالت مآب سے کم ہیں پس عقائد مہدیوں کا کہ دونوں کو مساوی
و برابر سمجھتے ہیں برباد ہو جاتا ہو اس واسطے میان یہاں بالالک کر گئے اور کیا عجب ہو کہ یہ بھی
ملاحظہ ہو کہ شیخ اکبر مہدی کو مشکوک بناتے ہیں اور انکے مہدی ہم شکل نمون اور ان
ایام میں بسبب قرب ماننے کہ ہزار آدمی انکے دیکھنے والے موجود تھے دعویٰ مشکی کا

شیخ نور محمدی ہم شکل نمون اور انکے مہدی ہم شکل نمون اور ان

اس واسطے بھی تحریف نہ کر دے اور تم ہی اور جبکہ زمانہ دوسرا آگیا کہ دیکھنے والے نے یہ متاخرین مہدی پر
ایسی گناہیں دعویٰ محض کی ہیں حالانکہ اب بھی انہیں گناہوں کے مستند ہونا چاہیے کہ ہر ایک کے
جناہ متواہر ہوا ہے لیکن چارم میں مکرور ہوا کہ ان کے مہدی دومیتے حالانکہ حضرت مسیح
تمام مبارک اور بے غش و شائبہ ہیں بلکہ ہر روایات میں اور شاہدین اور اگر ان کا
نیکہ ایسے سے اختلاف شکل تسلیم کریں تو اختلاف شکل بھی ہاکی گناہوں میں موجود ہو چکا ہے
دلی بوسنت رسالہ اجتہاد للنصی عین لکھتے ہیں کہ ان کے میزان جب کھڑے ہوئے تھے تو وزن ہاتھ
گمشدوں تک پہنچتے تھے حالانکہ حضرت رسالت کے علیہ مبارک ہیں یہ بات ثابت ہیں ہر ایک
صحابی کہ نام از کا خزانہ یا میر تھا اور ان کے ہاتھ دراز تھے اسی وجہ سے ان کا لقب ذوالعین تھا اور
حدیث مسوئلہ میں ان کا ذکر صحیح میں موجود ہے تحریف مسووم یہ کہ انہی الالف کے بعد لفظ
مقرول ایا جہنم کا کہ وہاں تھا بڑا عادی اور فقرہ اسعد الناس الی الکوثر کا کہ وہاں تھا اور ان کا
اس فقرے کا کچھ قصور نہیں ہو کہ قابل نکال دینے کے ہو مگر یہ کہ میان کے مہدی کی تکذیب
کرنا تھا اس واسطے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ اہل کوثر بسبب نام مہدی کے اور لوگوں سے بڑھ کر
سعادت مند ہونگے یعنی زیادہ تر مطیع و فیضیاب ہونگے اور ظاہر ہے کہ مہدی جو پورے
اہل کوثر کا سچا و درست اندوز ہو جو تحریف چہارم یہ کہ فیصل فی الفضیۃ کے بعد یہ بیانات
کمال اللہ الی یا نبیہ الرجل یقول لہ یا مہدی اعطینی و بین بدیل المال فیحیی لہ فی ثوبہ
ما استطاع ان یحیا یعنی آوے گا اس خلیفہ کے پاس مرد سالل و رکے گا کہ اسی مہدی و دیگر
اور سامنے ان کے مال ہوگا پس اس کے کپڑے میں اور مقدر بھر دیں گے کہ اوٹھا سکے انہی
چونکہ یہ نشان مہدی خود میر کی نہ تھی اس سبب اس عبارت کو حذف کر دیا کیونکہ ان کے مہدی مالک
مال کے مال تھے کہ یہ دو دو ہزار ہزار صدق آتی اور تقسیم المال بالسویۃ یعنی تقسیم کر کے
مال کو برابر اسکو رہنے دیا اس لیے کہ ان کے مہدی اس مضمون کو بکشا کشی ادا کر لیتے تھے کہ جو
بلوخریات کے اجاتا تھا اسکو بڑے بڑے کر کے برابر تقسیم کر دیتے تھے اور ہر حصے کو سو
کہتے تھے لیکن پھر بھی ایک غلط سمجھتا تھا کہ صاحبین بعضوں کی سفارش کر کے کئی سو
دلاوتے تھے چنانچہ زوج خاص و غیرہ کو تین تین سو دلا کر دیتے تھے جیسا کہ دلی بوسنت لکھا ہے

تاریخ مسیحیہ

اور پنج فضائل میں لکھا اور سید محمد اپنے فرزند کو مع ان کے زرق سپر کے تین آدمی مین سے
دئیے تھے با این ہمہ تقسیم بالسویہ صادق تھا اور واضح ہو کہ عالم بیان نے رسالہ احاطہ
حدیث فیجی البیہ الرجل فیقول یا مہدی اعطنی اعطنی فنجی لہ فی ثوبہ ما استطاع ان یحکم لک شرح
میں لکھا کہ اگر آیا طرف آپ کے ایک مرد گجراتی سید خوند میر نہایت سائل میں حریص عطا
باطنیہ کا بھرتیا حضرت اوس پر خزانوں سے ولایت مجدیہ کے اسکی ہمت کے موافق انتہی
یہ وہ بات ہے کہ مہدی حسنت و گواہ چست پیران نمی پرند مردان می پراند خوند خوند میں
کلام کا محل نیا کرا و سکوفتوحات کی عبارت سے اور اس سے بین اور مردین خرد و خجین کو اسکا
مصدق بنا رہے ہیں عجب براہی پھر اوسے سائلے میں لکھتے ہیں کہ شہر فاطمہ و مین ساتھ فضا
اشرفیون کے ایک بار سائلوں کو خیرات کر دیے اور ایک ف بجائے واسے کے دت میں
ایک تسبیح سو مونی کی ڈال دی کہ ہر دانہ لاکھ محمدی کا تھا اور محمدی سوار پور یا سواد و روپ
کی ہوتی ہو انتہی یہ قصہ بالکل بے اصل معلوم ہوتا ہو کیونکہ اگر کچھ فی اسکی باطل ہوتی تھم سے
پہلے خوند میر کو معلوم ہوتا پس اوسن برگ کو عبارت مذکورہ کے محل ملنے سے اسقدر کیون حیرانی
ہوتی کہ عبارت کے نکال ڈالنے کی نوبت پہنچی بلکہ بلا خوف تمام عبارت بلا حذف و تحفیف لکھ دینا
تھا دوسرے یہ کہ اگر سو اگر و یا سواد و کبر و روپ کی تسبیح کسی نے تمھارے مہدی کو خیرات
میں مذکر کی ہوتی تو امن عجیب غریب خبر کو سور مین ضرور لکھتے اور تمھاری کتب نقلیات کا کیا
اعتبار ہو کہ اکاذیب بالامال ہیں سلاطین و حکام اوسن مانیکے تمھارے مہدی کے اسقدر دشمن
تھے کہ کسی جا چین دی ملک ملک اسخراج کرتے رہے اور اسقدر ضرور سلاطین یا مذ و حکام بالوہ
کو کہاں میں ہو کہ ایسی شین ہا چیز ناباب پیدا کریں اور پھر ایک درویش کو حوالہ کریں و زوہ
دفاعی کو حوالہ کر کے ان سب سے سلاطین دلی بڑھکر قدرت رکھتے تھے اور کا حال یہ تھا
کہ تین سلطنت یعنی اکبر و جہانگیر و شاہجہان میں ایک تسبیح مردارید مساوی المقدار و قیمت
قیمتی پیاس لاکھ روپ کی فراہم ہوئی تھی کہ آخر کو نادر شاہ کے ہاتھ لگی طرح یہ کہ شواہد اول
میں لکھا ہے کہ ساٹھ فضا طیر زرا و تسبیح مذکور انکو سلطان خیاث الدین نے بھیجی تھی درج
اپنے بیٹے نصیر الدین کے حکم سے پاجو لاندہ ملا مقید تھا کہ کسی عقل میں آنا ہو کہ مسلسل

اسقدر قدرت خرائن پر ہوتی ہے اور طرفہ ماجراییہ کہ یہ قصہ تینوں دعووں میں دوسرے سے پہلے
 واقع ہوا ہے مناجح باب دوم سے ظاہر ہے لیکن داد و دشمن قدرت بہت بھی ملاست یہی تو
 کچھ غلط نہیں دیکھتی ہے اور سب پر علاوہ یہ ہے کہ اگر یہ فعل صحیح ہے تو میزان کی طرف بڑا ہی گناہ ہے
 اسوٰۃ کمال میں تمام مسلمانوں کا حق ہے اور کسی غیر مستحق کو اس میں سے دینا یا حق
 دیا نہ کسی کو دینا ظلم و زیادت ہے اسلئے غلط فہم شدین اپنی ذات و انفرادی کے واسطے
 بھی زیادہ عداوت مقرر کرتے تھے پس اول اس قدر زور و خطر بیت المال کا شیخ موصوف کو دینا
 سلطان موصوف کی خطا ہے یہ شیخ موصوف کا ایک نالی کو کہ بیت المال میں اس کا حق نہایت
 قلیل ہے شیخ کر وردہ کو روک کر دینا خطا ہے اول سے بھی بدتر تو تحریف ہے کہ یہ
 مالایض بالغلمان کے بعد یا تینوں میں اپنی طرف سے بڑھا دیا اسوٰۃ کے بغیر اس بڑھا جانے
 کے عبارت مابعد ان کے مہدی پر صادق نہ تھی بلکہ تکذیب کرتی تھی کیونکہ عبارت مابعد یہ ہے
 بمسی جا حال استیجابا فیصیح اعلم الناس کو تم الناس اشجع الناس یعنی مہدی کو اس
 شبانہ فعال مہدی بنا دے گا او کسی شام تک حکم نہیں ملے جرات ہو گئے اور صبح کو
 سب آدمیوں کے زبان علم میں اور کرم میں اور شجاعت میں ہو جاوینگے یہ موافق ہے حدیث
 امام احمد اور ابن ماجہ کہ للہدی من اهل البيت یصلی اللہ فی لیلۃ یعنی مہدی اہل بیت
 میں درست کر دے گا اور انکو اللہ تعالیٰ ایک شب میں چونکہ یہ بات ان کے مہدی ادعا کی حال
 کے سرسرمخالف تھی کہ مطلع الولاہیت وغیرہ انکی کتب میں مرقوم ہے کہ ان کے مہدی مابعد راو
 ولی تھے اور شیخ و انبال کی تعلیم سے مات برس میں مانتا قرآن ہو کر بارہ برس کی عمر تک
 تمام علوم سے فارغ ہو کر بالفاق علمائے اہل انارپور کے ملقبیہ مدظلہا ہو چکے تھے اور
 ہمراہ سلطان حسین حاکم پور کے ساتھ راجہ ولایت راو کے جنگ سخت کر کے اسکو مع فیل
 سو کر کئے قتل کیا اور کمال شجاعت تمام لشکر کو زیر و زبر کر دیا تھا پس ان کے یہ حدیث صادق
 آتی ہے عبارت مذکورہ فتوحات اسوٰۃ میں ان خود میرے اپنی جہلی عبارت یعنی یا علی
 کو عبارت فتوحات کے اول میں لگا دیا تاکہ معنی یہ ہو جاوے کہ جو شخص کہ مہدی کے پاس
 آوے گا اور کمال یہاں ہو گا کہ شام کو جاہل نہیں جہاں ہو گا اور صبح کو تاثیر محبت سے اعلم کرے

نکال دالی یصم الجرم بة وین عوالی اللہ بالسیف ثم ابی قتل ومن نازله خذل
 یعنی موقوف کرے گا جزیہ کو یعنی جزیرے کے کفر و کافروں کو غیور دے گا جیسا کہ متبول
 ہو بلکہ یا اسلام یا قتل انہ صیسی علیہ السلام کے جاری کرے گا اور دعوت کرے گا طرف اللہ
 کے بزرگتر تیریں جس نے انکار کیا مارا جاوے گا اور جس نے نزاع کیا ممدول ہوگا انتہی اس
 عبارت کے خلاف کا سبب بھی ظاہر ہو کہ ان کے ہمدی کو جہلان ہی کیونکہ ان کو کافروں سے قدر
 جزیہ لینے کی کہاں بولی کہ موقوف کرتے بلکہ مسلمانوں سے جزیہ لینے کی تمنا رکھتے تھے
 مگر اللہ تعالیٰ نے دین محمدی کی حمایت کی کہ ان کو اس قدر دست رس دی حال تنہا انصاف
 کے باب چارم میں مصلوب ہو کہ میرا تہر شہد میں دعوت کر رہے تھے کہ ایک ملائے اپنے فرزند
 سامنے کر کے کہا کہ اس کے واسطے دعا کیجیے بولے اگر حق تعالیٰ قوت دے تو ہم اسے جزیہ لے سکیں گے
 انتہی اور دعوت بزرگتر تیر کہاں تھی کہ جو انکار کرتا مارا جاتا اور جس نے نزاع کیا وہ ممدول کہاں
 موا بلکہ انھیں کے مصدق ہمیشہ سلاطین مخالف کے ہاتھ سے مقتول ہو کر ممدول ہو رہے بلکہ
 خدیجان تحریف بائع رنقا و اقربا بکجرات میں مقتول ہو کر تحریف نہم یہ کہ یہاں دفع المذہب
 اور لا یکنی الا الذین الخالص کے درمیان میں لفظ من الا و فی کا تھا اور سکو
 نکال دالا اس واسطے کہ معنی یہ ہوتے تھے کہ ہمدی اور تھاوینگے سب مذہبوں کو روک دین
 پس باقی نہ رہے گا مگر دین خالص اور یہاں تک کہ ہمدی یہ صادق نہیں ہو کیونکہ انھوں نے
 روک دین سے مذہب کہاں اوٹھا لے مذہب مختلفہ ایک دوسرے میں یہ موجود ہیں نہ با
 ایک مذہب ہمدیوں کا ان کے سبب بڑھ گیا البتہ اپنے مریدوں میں سے سب مذہب
 اوٹھا ڈالے اور سمجھ لیں کہ دین خالص ہی ہے کہ چہریم میں یہ ہر ایک ہو سکتا ہے اور لیساب
 سمجھ لیتے ہیں کہ کل شریعت عاکدہ فی حق خیر کمال خیر خیر خیر خیر خیر خیر خیر خیر
 رفع خانگی کے لفظ من الارض کے ہوتے ہو نہیں درست تھے اس واسطے اس کو مذمت
 کر دیا تحریف وہم یہ کہ بعد الا الذین الخالص کے عبارت نکال دالی اعداؤ
 مقلدو النکماہ اعلیٰ الاجنہا دریا ویا ویا من الحاکم بخلاف ما کد قبت
 الیہ اعمتکم قید ملکون کو ما تحت حکم خوفا من سیفہ و سطونہ و غلبہ

فی الدیہ یعنی دشمن امام کے چونکے پیروی کرنے والے علماء مجتہدین کے کیونکہ حکم ان امام کا اپنے
 ائمہ مجتہدین کے خلاف رکھیں گے پھر داخل ہونگے مجبوری سے زیر فرمان امام کے بخوف و شہرت علیہ
 امام کے اور بسبب غبت و طمع اوس چیز کے کہ پاس امام کے ہر یعنی مال دولت وغیرہ انتہی اسی بہت سے اور سب سے
 فرمایا کہ بفرج بہ عامۃ المسلمین اکثر من خواصہم یعنی خوش ہونگے بسبب امام کے عوام مسلمان زیادہ
 خواص مسلمان سے مراد خواص سے ہی متقلدین متعصبین بالجماعہ یہ عبارت بھی خود میرے کہ مہدی کی تکرار
 کرتی ہے اسوائے اوسکا حذف کرنا سہل تھا کیونکہ نہ کہ مہدی کے پاس شمشیر تھی اور نہ سبکدوشی
 بخوف و شہرت کے زیر فرمان ہوئے اور نہ مال دولت رکھتے تھے کہ اوسکی غبت سے فزادہ ہو کر خوف و شہرت زیادہ
 یہ کہ یعنی نہ علی ما قلہ اللہ تعالیٰ کے اس قدر عبارت حذف کر دی یا نہ علیہ عیسیٰ بن مریم
 بالشارۃ البیضاء شرقی دمشق میں محمد بن مہدی نے متکلم اہل ملک میں سبکدوشی علیہ
 و ملک غن بسیارہ یقطر رأسہ ماء مثل الحمان یخدر کانا آخرہ من دجاس و الناس
 فی صلوة العصر یتنجی لہ الامام فیتقدم فیصلی بالناس یؤم الناس بسنة محمد
 صلی اللہ علیہ وسلم یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویقبض اللہ المہدی الیہ حظا
 مطہرا فی زمانہ یقتل السفیانی عند شجرة بقوطة دمشق ویخسف بجيشہ
 فی البداء بن المدينة ومكة حتی لا یبقی من الجیش الا رجل واحد من
 حصینہ یتبیم هذا الجیش مدینة الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثہ
 ایا م ثم یدخل بطلب مكة فیخسف اللہ بہ فمن کان مجبوراً من ذلك
 الجیش مکرها یحشر علی نیتہ القرآن حاکم و السیف مشید
 ولذلک ورد ان اللہ یرع بالسلطان صلا یرع بالعتدان یعنی نازل ہونگے
 امام مہدی پر عیسیٰ بن مریم بنارہ سفید شرقی دمشق پر دو کپڑے رنگیں مال پر دوی ہونگے
 لکیر دیے ہونگے دو فرشتوں پر ایک فرشتہ سیدھی طرف سے اور ایک فرشتہ بائیں طرف سے سر سے
 قطرات عرق مانند چاند کے موتیوں کے پگٹے ہونگے کہ بہت بھی ہوں گے یعنی سر جھکانگے وقت کے
 بالوں سے قطرات پسینہ کے ٹپک پڑینگے اور سر بلند کرینگے وقت جسم پر سے لگیں گے گویا کہ جام سے
 برآمد ہونے ہیں اور لوگ ناروغ کی تیاری میں ہونگے اور امام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

واسطے ہنجا دیکے ہر گے بڑھ کر لوگوں کو مار پڑھا دینگے حضرت عیسیٰ آرمیون کی مامت کر کے
 طے لیتے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تو بیگے شکل ملیب کو کہ جسکو نہاری گئے میں ڈالنے میں اتل
 کرینگے حریر کو اور قبض کرے گا اللہ تعالیٰ امام مہدی کو اپنی طرف طاهر مضر اور اوکے زمانے میں
 مارا جاوے گا سنیا بی مردیک ایک دین کے تمام غوطہ دشمن میں اور زمین میں و مسلوا یا جاوے
 لشکر اور سکانتھایم پیدا میں دریاں میں دیکے کے یہاں تک کہ نہ باقی رہے گا لشکر میں سے
 مگر ایک آدمی قبیایہ حبیبہ کا اور لشکر تیرہ وزنگ مدینہ رسول میں لوٹ مار بیاہ کرے گا پھر
 جائے گا ایک کے ارادے پر پس دیکو گا اللہ تعالیٰ اسکو پس جو شخص کہ بطور پیوری کے اس
 لشکر کے ساتھ تھا اسکی تیس کے موافق اسکا خضر ہوگا قرآن حاکم ہوگا اور تلوار ہاند کر ہوگا
 ہوگی دین کو اور اس واسطے وارد ہوگی کہ اللہ تعالیٰ بسبب سلطان کے خلق کو نہایت اؤمقدر
 باز رکھتا ہے کہ بسبب ان کے اؤمقدر باز میں کھتا ہے انتہی تہی بسبب و شمشیر سلطان کے اکثر
 خلق شریعت پر ہوا رہو جاتی ہے اور قرآن سے فقط ماس لوگ ہدایت یاب ہو جیں اور زندگی
 معلوم ہے کہ اشارہ پیکر شرفی دمشق کہ جہن حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اترینگے
 دوہن ایک مسجد جامع بنی امیہ کی شرفی سمت پر واقع ہے اور حالاً اس مسجد کا منارہ اذان ہے کہ
 پچھتر مؤذن کہ ملازم مسجد مذکور میں انہیں سے ہر دو پچھتر مؤذن بالاتفاق نوبت بنوبت اور
 اذان کہتے ہیں دو سراجۃ النضاری یعنی محلہ النضاری میں جانب شرفی دمشق واقع ہے پچھا
 نہایت طمان اور سفید رنگ ہے راقم السطور نے اس پر چڑھ کر معاینہ کیا کہ تمام شہر دمشق دیکھ
 تھا اور غوطہ دمشق وہاں سے بخوبی نظر آتا تھا اہل دمشق یعنی اسکو فرو دگاہ عیسوی جانتے
 ہیں اور غوطہ دمشق ایک زمین ہے فناے دمشق میں شیب کی جانب کہ تمام باغات زندا عا
 سے معمور ہے کتاب سیاحت میں اسکی تفصیل لکھی گئی ہے اور دمشق اور غوطہ دمشق کی تعریف
 حدیث امام احمد میں کہ مشکوٰۃ میں بھی موجود ہے مذکور ہے بالجملة یہ عبارت زیادہ تر سبب تخریب
 و تخریب مہمدی جو پور کی کرنی تھی اس واسطے میان مذکور نے حدت کر دیا پھر
 و واز و ہر تخریب معنوی ہے کہ اشعار فتوحات کے معنی میان مذکور نے نہ سمجھے اور اپنے
 مطلب کے موافق کچھ معنی غلط جو نیز کر کے اشعار مذکورہ کو اپنے مہدی کی تائید میں نقل کیا

دوسرا اشارہ شرفی

میان خود ہر اشارہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

اور زائعاں کو دیکھ کر بھی انکے مہدی کی تلمذ سب کرتے ہیں اگر معنی صحیح سمجھ میں آئے ہوتے تو انکو بھی خدمت
 کر دیتے اس واسطے ان اشعار کا اعادہ کیا جاتا ہے اور معنی صحیح بیان کیے جاتے ہیں کہ اگر میان شیخ
 کاش میان کے متقدّمین سمجھ جاویں الا اشعار الا ان ختم الاولیاء شہید ہے وعین امام
 العالمین فقید ہے یعنی آگاہ ہو کہ ختم الاولیاء حاضر ہونگے اور حال یہ کہ ذات امام العالمین کی مقتو
 ہوگی مراد ختم الاولیاء سے خاتم الولايات المطلقہ ہے اور وہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں نہ خاتم الولايات المحمدیہ
 کہ وہ شیخ اکبر کے نزدیک خود ذات شیخ ہی یا ایک سرسے مراد سفر فی معاصر شیخ کے ہیں اور امام مہدی
 شیخ کے نزدیک خاتم الولايات المطلقہ ہیں اور نہ خاتم الولايات المحمدیہ ہیں چنانچہ یہ مقدمات فتوحات
 وغیرہ تصانیف شیخ مدین نجابا بسفہ لاندہ کو رہیں بلکہ اسی باب تین سو چھیاسٹھ میں کہ جہان سے
 یہ عبارت خود میر نے نقل کی ہے بعد چپہرہ سطر کے لکھتے ہیں کہ خاتم الولايات المحمدیہ سے بڑھ کر
 خدا کا اور مواقع حکم کا جاننے والا کوئی شخص ان کے زمانے میں ہو گا نہ ان کے بعد ہو گا پس
 دو اور قرآن اخوان ہیں ہمیشہ کہ مہدی اور شیعہ اخوان ہیں اس کلام سے بھی معلوم ہوا کہ مہدی
 اور ہیں اور خاتم الولايات اور ہیں اور تفصیل اسکی اس کتاب میں باب تسویہ میں بخوبی آوے گی
 انشاء اللہ تعالیٰ اور مراد امام العالمین سے امام مہدی ہیں چنانچہ شعر ثانی میں خود فرماتے ہیں
 کہ ہو السید المہدی من آل احمد پس معنی شعر کے یہ ہوئے کہ ختم الاولیاء عیسیٰ علیہ السلام
 حاضر و زندہ رہے اور امام مہدی دنیا سے رحلت فرما کر مقتود ہو جاویں گے اور یہی مضمون
 شیخ نے ماقبل اس شعر کے تشریح میں ادا فرمایا کہ یوم الناس لبسہ محمدی کسر
 الصلیب و یقتل الخنزیر و یقبض اللہ المہدی الیہ یعنی عیسیٰ آدمیوں کے
 امام ہوں گے طریقہ محمدیہ پر توڑینگے صلیب کو اور قتل کرینگے خنزیر کو اور قبض کر لیوے گا
 اللہ تعالیٰ امام مہدی کو اپنی طرف بعد ان کے حضرت شیخ اکبر امام العالمین کی تعریف فرمایا
 ہیں ہو السید المہدی من آل احمد ہو الصارم المہندی حین یبید
 یعنی وہ امام العالمین سید مہدی ہی آل احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ تیغ مہدی جس وقت
 کہ ہلاک کرتا ہے اگرچہ بڑے میان علم و فہم کا ذکر ہو لیکن اسکے ضمن میں ایک چھوٹے
 میان کی فہم و عقل کا حال بھی سن لیا چاہیے کہ عالم میان رسالہ معارضہ میں

اسی مصر سے ثابت کرتے ہیں کہ ہندی کی جا تو ہند ہی اور معنی یہ کہتے ہیں کہ ہندی تلو اور ہند
 کی ہی جیسکطاب ہو گا صد آفرین ہو انکے اور ستارہ کہ جسے انکو لغت و صیغہ والی میں ایسا جالاک
 کر دیا ہو کہ بینہ اور بینہ تو میں کچھ فرق بہن جانتے ہیں کہ مزید کو مجر اور اجرت کو ماقص سمجھتے
 میں اور راہ پیدا اور بد کو ایک جانتے ہیں بہ لغت دانی کا حال تھا اور معنی نہیں میں یہ کمال ہی
 کہ نفع ہندی ہندی کو بلو لٹھیکے کما ہی اور اس سے سمجھے کہ ہندی حقیقت میں ہندی ہیں عربی
 نہیں ہیں تو لازم ہو کہ اپنے ہندی کو تنوع بھی حقیقتہً عجیب انسان کہیں اور یہ خبر نہیں ہی کہ کعب بنہ
 نوہر نے تصدیق ثابت سعاد میں رسول خدا کو تنوع ہندی باندہ کر رہو و سنایا شعر ان التوسون
 لکھو لکھتے صاع و ۱۰۰ مہم لکھتے میں سیوف الہیب مسکولہ اور حضرت لے آہیں لکھتے
 تکرار کے صواع و ۱۰۰ مہم لکھتے میں سیوف اللہ مسکولہ اور منہ کہ معنی نفع ہندی کے ہو
 اور مسکو حال لکھا حالانکہ حضرت بالاتفاق عربی میں شعر ہو التوسون لکھو لکھتے صاع و ۱۰۰ مہم
 لکھتے میں سیوف اللہ مسکولہ اور منہ کہ معنی نفع ہندی کے ہو اور منہ کہ معنی نفع ہندی کے ہو
 کہ سخاوت کر تباہی انہی غرض کہ کوئی شخص کسی کا کلام نقل کرنے میں انہی خیانت نہ کر گیا جیسا کہ
 میان کی ہر جس کسی کا کلام نقل کرتے ہیں اور اپنے مطلب کا شاہد لانے ہیں تو بلا خیانت
 و تحریف اور مسکو نقل کرتے ہیں مذہب کہ اس قدر استیجاب کیا کریں کہ کلام متکلم کے مخالف مقصود ہو جاوے
 اور ملازم اشارہ انتخاب و سکی طرف نسبت کر دیں کہ اس کتاب میں اس کے مصنف نے اس
 لکھا ہے تاکہ لوگ سمجھیں کہ اس کی سب سے بھی لکھنے موافق ہی یہ نہایت فریب کہلاتا ہے اگر اسی کو استدلال کہتے
 ہیں تو ہر شخص عوام امت سے دعویٰ کر سکتا ہے کہ میں قطب ہوں یا عورت ہوں یا ہندی ہوں اور
 غلامی کتاب سے یہ دعویٰ کا ثبوت ہو سکتا ہے پس معانی منافہ کو مذت کر کے بعض معانی موافقہ اپنے نقل کر گیا
 اس شتم کی نقل کا سو کہ کذب افتراء کے کچھ نام ہیں ہر ایس اس تحریفات کا نقل کرے جس سے روئے مدق ہو
 مقدمہ اول اس کے معنی میان خود میر کی خصوصاً تحریف و مہم کہ سر جھوٹ لکھا کہ صاف فتوحات
 کہتے ہیں کہ ہندی متساہ رسول خدا کے ہوں گے خالق بظن انہی میں حالانکہ صاف فتوحات کہتے ہیں کہ خالق بظن انہی
 میں حضرت ہندی کہ ہوں گے اور خالق نفع انہی میں متساہ ہوں گے اور اس طرح تحریف و مہم کہ سر جھوٹ لکھا کہ صاف
 دل بنا کر صاف فتوحات کی طرف نسبت کر دیا اس کے سو کہ لکھنے نقل کلام میں اس قسم جہت کہ مذہب و غیر میں

کہ انتہا اور کمال میں پہنچا ہوا کہ باوجود اس کذب و افتراء کے انکو لقب صدیق اکبر دینا
 جیسا کہ ان کے حق میں مہدی جو پورے مقرر کیا ہوا اور صاحب شہادہ ولایت اور سیر النجی بن
 سید سلام اللہ وغیرہ مہدیوں نے نقل کیا ہے نہایت غلط ہے اور اگر کوئی فرمان نافذ اس مقدمے
 میں مطلوب ہو تو فرمان امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ موجود ہے کہ اس عاجز سے روایت
 کیا کہ امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اَنَا عَبْدُ اللَّهِ وَأَخُو رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا الصِّدِّيقُ الْأَكْبَرُ لَا يَقُوطُهَا بَعْدِي إِلَّا كَذَابٌ الْهَدِيثُ لَيْسَ مِنْ
 اللَّهِ تَعَالَى كَاهُونٍ أَوْ رَجَائِ رَسُولِ اللَّهِ كَاهُونٍ أَوْ مِنْ صِدِّيقِ أَكْبَرٍ هُونٍ نَكْبَةُ كَاهِنٍ سِرِّ
 کوئی اس حکم کو مگر کذاب انتہی مہدی لوگ خود میر کو صدیق ولایت جانتے ہیں اور ان کے نزدیک
 صدیق ولایت صدیق نبوت سے افضل ہے بلکہ خود میر کو حضرت عیسیٰ سے بھی افضل جانتے ہوئے
 اس واسطے کہ لکھتے ہیں کہ عیسیٰ مہدی کے نظیر شریعت میں ہیں اور خود حقیقت میں نظیر ہیں اور
 حقیقت میں نزدیک شریعت سے افضل ہے کیونکہ کَلِمَةُ تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ مَقْدُورٌ وَمِنْ
 بَطْلَانِ مَهْدِيَّتِ انکے مہدی اعلیٰ کی اس واسطے کہ شیخ اکبر کے کلام سے جا بجا ثابت ہوا کہ
 یہ مہدی نہیں ہیں اور انکے مہدی نے کہا ہے کہ شیخ اکبر نے جو کچھ لکھا ہے اول لوح محفوظ پر نظر کر
 بعد قلم ترک کیا ہے چنانچہ شہادہ ولایت کے چوبیسویں باب میں مذکور ہے اب اگر یہ عبارت صحیح ہو تو یہ
 لوح محفوظ میں مہدی نہیں ہیں اور اگر غلط ہے جب بھی مہدی نہیں ہیں کہ مہدی غلط گو نہیں ہوتے
 ہیں کہ لا یجھل بالافتاق مہدی کی شان ہے یعنی خطائے کر کے کا دلایل منہم وہی میان میر
 ابوی کہتے ہیں اسی باب فتوحات سے نقل کرتے ہیں کہ وصفت زمرہ مہدی علیہ السلام
 می گوید وہم علی قدام رجال الصحابة صدقوا ما عاهدوا الله عليه وهم من اصحاب
 ما فقههم عن رايه لکن لا یحکمون الا بالعربیۃ لہم حافظ الیس من جنسہم ما عصى الله و طہو
 اخلاص و نزاع و افضل الاصل یعنی وزیر مہدی صحابہ کرام کے قدم پر ہو گئے کہ جن کی شان میں سے تعالیٰ فرماتا ہو
 کہ انھوں نے سچ کر لکھا یا جیسے قول عبد کیا تھا اللہ اور وہ وزیر اقوام عجم سے ہیں کہ ان میں کوئی نہیں ہے عربی
 لیکن بات نہ کرتے ہوں گے مگر زبان عربی میں ان کا ایک نگہبان ہے کہ ان کی منہ سے کہیں ہر اسے شہدائی کا فرمانی
 نہیں کی خاطر وزیر کا ہے اور افضل امین کا ہے انتہی بیان کہ اس کی غرض یہاں کہ چنانچہ یہ ہے کہ وزیر مہدی صفات

نظام امور دین و دنیا

میں جو احادیث و روایات سے مدد لی ہے
 کہ اگر کسی نے اس کے خلاف بیان کیا تو اس کو
 اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو

مذکورہ بالا سب سے مہدی جو پور میں موجود ہیں پس بہدویت اور نکی بختہ ہونی لیکر جن حقیقتوں
 اپنی تقریر میں مدح خوال منظور ہو کہ آپ انھیں الوز راہین مگر اس کلام کا مصادق آنا ان بزرگ کے
 دینا پر عموماً اور میان مذکور یہ خصوصاً محال ہو اس واسطے کہ لایحکمون الا بالعزیمۃ دلالت حضرت
 کریمؐ کی کہ یہی بات سوا کسی کے نہ کرتے ہوئے اور خلفا مہدی جو پور اسکے بالکلیس کے کہ ہمیشہ
 گجراتی اور پوری میں بات کرتے تھے اور انصاف نامے کے بارہویں باب میں اس عبارت کی
 ایسی توجیہ کی ہے کہ چونکہ کئی سمجھ میں بھی نہ آوے گی یعنی لایحکمون الا بالعزیمۃ ای بالقرآن وقت
 انکار اس واسطے کہ حضرت مذکور سے محکم دہلی کہتا ہے نہ فقط وقت انھار قرآن کے علاوہ یہ کہ انھار
 قرآن اگر مراد تلاوت قرآن ہے تخصیص درج مہدی کی لغو کیونکہ تمام جہان قرآن کو عربی میں
 پڑھتا ہے نہ بھی میں علاوہ یہ کہ اسے تکلم نہیں کہتے میں محکم بول چال محاورے کا نام ہو اور اگر مراد
 حفظ قرآن ہے تو قطعاً مذکورین و خط و بیان قرآن کا گھر اپنی و ہندی زبان میں کیا کرتے تھے نہ
 عربی میں اور طرفہ یہ کہ یہاں سب مجھ میں گئے اور جہان حشر ہلکے العرب کی توحید کرتے
 ہیں تو مہدوی لوگ انکو عرب بنا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مہدی مالک کے ہو گئے اس سے
 مراد وہ ہیں عرب نہیں ہو بلکہ قوم عرب ہو اور چونکہ مرید مہدی کے شیخ سید کہ اولاد عرب ہیں عرب
 ٹھہرے مہدی جو پور مالک عرب ٹھہرے غرض کہ کسی ایک بات پر ثبات و قیام نہیں ہو اب باقی
 رہا کہ انھیں الوز راہ کہ کبھی ہرگز گناہ نہ کیا ہو کون ہے اگر میان محمود بیٹے مہدی کے ہیں اور نکی
 نے کہا ہے کیونکہ اب ہو سکتی ہے کہ فرادہ کو جانے سے پہلے ہمیشہ نوکریان کرتے پھرتے تھے چنانچہ
 باب دوم میں گذرا اور مہدی و خوند میر ہمیشہ لعین کو لعین ہوتے رہے چنانچہ انصاف نامے کے
 باب ثانی میں مذکور ہے اور انھیں الوز راہ کی شان یہ ہے کہ کبھی معصیت و گناہ اور سے سرزد نہ ہو اور
 کہ مدت تک نفل ملعون کا ترک نہ ہو اور بعد اسکے چند سے نائب ہو جاوے اور اگر خود میان
 وزیر کہ ہیں جیسا کہ بایں ہکی کتابوں میں بھی موجود ہے تو قطع نظر ان معامی کے کہ بیشتر رعیت
 سرزد ہوئے ہونگے کہ پہلے ان کے جانور لڑا ناہ کہ ہمیشہ بیل بازی اور لوہ بازی اور لڑنا ہوا
 وغیرہ میں متحول ہوتے تھے جیسا کہ تذکرۃ الصالحین میں لکھا ہے بعد بیعت بھی ان سے گناہ
 سرزد ہوا کرتے تھے چنانچہ بھی لیل ششم میں دکنب میر کہ جمیع ادیان و مذہب میں گناہ ہر

بیان کیا ہوا ہے کہ جو پور میں مہدی کے خاندان کے تھے

مذکور ہو چکے ہیں اور پنج فضائل میں لکھا ہے کہ جب سید محمد فیروز ہمدی کی شادی غالبان
 کی لڑکی سے ہوئی میان خود میر نے اس قدر تشبہ بازی چھڑوائی کہ لوگوں کے گھر جلنے کا
 خوف ہوا اور سو انکے کوئی الشہ اعلیٰ ہمدی جو نیوہر کے مریدوں میں نہیں ہے کہ وزیر عظم
 ٹھہرے حالانکہ دوسرے خلفائے بھی اقسام کے خون و فساد کر نیکے بعد ملافت شیخ کی فتہا
 کی اور جب اپنے پنج فضائل میں لکھا ہے کہ خلیفہ بااختصاص میان نعمت ساتھ اکابر گجرات ایک
 حبشی کو قتل کر کے خوف انتقام بادشاہی سے بھاگ کر میران کے پاس آکر مرید ہو گئے ہیں
 ایسے لوگ ہمدی کے انھل وزیرانہین ہو سکتے ورنہ مخلوق ہنسے گی کہ شہسور وزیر میری جنہین شہریار
 چنان بد جان چون نگیر قمری چنان ۴ علاوہ یہ کہ صاحب فتوحات فرماتے ہیں کہ وزیر
 ہمدی عجم ہیں اور حافظ الوزراؤں کی جنس سے نہیں ہے اور بہان شیخ جو نیوہر کے تمام وزرا
 جنس سے عجم ہیں غرض کہ عبارت فتوحات بھی انکی تصدیق نہیں کرتی ہے بلکہ تکذیب کرتی ہے اور
 اگر سابق عبارت پر نظر کی جائے تکذیب زیادہ تر ہو جاوے کہ بعد چند سطر کے فرماتے ہیں کہ یہی وزیر
 ہمدی صدق پر صادق قدم ہو گئے اسی سبب ایک تکبیر سے ایک تہائی دیوار مدینہ مذکور کی
 گرا دیں گے اور دوسری تکبیر سے دوسری تہائی اور تیسری تکبیر سے تیسری تہائی پس بغیر
 تلوار کے فتح کرینگے انتہی اور ظاہر ہو کہ یہ شہر وزیر ہمدی موضوع نے کبھی خواب میں بھی
 فتح کیا پس شیخ اکبر ان وزرا کی وزارت اور ان ہمدی کی ہمدویت کے منکر ہیں لہذا ہم
 میان خود میر اسی مکتوب میں ایک اور عبارت فتوحات کی اپنے پیر و مرشد کے بیان نیرلی
 اور اثبات حاکمیت کے واسطے نقل کرتے ہیں وہ عبارت یہ ہے الخو مختار ختم نعمت اللہ بالوکایہ
 مطلقا وختم نعمت اللہ بالوکایہ العجلیٰ فاما ختم الوکایہ علی الاطلاق فہو عیسیٰ علیہ السلام فہو الخ
 بالنبوۃ المطلقۃ فی زمان ہذہ الامۃ وقد جیل بنیہ وبن نبوۃ النشیر والیسالہ
 فی نزل فی آخر الزمان وارتا خاتما لا ولی بعدہ فکان اول ہذا الامانی وھو حم
 و آخر نبی وھو عیسیٰ اعنی نبوۃ الارث فیکون لہ یوم القیمۃ حشران حشر
 معنا وحشر مع الرسل واما ختم الوکایۃ الحدیث فہی لولہی من الحسن فی آخر
 الزمان فھو رجل اصل الجبۃ اقلی الا نف مقرون الحاحیین یشبہ فی الخلق بضم الخاء

یہاں جو عبارت فتوحات لکھی گئی ہے وہ نہ میری نہ میری
 حریف فاکشس لکھی

مع رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تشبهه في الخلق بقدر الخفاء يصلح الله في الحياة
 او في يومين ويكون له العلامات الكثيرة كما اخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم
 في بعض الاحاديث وقد رايت العلامة التي اخبر بها الرسول عليه السلام
 اخفاها الحق في ذات المهدي عن عيون الناس وكشفها لي حتى رايت خاتم النبوة
 منه وهو المهدي الذي يختم به الولاية المعقودة الحمدية يخرج في آخر الزمان
 مع العلامات التي اخبر بها النبي صلى الله عليه وسلم لا يعرفها كثير من الناس
 ولا ثوب من اكثرهم به وقد ابتلاه الله تعالى باصل الانكسار عليه بما يتحقق به
 من الحق في ستره وكما ان الله ختم محمد صلى الله عليه وسلم نبي التشريع كذلك ختم
 الله بالمهدي الاية التي تحصل من الارات الحمدية لا التي تحصل من سائر الانبياء
 فان من الاولياء من يرث ابراهيم وموسى وعيسى فهو كاي يوحى دون بعد هذا
 الخاتم الحمدية ولا يوجد ولي نفسه الولاية الحمدية هذا معنى ختم الولاية الحمدية
 واما ختم الولاية العامة الذي لا يوجد ولي بعده فهو عيسى عليه السلام
 انتهى به عبارات فتومات بين جواب سوالات حكيم ترمذي كي تبرعوا من فضل بين سطور
 لكن بيان مذکور میمان نهایت تحریف و تبدیل کو کار فرمایا حتی کہ اپنے کام سے خود بخود
 منفصل ہو کر کتاب کا نام نہ لیا مگر یہ خیال آتا کہ برابر ایک سا ایک روز نامہ جو ہمارے
 اب عبارت فتومات حکیم علی بن محمد علی انصاری سند دونوں کو مطابق کر کے دیکھیں کہ
 کس قدر خیانت کی گئی ہو شیخ اکبر تمام مذکورین فرماتے ہیں الختم عثمان حاتم ختم الله
 به الولاية وختم محمد الله به الولاية الحمدية فاما ختم الولاية على الملاحق فهو
 عيسى عليه السلام فهو الولي بالنبوة المطلقة في زمان هذه الامة وقد
 حيل بينه وبين نبوته التشريع والرسالة فينزل في آخر الزمان وثالثا خاتما لا
 بعد بنبوة المطلقة كما ان عثمان صلى الله عليه وسلم خاتم النبوة لا نبوة
 تشريع بعده وان كان بعد عيسى من اولي العارم من الرسل وخواص الانبياء
 ولكن زال حكمه من هذا المقام بحكم الزمان عليه الذي هو نصير فينزل وليا

ذنبوہ مطلقہ پیش لہ فیہا الاولیاء المحمدیون فہو منہا و ہوسیدنا فکان
 اول ہذا الامرنی و ہوا دم و آخر کا نبی و ہوعیسیٰ اعنی نبوہ الاختصاص
 فیکون لہ یوم القیمۃ حشران حشر معنا و حشر مع الرسل و اما آخر الولایۃ
 المحمدیۃ فہی لرجل من العرب من اکرمہا اصلاً ویداً و ہونی زماننا الیوم محمد
 عرفت بہ سنۃ خمس و تسعین و خمس مائۃ و رایت العلامة الہی لہ قد اخفا
 الحق فیہ عن عیون عبادہ و کشفہا لی ہدینۃ فاس حتی رایت خاتمہ الولایۃ عنہ
 و ہو خاتمہ النبوة المطلقۃ لا یعلیہ کثیر من الناس و قد ابتلاہ اللہ باصل
 الایثار علیہ فیما یحقق بہ من الحق فی سرہ من العلم بہ و کما ان اللہ ختم
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبوۃ التشریع کذلک ختم اللہ بالخاتمہ المحمدیۃ
 الولایۃ الہیہ التي تحصل من الارث المحمدی لا الہی تحصل من سائر الانبیاء فان من
 الاولیاء من برث ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ فلو لا ہ یوجدون بعد ہذا الخاتمہ
 المحمدی و بعد ہذا فلا یوجد ولی علی قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہذا معنی
 خاتمہ الولایۃ المحمدیۃ و اما خاتمہ الولایۃ الہی الذی لا یوجد بعدہ ولی فہو عیسیٰ
 علیہ السلام انتہی یعنی ختم دو بین ایک ختم ہو کہ سبب و سکے اللہ تعالیٰ ولایت مطلق
 کو ختم کرے گا اور ایک ختم ہو کہ ختم کرے گا اللہ تعالیٰ سبب و سکے ولایت محمدیہ کو پس
 لیکن ختم ولایت مطلقہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں پس وہ ولی ہیں بنیوت مطلقہ زمانہ اس امت
 میں اور سابق حائل کیا گیا ہر درمیان اونکے اور درمیان نبوت تشریع اور رسالت کے
 پس او ترینکے آخر زمانے میں وارث محمدی و خاتم ہو کر کہ کوئی ولی بعد اونکے بہ نبوت مطلقہ
 نہ ہوگا جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبوت ہیں کہ بعد اونکے نبوت تشریع نہیں ہو اگرچہ بعد
 آنحضرت کے عیسیٰ سولوں اولی الزعم اور خاص نبیاسے ہیں لیکن زائل ہو گیا ہر حکم او کا اس
 مقام سے سبب حکم کرنے زمانے کے اون پر جو حکم کہ واسطے غیر اونکے کے ہو یعنی انقطاع
 نبوت تشریع کا زمانہ و دولت محمدی میں پس او ترینکے ولی ہو کر صاحب نبوت مطلقہ کے کہ شریک
 ہونے میں اونکے اس سے تہ ہیں او کیا محمد پس ہم میں سے ہونے اور بخارے سردار ہیں

پس جو اول اس امر میں یعنی ابتدا سلسلہ ولایت میں ایک پیغمبر کہ وہ آدم ہیں اور آخر میں
اوسکے ایک پیغمبر کہ وہ عیسیٰ ہیں یعنی پیغمبر نبوت اختصاص فائدہ مراد نبوت اختصاص
نبوت متعارفہ اور یہ احراز نبوت مطلقہ مذکورہ الصدر سے کہ وہ اصطلاح شیخ میں ایک
متمم کی ولایت کو کہتے ہیں کہ تفصیل اوسکی بحث تصویب میں آخر کتاب میں آویگی انشاء اللہ تعالیٰ
انتہی تک پس ہر سنگے واسطے حضرت عیسیٰ کے دو حشرون قیامت کے ایک حشر ہمارے
ساتھ اور ایک حشر رسولوں کے ساتھ اور لیکن خاتم ولایت محمد یہ پس یہ مرتبہ ایک مرد کو
قوم عرب کے کہ برہنہ اور کائنات اور سخاوت میں اور وہ اس زمانے میں آج کے دن چودہ
سویں ہجری تا ۹۵ھ پانچویں سوے میں اور دیکھی میں اوسکی وہ علامت کہ چھپا یا ہو
اوسکو اللہ تعالیٰ نے اوس میں جن دن کی آنکھوں سے اور کشف کیا اوس علامت کو میرے
واسطے شرف اس میں یہاں تک کہ دیکھی میں نے خاتم ولایت اوسکی اور وہ خاتم النبوة المطلقہ
ہو میں جانتے ہیں اوسکو بہت آدمی اور بتلا کیا ہوا اوسکو اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں میں کہ وہ
انکار رکھتے ہیں اوس چیز میں کہ اوسکو تحقق ہوتی ہے جانب حق سے باطن میں معرفت الہی
کی قسم سے اور صیحا کہ اللہ تعالیٰ سے ختم کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نبوت تشریف کو ایسی
ختم کیا ختم محمدی سے اور ولایت کو کہ حاصل ہوتی ہے اہل بیت محمدی سے نہ اوس ولایت کو کہ حاصل
دوسرے ایسا سے اس واسطے کہ بعض اولیا وارث ہونے میں ابراہیم موسیٰ عیسیٰ علیہم السلام
کے پس اولیا اپنے ہادی کے سوا اس ختم محمدی کے اوس ملنے میں اور بعد اوسکے پس
نہ پایا جاوے گا کوئی دلی کہ قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو دیکھنی میں خاتم الاولیاء الخیر کے
اور لیکن ختم ولایت کہ جسکے بعد کوئی دلی نہ پایا جاوے پس وہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں انتہی اب
ملاحظہ کیجیے کہ بعد اولیٰ وعدہ کے جو عبارت کہ حذف کردی اختصار ہے کچھ مضامین
ہر لیکن نبوة الاختصاص کی جاسے یہ کہ نبوة الکارات کر دیا سبب اسکا پیغمبری ہی اصطلاح
فتومات سے کہ نبوت الاختصاص یعنی نبوت متعارفہ کے ہر اور نبوت الارث قریب المعنی
نبوت مطلقہ کے ہر کہ ایک متمم کی ولایت کا نام ہے اصطلاحاً کہ اوس سے احتراز کے واسطے نبوت
آدم و عیسیٰ کی تہرہ کی کہ اپنے نبوة الاختصاص اور بہتر اس سے پیغمبر کہ نبی اول کے بعد

عبارت شیخ کو اڑا کر اپنی طرف سے بھیجی من المہدیٰ کہ بڑھا دیا کہ افترا محض ہوا اس کو شیخ کب
فرماتے ہیں کہ مرتبہ ثانیہ ایک شخص عرب کو حاصل ہو کہ وہ آج اس عصر میں موجود ہو اور میں
فلانے سن میں اوس سے شرفاس میں ملا ہوں اور علامات اوسکی بہت نا ہوں اور میان
اپنے مہدی کی خاطر سے اوس عبارت کی جاے پر یہ اپنے دل سے لگا دیا کہ وہ مقام ایک کے
واسطے ہو کہ آخر زمانے میں ہند سے آوے گا اور چین و چنان ہوگا اور اسی قسم سے یہ بھی کہو
کہ اخفاھا الحق کے بعد لفظ فیہ کا تھا کہ ضمیر اوس شخص عربی کی طرف راجع تھی رہاں فی
ذات المہدیٰ بنادیا حالانکہ اصل سخن میں مہدی کا نام بھی نہیں ہوا اور کشفہالی کے بعد بعد
فاس کا لفظ تھا اوس کو نکال ڈالا اور وہو حاتم النبوة المطلقہ کی جاے پر وہو
المہدیٰ لای الی الخ لکھ دیا اور بالآخر المہدیٰ کی جاے پر بالمہدیٰ کر دیا اسکے سوا
اور بھی کئی جاے پر افراط و تفریط ہے لیکن وہ قسم خدع سے نہیں ہو یہ چھ تحریفات بالالبتہ
نہایت خدع و کذب کے اقسام سے ہیں اگر ان بزرگ کو شیخ اکبر کے کلام سے استدلال منظور تھا
تو طریقہ دیانت و راست بازی کا یہ تھا کہ نہ کم و کاست نقل کر دیتے کہ لوگ ہوگا کھاتے
اور اگر اپنی رسا اور اعتقاد کا بیان منظور تھا تو شیخ کی عبارت لانا مناسب تھا بلکہ زبان
فارسی سے کہ جس میں تصنیف کتاب ہو اپنی راے اور کثرت بیان کر دینا تھا تا کہ لوگ
سند و دلیل سمجھتے کیونکہ اپنا قول اپنے دعوے کی سند نہیں ہو سکتا ہو سکا اسکے او
عبارات بھی اس بزرگ نے اوسے ملے ہیں نقل کی ہیں اگر سب کا استیعاب کیا جاوے
کلام ملویل ہوتا ہو اس واسطے عرض کیا گیا کہ مشتہ منہ خرواری باشد و اندکی دلیل بسیر
جب ایسے پیشوایان مہدویہ کے مزاج میں نقد و افترا اور سخن سازی اور دوسرے کے کلام میں
نے موقع دست اندازی ہو مقلدین انکے کیا کچھ خاک اڑاتے ہونگے اسی سبب اکثر کتابیں
اس قوم کی اقوال کا ذہب اور روایات موضوعہ باطلہ سے لبریز ہیں اور مصنفین انکے بھی با
جو زبان پر آتا ہوئے اندیشہ لگتے چلے جاتے ہیں اور ہرگز نہیں شرابے ہیں اشتعال
سیا ہاں کہ تاراج رہ می کنند بدزدنی جہاں رہیہ می کنند بدزدنی ہر نیارندگرم
کہ دار و بھی دیدہ از دیدہ شمرم دیزان نگرا تاہر وز سپید قلم چون ترا شند از مشک بند

سید شہاب الدین مہدویہ مزاج یا نقد افترا اور مذکور
ان کے تقاضا میں کیا کچھ خاک اڑاتے ہو گے

ولعل باذنه وبي میان اوستی کتب ملانی من لکته بین که حق تعالی در کلام خویش خبر داده
 است که عیناً ای کدای پسان الهی را از آیات دیگر هم محبت فرموده است کما قال سبحانه
 اَمَّنْ كَانَ عَلَىٰ بَيْتِهِ رُوحٌ تَأْتِيهِ الْآيَاتُ كَوْثُورًا وَمِنْ كُنْهِ رُوحِ اللَّهِ عَلِيمٌ
 عَلَىٰ بَيْتِهِ اَنَا وَمِنْ اَتْبَعِي سُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَذِكْرُ اللَّهِ اَكْبَرُ
 شَهَادَةُ عَلَى اللَّهِ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَارْجِعْ اِلَىٰ صَدِّقِ الْفُرْقَانِ لَا تَذَرُ كَعْبِدَهُ وَنَ
 بَلَّغَهُ وَذِكْرُكَ مَا جَوَّزَ فَقُلْ سَلَّمَ وَنَحْمِي لِلَّهِ وَمِنْ اَتْبَعِي وَذِكْرُكَ لَكَ وَجِبَا
 إِلَيْكَ رُوحًا مِنْ مَرْتَبَاتِكَ تَذَرِي مَا لَكَ الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَكِنْ خَلَقْنَا
 نُورًا تَهْدِي بِهِ مَنْ لَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَأَنْتَ كَمَا تَكُنُ لِي صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ وَذِكْرُ
 نَمْرُودَ تَنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اسْتَطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ
 مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ إِذْ بَدَأَ اللَّهُ ذَاكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ جَنَّاتُ
 عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا يُجَلِّونَ فِيهَا مِنْ أَشْوَارٍ مِنْ ذَهَبٍ وَلَوْ لَوَاءُ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا
 حَرِيرٌ وَقَالُوا لِمَ لَمْ يَجْعَلْ لِلَّهِ الَّذِي أَذْعَبَ عَنَّا الْحَرْنَ أَنْ رَبَّنَا الْغُفُورُ شَكُورٌ الَّذِي
 أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهِ لَا يَمَسُّ فِيهَا نَصَبٌ وَلَا يَمَسُّ فِيهَا الْغُوبُ وَذِكْرُ
 أَنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْخَلَائِفِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ آيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ
 الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَاقْعُودًا وَعَلَىٰ جُوهِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ
 وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ رَبَّنَا إِنَّكَ مِنْ
 تَدْخِيلِ النَّارِ فَقَدْ أَخْرَجْتَهُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ رَبَّنَا أَتَيْنَا مِنْكَ دِيَارًا مُبَارَكَةً
 لِلْإِيمَانِ أَنْ أَمْوَالَنَا نَكْفُرَ فَمَا سَارَيْنَا فَاغْنِنَا عَنْ دُوبَانَا وَكُنْ عَسَايَا بِنَا وَتَوَفَّنَا
 مَعَ الْأَبْرَارِ رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ وَلَا تُخْشِنَا فِيهِمُ الْعِقْمَةَ إِنَّكَ لَا
 تُغْلِقُ الْبُعَادَ فَاَسْمِيَابَ كَمَا يُحِبُّ لِي لَا أَغْنِيهِ عَلَىٰ عَمَلٍ مِنْكُمْ مِنْ دُكْرًا وَأَنْتَ الْعَظِيمُ
 مِنْ نَقِصٍ نَالِدِينَ حَاجِرًا وَأَوْخِرُ جُورٍ مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَوْذُوا فِي سَبِيلِي وَقَاتِلُوا
 وَفَاتِلُوا لَمْ تَكُنْ عَنْهُمْ سَيِّئًا لَهُمْ وَلَا خَلَقْتَهُمْ حَسَابَ جَبْرِي مِنْ خَلْقِهَا إِلَّا فَارَ
 تَوَابًا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ وَذِكْرُ مَا لَكَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ

در این آیه از آیات که در این سوره آمده است که در این سوره
 صد و چهل و شش آیه است که در این سوره آمده است که در این سوره

رَسُوْلًا مِنْهُمْ نَبَاٌ عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهِمْ وَيُرْسِلُهُمْ وَكَلَّمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ثُمَّ اَنْزَلَ اَنْزَالَ
 قَبْلَ اَنْ يَصْلَحَ مِنْهُمْ ۝ وَالْاٰخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْعَقُوْا اَلَهُمْ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ذُو الْاَلْبَانِ
 فَصَّلَ اللّٰهُ تَوَكُّفَهُمْ مِّنْ كَيْفَانَهُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ اٰيَاتٍ دٰخِرَةٍ سَيَرٰتِ بِرَصَدِ
 وِي دَالَتِ مِي كُنْدِ وَاَقْوَالِ مَوَابِ رَضْوَانِ اَللّٰهِ عَلَيْهِ اَجْمَعِينَ يَزِيْزِيْ شَارِسْتِ كِه بِرَصَدِ ثَبُوْتِ
 اَلْاَنْوَايِ سَيَدِ بِرَدِ جِنَايِ قَوْلِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ كَسَمِ اَللّٰهِ وَهَبِ بِرِغْنِيْ وَارْشَدِ اَشْعَارِ
 نَبِيْ اِذَا مَا جَاسَتْ التَّرِكَ فَانْظُرْ هَبِ وَلَا يَتِمُّ هَبِي يَقُوْمُ فَيَعْدِلُ ۝ وَذَلْ مَلُوْكِ
 الطَّلُوعِ مِنَ اَلْهَاشِمِ وَبَوِيْعِ مِنْهُمْ مِنْ يَلْدُ وَلَهِيْلُ ۝ صَبِيٍّ مِنَ الصَّبِيَّانِ اَلْاَسْرَافِي
 عِنْدَهُ ۝ وَلَا عِنْدَهُ جَدُّ وَلَا هُوَ يَعْزِلُ ۝ فَنَمَّ يَقُوْمُ قَائِمًا اَتَحْتَ مِنْكُمْ ۝ وَبِالْحَقِّ يَأْتِي
 وَبِالْحَقِّ يَجِيْلُ ۝ سَمِيٍّ سَوَّلَ اللّٰهُ نَفْسِيْ فِدَاؤُهُ ۝ فَلَا تَخْذَلُوْا يَا بَنِيَّ وَجْهًا اَبَاؤُهُ عَالِمِ مَسَا
 لِيْ سَهْفَتَا كَبِيْرِيْنَ لَكَا هَبُوْكَ سَيِّدِ مُحَمَّدٍ وَنَبِيِّ كِيْ جَمِ غَفِيْرِيْ سَانِيْ دَعْوِيْ كِيَا كِه حَكَمِ اَلْقَدَرِ
 كَا اِسْمِ بَدُوْكَ هُوَ تَا هُوَ كِه اٰيَتِ اَكْمُنْ كَا اَنْ عَلٰى بَيْنَتِيْ قَوْلِيْ اِيَّاهُ اَخْرَجْتَ خَاصِ تِيْرِ نَبِيٍّ اِسْمِ كِي
 حَقِّ مِيْنَ فِرَاقِيْ هُوَ سَهْمِيْ اَوْ مَرَادِ لَفْظِ مَنْ سِيْ اَكْمُنْ كَا اَنْ مِيْنَ خَاصِّاتِ تِيْرِ هُوَ اَوْ رِيْ هُوَ
 دَعْوِيْ كِيَا كِه فِرَاقِ حَقِّ قَالِيْ كَا هُوَ تَا هُوَ كِه اٰيَتِ تَكْوِيْنِ اَلْكِتَابِ الَّذِيْنَ اَصْطَفَيْتَا
 مِنْ عِبَادِيْ اِنَّا اَخْرَجْتَ تِيْرِ قَوْمِ كِي حَقِّ مِيْنَ هُوَ اَوْ كَا كِه مَرَادِ اَلْمُتَّخِذِيْنَ سِيْ اَنْدَكِ فَنَا لَهْنِيْ ا
 هِيْنَ اَوْ مُقْتَضِدِ سِيْ نِيْمِ فَنَا رَكْنِيْ وَالِيْ اَوْ سَابِقِيْ بِالْاِيْمَانِ سِيْ تَامِ فَنَا رَكْنِيْ وَالِيْ مَرَادِ مِيْنَ
 اَوْ رَجُوْصِ كِه اِسْمِ تِيْنَ مَرْتَبِيْ سِيْ بَا هُوَ كِه رُوْهِ اِسْمِ بَدُوْكَ سِيْ نِيْنِ هُوَ اَوْ كَا كِه يِ هُوَ فِرَاقِ تَا هُوَ
 كِه اٰيَتِ قُلْ لِّهْدِيْ ۝ سَيِّدِيْ اَدْعُوْا اِلَى اللّٰهِ عَلَى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنْ اَتَّبَعَنِيْ مِيْنَ مَرَادِ مِيْنَ سِي
 خَاصِّاتِ تِيْرِ هُوَ اَوْ كَا كِه يِ هُوَ فِرَاقِ هُوَ تَا هُوَ كِه اٰيَتِ تَكْوِيْنِ اَلْكِتَابِ مِيْنَ مَرَادِ هُوَ اَوْ رِيْ هُوَ
 كِه تِيْرِ زِيَا نِ سِيْ هُوَ اِنِّيْ كِتَابِ كَا بَيَانِ كَرِيْمِ اَوْ شَوَابِ اَلْوَلَايَةِ كِي اَتَّبَعُوْا مِيْنَ بَابِ مِيْنَ
 لَكَا هُوَ كِه اِسْمِ هَمْدِيْ سِيْ كَا كِه فِرَاقِ حَقِّ قَالِيْ كَا هُوَ تَا هُوَ كِه اَنْ اَحْجُوْكَ فَقُلْ اَسْأَلُكَ
 تَجْهِيْ اَللّٰهُ وَمَنْ اَتَّبَعَنِيْ اَوْ رِيْ اَدْعُوْا اِلَى اللّٰهِ وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اَوْ رِيْ اَيُّهَا الَّذِيْ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ
 مَنْ اَتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَوْ قُلْ لِّهْدِيْ ۝ سَيِّدِيْ اَدْعُوْا اِلَى اللّٰهِ عَلَى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنْ
 اَتَّبَعَنِيْ ۝ تَامِ مِيْنَ كِه اَلْاٰيَاتِ مِيْنَ وَارِدِ هُوَ مِيْنَ مَرَادِ اَتِ تِيْرِ يِ فِرَاقِ اَوْ رِيْ اَبَا تِيْسُوْنِ

رنگ پڑتا تو اس ملاکی عقل بھی برداشت نہ دیتا ان بزرگ کے چکر میں لگی ہوئی تھی کہ تم کے معنی سمجھنا اسکو
 مشکل ہو گیا کہ آیت محمد کو منشا بنھ دیا کہ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ اور آیت میں ملا
 غور کیا نہ اس کے مسدے کی تاویل کر کے دیکھا کہ اس میں کس چیز کی ترغیب کس چیز سے مذکر رہو
 آیت یہ ہو کہ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ
 فَاَتَيْتُمْ قَوْلَكُمْ طَعْنًا عَلَيْنَا بِمَا نَكُنْ لَكُمْ بِمَا اَنَّ عَلَيْنَا جَمْعًا وَهَذَا اِنَّهُ قَوْلُكُمْ اَللّٰهُمَّ
 سیکھ لے مقرر ہمارا ذمہ ہو کہ تمہارے دل میں قرآن کو جمع کر دینا اور تمہارے اسکو ٹھہر دینا چھڑ
 ہم پڑھنے لگین یعنی جبریل کی زبان سے تو ساتھ ساتھ اس کے پڑھنے کے پھر مقرر ہمارا ذمہ ہو کہ
 کھول تیارنا یعنی معنی بیان کر دینا شان نزول اسکی یہ ہو کہ جسوقت جبریل قرآن لاتے
 بھولنے کے خوف سے اس کے پڑھنے کے ساتھ حضرت جی میں پڑھنے جاتے اور کہیں پر
 معنی بھی دریافت کرتے جاتے تو جب تک پہلا لفظ انہیں اگلا سننے میں نہ آتا تو گھبراتے اَللّٰهُمَّ
 نے فرمایا کہ اسوقت پڑھنے کی حاجت نہیں سننا ہی چاہیے پھر جی میں پڑھو نا پھر زبان سے
 پڑھو نا لوگوں میں ہمارا ذمہ ہو اور معنی تحقیق کرنے کی بھی حاجت نہیں یہ بی ہمارا ذمہ ہو کہ وقت
 پر سمجھا دینا اور بیان کر دینا انتہی یہاں اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ
 مؤخر چاہیے یعنی قرأت سے بیان ترغیب چاہیے نہ حضرت کی حیات سے کہ اسکا ذکر اور آیت
 میں ہرگز نہیں ہے پس کہنا کہ معنی تم کے حضرت کے زمانے میں درست نہیں ہوتے ہیں سہرا
 نا درست غلط انہی پر تم کو سیکڑ دن برس کی تاخیر دیکھا نہیں ہو اور نہ اس میں یہ شرط ہو کہ بعد
 القراض حیات مخاطب کے اسکا ظہور ہو کر سے بلکہ مطلق تاخیر اسکا مفاد ہی خواہ زیادہ ہو یا کم
 چنانچہ شواہد اس کے نے شمار میں چند شعراء قرآنی نقل کیے جاتے ہیں اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ
 فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ثُمَّ اَلَيْسَ لَكَ مَا تَقُوْضِيْ مَا لَكَ اَدَى الْاَدِيَةِ فَاَمَّا بَكْرَتِهِمْ فَلَمْ يَكُنْ لَكَ
 حَقٌّ تَوْاعَلَى مَا قَاتَلْتُمُوْهُمْ وَلَا مَا آصَابَكُمْ مِنَ اللّٰهِ صَبِيْهُمَا تَقُوْضُوْنَ حُرَّ اَوْلَ اَعْلَامِكُمْ
 بَعْدَ اَلَّذِيْمْ اَمْنَهُ نَعَا سَا الْاَلَا يَرُ الْاَكْهَرُ مِنْ بَعْدِ مَا سَرَا وَاَلَا يَاتِ لَيْسَ جَنَّةُ حُلِيِّ جَدِّ
 ثُمَّ يَاتِي مِنْ بَعْدِ ذَا لِكَ سَبْعُ سِنْدَا اَلَا يَرُ الْاَكْهَرُ مِنْ بَعْدِ مَا سَرَا وَاَلَا يَاتِ لَيْسَ جَنَّةُ حُلِيِّ جَدِّ
 فَرَا حَوْنُ فَجَعَلَ لَكُمْ اَلَا اِنَّ هَ اَلَا حَقَّ قَوْلُهُ ثُمَّ لَنْ نَسْفَهَ فِي اَيِّكُمْ نَسْفَهًا لَكُمْ فَيَهَا

[illegible]

اوس قرآن منزل میں مشکل ہو اوسکو تحقین سمجھا کر بیان کر دینا تمھاری زبان سے ہمارا کام ہو
 اور یہی معنی نظم قرآنی سے متبادر ہیں نہ یہ کہ جیسا میرا سمجھے ہیں کہ ماضی اوسکا یہ کہ او
 محمد تم قرآن حیرتوں سے بڑھ لو اور اوسکے معنی کا بیان ہم نو سو برس کے بعد کر دینگے اور سو
 برس تک تمام امت محروم البیان رہے جیسا کہ شیعہ پوچھتے ہیں کہ قرآن اصلی جالیسین
 کا امام مہدی کے پاس غار میں ہر جب قیامت ظاہر ہو گئے خلق کو دیکھنا نصیب ہوگا
 جب تک تمام امت قرآن سے محروم رہے گی فرق اتنا ہو کہ ادھوں نے قرآن سے
 محروم ٹھیکہ انھوں نے بیان سے اور ظاہر ہو کہ قرآن نے بیان معنی بیکار ہو پس انکا اعتقاد
 یہ ہوا کہ نو سو برس تک تمام امت کو اللہ تعالیٰ نے بیان معنی مراد سے محروم رکھ کر فتنہ خطا
 معنوی میں رکھا کہ خلاف مراد الہی بیان کرتے رہے اور اب نو سو برس کے بعد جب بیان
 اوتارا اوسکو لاکھ آدمی میں سے ایک نے مانا اور باقی سب نے اوسکا انکار کیا اگر اسی وقت بیان
 ہوا ہوتا آج تک سب سلمان راہ راست معنی صحیح پر رہتے پس اس تاخیر میں سو کھڑے
 گمراہ کرنے امت محمدی کے کیا مصلحت ہوئی یہ نہایت نادانی کا اعتقاد ہے اللہ تعالیٰ باقی
 ماند و نکو ہدایت کرے اور توفیق فہم درست کی غطا فرماوے اور تاخیر بیان اگرچہ درست
 ہے لیکن وقت حاجت تک جیسا کہ حضرت رسالت کے واسطے قرات فارغ ہونے تک تاخیر
 کی گئی پس اگر معانی جو بنوری کچھ بکار آمدنی ہیں تو سبکو اسکی حاجت تھی اتنی تاخیر کی کیا وجہ
 اور اگر بکار آمدنی نہیں ہیں اب بھی حاجت نہیں ہے البتہ تاویل قرآن یعنی مال و مصداق آیات
 قرآنی کا کبھی بعد عرصہ و راز کے ظہور پاتا ہی چنانچہ بعض اخبار کا ظہور ہو چکا اور بعض کا آئندہ
 ہوگا جیسا کہ خروج دابة الارض اور باجوج و غیوہ حالات قیامت و ایسی تاویل یعنی معانی
 محتاجہ قرآن کے بھی حد نہیں ہے کہ ہر عصر میں علماء و اولیا استخراج کرتے رہتے ہیں لیکن تفسیر
 یعنی بیان مراد الہی بالکمال احرام ہو اوسکا مدار روایت پر ہو اور حضرت اور صحابہ کرام حکمت
 قرآنیہ سے مراد الہی سمجھتے تھے اور بیان کرتے تھے اور یہ نہایت نامعقول امر ہے کہ جیسے قرآن
 او تراوہ مراد کو نہ سمجھے اور اپنے اصحاب کو بھی کہ خاص مخاطب الہی وہی ہیں نہ سمجھاوے کہ
 بلکہ اس کا بیان نو سو برس تک ایک شخص آئندہ پر معلق رہے کہ وہ اگر چند پور میوں اور گھوڑوں

شیخ موصوف کا یہ دعویٰ کہ بیان قرآنی کچھ بنوری وقت ظاہر حالت قرآن سے صحیح تر ہے

اسی واسطے میثاوی نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ بعد صحابہ کے قیامت تک ہوں اس واسطے
 کہ حضرت کی دعوت اور تعلیم سب امت کو عام ہو اور آخرین یا امینین پر معطوف ہو یا تعلیم
 اور بعد صحابہ کی قیامت اس واسطے کہ مایا لیل حق تعالیٰ فرمایا یعنی ابھی انکے ساتھ لاحق نہیں ہوئے ہیں
 بلکہ آئندہ کو لاحق ہو وینگے اور امام محمدی السنہ نے تفسیر عالم میں فرمایا کہ منہم اس واسطے فرمایا
 کہ جب سلمان پہلے تو رشتہ دینی کے سبب انھیں میں ہو گئے اور مراد انہی قوم عجم میں ہیں بلکہ
 ابی ہریرہؓ اور یہی قول ہو ابن عمرؓ اور سعید بن جبیرؓ اور مجاہدؓ اور عکرمہؓ اور مقاتلؓ نے کہا کہ انہی
 تابعین مراد ہیں اور ابن بدینؓ نے کہا کہ جمیع سلمان بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے قیامت تک مراد
 ہیں اور مجاہد سے ایک روایت یہ بھی ہو اے کہیے کہ نہ حدیث سے تخصیص مریدین شیخ جو بنور
 کی نکلتی ہو نہ اقوال ائمہ تفسیر سے ہاں البتہ عموماً میں قوم مہدی شریک ہو مگر شمار چاہے آپ اپنی
 مہدویت اول ثابت کیجئے جب اس بشارات پر خوش ہو جیے ورنہ ایسا فرمانا چاہیے کہ این مژدہ
 مرا نیست بلکہ شمنامہ راست اور اکثر آیات مذکورۃ الصدر عام ہیں اور عام اپنے کل افراد میں حکم
 واجب کرنا ہی لیکن نزدیک مام شافعی کے لفظی اشمول ہی پس تخصیص منجر واحد اور قیاس صحیح ہوتی ہو
 اور نزدیک ہمار قطع اشمول ہو اس واسطے ابتدا تخصیص کے واسطے دلیل قطعی چاہیے اور ظاہر
 کہ آیات مذکورہ میں منحصص لفظی یا قطعی موافق مطالبہ ان اودہ جو بنور کے موجود نہیں ہو لیکن تخصیص آیات
 قرآنی کی حکم نفسانی ہو اور دعویٰ امر الہی کا کرنا بلا دلیل محض ہو اور اشعار کہ جناب مرقنوی کی
 طرف منسوب کیے ہیں بعد اثبات صحت سند کے بھی مفید مقصود نہیں ہیں اس واسطے کہ والہ تعالیٰ
 اس بات پر کہ تین کہ امام مہدیؑ قتل ابتری ولت اسلام یہ کے قائم ہو کر انتظام ملک ملت کر دینگے
 نہ یہ کہ تمھارے مہدی کی طرح اٹھارے ہو کر آپ تفرقہ اخراج و مغلوبی میں مبتلا اور متروک ہو جائیں
 جو کثر و روری ظرد و اخراج میں کمال یکسی جیسے گئے تھے ویسی جلیے جاوین گے العباد
 وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَحَلَّوْا الصَّلَاحَاتِ لَيَسْخَرَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ بَلْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا
 فَهُمْ فِي لَدُنْهِ وَقَدْ لَعَنَهُ اللَّهُ وَلَهُمْ فِي النَّارِ أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَهُمْ فِيهَا
 قُلُوبٌ خَائِفَةٌ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُغْنِ عَنْهُمْ كَثْرَتُ ثَمَرِهِمْ وَلَا يَأْتِيهِمْ
 فِيهَا زَوْجٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ فِيهَا مُّوَدَّعُونَ

خلیفہ کیا تھا اور اس سے پہلے ان کو اور البتہ عمار سے گا اور ان کے واسطے دین اذکار کا پسند کر دیا
 اور ان کے واسطے اور البتہ بدل گیا اور ان کے خوف کے بعد اس میں انتہی پہ و حدہ اللہ تعالیٰ نے اہل سنت
 کے خلفاء اور ائمہ کے ساتھ وفاق فرمایا اور ان کے مخالفین کو آج تک ذلیل و رعیت بنا کر رکھا اور
 قریب قیامت تک ایسی ہی رہیں گے یہاں تک کہ امام مہدی بھی اس وعدے کے موافق سر پر
 عزت و خلافت پر جلوہ فرما دیں گے اور حدیث شریف میں ہے کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
 اللہ تعالیٰ نے ان کی قیامت پر دشمنی بھی مسلط نہ ہوگا چنانچہ آج تک مسلمانوں پر کہ تمام امت بھی انہیں
 کی سحر و رعیت نہ ہوئی اس سے بھی مذہب ہند یون کا باطل ہو تاؤ کیونکہ اگر یہی امت محمدی
 ہوتے تو یہیں سوچا جاسکتا ہے کہ انہیں کے قبضہ اقتدار میں کاسے کو گرفتار رکھتے و لیاؤ اور
 اخراج نعیم بن حمار عن محمد بن الحنفیۃ قال کنا عند علی فی فسالہ رجل عن الہدیۃ
 فقال حیما ت شر عند بید لا تشعأ فقال ذلک یخرج فی آخر الزمان اذا قبل للرجل اللہ
 اللہ قال لیس اللہ له قوم فوفا کفر السیما یولف بین قلوبہم لا یستحقون حبس علی علیہ السلام
 فیہم ولا یفرحون باحد دخل فیہم علی علی اصحاب بدر لیس یقیم الہ ولون ولا
 یدر اهل خراون و علی علی اصحاب طالوت الذین جاؤ و امعد النہر یعنی
 نعیم بن حمار نے حضرت بن حنفیہ سے روایت کی کہ فرمایا تھے ہم باپن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 پر چھا حضرت سے ایک شخص نے احوال مہدی کا پس فرمایا کہ دوری بھر عقید کیا اپنے ہاتھ میں
 نو کا پھر فرمایا یہ نیکے گا آخر زمان میں جس وقت کہ کہا جاوے گا اور اس مرد سے کہ ڈر اللہ سے
 ڈر اللہ سے یعنی ہجر و اگر خدا کے واسطے دیکر ڈر بتا کر اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرینگے فرمایا
 پس جمع کر گیا اللہ تعالیٰ ان کے واسطے ایک قوم انک یز ما نذر زین ابیہ کے کہ ان کے ہاتھ میں
 الفت ہوگی نہ وحشت کرینگے کسی کے جانے پر اور نہ خوش ہو گئے کسی کے آئے پر نہ ان میں
 اصحاب بدر برابر ہو گئے نہ سبقت لے گئے اور نہ اول والے اور نہ ان کے مقام کو پاؤں کے
 پچھلے لوگ اور نہ ان اصحاب طالوت ہو گئے جو کہ ان کے ہمراہ نہر سے پار اور ترے تھے انہی
 عالم میان مہدی رسالت عارفہ میں لکھتے ہیں موافق اس قول کے نیکے حضرت مہدی موعود علیہ السلام
 سر نصوحی میں بھر جمع کیا اللہ تعالیٰ آپ کے لیے قوم کو گروہ نزاری کرتی ہاری طلب

یہاں تک کہ امام مہدی بھی اس وعدے کے موافق سر پر عزت و خلافت پر جلوہ فرما دیں گے

دیکھو ان کے عقیدے کے ساتھ کہ ان کے قبضہ اقتدار میں کاسے کو گرفتار رکھتے و لیاؤ اور اخراج نعیم بن حمار عن محمد بن الحنفیۃ قال کنا عند علی فی فسالہ رجل عن الہدیۃ فقال حیما ت شر عند بید لا تشعأ فقال ذلک یخرج فی آخر الزمان اذا قبل للرجل اللہ اللہ قال لیس اللہ له قوم فوفا کفر السیما یولف بین قلوبہم لا یستحقون حبس علی علیہ السلام فیہم ولا یفرحون باحد دخل فیہم علی علی اصحاب بدر لیس یقیم الہ ولون ولا یدر اهل خراون و علی علی اصحاب طالوت الذین جاؤ و امعد النہر یعنی نعیم بن حمار نے حضرت بن حنفیہ سے روایت کی کہ فرمایا تھے ہم باپن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر چھا حضرت سے ایک شخص نے احوال مہدی کا پس فرمایا کہ دوری بھر عقید کیا اپنے ہاتھ میں نو کا پھر فرمایا یہ نیکے گا آخر زمان میں جس وقت کہ کہا جاوے گا اور اس مرد سے کہ ڈر اللہ سے ڈر اللہ سے یعنی ہجر و اگر خدا کے واسطے دیکر ڈر بتا کر اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرینگے فرمایا پس جمع کر گیا اللہ تعالیٰ ان کے واسطے ایک قوم انک یز ما نذر زین ابیہ کے کہ ان کے ہاتھ میں الفت ہوگی نہ وحشت کرینگے کسی کے جانے پر اور نہ خوش ہو گئے کسی کے آئے پر نہ ان میں اصحاب بدر برابر ہو گئے نہ سبقت لے گئے اور نہ اول والے اور نہ ان کے مقام کو پاؤں کے پچھلے لوگ اور نہ ان اصحاب طالوت ہو گئے جو کہ ان کے ہمراہ نہر سے پار اور ترے تھے انہی عالم میان مہدی رسالت عارفہ میں لکھتے ہیں موافق اس قول کے نیکے حضرت مہدی موعود علیہ السلام سر نصوحی میں بھر جمع کیا اللہ تعالیٰ آپ کے لیے قوم کو گروہ نزاری کرتی ہاری طلب

البتہ قابل مین اور عشق و محبت مین اوسکے مانند زاری بادل کے بعد اسکے بروایت عبدالمک
 سجادی دہی کے اپنے مہدی کے اصحاب کا رونا وغیرہ نقل کیا بعد اوسکے اپنے پیر سید یحییٰ کے
 روستے کا احوال نقل کیا پھر کہا کہ ای برادر قوم مہدی مین ایسے لوگ اب تک بھی موجود ہیں بتادیر
 اشارہ اپنی ذات کی طرف کیا جواب حاصل کلام دوام مین ایک یہ کہ صفات منقولہ روایت
 مذکورہ انکے مہدی کے اصحاب مین موجود ہیں پس حقیقت مہدویت پر دلیل مین اور یہ سخن بیکار
 محض ہو اس واسطے کہ صفات مذکورہ خصائص مہدی سے نہیں ہیں کہ کسی دوسری جگہ چاہا وین
 بل تمام کاملین و طالپان حق اس صفات سے متصف ہوا کرتے ہیں البتہ مہدی کے اصحاب
 یہ صفات بدرجہ کمال موجود ہونگے کہ اس مقام مین متاخرین سے پیش قدم اور متقدمین کے
 ہم قدم ہونگے مراد متقدمین سے اس کے چنانچہ مین یعنی اولیاء اللہ کیونکہ مطابق تفصیل
 راجع طرفت بھیجش و چشموں کے ہوا یعنی نہ انبیاء و صحابہ کرام کہ بقرہ فیہ لصوص صحیحہ کہ اوکی
 تفصیل مین وارد ہیں اس تقیم سے مستثنیٰ ہیں اور اس کمال انسانی کائنات زلف کشیچہ ہونہ
 مین مشکل ہو کہ دعویٰ بلا دلیل ہو اور شخص اپنے تئیں اور اپنے پیشواؤں کے تئیں کامل و مثیل
 سمجھتا ہو یہ کچھ کام نہیں آتا ہی کہاں سے ثابت ہو کہ انکے نفوس کمال باطنیہ کہ متصف تھے
 ابراہیم و حب جاہ یہ حرکات گریہ و بکا اور ریاضات بجا و بیجا ان سے سرزد ہوتے تھے بلکہ عشق
 انی متبادر و ظاہری کیونکہ ماریعات کا صحت اعتقادات پر ہی اور مدد صحت اعتقادات کا بقا
 ناسب و منت و اجماع است پر ہی اور بیان مواہب بالکسوف اقع ہوا کہ خود انکے مرشد و جنمائے
 ان تینوں کو پس لپیٹ ڈال دیا کتاب اجماع کی مخالفت چاہا اس سلسلے سے ثابت ہو اور منت کی
 مخالفت کا خود اس بزرگ نے اپنی زبان سے اقرار کیا کہ بارہا کہا کہ جو حدیث رسول اللہ کی اس
 دیکے مال کے مخالفت ہو اوسکو مین تسلیم و قبول نہیں کرتا ہوں پس اتباع اپنے ہر شخص
 ہوئی کہ حد ہا احادیث صحیحہ اپنے مال کے مخالفت دیکھ کر رو کر دین مسلمان اسکا نام ہو کہ اپنے
 مال و اخلاق کو مطابق اقوال و افعال حضرت رسالت پناہ کے کرے نہ کہ حضرت رسالت
 مال و اقوال کو اپنے مطابق کرے مثل مشہور ہو کہ پیاسا کنوئین کے پیاس جانا ہو نہ کنوئین پیاس
 لے پاس آتا ہی یہاں ہی آیت صادق آئی کہ افرأیت من اتخذ ایتہ کھوا کا یعنی کیا

پس دیکھا تو نے اور شخص کو کہ بتایا مسعود اپنا خوش نفس اپنے کو نظم فرما کر خوش روزہ رکھتا
 و مضافاً لیکن میفرماتے بر مصطفیٰ و غلات پیمبر کسی روز گزیدہ کہ ہرگز بمنزل سخاوت نہ رسیدہ
 اور ظاہر ہو کہ بغیر صحت اعتقادیات کے خالی روزہ پائیکنا کیا کام آتا ہو متعجب نہ ہو اگر گریہ میسر نہ
 وصال و صد سال ہی تو ان بہت ناگرسین، اور ریاضات بھی سب بیکار ہو جاتے ہیں کیا
 تمکو معلوم نہیں ہو کہ حواج کس قدر عبادات و ریاضات شاقہ کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت
 اپنے اصحاب کو فرمایا کہ تمہارا نماز روزہ اور کئے لازد روزے کے سامنے حقیر معلوم ہو گا کہ
 قرآن اور کئے مقدم سے تجاوز کر کے مسعود قبول کو نہ پونچھے گا اور دین سے ایسے خارج ہو سکے
 جیسا کہ تیر نشان سے باہر دیا ہو جاتا ہے کہ کچھ ترادس میں آنوگی نشان کا نہیں رہتا اپنی
 مختصر الکمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھئے کہ فساد اعتقاد سے کس قدر مجرمی و عداوت
 ہوئی اور ریاضات سب تباہ ہوئیں اسطرح جو کج و سیرگی و گناہیں کس قدر عداوت
 ریاضات اور ٹھاتے ہیں کہ مذہبیوں سے اسکا عشرتیں بھی نہیں ہو سکتا ہی حالانکہ وہ سب
 بجا و مشورہ ہی چاہئے حق تعالیٰ فرماتا ہے وَقَدْ مَنَّا اِلٰی مَا عٰلَمُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُمْ لَهَا لَهْوًا مُّشْغَوٰی
 و دوسرا امر یہ ہے کہ جناب لایت مآبے در بیان اس کلام کے لو کا عقد کیا اس سے ہمدی
 اشارہ نو سو برس کا سمجھتے ہیں اور اوس سے اپنے شیخ نو صدی کی حقیقت ہمدیٹ پر ہند لال
 کو تے ہیں لیکن یہ ہند لال ممنوع ہی اس واسطے کہ نو سو کی کوئی روایت وار نہیں ہوئی البتہ
 نو برس مدت سلطنت ہمدی کے روایات وارد ہوئے ہیں پس وہ روایات دلیل ہیں احباب پر
 کہ اس روایت میں عقد نو نو برس خلافت کی طرف اشارت ہے اور یہ احتمال جیسا کہ مطابق روایت
 ہی موافق روایت کے بھی ہے کہ ہر عاقل کہے گا کہ نو سے نو برس ہوں یا نو صدی ہوں پورہ
 ہوں سمجھنا برابر ہی نہ یہ کہ نو سے نو سو برس سمجھنا کہ مخالفت و لالت و منافیہ عقود کے ہی استوار
 کہ راضی عقود نے نو عقد واسطے آقا کے وضع کیے اور نو عقد واسطے عشق کے وضع کیے ہیں
 اب جیسا کہ آقا سے عشرت مراد لینا غلطی و بیانی سات یعنی سیکڑے مراد لینا غلطی و
 غلطی اور سلاویہ ہے کہ اہل البیت اور ای پافینہ میں بغیر حضرت محمد بن حنیفہ کہ راوی اس کلام کے
 میں باور اور وقت نہ تھے اور ظاہر ہے کہ ماضیہ اسباب معلوم ہو سکے قرآن، ہالہ اور قائل

کلام کو غائبین سے بہتر سمجھتے ہیں چہ جائیکہ وہ حاضر منظم کا فرزند صاحب و ربیہ فضل و کمال
 ہو جو جیسا کہ وہ اپنے والد بزرگوار کے اصطلاحات و رموز و اشارات کے سمجھنے کی مہارت رکھتا
 ہو گا غائبین کے باوجود بعد مکانی و زمانی کے نہم و فراست میں اس کے ادنیٰ غلاموں کے ہنگام
 بیچو بیچتے ہوں اس کے ساتھ کیا نسبت رکھتے ہونگے پس جبکہ وہ اس کلام سے نو سو برس
 پہلے سمجھے دو ستر نکا سمجھنا غلط فہمی ہی اور حضرت محمد بن حنفیہ اپنی اسکل و تحفین سے فرماتے ہیں کہ مہدی
 سنہ دو سو میں قائم ہو گئے چنانچہ نعیم کی روایت میں موجود وہی پس ظاہر ہو کہ اگر اپنے والد
 منہل التجائب سے کچھ سچی شازہ نو سو کا پایا ہوتا ہے قیاس کا ہے کہ دوڑا تے پس
 احتمال نو برس خلافت کا نہایت دلائل و معقول ہی اور نو سو کا بغایت پھر دہریہ و اذاجاء
 الاحتمال بطل الاستدلال دلیل میر دہم عالم میان سالہ معارضہ میں رسالہ ہرمان
 نقل کرتے ہیں وَجَّاهُ لِلطَّالِقِينَ فَإِنَّ لِلَّهِ مَا لَمْ يُكَلِّمْهُمُ اللَّهُ مِنْ ذَمِّهِ وَلَا فَضْلِهِ وَلَكِنْ
 يَخْتَارُ حَالُ عَمْرٍو اللَّهُ حَقٌّ مَعْرُوفٌ وَهُمْ أَنْصَارُ الْمُؤْمِنِينَ فَرَأَى عَلَى رُضَى الدَّعْوَةِ واسطے
 اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں نہیں ہیں بروہا اور سونے سے و لیکن وہ مرد ہیں عارفان بالبدجو
 حق معرفت کا ہی یہ مرد انصار ہیں مہدی کے ای برادر یہ سبک صاف موجود تھے حضرت مہدی
 علیہ السلام میں جو اب حبیب اس قوم کی خیانتیں اور تحریفات دریافت کرتے کرتے تھک گیا
 مگر یہ لوگ اس فعل سے نہ تھکے اگر ایک شخص ہو اس کا حساب ہو سکتا ہی بیان ہر وقت خلاف
 تک پیر سے مرید تک سب ہی ہمیشہ رکھتے ہیں سو کا خداوند سر بیع الحساب کے کوئی اس کا حساب
 نہیں کر سکتا ہی مگر بقولیکہ مَا لَا يَدْرِي ذَلِكَ كَلَامُهُ لَا يَتُوكَ كَلَامُهُ اوس پر یا کا ایک نقطہ اس شخص میں
 لکھا گیا ہو ابھی عالم میان اور اوس کے بزرگوں کی اس شتم کی خوبیاں اور بزرگیان و دلائل گذشتہ
 میں بیان ہو چکی ہیں اوس کو دیر نہ ہوئی تھی کہ پھر میان مذکور نے اندیشہ وہی پیشہ اس
 روایت میں بھی اختیار کیا کہ وَجَّاهُ لِلطَّالِقِينَ لَوْ كُنْهُمْ كَلَامُهُ مَرْتَضَى میں موجود تھا وَجَّاهُ لِلطَّالِقِينَ
 مرد یا دوسرے کہ ترجمہ اس کا بالکل اور ادا تیسرے یہ کہ بھانڈو اس کے ترجمے میں سے ہوا کہ میر
 او کی راج طرط طالقان کے تھی بالکل کا لالہ جو تھے یہ کہ ہمارا حال میں سے بھی ہوا کہ نکال دلا
 بب اتنی ہاتھ چالاکی کر کے باقی روایت کو اپنے مہدی پر منطبق کر دیا کیونکہ ان الفاظ ہوتے ہو

دلیل نہیں دیا گیا کلام میر تقی میر کی کتاب میں
 سنیہ خانیہ نقیہ و مرقیہ اس کے آثار میں درج ہے

یہی روایت انکے ہمدی کی تلمذ میں کرنی ہو اس واسطے کہ طالبان جیسا کہ قاضیوں میں لکھا ہے ایک
 قریب ہی درمیان پنج اور مرو کے اور ایک شہر پانچ گنے کا نام بھی ہو درمیان تزدتین اور ابرہ کے
 کہ صاحب اسمعیل بن عباد وہ بن کاہر غرض کہ جناب مرتضوی کے کلام میں طالبان نام مقام
 میان مذکور ہے اور کو بیعت ثنہ کا کھنکھلاہ کے سبب اور سکاہر و رالیار کر کے لفظ القبر
 لیکن جبکہ اعراب اس خوبی سے صحیح کر چکے معنی میں ویسی حیران رستے کہ دو جاضیرین لفظ
 کی اسکی طرف راجع دیکھ کر گمراہی کے ہاں یہ واحد نمونہ یا جمع کی ہو اور میان سے ترجمہ
 یکھ نہ بن سکا یا رانا ہاں تھو یا دایا ہاں گون کی پڑھی ہوئی سوروشی پھری نکال کر ترجمہ میں سب کو
 جہاں کر اپنی مٹی خبارت تراش لی کہ میان کون پونچھتا ہو قیامت میں جیسا کہ ولایت دعوی
 کر چکے کہ میرے کلام کو کفر ہو نہت کر کے مجھ پر کیوں اتہام کیا دہان کی بھگتان وہی بھگات
 لین گے شہر عاقبت کی خبر خدا جانے اب تو آرام سے گندتی ہو جب یہ حال دن میں لگا ہو
 کہ مسند ارتداد و فلاحت ہمدی پر بیٹھے ہیں اور اپنا لقب صادقین ٹھہراتے ہیں تو اس پر حال
 دیگر ان اب جناب ولایت صاحب کے کلام کے معنی صحیح لکھ جاتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ کلام ولایت
 ہماری دلیل ہو نہ ہمدیوں کی اور جناب مرتضوی انکے ہمدی کی تلمذ میں کر رہے ہیں فرماتے ہیں
 کہ رحمت ہو مقام طالبان پر کیونکہ اس میں خدا کے خراسان میں کہ چاندی و سونے سے ہیں
 ہیں لیکن اس مقام میں البسے مرد ہیں کہ اونھوں نے خدا کو ہیانا ہو جیسا کہ حق معرفت کا
 اور وہی لوگ انصار اور مددگار ہمدی کے ہوں گے انتہی اب میان جی آپ فرمائیے کہ تمہارے
 ہمدی کے کون کون سے طالبانی مرد مددگار انصار تھے حلا وہ کہ تمہارے میران
 مطلقا انصار کا انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے انصار
 و مہاجرین تھے اور ہمدی کے فقط مہاجرین ہونگے انصار نہ ہونگے لہذا کہ جناب
 اسد اللہ غالب ہمدی آئندہ کا ذکر فرما رہے ہیں تمہارے ہمدی کا ذکر نہیں ہو شہر تھے کیا
 کام ہو مولیٰ علی سے ہوا اپنے شیخ ہمدی کو منالے و دلیل چہار و ہم بقیہ حادث
 و آثار سالہ معارضہ منہما ما الخرجہ التومذی یلیا رجل من اجل بیٹی بواسطے
 اسمہ اسمی یعنی والی ہوگا ایک مرد اہل بیت میرے موافق ہو نام اسکا میرے نام کے

دلیل چہار و ہم بقیہ حادث
 و آثار سالہ معارضہ منہما ما الخرجہ التومذی یلیا رجل من اجل بیٹی بواسطے
 اسمہ اسمی یعنی والی ہوگا ایک مرد اہل بیت میرے موافق ہو نام اسکا میرے نام کے

انتہی ہاں جماعت کثیر عالموں سے امیرن سے فقیرون سے تصدیق و اطاعت کی
 آپ کی توکر و باحق تعالیٰ آپ کو والی اہل بیت سے ہمنام بننا محمد صلی اللہ علیہ وسلم و منہما ما اخرجہ
 ابن ماجہ کیون فی امتی المہدی ان قصہ شیعہ و اکہ فتشع فتشع فیہ امتی فتشع فیہ فتشع
 متلہا و طقتی اکلہا و لا تدرہا منہا شیخ و المال یومئذ لکد و من یبغی میری امت
 میں مہدی ہوگا اگر کم زندگی کرے گا تو سات و گرنہ و پھر بر نعمت ہوگی و میں میری امت
 ایسی نعمت سے کہ نہ پر نعمت ہوگی و یسا کبھی دیے جائیگی ثرات اپنے اور نہ ذخیرہ و جو کچھ
 کوئی اولئے کوئی چیز اور مال اس وز مثل خرمن یا پمال کے ہوگا انتہی ثرات سے مراد وہ فائدہ
 ہیں کہ جبکہ لیے انسان پیدا ہو اہی ہاں موافق اس حدیث شریف کے کہ لو سوا ایک
 ہجری پر بیت اللہ شریف میں حضرت نے دعویٰ میں اتبعی موتی و میں کا آشکار کیا پھر چپ
 ہوئے پھر نو سو تین ہجری پر احمد آباد گجرات میں دعویٰ مہدویت کا کیا پھر چپ ہوئے
 پھر نو سو پانچ ہجری میں شہر بدین میں علانیہ دعویٰ مہدویت کا اور دعویٰ تصدیق فرض
 انکار کفر کا صاف صاف کیا پھر جبکہ ہے بلکہ ہمیشہ اسی عوسے پر وفات تک ضرورتاً بت
 سے اس دعویٰ کو دعویٰ مہدویت کہتے ہیں پھر حضرت کے وقت میں بر نعمت ہوئی امت
 نعمتون ولایت محمدیہ سے مثل ترک دنیا اللہ بیدار خدا تعالیٰ اور توکل آم و ذکر و دہم و غزلت
 و رویت خوالی و تلوی و بصری و غیر کے جو احکام مطلق ولایت محمدیہ میں اور دے گئے فائدہ
 و فرائد پیش انسان کے مثل دنیا نفسین شہی و بقا شہود ذاتی و تجلیات جبروتی و لاہوتی کے
 اکثر ایک دم میں اور دنیا اور اہل دنیا اسکے نزدیک نہایت ذلیل تھے اور مال اس وز انکی مبارک
 نظرون میں پامال ہو گیا تھا انتہی فقرا و منہما ما اخرجہ ابن ماجہ قال رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم یخرج ناس من المشرق فیوطعون المشرق یعنی سلطانہ
 یعنی فرمایا حضرت نے کہ کئی کئی آدمی مشرق سے پامال کر چکے سلطنت کو مہدی کی یا فتی
 کریں گے مہدی کی ہاں موافق اس حدیث کے کئی بار خروج کر چکے ہندیان جو مشرقی ہیں حضرت
 مہدی کی قوم مبارک پرچہ حضرت کی سلطنت میں اور کئی بار پامال کر چکے قتل اخرج و جس و
 ضرب اور انواع و اقسام سے اور پھر قیامت تک اس کے رہیں گے اور معنی و طائے مہدویت

مدبر اسرار و لا تدخر الارض شیئاً من النبات و يكون المال کذا و ساء یقوم الرجل
 بقول یا مہدی احطنی فیقول خذ ان دون و لون مدیون من شئ کا بیان انبات کہ
 کردیا گیا پس معلوم ہوا کہ مراد اہل سے خیرات و نباتات زمینیں ہیں اور تاویل مہدی کی
 غلطی اور چونکہ یہ مال انکے مہدی کے وقت میں موجود نہوا حدیث مذکور انکی مہدویت کا
 ابطال کرتی ہے نہ انبات آواز اس کتاب کے مطالعہ کرنے والوں تکو یہ بات واضح ہوگی کہ ان
 مہدی متنازع فیہ کو کہ سپین مراد اللہ کے لئے ہیں حق سبحانہ تعالیٰ نے ایک تاثیر عجیب بخشی ہے
 کہ جو انکے گردہ میں داخل ہوا اور انکا مصدق بنا اور سکو قرآن و حدیث سمجھنے کا ایک نادر سلیقہ
 اور طریقت لقیہ ہاتھ لگتا ہے کہ خداوند ہستہ انکے منکر و ن کو وہ ہاتھ نہیں آتا ہر چنانچہ دلائل سابقہ
 جایی انکے فہم کی فرمایاں بیان کی گئیں اور آئندہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ ہی تذکرہ رہے گا وہی فہم میرا
 اس حدیث میں بھی کار آیا اور اسی کا ترجمہ ہو کہ و المال یتو متین کذا و ساء کا ترجمہ کرے کہ ہوں
 اور مال میں در مثل خرمن پامال کے ہوگا یہ بزرگ اس مقام میں ایسا سمجھیں کہ کاف جار اور
 مجروری اور معنی خرمن پامال کے ہے حالانکہ اس میں سے ایک بات بھی صحیح نہیں ہے دوسرے مصدق ہی بھی
 کو متن بیای کے معنی خرمن کے نہیں ہے علاوہ یہ کہ یہاں دوسرے کہاں ہے اور کات جار کہاں ہے بلکہ
 حرف اصلی وجہ کلامی اس واسطے کہ یہ لفظ کذا و ساء ہی مراد ہے فقول کے جمع کذا و ساء کی کہ ہر وزن
 فعل کے معنی خرمن کے ہے اور معنی یہ ہیں کہ مال اس وزن خرمن ہا و ساء ہا ہوگا پس فقرہ بھی اللہ
 کرتا ہے کہ ماقبل میں بھی ذکر خیرات زمینی کا ہے اور تکذیب کرتا ہے انکے مہدی کی کہ مال اس کے وقت
 میں خرمن نہ تھا بلکہ مارے بھوکوں کے اس کے مرید ہلاک ہوتے تھے چنانچہ مالک سند ہر
 چور اسی بد فاقہ کشی سے مر گیا جیسا کہ مطلع الولایت میں مذکور ہے پس فقرہ عالم بیان کی کہ مال
 انکی نظروں میں پامال ہو گیا تھا رایگان و برباد ہو گئی حیرت ہے کہ مصنفین مہدویہ بار و
 اکو بھی نہیں پہچانتے ہیں اس قدر سمجھ میں نہ آیا کہ دار فطنی وغیرہ کی روایت میں کیوں اللہ
 کہ دسا موجود ہے یہ جار و مجرور منصوب کسطرح ہو گیا انصاف کیا جاسیے کہ اس قدر مست
 قرآن و احادیث میں بلا تاویل دیالات کرتے ہیں اور اضرار معانی اور فاضل انی کا ترجمہ
 اور رسالہ معارفہ الروایات تصنیف کرتے ہیں اور رسالہ شہادت الفتاویٰ میں شیخ ابن حجر

غلطی از تصدیق مہدی متنازع فیہ کیا ہوا حال بیان
 در بیان جار و مجرور و اس کی تفسیر میں غلطی کی گئی ہے
 اور یہ رسالہ شیخ ابن حجر کی تفسیر و تفسیر ہے

آئینہ ہدایت کا رو کرتے ہیں اور معتقدین غلبین سجا کر گودتے ہیں کہ میان کے ہاتھ سے
 کیا کام ہوا ہے کہ ایسے ایسے علمائے نامدار کا رد لکھ دیا شعر مناسب دو چیمری شکن قدر شعر لاف
 تحسین ناشناس و سکوت سخن شناس ہاب باقی روایات کے اعلیٰ لاف سے اعراض و اغماض کر کے
 قصہ تضر کیا جاتا ہے کہ روایت سوم میں مشرق سے مراد مشرقی بلاد ہندی ہو اس واسطے کہ جس کا
 واقعہ بیان ہوتا ہے اسی کے جہات مراد ہو کرتے ہیں نہ منکر کہ پس ہندی موضوع خود انھیں بلاد
 مشرقیہ سے تھے اور یہ حدیث صادق نہیں ہے اور اس کی طرح لفظ سلطنت بھی قوم ہندی سے
 کہ ایک جماعت درپیش و فقر ہے غیر صادق ہے اور روایت چہارم میں ہندی مذکور ہے جو مراد بیان
 کی ہے لفظ بزرگ اور فی بقعہ ہل الارض کا اس کو رد کرتا ہے اس واسطے کہ دل سینے میں ہوا کرتے ہیں بجز ازل
 میں نہیں رہتے ہیں چنانچہ کریمہ لکھنؤ فی القلوب الکی فی الصدور و ما جعل اللہ لرجل
 حق قلبیہ فی جوفہ اس پر شاہد ہے اور علاوہ یہ کہ اگر مراد سب کرنا لگڑی کا ہے جیسا کہ ظاہر ہے
 تو قطع نظر اس کے ثبوت سے اور قطع نظر اس سے کہ یہ کثر ثمرہ فیل عادی ثلثہ مہدویت کے
 واقع ہوا ہے چنانچہ باب دوم سے وقت ملاقات شد نظام فاروقی کے معلوم ہوتا ہے پس علامت
 مہدویت سے اس کو کیا علاقہ تب بھی موجب ال انکہ ہندی کے مثبت مہدویت نہیں ہے اس واسطے
 کہ یہ کام بازی کر سکتے ہیں اور اگر مراد دلون کا سب کرنا ہے تو وہ بھی مثل مہدویت کے دعویٰ کا
 محض ہے اس کا بھی اثبات چاہیے جیسا کہ چھٹی روایت بھی دعویٰ محض ہے اس کا بھی اثبات چاہیے
 اور ظاہر ہے کہ جب تک معاملہ باطنی ثابت نہ کیا جاوے فقط ظاہری ہیثیت کہ کسی کیا کام آتی ہے
 ایک دعویٰ سے قبل اثبات کے دوسرے دعویٰ پایہ ثبوت کو نہیں پہنچ سکتا ہے بلکہ طریق اثبات
 مہدویت کا یہ ہے کہ کوئی علامت مختصہ ہندی کہ بروایت صحیح ثابت ہو اور وہ شخص متنازع فیہ میں
 پائی جاوے اس طور پر کہ اس کا وجود اس شخص میں خصم کے نزدیک بھی مسلم ہو یہ قیود اس واسطے
 ہیں کہ اگر وہ ان خصوصیات مہدویت سے نہیں ہے یا بروایت صحیح ثابت نہیں ہے تو اس کے پائے جانے
 سے مہدویت کس طرح ثابت ہو سکتی ہو اور ایسی ہی با این ہمارا اس کا وجود شخص متنازع فیہ
 میں خصم کے نزدیک غیر مسلم ہے تو وہ بھی مثل مہدویت کے ایک دعویٰ محض ہوا اول اس کا اثبات
 چاہیے پھر اس سے مہدویت کو ثابت کرنا چاہیے اب تم لوگ اپنے ہندی کے احوال ملاحظہ

وغيره كدليل مذهبك في تحريكه هو به شبه قاعده هي اوسكا وجودها نرد ديك غير مسلم و اسوا
 ع باطل است انجدهي كويك اول اوسكا انتباهات بلهيه او بايخو بن روايت بن عمال كني تفسير غني
 كمر غلط هي اسوايه كعالم من مراد عالمان فده مات ملكات بين شل تفصيل مذكرات مخرج وغيره
 جنانة قرآن بين بركه و الكاردين كايها او چونكه مدي متنازع فيه نه ملكه كسخته تحييه عالمان ملك
 به روايت او نكي مؤيد بنين هي بلكه كدب بركه دليل بايخو و هم لبقية احاديث اناس راجع الالبصا
 منها ما قال علي رضي الله عنه قلت يا رسول الله اوتنا الهدي اعر من غيرنا
 فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم بل منا ختم الله به الدارين اي الطهرين با تهر الطهرين
 في زمانه و اوصل اجابه في مناهل المفسرين والصد يقين فله اسل المشاطة و النقا
 و المكلمة و لكن لا يفر في حركه الله و اولياؤه كما قال تعالى اوليائي تحت تباي
 لا يفر فيهم فخرج هذا الحديث جماعة من الخفا في كنبه و منهم ابو العباس
 الطبراني و ابو نعيم الاصبهاني و عبد الرحمن بن حاتم و ابو عبد الله نعيم بن حماد
 وغيرهم و منهم ما روي عن جابر بن سبيد الله رضي الله عنه قال دخل رجل على علي بن
 محمد بن علي رضي الله عنه فقال له اقبض مني حد الخمسة درهم فاحرقه مالي
 فقال له ابو جعفر خذ ما انت فضعها في جيرانك من اجل الاسلام و المساكين من
 اخوانك المسلمين ثم اذا قام منهد ينا اصل البيت قسم بالسوية و عدل في
 الرعية فمن اطاعه فقد طاع الله و من عصاه فقد عصى الله اخرجه الامام
 ابو عبد الله نعيم بن حماد في كتاب الفتن قلت قد وجدته بالقبية بالسوية و العدل
 في الرعية اي فممن اطاعه فقد اطاع الله و اما من عصاه فقد عصى الله فالقبيل
 عدله و منها ما روي عن كعب كاحبار ان قال لي لاجد الهدي مكتوبا في
 اسفار الانبياء ما في حكمه ظلم و لا عيب اخرجه الامام ابو عبد الله نعيم بن حماد
 قلت قد تحقق الرواية عن الحسن انه قال ذكر في كتاب الله و كتب الانبياء
 و لم يكن في حكمه ظلم و لا عيب كما هو المشهور و منها ما روي عن الحارث بن
 المغيرة البصري قال قلت لابي عبد الله الحسن بن علي كرم الله وجهه باي شيء

المراد من غلط هي او غير غلط
 و كذا في نسخة اخرى
 و كذا في نسخة اخرى
 و كذا في نسخة اخرى

يعرف الامام المهدي قال بالسكينة والوقار قلت وبأي شيء قال بعفته الحلال والحرام
وعجاجة الناس اليه ولا يحتاج الى احد قلت صدق الحارث هكذا كان المهدي
ومنها ما روي عن علي بن الهريثي عن ابيه قال دخلت على رسول الله صلى الله
عليه وسلم وهو في الحالة التي قبض فيها فاذا فاطمة عند راسه والحديث
طويل ذكرني اخرها فاطمة والذي بعثني بالحق ان منها مهدي هذه الامة
اذا صارت الدنيا مرجاً مرجاً وتطامرت الفتن وانقطعت السبل واغار بعضهم بعضاً
فلا كبير يرحم صغيراً ولا صغير يوقر كبيراً فيبعث الله عند ذلك من اهل بيته
حصون الضلالة وقلوباً غلفاً يقوم بالدين في اخر الزمان كما تمت به في اول
الزمان اخرجه الحافظ ابو نعيم الاصفهاني في صفة المهدي فانظر ايها
المنصف الى قوله عليه السلام وقلوباً غلفاً وهو تفسير لقوله حصون الضلالة
فعلما ان المهدي يفتح القلوب الغلف بقبضه فيسلو صاعداً له وهذا معنى قوله
الارض فسطاً وعدلاً كما ملئت جوراً وظلماً كما ذكر الامام احمد بن حنبل في
مسنده ويلاً الله قلوباً صفة محمد غني ويسعهم عدله ومنها ما روي عن
عبد الله بن عطاء قال سألت ابا جعفر محمد بن علي فقلت اذ اخرج المهدي
بأي سيرة يسير قال يمد مفاصله كما صنع رسول الله صلى الله عليه وسلم و
يستأنف الاسلام جديد الكذا في عقد الدرر اي يعدم البدع وما اظلم
المجتهدون فيه من العمليات والا اعتقادات وهذا من خصائصه كما ذكرنا
قبل ويدل عليه قوله عليه السلام يقوم بالدين في اخر الزمان كما
تمت به في اول الزمان اذ لو لم يحكم بخطيئة المخطئين لا يقوم بالدين
كما قام به النبي صلى الله عليه وسلم فعلم ان المهدي يكون حاكماً بين المذهب
كما ذكرت قبل ومنها ما روي عن علي بن ابي طالب في قصة المهدي
قال ولا يتوكل بدعة الا اذا لم يزل سنة الا اقامها كذا في عقد الدرر
ومعنى هذا القول انه يكون فاعلاً بنفسه وامراً للغير وهذا المعنى مؤيد

بما ذكر الشيخ سعدى بالفارسية بهيت يثيى كه ناكرو قرآن درست به كتب خانه چنده
 لمش بشت : اى حكيم بنسخه يفسد ق المؤمنون بالظلمة منسوخة لان الكمية
 السماوية مغسولة بالماء بل مغسولة عن قلوب من امن به اى علمه منسوخه و
 المنقولات من عقد الابر وان كان بعضها ضعافا لكن لما وجدت
 فيمن ادعى ظمرا لها كانت صحاحا في نفس الامم وان لم تبلغ درجتها جواب
 حقيقت حال يهى كه احاديث نهايت مخالفت بين احوال مهدى من تاريخ فيه سے اور كلام
 رسول خدا صلى الله عليه وسلم كاسر تكذيب ابطال انكا كرتا ي اسواسطه مهدى لوگ
 وادى حديث بين بحال احتياط دے باؤن چلتے بين جب بعد احاديث آثار ہے مخالفت
 حال كھتے مين وہاں كچھ دعوتين مارتے ہين اگر كوئى حديث مختصر كہ جس مين امرا المہ نام
 تفصيل نہين ہى ہا قصہ لگى اوسكو غيبت جاكرو دعوى مطابقت كا برپا كرتے ہين يا كسى حديث
 كا ايک نكرانہ موافق اور دوسرا مخالفت نظر آيا تو اوس مين قطع و بريد كرس كے بار اؤن
 كو نقل كرتے ہين حالانكہ جب بامعان نظر و انصاف ديكا بانامى تو وہ موافق ہي مخالفت ہونكا
 چنانچہ اس صاحب سراج الابصار نے ايسى كيا كہ حديث اول كے لفظ اول كو نقل كيا اور
 لفظ ثانى كو حذف كيا حالانكہ خدا كے فضل سے وہ نصف اول جسا اپنا شاہد مدعا بنا كرتا
 ہين وہ ہي انكى تكذيب و تخریب كرتا ي اسواسطه كہ تمام حديث ہر ايت فيم من حماد اور ابو حنيم
 يہى كہ عن علي قال قلت يا رسول الله امنا ال محمد بالمهدي آخر من غيرنا فقال لا
 بل متابعي الله به الذين كما فتح منا وبنا يفتدون من الفتنه كما افتدوا من
 الشرك ويناؤك الله بين قلوبهم بعد عداوة الفتنه كما آلف بين قلوبهم
 بعد عداوة الشرك ويناؤك بعد عداوة الفتنه اخوانا كما اصبحوا
 بعد عداوة الشرك اخوانا في دينهم يعني على مرتضى فرماتے ہين كہ عرس كيا ہر
 يا رسول الله مهدى ہم اہليت مين سے ہى يا ہمارے غير سے فرمايا نہين بلکہ ہم ہيں سے خود
 كرسے گا اسد قتالى سبب و سكرے دين كو غيبا كہ شروع كيا بسبب ہمارا اور ہمارے سبب سے
 جاد بگے فتنے سے ہميسا كہ چھٹائے گئے شرك سے اور ہمارے سبب سے موافقت كر ديجا اسد قتالى

اونکے دلوں میں بعد عداوت فتنے کیسا کہ موافقت کر دی اونکے دلوں میں بعد عداوت شرک کے اور
ہمارے سببے ہو جاوینگے بعد عداوت فتنے کے مانند بھائی ہندوؤں کے جیسا کہ ہو گئے بعد عداوت
شرک کے مانند بھائیوں کے سچ دین اپنے کے انتہی خلاصہ حدیث چار باتیں ہیں ایک یہ کہ نسب یا مہر کا
اہل بیت کو پہنچتا ہی دوسری یہ کہ مہدی کے سبب دین انتہا کو پہنچا یعنی کمال پاؤ کا تیسری یہ
کہ جیسا کہ ابتدا میں مسلمان حضرت کے سبب شرک سے نجات پائیں انتہا میں مہدی کے سبب
فتنہ رہا ہم نجات پاوینگے چوتھی یہ کہ مہدی کے سبب مسلمانوں کے دلوں میں اختلاف و عداوت
فتنوں کی جاکر ایسی موافقت ہو جاوے گی کہ مانند بھائیوں کے ہو جاوینگے جیسا کہ بعد بننے عداوت
شرک کے ہو گئے تھے اور شیخ متنازع فیہ میں چاروں باتیں مفقود ہیں اس واسطے کہ دلیل اول میں گذر
کہ نسب کا اہل بیت کو نہیں پہنچتا ہی اور دلیل نے بھی انکے سبب کچھ کمال پایا اس واسطے کہ ان
الدین عند اللہ الا سلام کو دین سے مراد اسلام ہو اور حدیث جبریل سے معلوم ہوتا ہی کہ اسلام
لئے ہیں شہادت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور قائم کرنے نماز اور دینے زکوٰۃ اور روزہ رمضان
اور حج بیت اللہ کو اور اسل اسلام کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے صحابہ و تابعین غیر حامیان دین میں چڑھ
نے ہزار ہا نفسانی نو سو برس میں مشرق سے مغرب تک پھیلا یا تھا شیخ جو نیور نے دعویٰ مہدی
برس کے سب کو مشرق سے مغرب تک اپنے عندیے میں کافر ٹھہرایا اور مشرق و مغرب میں دین کو
وٹھا دیا اور محنت سعی ہزار سالہ برباد کر دی کہ بحر چند ہندیوں کے کہ مسلمین میں کابھی سوال حصہ
انہیں میں کیا کہ مسلمان نہ سمجھائیں ختم دین یعنی کمال میں نہوا بلکہ زوال میں ہوا یونکہ **وَن لِّیَطْفُوْا**
وَصَرَّ اللّٰہُ بِاَفْوَاہِہٖمُ وَاللّٰہُ صَلِّیْہُ خُوْرَہٖ چنانچہ انکے مہدی بھی اس امر مقبول کو سمجھ گئے تھے یا
مطلع الولاہیت میں لکھا ہو کہ جب شیخ جو نیور کو معلوم ہوا کہ ام لہی ہوتا ہی کہ ہندو تھو مہدی ہو عود کیا
نہوں نے عرض کیا کہ اس علی کے اہل ہمارے کیا فائدہ مقصود ہو کیونکہ اب جو شخص ظاہر شریعت محمدی کا
رتا ہی آتش سے نجات پاتا ہی اور میر مہدی ہو نیکی بعد جکو جو قبول کرے گا نقطہ وہی ٹھوس رہے گا اسب
فر ہو جاوینگے انتہی تک پھر اس مہدی کے لغو بلکہ مضر اسلام ہونے کا خیال خود شیخ موصوف کے دہن میں تھا
یا تھا اور یہ اعتراض کیا مقبول تھا کہ انکے دل میں سوئے مہدی کے دلنے والے نے علی سے کچھ جواب
دیا چنانچہ لکھا کہ آٹھ برس تک ہی اعتراض کرنے سے بعد آٹھ برس تک ایک جواب برستی کے

مذہب دین اسلام شیخ جو نیور کے کہ مہدی نہ ہو گئے ہی

شیخ جو نیور نے دعویٰ مہدی کیا تھا

طوری پر ہوا کہ تنہا جاری ہو چکی کر لے گا ماحور ہو گا ورنہ مجبور ہو جائیگا بستی بات سنتے سے نجات پانا
 وہ بھی انہو ایک ہیستور سابق اہل اسلام مبتلا فن میں بلکہ انکے سبب ایک نعتن انکے مذہب کے
 بڑھ گیا جو توحی کتب عداوت جا کر باہم اتفاق ہو جانا اور حدیث موسوی کے سبب اتحاد و اتفاق کے ساتھ
 ہوتا ہے کہ جو لوگ شرک سے چھٹائے گئے ہیں وہی لوگ فتنے سے چھٹائے جاویں گے اور انہیں کے
 دلوں میں اتحاد و الفت ہو جائیگا اور وہ مسلمان ہیں فقط فرقہ ہمدیہ اور ظاہری کہ مسلمانوں میں
 تالیف قلوب نہو لی بلکہ اختلاف و عداوت انکے مذہب کے وقت جو ناسیو مارو تیز ایدہ علاوہ یہ کہ خود
 انکے مذہب ہمدیہ میں بھی جو ہتر فرقے ہو گئے ہیں اور اس قوم کا اعتقاد یہی ہے کہ انکے ہمدیہ فرقہ پر
 کہ سچے کے گروہ میں جو ہتر فرقے ہو گئے ایک ناجی باقی تمام ہلاک ہیں اور فرقہ زیدیہ ہی کہ جامع شہاد
 یعنی عقیدہ خونہ میر پر اعتقاد رکھے چنانچہ انکا شاعر کہتا ہے شعر موعود کے فرمان سون فرقہ ہتر ہیں
 ہلاک ہر اک یہ حدیث بٹھا ہر اک شی نیرار ہو بہ معلوم ہوا کہ ان بزرگ کے سبب اختلاف رشتہ
 دو جہت سے بھی زیادہ ہوا کہ ہتر فرقہ اسلام کے ایک سو بیسٹا لیس فرقہ ہو گئے حدیث ترمذی میں
 وارد ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم لے ان نبی اسرائیل یقتات علی ریشہین و سبعین
 مملکہ و ثقتان اُمّی علی ثلث و سبعین مملکہ کا کہ ہور فی التاریخ مملکہ واحد و قال امین
 ہی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ و اصحابی یعنی تحقیق بنی اسرائیل متفرق ہوئے ہتر ملت اور
 میری امت متفرق ہوگی ہتر ملت پر کہ تمام گاہ میں جاویں گے سو ایک ملت کے سوا ہے عرض کیا کہ اگر
 کون ہی ایک ملت ہی یا رسول اللہ فرمایا جبریل و سیرے اصحاب میں انتی یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمدیہ
 لوگ امت محمدی سے خارج ہیں اس واسطے کہ اگر ذہل امت ہوتے حضرت فرماتے کہ میری امت
 ایک سو بیسٹا لیس پر متفرق ہوگی اور روایت دوم کا مائل یہ ہے کہ ایک شخص نے امام محمد باقر
 رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ مجھے یہ پانسو روایات ہر مال کی زکوٰۃ کے آپ بھیجے آپ نے فرمایا کہ تو ہی
 انکو اپنے ہمساے مسلمانوں ساکین میں تقسیم کر دے پھر جب ہم اہل بیت میں کا ہمدی قائم ہوگا تقسیم
 برابر کی اور عدل عسیت میں کر گیا پس اسکی امامت و نافرمانی خدا کی امامت و نافرمانی ہوگی
 انتہی آپ بنظر انصاف دیکھنا چاہیے کہ اس سوال کے جواب میں تکرر ہمدی کو کچھ مناسب نہیں ہے اور
 جب تک ہمدی کی سلطنت کی طرف اشارہ نہ کیا جاوے جواب موقوف پس حاصل مقام یہ ہے کہ خراج و شہر

وہ فرقہ توحی کہ لالت کر لی اور جو ہتر فرقے ہمدی کے ہست محمدی سے خارج ہیں

وزکوۃ چار پائون چمزدہ اور اسوال تجارت کی تفصیل کر کے اوسکے منہ میں خراج کرنا خلفا و سلاطین
اہل اسلام کا کام مہدی ہی بمنطق اس آیت کے کہ **خُنْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً** اور اسی پر زمانہ
ہوئے آج تک عمل است اسلامیہ کا جلا آتا ہی پس حضرت امام محمد باقر نے کہ مانند اکثر ائمہ اہل بیت کے کہ
سلطنت اور امامت ظاہری نہیں رکھتے تھے اس کام سے انکار فرمایا اور میرا اہل بیت میں سے
مہدی کی طرف اشارہ فرمایا یعنی ہم ائمہ اہل بیت کو بسبب نہونے خلافت و امامت ظاہری کے عہدہ
تحصیل تقسیم زکوۃ کا نہیں ہو البتہ ہم میں امام مہدی کہ امامت ظاہری باطنی دونوں کھتے ہوں گے
زکوۃ وغیرہ تحصیل کریں گے اور پھر بالسویۃ تقسیم کریں گے اور اس لئے کہ سلاطین و خلیفہ زکوۃ کو موقع یہ
صرف نہیں کرتے ہیں تو آپ تحقیق ہمسایہ پر تقسیم کر دے اور یہ گمان نہیں ہو سکتا ہو کہ خود امام کو
زکوۃ دینا اور شمس کو منظور جو اس واسطے کہ ادنیٰ اعلیٰ سب جاہلین کہ نبی ہاشم پر زکوۃ لینا حرام
ہو آپ ثابت ہوا کہ شیخ جو بنو پر امام محمد باقر نے حوالہ نہیں کیا ہو اس واسطے کہ یہ بھی بسبب فقدان
سلطنت کے عہدہ اخذ زکوۃ کا نہیں کھتے ہیں اگر ایسی ہی مطلق لینا درست ہوتا حضرت امام محمد باقر
رضی اللہ عنہ خود ہی لے لیتے پس مثبت بالسویۃ بھی اشارہ طرف سلطنت و خلافت عامہ ہو ورنہ
خیرات کہ درویشانہ ہاتھ لگے اوسکو چلیوں بالکل میں بالسویۃ کھانا کہ انسا مقدسہ بوعظیم الشان تھا
کہ اوسکی پیش گوئی مناسب ہوئی اور ایسی عدل و محبت بھی اشارہ طرف حکومت عامہ سلاطین کے
ہو کہ تمام بلاد اسلام کا شرق سے غرب تک حاکم ہو کر عدل و داد پرستیم رہنا نہایت بوعظیم الشان ہو کہ دنیا
میں گنتی کے لوگ ایسے ہو ہیں ورنہ چند مرید و طالب پر عدل کرنا کچھ اندر است نہیں ہو کہ قابلِ اجاب
ہو کہ ہزار ہا بلکہ لکھا اس شخص کے لوگ اس امت میں گزرے ہیں کہ اپنی رعیت نامعہ یعنی اہل علیہ
و خادین طابین کے ساتھ بوعادلۃ انصاف بسر بری اوقات کیے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں
ہو کہ **حاکم راع و حاکم معسول عن رعیتہ** یعنی تم سب اپنے متعلقات خاص کے گھبران ہو
اور ہر ایک رعیت کا سؤل کیا جاوگا اور روایت یہ وہم کا حاصل ہوا کہ کعب جبار نے فرمایا
کہ میں مہدی کو اسفار یعنی کتابوں انبیاء میں مکتوب پاتا ہوں کہ اوسکے حکم میں ظلم و عیب نہ ہوگا و
مصنعت سجاوندی نے لکھا کہ ہمارے مہدی سے روایت ہو کہ انھوں نے کہا ہو کہ میرے ذکر کتاب اللہ
اور کتب الانبیاء میں ہو اور لکھا کہ مشہور ہو کہ اوسکے حکم میں ظلم و عیب نہ ہوگا و دعویٰ مہدی کیا

اور دوسرے کا ہمد و ثناء دعویٰ محض ہے اثبات کسی چیز کا نہیں ہو سکتا اور پہلے اس کو ثابت کرنا چاہئے کہ یہ
 معلوم ہو کہ کتب انبیاء علیہم السلام میں بخارا ذکر ہو وہاں ذکر امام مہدی کا ہو اور بخارا مہدی ہونا کہا
 ثابت ہو یا بدل نزاع ہو پس اگر اپنی دلیل کو ماننا معادہ علی الملوہ ہو کہ یا مل ہو کہ میرا مہدی ہونا
 اس سے ثابت ہو کہ میرا ذکر کتب انبیاء میں ہو اور کتب انبیاء میں میرا ذکر ہونا اس سے ثابت ہو کہ میں مہدی
 ہوں کوئی عاقل بھی اس سے لال کر پسند نہ کرے گی علاوہ یہ کہ کلام کعب جبار سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سفا
 اجیا سا بقین میں مہدی کا ذکر ہے اور قرآن میں نہیں ہے ورنہ ایسے موقع بیان میں اس سے سکوت کا ہے کہ
 کرتے اور مہدی اس کے خلاف دعویٰ کیا کہ میرا ذکر کتاب اللہ یعنی قرآن میں اور کتب الانبیاء میں بھی ہو
 پس لینا قتل از روی کامل ہوا اور دوسرا مہدی اس کے حکم میں ظلم و عیب نہوے گا دعویٰ کہ ہمد و ثناء
 کیا ہے وہ بھی عویٰ بلا دلیل ہو اور دعویٰ شہرت کا غلط ہو کہاں سے ثابت ہو کہ بخارا شیخ کے حکم میں
 ظلم و عیب نہ تھا بلکہ بخاری کتابوں سے ثابت ہوتا ہے کہ او کا حکم ظلم و عیب سے معفو تھا چنانچہ شیخ اس کی
 دلیل اخلاف میں آدیگی انشاء اللہ تعالیٰ اور روایت چہارم کا مصلح ہے کہ علامت یہاں سے
 امام مہدی کی یہ ہے کہ صاحب کینہ و قاتل ہو گئے اور حلال و حرام کی معرفت نہ گئے ہونگے اور لوگ لانا کی
 طرف حاجت نہ گئے اور وہ کسی طرف حاجت نہ ہونگے غرض کہ سب کینہ و قاتل کا اندازہ معلوم نہ ہوا کہ
 کس قدر سب کینہ و قاتل مہدویت کی ملامت ہے کیونکہ مطلق سب کینہ و قاتل ہر سلمان مہذب میں ہوتا ہے بلکہ
 اگر ان کے اہل انبیاء میں بھی ہوتا ہے اس واسطے کہ تمنا اس علامت کو وارث بن غیر ہرے معرفت مہدویت میں
 کافی جان کر دوبارہ سوال کیا کہ وہابی فتنی یعنی اور کس خیر سے پہچاننا فرمایا کہ معرفت ملال و حرام
 اس کو بھی اسی مذکور نے کافی نہ سمجھا کیونکہ مقدار معرفت معلوم نہ ہوئی اور مطلق معرفت ہر شخص کا
 ہوتی ہے اس واسطے کہ دوبارہ سوال کیا کہ اور کس خیر سے پہچاننا فرمایا کہ حاجت نام سے پس معلوم ہوا کہ
 اس کو تلفہ علامت مہدویت کے ہیں نہ فقط ایک ایک اور شیخ جو پوچھتے ہیں وہ ان میں اخیر کی ضلالت مغفرت و باز
 اور اسراول میں بھی تہذیب و اس واسطے کہ سید جی تہذیب مناظر و دینی میں مجھ کو کہتے تھے چنانچہ دلیل و دین
 کچھ نہ کہو رہو چکا ہے اور مطلع الوالایت میں لکھا ہے کہ بادشاہ ہند نے قاضی کو ان کے پاس بھیجا کہ تم
 قلم و سے باہر چلے جاؤ میرا نام مانا اور کہا کہ جب حکم خدا کا ہو گا جلا جاؤں گا قاضی نے کہا کہ اعلیٰ
 اولی الامر کی راجب میرا نام ہے کہ بادشاہ تیرا ظالم ہے ایسے شخص کو اولی الامر نہیں کہتے ہیں قاضی نے

کہ اگر کوئی شخص اپنے ملک میں جا نہ پوے کیا کیا جاوے میرا کہہا کہ مالک ملک کوئی ملک وراثت
 نہیں ہیں قاضی نے کہا کیا آپ کیسی زبردستی بگڑی چھین لین کے میرا کہہا کہ قاضی غریب کی
 بگڑی اوسکے سر سے اوتا کر اپنے زانو پر رکھ لی اور کہا کہ بگڑی چھین لینا اسکو کہتے ہیں ہم نے اسکی جا
 چھینی ہے کہ تو ایسا نالائق شخص زبان پر لانا ہی قاضی غریب نے جا کر یہ اپنی ذلت اور اوکلی شدت بادشاہ
 سے عرض کی بادشاہ اس کت سے آشفته خاطر ہو کر ایک لشکر واسطے انتقام اخراج کے روانہ کیا لیکن
 دریا خان نے کہ مدد اللہ ماہم اوس سلطنت کا تھا بادشاہ کی نمائش کر کے لشکر واپس کر دیا انہی مختصر آیت
 انصاف کیا جاوے کہ مجلس سہم قدر مغز صاحب نہرت شرعی دستار و قار لینا اور اسکو سترنگا
 کر دینا کون سا سکینہ و وقار کہلاتا ہے کہیں صاحب سکینہ و وقار مباحثے اور مناظرے میں کیا ہتک حرمت
 اور آبرو ریزی نہیں کرتے ہیں بات کا جواب بات ہوتا ہے نہ ہاتھ سے البتہ حاکم سمندر دیا دل تھا اکابر
 و کس نے ایسی حرکات کے قدرت انتقام رکھتے ہوئے کہ قدر سکینہ و وقار کو کار فرمایا حالانکہ اوسکو یہ منطوق
 وَلَمَّا أَتَوْا قُلُوبًا فَكُلًّا مَّا عَلَيْكَ قَوْلٌ مِّنْ لِّسَانٍ وَأَنزَلُوكَ فِي الْأَرْضِ فَتَلَوْنَ كَذِبًا
 انتقام پہنچ سکتا تھا لیکن اوسنے سکینہ و وقار کو کار فرمایا اور اس پر عمل کیا کہ فَعَلْنِ عَفَا وَأَصْلَحْ
 فَأَجْرَكَ لَكَ اللَّهُ أَجْرًا عَظِيمًا اور حال امر و دم یعنی معرفت حلال حرام کا یہ تھا کہ باوجود عرس امامت مہاروی
 امامت جماعت کے حال حرام بھی بخالت تھے اسواسطے کہ ابنی مہاروی کے منکر کو کار فرما کر انکے
 اور خراجہ و عیدین میں اوندیکہ بھیجے اقتدا کرتے تھے خانیہ انصاف نامے کے باب سوم میں موجود ہے
 معلوم ہوا کہ اسقدر بھی معلوم تھا کہ اگر یہ لوگ مسلمان ہیں تو انکو کافر نہما حرام ہو اور اگر کافر ہیں تو انکے
 پیچھے نہاڑ پڑنا حرام ہو یہاں اسقدر کافی ہر باقی گفتگو دلیل اخلاق میں آو گی انشاء اللہ تعالیٰ بآبائی رہا
 امر سوم یعنی حاجت مند ہونا آدمیوں کا طرف مہدی کے اور حاجت مند ہونا مہدی کا طرف کسی کے
 یہ بات شیخ جو پور میں مفقود تھی اسواسطے کہ سوال نہ کرنے سے حاجت مند ہی فہم نہیں ہوتی ہر سوال
 نہ کرنا اور بات ہو اور حاجت مند ہی اور بات ہو خانیہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے ایک کپڑا
 حضرت رسالت میں پیشکش کیا حضرت نے اوسکو لیا محتاجا الیہا یعنی اس حال میں کہ محتاج تھے طرف
 اوس کپڑے کے حال نہ کہ سوال نہ کرتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری وغیرہ میں یہ مقدمہ نہ کر رہی اور علیہ ہر کہ
 شیخ جو پور ہمیشہ محتاج ہر چیز کے رہتے تھے خصوصاً مالکے خدین کہ مطالعہ الوالیات میں لکھا ہے کہ

شیخ جو پور مسافر تھا اور جو کچھ وہ فرمایا وہ سب سچ ہے

و باری محض بواسطہ فقر کے چور اسی مرید کا مرگیا فقر و فاقہ روا جتنی سیب یا یک چیز پر جیسا کہ فقیر و محتاج
 ایک ہی آدمی کو ان کی ملٹ کیا حاجت تھی اگر موتی اپنے اپنے ملکوں سے کیوں اخراج کرتے تو
 محتاج الہی کی خواہش کرتا ہی یا اسکو دور کرتا ہی پس ثابت ہوا کہ لوگ ان سے متنفذ تھے اور انکو لوگوں سے
 حاجت تھی بلکہ دین میں بھی در مشرق کے محتاج تھے چنانچہ انصاف سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ لوگ جو
 ایک مہدی نے فرمایا کہ نماز کی سنتیں جو مجھ سے اوپر ہیں بجا و بتا دیو بعد چند روز کے میان لاؤ گے
 نے بتلایا کہ کتب فقہ سے تحقیق ہوا کہ رسول علیہ السلام سنت ظہر کی قبل لہر فیضہ اور بعد لہر فیضہ باہر اگر
 اور فرماتے تھے میرا کما کلاب بندہ بھی باہر اگر پڑھا کرے گا پس ثابت ہوا کہ علامات مذکورہ بالا
 جو اہم شیخ جو بنو دین بالکل مفقود ہیں اور روایت پیچھے کا مہل یہ کہ حضرت فاطمہ زہرا سے قسم
 کیا کرتا ہوا کہ ان دونوں یعنی حسن و حسین کی نسل سے مہدی اس امت کا جو سوفت کہ دنیا میں ہر
 مرج ہوگا اور فتنے ظاہر ہونگے اور ان میں بندہ جو باوٹگی اور ایک دوسرے کو لوٹے گا پس بڑا چھوٹے
 پر رحم کرتا ہوگا اور نہ چھوٹا بڑے کی توقیر کرتا ہوگا پس قائم کرے گا اللہ تعالیٰ ان دونوں سے
 ایسے شخص کو کہ فتح کرے گا قلعوں گراہی کو اور دونوں غلاف دار کو قائم کرے گا دین کو آخر زمانے میں
 جیسا کہ قائم کیا میں نے اسکو اور ان کے میں انتہی تعجب راجح الالباب نے اس معریت کو اپنے مہدی
 منطبق کر نیکی واسطے حصول اصلاحات بمعنی قلوب غلف کے لیا اور عطف نفسی مقرر کیا کہ مطلب فقیر
 کہ مہدی قلعوں مہدی کو فتح کرے یکے باکے فقط دونوں گراہیوں کے اپنے فیض سے فتح کر کے اپنے عمل
 بھر دیوینگے اور کہا کہ یہی معنی ہیں اس حدیث کے بھی کہ یافا الارض قسطا وعدلا کما ملئت
 جورا وظلما یعنی بھر دیگا مہدی زمین کو عدل انصاف سے جیسا کہ جبری گئی ہو جور و ستم سے
 اور اس مراد حالات ظاہر و قریہ ٹھیکر یا حدیث امام احمد بن حنبل کو کہ ویما لا اللہ قلوبا ملہ
 محی غنی ویسع ہم عدلا یعنی اور بھر دیگا اللہ تعالیٰ دونوں امت محمد کو غنا سے اور شامل ہوگا
 کو عدل مہدی کا انتہی جواب ملے گا یہ کہ دونوں راہبوں میں جیسا سراج الالباب سرکہ کیا ہو اس واسطے کہ
 روایت ابو نعیم کے آخر کا فقر اس تاویل کو رد کرتا متعذر نہ کر دیا اور روایت امام احمد کا قابل و باہر
 کہ اس تاویل کی تخریب اور ان کے مہدی ملاحظہ کیجئے کہ تمام حدوت کر دیا تاویل و توجیہ غلات ظاہر
 امامیہ قرآن میں کرنا اور معنی ظاہری سے انکار کرنا مذہب فقر و باطنیہ کا ہی مہدی لوگ زبان سے

در بیان مہدی و صفات او
 در بیان مہدی و صفات او

ہوتے ہیں کہ نصیر علی ہر چ معمول ہیں تاکہ فرق باطنیہ میں داخل نہ ہو یا دین اور بصر خانی ظاہری سے الگ کر دیں
اور ایسی ہی ویلات باطنیہ مخالفت ظاہر کلام کے کرتے ہیں کہ فرقہ باطنیہ بھی پشیمان و حیران ہو جاتے ہیں
دستور تمام جہان کا یہ ہے کہ ایک ہی مسئلے کی معنی دوسری آیت اور ایک حدیث کے معنی دوسری حدیث سے
سمجھتے ہیں کیونکہ خود متکلم سے بڑھ کر کوئی نہیں مراد کلام نہیں ہوتا تو چہ جا اسکی کہ اسی حدیث میں
اوی وایت و سند سے ایک کلام میں دوسرے کلام کا موجود ہو سکے اور اسکو نکالنا اور خلاصہ کرنا
مضامین اس سے ایک معنی تفسیر نا سخت جرم و خیانت ہے سیکو نفسیائبر اک اور تحریف منوی کہیں
اور بی عادت اہل کتاب کی تھی کہ توریت و انجیل کی بعض آیت کو دستاویز تفسیر کرتے تھے اور بعض سے
روگردان ہوتے تھے کہ نُوْمِنْ بِبَعْضِ وَنُكْفُرْ بِبَعْضٍ اَسَدُ قَالِ اَوْ كُوْرْنَا مَا يَرٰ اَنفُسُنَا مِنْ
بِبَعْضِ الْكِتَابِ تَكْفُرًا وَنَ بَعْضٌ مَّا خَرَجَ عَنْهُنَّ يَقُولُ ذَلِكَ مِنَ الْخَبْرِ فِي الْحِكْمَةِ
الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّوْنَ اِلَى اَشْدِّ الْعَذَابِ وَمَا لِلّٰهِ بِعَاقِلٍ عَمَّا تَتْلَوْنَ اُولٰٓئِكَ
الَّذِينَ اسْتَفْسَحُوا الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ فَلَا يَحْقِفُّ عَنْهُمْ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ
علما مہارویہ کو چاہیے کہ اپنے حرکات کو علما اہل کتاب کے حرکات سے ارراہ انصاف ملا کر دیکھنا کہ
کس قدر مطابق النفع بالنفع ہیں پس چاہیے کہ اس حرکات سے توبہ کرنا درنا و مٹی عید شدید کے کہاؤنگے
حق میں مذکور ہوا امید دار رہنا اور اس عید کا جزو عاجل یعنی خرشی فی الحیوۃ الدنیا خود اپسر
نازل ہو چکا ہے کہ ہمیشہ طرد و ضرب خارج کے تحت و مشق رہتے ہیں اور کبھی انجام دیاں بطغور و نظر غبار
نہیں پاتا ہی پس جزا بل اشدد العذاب اخروی کے بھی متوقع رہنا اللہ صمد منزل الکتاب صمد
سبیل من اناب لقصہ فقرہ کہ آخر حدیث ابو نعیم سے حذف کر دیا وہ میری وعلا الدنیا عدل
کا ملکت جو دا یعنی مجھ کا امام مہدی دنیا کو عدل سے جیسا کہ بھری گئی ہوگی ظالم سے اس نعم انصاف
دیکھنا چاہیے کہ بغیر قلوب اور مالک فتح کرنیکے دنیا عدل سے کیونکر بھر سکتے ہیں پس کہنا کہ قلعد بالکل
فتح ہوئے بلکہ قلوب سے بھی مراد قلوب ہیں نہایت تحریف ہی مرعاقل ثابتا ہے کہ دنیا کو عدل سے
بھر دینا او جس سے تمام یا اکثر مراد لیے بغیر کلام درست نہیں ہوتا ہی اگر دنیا میں سے چند آدمیوں کو
عدل سے بھر دیا کہ وہ عام اہل دنیا کا لاخوان حصہ بھی نہیں ہیں کیونکہ مرصادق آتا ہے کہ دنیا کو عدل سے
بھر دیا اور شبہ یک سطح درست ہوتی ہے کہ جیسا کہ بھری گئی تھی ظلم سے ظاہر ہو کہ ظلم سے تمام یا اکثر

بھری تھی اپنی اتنی سہل سے بھی بھرتا تھا کہ تشبیہ برابر آدھ پرستہ امام احمد بن حنبل کی سالمہ یہی کہ قال رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم تم کہہ کر بال محمدی رحل من فرائین من عترتی بعث فی امتی علی احتیاد
 من الناس نہ لاری میرا الارض قسطا وعدلا کما ملئت جورا وظلما اور پڑی عنہ
 ساکن السماء وساکن الارض ولقیتم المال صحاحا بالسویہ بین الناس ویماذ قلوب منہ
 عینی ویسعی مدله حنہ اہ یا مہنا دیا مینا دی من لہ حاجۃ الی فمابا ینیہ احد الارض
 واحد یا ینیہ یسئلہ فقول بیت السادن حتی یعطیک فیا ینیہ انا رسول المہدی
 الیک لنعطیک ہا لا یسوال حت فحتی لا یستطیع ان یجملہ بملیقہ حتی یكون قد انما ^{بستطیع}
 الی جملہ فحرجہ فہنم فیقول بالکنت احتجرا صۃ محمد نفسا کالمہدی الی احد
 المال و ترکہ غیر ی پورہ علیہ میقول بالہ نقبل شیئا اعطینا یوفیلث فی ذلک سنہ
 او سدا او قمانیا و تسع سہین ولا خیر فی الخیوۃ بعدہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 بشایۃ سونکہ ساتھ مہدی کے کہ ایک مرد سر قریش سے اولاد پیری سے اٹھایا جاوگا امت پیری
 وقت جنگان اور زلزلوں کے پس پھر دیکھا زمین کو مداح انسان سے جیسا کہ بھری گئی ظلم
 و ستم سے اور رانی ہو گئے اس سے رہنے والے آسمان کے اور رہنے والے زمین کے اور تقسیم کر دیا ان کو
 صحاح برابر آدمیوں میں اور پھر دیکھا دلوان مت محمد کو فنا سے اور شامل ہو گا ان کو عدل و سکا بہان تک
 کہ وہ حکم کرے گا ایک منادی کو پس نہ کرے گا کہ کس شخص کو حاجت ہو طرف سیر پھر نہ آوے گا اور سکے پاس
 کوئی مگر ایک مرد کہ امام موصوف کے پاس اگر سوال کرے گا ایس کے کہ کہ باخادم کے پاس تاکہ دیکھ
 تکاویس آوے گا اور سکے پاس کہ میں بھیجا ہوا مہدی کا ہون تیری طرف تاکہ دیکھ تو مجھ کو ال پس کہے
 کہ میرے پھر پھر گیا اور نہ اڑھل سکے گا سر اللہ کیا ایمان تک کہ رہ جاوے گا بقدر طاقت اور ٹھانے
 پھر کے کہ نہ سکے گا لین نام پھر گالیس کے گا کہ میرا نفس سبابت محمد سے زیادہ عزیز ہے کہ سبابت
 طرف اس مال کے پس ہے چھوڑا اور سکھو سو آسیرے پھر پھر ہے گا اور سکھو مہدی پر پس کہنے کہ ہم
 نہیں لیتے ہیں جس چیز کو کہ دے دے ہیں پس ٹھیکے کا نام اس حال میں چھہ یلسات یا آٹھ یا نو یا
 او نہیں خبر حیات میں پیدا اسکے امتی اب ملاحظہ کرنا چاہیے کہ صاحب سراج الہ بعدا کہ سقد ظا الصا
 و متعصب شخص جو کاس غلام کلام سے موہر بیعہ لیا اور سچ کے دو فقرہ کو ادر اٹھا لیا کہ پھر دیکھا

دلوان امتحان کو غنا سے اور شامل ہوگا اور کو عدل و سکا اور اس سے غنا زہا و عدل و دلوانہ مراد لیا
 اور ہرگز سیاق و سباق کا نام کو نہ دیکھا کہ باقی میں تقسیم مال کا ذکر ہو کہ وال ہو کہ غنا سبب تقسیم کے حاصل
 ہوئی ہو اور بعد اسکے قصہ منادی کا ذکر ہو کہ واسطے دینے مال کے نہ کرے گا اور لوگ قبول نہ کرینگے
 کیونکہ تقسیمات سابقہ سے غنی آسودہ ہو چکے ہونگے اور پھر قطع نظر اس سے اگر بالفرض غنا سے
 غنا قلبی بھی مراد ہو اسی حارث میں جو دوسرے امور مذکور ہیں وہ تھکے ہمدی میں کہاں ہیں عزت و تجوی
 ہونا کتب ثابت ہوا دلیل دل میں اس کا بیان ہو چکا اور اختلاف و زلزلوں کے وقت میں اڑھانے سے
 مقصود یہ کہ ان کے سبب وہ اختلاف و زلزلے موقوف ہو جائیں اختلاف موقوف ہوا اور زلزلے
 کہاں تھے اور زمین کو عدل و انصاف کہاں بھرا اور زمین کے رہنے والے اولیٰ کے کب ارضی ہوئے
 بلکہ ہر زمین والا اپنی اپنی زمین سے نکالنا لیا پس آسمان والوں کو اسی پر تکیاں کیجیے شمس و نوا ہرگز
 ان کو ساختی ہو کہ بر آسمان نیر پردہ ہو اور منادی نے واسطے عطا کے کب نہ کیا کہ کوئی شخص سبب غنا
 کے طالب نہ ہو اسوا ایک کے اور یہ کیا عادت ہو کہ بیچ میں سے ایک بات لے لینا اور باقی کتب پرینا
 روایت ششم کا حاصل یہ ہے کہ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیرت مہدی عی علیہ السلام
 کے بدعات کو ڈھاکے گا جیسا کہ رسول خدا کیا اور اسلام کو از سر نو تازہ کر دے گا صاحب سراج
 نے کہا کہ بدعات و خطاؤں محمد بن کو عملیات و اعتقادات میں ڈھاکے گا اور حاکم ہوگا درمیان
 مذہب کے انتہی ڈھالے بدعات مراد یہ ہے کہ بدعات مرد و عیال اسلام کو موقوف و نابود کر دینا تاکہ
 اسلام از سر نو تازہ ہو کر مانند زمانہ نبوت کے سنت محض نے آمیزش بدعت ہو جاوے اور ایشیخ جو پور
 وقوع میں آیا اور یہ مراد نہیں ہے کہ ترک بدعات کا زبانی امر کریں یا اپنے چند خدیوین پر اس کو جاری کریں
 اس میں مہدی کی کیا خصوصیت ہے تمام علما دیندار ایسی کرتے ہیں اور خطا محمد بن کے حکم بننے کے
 واسطے بہت بڑا علم چاہیے کہ تمام اجتہادات محمد بن کے مآخذ مستنباط کو پہچاننا پھر طریق قبول استنباط
 کو پہچاننا پھر ماخذ کے مراتب صحت و سقم کو جاننا اور استنباط صحیح کو غیر صحیح سے تمیز کرنا اور تمام شرائط
 اجتہاد کے حاصل کرنا یہ کام ایسے شخص کا نہیں ہے کہ لوگوں سے کہے کہ غازی ستمین جھکو تیار کرو
 یا جماعت غازی کے شرائط نہ پہچانے جیسا کہ روایت چارم میں مذکور ہو چکا اور آیات قرآنی کے معنی
 غلط کرے جیسا کہ اس تمام کتاب میں اور مآجا ذکر ہے اور ایسے مقدمات میں دعویٰ کشف خلاف عقل

دیں لامل محض ہیں بلکہ ضروری کتابت کر دیوں کہ اس اعتبار سے کہنے ہیں اور میں نے پہنچ گیا حکم کیا
اگر کسی کو خطا غلطی ہوئی اور ذلیل تخلیہ میرے کی بیان کریں بغیر اس اثبات کے لاف لائی تو کچھ کام نہیں آتی ہر
اور روایت فقہیہ دال سے کہ جات تشویق فرما ہوں کہ ہمدی کسی مکت کو بغیر اہل کیے بچھوٹا اور کسی
مست کو بغیر اہل کیے بچھوٹا نہ صاحب جراح الا اعتبار سے کہا کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ آپ اہل کی لگا اور دوسروں کو
اگر لگا جیسا کہ شیخ سعدی نے کہا تو شعر فقہی نہ کر دہ قرآن دست بدست خانہ جنت نیست بیہاں اگر کہ
گفتگو کی بنیاد میں مست تھی لیکن کتبہ حضرت کیا گیا اسوئے کہ تمہاری تقریر کے موافق بھی یہ روایت تمہارے
ہمدی پر صادق نہیں ہر اسوئے کہ وہ تارک سنت اور کرم و حال بدعت تھے اسوئے کہ جہاد کبریٰ سنت
اور عمدہ و یرت حضرت رسالت پر اس وجہ سے ہمدی ہوئے کبھی عمل کیا اور زیادتیاں حضرت رسالت کے سنت تو لای
اور نہایت نوک و ہر اسکو ترک کیا اور اس کے ضمن میں بہت سی تین ترک ہوئیں متعلقا کو جانا اور جو بدوی میں
عاز پر حنا اور شہد اہل تہذیب کی تصحیح کی نہایت کو جانا اسوئے اس کے اور بہت سے مناد ہو جیسا کہ تمام اس کے اتباع
مسترب ہوتی ہیں اور سچا آج تک سب اس مواقع و شاہد پر اتباع آنسروں کی کرتے رہے ہیں بلکہ طہیہ ان ہرگز
ترک کیے اور بدعت کے زائل کرنے کے لئے تازہ تازہ بدعتا اختراع و ایجاد کیں کہ گویا ایک شریعت ہر تہذیبی
نہیں جس تازہ کمال کے پہنچ ہمارے اسوئے ایک چھٹی نماز فرض ٹھہرائی اور کوزہ کے اسوئے ایک عشر نماز ایسا کیا کہ
دلیل اخلاق اور بحث تسویر میں اس کی تفصیل آویگی انشاء اللہ تعالیٰ یہ روایات کہ معتبر تھیں اسکا جواب بلفصل
تعالیٰ بخوبی جو چکا اور دوسرے روایات کہ اولیٰ دوسری کتاب میں کو رہیں اکثر غالیطہ و موصوفا اور لائل نے
معنی در تلوایات ہی ہیں اس کے اعراض کیا گیا اہل جاہتا ہی کہ خود ان کے پیڑ مشد کے تقریرات کو جو وقت
مباحثہ ہمدیت کے سرزد ہوئے ہیں گزارش کروں کہ سامعین انصاف خود بدولت کی خبر گویاں اور خوبیاں
بیان کی سکرزادہ تر مخلوق ہوں دلیل شانزدہم مباحثہ شیخ جو نوپر کہ بذات خود متعدد ہی اثبات
ہمدیہ ہو کر خلافت سے متکلمانہ مباحثہ و گفتگو کی ہیں اور داد و نحواری و تیز زانی کی وی ہو کر اہل طلبہ
بافی سب کچھ جوتہ فصیح و فصیل مطلع الالایت میں لکھا ہو خلاصہ و مکایہ ہو کہ جب ان کے ہمدی ہاں کہ خراسان
شہر فرما رہے ہیں پورے وہاں کے علما خبر دعویٰ ہمدیت کی سکر لیکھ سال تک مباحثہ کرتے رہے جب سب
ما جز ہو گئے وہاں کے حاکم امیر و النون تمام ماجرا بادشاہ خراسان میرزا حسین کی خدمت میں دار السلطنت
ہرات کو لکھ کر روانہ کیا بادشاہ مذکور نے اپنے ملک میں چار عالم یعنی ملا علی قاضی اور علامہ شروانی

دلیل خطہ ہر تہذیب و مکتبہ کی ہمدیت کی کتابت
مردم میں ہر حال مذکور کیے گئے

نہ معلوم کہ بعد یو چھنے کے ہم کیا سمجھتے جو اب اس مقام میں چند اشکال ہیں اشکال اول کہ ایک
 برس تک علما و فرائد با حاشہ کر کے رہے ہیں وہ مہینے تک علما پر ان سوا اور بدگوئیوں سے انتحاب
 کرتے رہے یہ وعدہ مہینے میں چھ مطلق الولاہت میں لکھتا ہے کہ بعد اس حال جواب کے علما ہر تصدیق
 وحدیت کی کر کے ملا علی دین صحبت میں رہے اور تین شخص بادشاہ کے پاس گئے بادشاہ نے ان کی زبان
 سب کیفیت سکر صدق سکر نیرت شیخ کے واسطے کو چ کیا لیکن بعد اس منزل کے راہ میں بسبب
 ضعف پیری مر گیا اور شہداء الولاہت میں لکھا ہے کہ راہ سے قریب ہزار کے قبر موت شیخ جو پوچھا
 سکا کہ مگر کیا لیکن بادشاہ اور شیخ الاسلام وغیرہ علمائے ہرات و دارا بہ اور اکثر خلائق اوس عمر تصدیق وحدیت
 کی کی غرض سے یہ مدت آنے جا علما اور آبا و اجداد کی چودہ ہینوں پر اور اصفاء ہوئی حالاکہ کل قیام شیخ جو پوچھا
 کا فرائد میں پڑھنے پر جب کہ تمام کتب وحدیہ ثابت ہو چنانچہ باب دوم میں مذکور ہو چکا پس نو مہینے میں
 مہینے کیونکہ داخل ہو گئے دوم یہ کہ سرزمین ہند میں کہ چند نر اور عایا مقصد ہو اور ملا علی حکام
 ہمیشہ کمال نکال کرتے رہے جیسے ایک ہفت اہل مذہب موجود ہیں اور خراسان میں اگر بادشاہ علمائے
 مسندین کے ہونے چاہیے نہا کہ وہاں یہاں کے زیادہ یہ مذہب باقی چو تا کہ نیکو لاک مالین تو امان و امان
 سچ میں کو کہم قول مشہور اور ایسی ہی رہے کہ جس ملک بادشاہ حکام جس مذہب کو قبول کرتے ہیں
 رعایا بھی اوس مذہب رکھتے ہیں اور اوس ملاوین مذہب تک اس طرح پاتا ہے اور فروغ پکارتا ہے حالاکہ اوس ملک
 مذہب وحدیت کا کوئی نام بھی نہیں جانتا ہے اور قبر شیخ موصوف کو اس قدر سچا ہیں کہ ایک ہندو سی
 کی بہ قبر پر اور یہ بھی کہیکو نہیں معلوم ہے کہ ان بزرگ نے دعوی وحدیت کا کیا تھا یا مذہب مہدیو کا کیا
 دینا ہے اور کہاں ہے اور نہ کسی تاریخ میں مذکور ہے کہ سلطان میرزا حسین اور امیر و النول اور علمائے خراسان
 نے تصدیق کی تھی حالاکہ ہندو گجرات کی تاریخ میں باوجودیکہ جو چند رعایا کوئی حکام و مرزبان معصیت
 نہوا تھا تصدیق کے رواج و اخراج کا مسئلہ ہو سو ہم یہ یہاں سوال اس قابل تھے کہ تمام علما ہرات اور
 کی درو سری کر کے انتحاب کریں باوجود اس قدر وہیں گردانی کا ویکے و نو سپر و پکارتا تھا کہ تمام علما
 و خصائص مہدی کے احادیث صحاح میں مذکور ہیں محمول گئے اور چار باتیں ایسی لیکر چلے کہ ہر شخص ہر
 مسکا ہو کہ میں ایسا ہوں کہ کسی ایک مقصد نہیں ہوں اور جو تفسیر میر کے موافق ہو سو صحیح ہے باقی غلط
 ہے اور میں امر الہی سے دعوی کرتا ہوں اور میری بات بر گواہ محمد رسول اللہ میں یہ سب ہوسے بلا دلیل ہیں

ان دعویٰ کو مہریت کی دلیل ٹھہرائی اور یہ دعویٰ کہ کسی سچے مین نے آپ کو چہارم کیسوال جواب دیا ایسا ہی
 کہ سوال ان آسمان جو بار بار یہ بیان اسوئے کہ مہدی اسوئے ہوا اور بالآخر انہیں ہوتا ہوا پس جبکہ مہدی موجود ہے دلیل
 پوچھی حقیقت میں مہدی ہمارے ہوتے ہیں دلیل پوچھی اور سکا جواب یہ کہ میں مہدی ہمارے ہوں یعنی
 سوال دلیل کے جواب میں عین دعویٰ کا اعادہ کر دیا اگر کوئی ادنیٰ سمجھ والا بھی ایسی گفتگو کرے لوگ
 مہدیوں کے چہرے کہ مہریت کا دعویٰ ایسی تقریر کرے اور حکما کڑا سالی باسانی راضی ہو جاویں
 یہ کہ سوال دوم کا جواب بھی ایک دعویٰ محض ہے فقط ترک تقلید سے اگر کوئی مہدی ہو جاوے تو ہزاروں مذہب
 کہ مقید کسی نہ ہوں کہ نہیں ہیں مہدی ہو جاویں ترک تقلید کے واسطے ایک مقام علمی ہو چکا کہ مقام
 مکرین ترک تقلید حرام ہے اور مقام علمی خود ان کی دلیل چال سے معلوم ہوتا ہے پس فقط دعویٰ کیا کام آئے
 ہنسنا کہ اس کے جواب یہ کہ عطا گوشت شہم کہ سوال سوم کا جواب بھی دعویٰ محض ہے اور بدتر از دوم اسوئے
 کہ تقاسم علیا نے اپنے ہونے انفس سے نہیں کچھ ہیں تغیر بالار کے گناہ سخت ہر دہ تفسیر کا روایت پر ہر روایات
 صحیحہ ثابت ہو اس کے خلاف انیت کی مراد حضرت رسالت پناہ نے کہ جن پر یہ تو ان اور ہر اس طرح بیان
 فرمائی ہے اس کو معصوم نہ نقل کیا ہے اور بعضی جگہ معنی ایک آیت کے دوسری آیت سے سمجھے گئے ہیں پس
 تفسیر خود حضرت رب العزت کی طرف سے ہوئی اب یہ کہنا کہ جو تفسیر مذہب کے بیان کے موافق ہو وہ صحیح ہو
 باقی غلط ایسا کہنا ہو اگر خدا و رسول جو معنی کہہ رہے ہیں ان کے موافق بیان کریں وہ صحیح ہیں اور اگر مذہب کے
 مخالف بیان کریں وہ غلط ہیں استغفر اللہ العظیم کوئی مسلمان بھی ایسا سخن نہ بان پلٹا تا ہی اور پھر یہ دعویٰ
 کہ میں خدا کی مراد بیان کرتا ہوں کہاں سے ثابت ہوا کہ تم خدا کی مراد بیان کرتے ہو ہفتہ یہ کہ صاحب
 مطلع الولايت سوال چہارم میں خود لکھتا ہے کہ رویت دنیاوی تمام امت میں محال ہے جب تمام امت کے
 نزدیک محال ہوئی امت کا اجماع ہوا اس کے بطلان پر اور اجماع دلیل قطعی ہے خصوصاً اجماع صحابہ
 کہ تمام امت میں نہ بھی داخل ہیں ان کے مہدی کے نزدیک اسکا منکر کافر ہوتا ہے پس لازم آیا کہ رویت
 دنیاوی کے محال قطعی ہونے کے بھی قائل ہیں اور اس کے ممکن بلکہ موجود ہونے کے بھی قائل ہیں عجیب تقریر ہے اور
 فہم ہر اشکال ششم یہ کہ میراں نے دعویٰ رویت پر دو گواہ ٹھہرائے ایک آپ اور ایک نسبت حضرت
 رسالت پناہ کی طرف کیا اور بدتر نہ سمجھے کہ آپ اس دعویٰ میں ماری ہیں گواہ کیونکر ہو سکتے ہیں یہ خطا جس طرح
 ایسی مٹی بات بھی نہ سمجھے آخر کو صاحب اول الولايت کہ اس کی تصدیق مطلع الولايت سے متاخر ہو

سچے مہدی کی تقریر ایسی ہے کہ سوال دوم کا جواب بھی دعویٰ محض ہے اور بدتر از دوم اسوئے

مخالفت بیان کریں وہ غلط ہیں استغفر اللہ العظیم کوئی مسلمان بھی ایسا سخن نہ بان پلٹا تا ہی اور پھر یہ دعویٰ

اسی فصاحت کے مدد سے حضرت ابراہیم کا نام لڑھا کر دلواد کر دئے معلوم ہوا کہ جیسا کہ حضرت
 ابراہیم علیہ السلام پر انور ای حضرت محمد علیہ السلام پر بھی انور ای کیونکہ ان حضرت کا نہ کلام کہیں سنا
 اور نہ انکو کہیں اوس مجلس میں نہ کلام نہ سنئے کے خود ملا علی وغیرہ لایاں ہر ہی مقررین اور نہ کھینا بھی
 خود ملا علی کے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ شواہد ولایت کی عبارت میں مذکور ہوا کہ ملا علی سے جو لب یا اگر کہیم
 اس شبے پہنچے تاجت بوجہ جسے کی تھی اوس وقت اسی مراد کو پہنچنے اور محمد رسول اللہ اور ابراہیم علیہ السلام
 دیکھتے انہیں معلوم ہوا کہ میرا نئے فقط ایک شمار ہوا کی کیا کہ نہ وہاں کوئی نظر پڑا اور نہ کسی کا آواز سنا گیا
 پس گوہی ہرگز ثابت ہوئی اور فقط میرا کہ دعویٰ جس نے دلیل شاہدہ گیا اشکال انہم لایات مذکورہ اللہ
 کہ متباداں سے انتہا دوت نباوی کیواسطے نقل کیے ہیں ہرگز اداں سے زیت بیوی مررت لال
 نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ آیت اول فی کان یزجولقاء آریہ فلیعلم علما خاصا خاصا کیر لیس لیس و شریعہ
 اکذا کے معنی یہ ہیں پھر جو شخص ابید رکھتا ہوا اپنے رب سے ملنے کی پس عا یہ کہ کرے یک کلام اور یہ
 شریک کرے اپنے رب کی عبادت میں کیا تو اس کے رتبہ و مرجع طریق اللہ تعالیٰ کے دار آخرت میں کہ تمام
 اعمال عبادات اوس میں کیا واسطے ہیں یا وہ یا خداوند عالم کا اوس عالم میں کہ اوس سے بہتر کوئی نعمت ہوسکتی
 اور آیت دوم فی کان فی حلیۃ اعمیٰ صوفی لا حیرۃ اعمیٰ کا اصل سنیلہ کے معنی یہ ہیں کہ اوجو کہ پانی
 رہا اس جہان میں ہر جا سو وہ بچھے جہان میں اندھا اور زیادہ دور پڑا راہ سے حضرت عبد اللہ بن
 عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کہ معنی یہ ہیں کہ اقل ہیں جو نعمتیں اس جہان کی بہکم اللہ ہی سے تعین
 کث کو رہیں جو شخص اوس نعمتوں میں باوجودیکہ معاند کرنا ہی اللہ عبادہ جو شخص اہل آخرت میں کہ اوسکا حساب
 نہیں کیا ہے اور دیکھا نہ ہیں ہر اندھا اور گراہ تہی اور یہ جنی نظم قرآنی سے نہایت مناسب ہیں کہ ابعد
 ذکر ان تو کہنے ذکر آخرت کا فرمایا اس آیت میں کہ یوسف ندعو کل اناسی بامنا وہم نفس و قی لک انہم لیس
 قائل لک یفرق لک انہم ولا یظلمون فیتلاد معنی جس ن ہم بلا یظلم ہر فرق کو ساتھ اور نہ ہر فرق
 پر جو کولہا سکا نامہ اعمال اوس کے سید ہاتھ میں سودہ لوگ بڑھینگے انسا نامہ او ظلم ہوگا انہر کیا
 تاکہ کا بعد ان دنوں تذکرہ کے فرمایا دس کان فی امدۃ اعمی لا یزاد و دوسرے مفسرین یہ بھی
 کہیں کہ جو شخص اس دنیا میں خدا کی قدرت اور آیات اور حق بات دیکھنے سے اللہ عبادہ پس اہل آخرت
 میں بھی اندھا اور گراہ تہی اور حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ جو شخص دنیا میں کا فر گراہ راہ و آخرت میں

بھی اندھا اور زیادہ تر لا بھولا ہوا ہے اور آیت سوم **اَلَا اِنَّهُمْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ** کا اُنہی کے لئے
 مضمون کے معنی یہ ہیں آگاہ ہو وہ لوگ اُنہی کے مین ہیں اپنے رب کی مانتا ہے آگاہ ہو تحقیق وہ رب
 گمراہ ہے ہر چیز کو یعنی قیامت میں اُنکو دھوکا اور شک ہے اور رب ہر چیز کو گمراہ یعنی ہر چیز کی اُسکو
 خبیث کوئی چیز اُسکے علم سے باہر نہیں ہے اور آیت چارم **اَلَا اِنَّهُمْ لَكَاذِبٌ** کا اُنہی کے لئے مضمون یہ ہے کہ اُنکو نہیں پتا کہ جہنم
 جہان ہے والا خبر رکھنے والا ہے انتہی مختصر کہتے ہیں کہ دیدار الہی جیسا کہ دنیا میں نہیں ہے آخرت میں بھی نہیں ہے
 اور اس آیت کو اپنی دلیل ٹھہراتے ہیں اور اہل سنت یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ دنیا میں نہیں ہے مگر آخرت میں ہوگا
 اس واسطے جواب دیتے ہیں کہ اس آیت میں نفی اور اک کی طور اور اک کہتے ہیں احاطے کو اور شکی کہ جہان لینے
 کو اور یہ بات البتہ آخرت میں ہی ہوگی فقط دیدہ ہوگی کہ دوسرے آیات و احادیث سے ثابت ہے اگرچہ یہاں
 اُسکا کچھ ذکر نہیں ہے اور ابن عباس اور قتادہ نے کہا کہ اس آیت میں دنیا کی رویت کی نفی ہی یعنی
 دنیا میں انصاف اُسکو اور اک نہیں کر سکتے ہیں اور آخرت میں دیکھا جاوے گا اور آیت پنجم **وَلَا تَجْعَلْ لِّمُتَّقٍ**
لِّمَقَاتٍ تَتَمَنَّاهُ رَبُّكَ قَالَتْ رَبِّ اِنِّي اُنْظُرُ اِلَيْكَ قَالَتْ لَنْ تَرَانِي وَلَكِنْ اُنْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنْ اَسْتَقَرَّ
مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي فَلَمَّا تَلَّى الْجَبَلِ لَعَالَهُ دَخَلَ وَخُوًّا مَوْسَىٰ صَوْفًا فَلَمَّا آفَاكُنْ قَالَ سُبْحَانَكَ
يَبْنَكَ إِلَهَكَ وَاَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ کے معنی یہ ہیں اور جب پوچھا موسیٰ اہار کو وقت پر اور کلام کیا
 اوس سے اُسکے رب بولا اے رب تو مجھ کو دکھا کہ میں تجھ کو دیکھوں کہا تو مجھ پر گزند دیکھنے کا لیکن دیکھتا رہ
 پہاڑ کی طیف جو وہ اگر ٹھہرا اپنی جگہ پر تو اُسکے تو دیکھنے کا مجھ کو پھر جب نمود ہوا رب اوسکا پہاڑ کی طیف کر دیا
 اوسکو دکھا کہ برابر اور گہرا موسیٰ ہی ہوش پھر جب پوچھا بولائی تیری ذات پاک ہے میں نے تو بے تیرے پاس
 اور میں سے پہلے یقین لایا تھی قصہ اسکا یوں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے میرا
 وعدہ کیا تھا اللہ تعالیٰ جب تمہارا دشمن فرعون قبط کو ہلاک کر گیا تمکو ایک کتاب دیگا کہ اوس میں تمام امر
 و نہی کا بیان ہوگا پھر حیل اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور بنی اسرائیل کو نجات دی حضرت موسیٰ
 جناب باری میں اوس کتاب کی درخواست کی حکم ہوا کہ تیس دن روزہ رکھو حضرت تیس روز سے موافق
 فرمان کے جب پورے کر چکے اپنے مونہ کی بو کو کہ لسیب و زون کے پیدا ہوئی تھی مسواک سے صاف
 کر ڈالا کیونکہ خداوند عالم سے بات کرنا ہی حکم ہوا کہ تم نہیں جانتے ہو کہ روزہ دار کے مونہ کی بو بھار کے

مزدک متک کی دوستی بہتر چاہے اس روز سے اور کھو جب یہ وقت بھی دیوار چکا موسیٰ علیہ السلام
 غسل کر کے اور کپڑے صاف کر کے طور پر بیاد چاقو سے روئے اویسکا ذکر کر کے دلا آہاء موسیٰ علیہ السلام
 دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے سات و سگ تک میدان طور میں لیکر ادا ہی ہوا اور شیطان و جہانور و شیعی کو
 وہاں سے ہانک کر صاف کر دیا اور آسمانوں کے پر و پناہ ٹھہ گئے ہیں کہ ملائکہ ہر دین کا کھڑے ہوئے نظر آتے ہیں
 اور عرش اقدسی ظاہر معلوم ہوا اور اولیٰ کی کستری کا آواز سامان تھا جس کا کلام الہی شروع ہوا اور ساجا و راز گونی
 اس طرح ہوتی کہ موسیٰ کسنا اور جبریل کر او کے ساتھ تھے اور ہوں نے سنا حضرت علیہ السلام اللہ علیہ
 علایہ وسلم استعد ذوق و شوق میں آگئے کہ اوجہ دیکھنا چاہتے تھے کہ کیا حاکم ویدار ہیں ہی لیکن کمال احتیاط
 سے چار و ٹھکے کر رب الی انظر الیہا حجاب ہر سنی فرمایا لی تو تیری ہرگز نہ دیکھ سکے گا کیونکہ کسی
 لشکر و طاقت میں ہو کہ وہاں میں مجھ نظر کرے جو یا میں میری طرف نظر کرے چار و ٹھکے موسیٰ کو الہی میں تیرا
 کلام سکر متاق ویدار کا ہوا ہوں اور تجھ کو دیکھ کر مر جانا میرے نزدیک بے دیدار جیسے سے بہتر ہے کہ زہر کہ دین
 میں ہر ہاروں سے بڑا وہی تھا حکم ہوا کہ اسکی طرف نظر نہ کرنا کہ یہ تجلی کی تاب نکالے اور پس حاکم میرا قائم رہا
 تو تم بھی کیے سکو گے اس حساب میں تعالیٰ نے اول اچھی مخلوقات میں کی سخت ہوں تاکہ جہیز میں سودا دار ہوں
 کیونکہ جو کہ مخلوقات کے بہت کی تاب ملا سکے گا وہ خالق کے متاب کی کیا تاب لاویگا اور زیادہ اسوا سے
 بھی کہ اس جیرو کو دیکھ کر کچھ میرا جھوگیر عادت پذیر ہو جاوے جس سے ملے صواعق اور عدا و برن ہواڑ کے
 ہر طرف چار چار فرسگ تک حاویں اور آسمانوں کے فرشتوں نے موافق حکم کے نمودار ہوا و شروع کیا
 پہلے آسمان نیل کے فرستے بڑی آوازوں سے مانند سخت کہ ٹھکنے ادا کے حد کی تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے
 سامنے آئے پھر آسمان ورم کے فرستے مانند تیردن کے تسبیح و تقدیس کرتے ہوئے رو برو آئے
 یہ حالت دیکھ کر حضرت موسیٰ کے جسم و سر تمام ہال کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ میں یہ وال
 کر کے مادم ہوا اب اس سے کچھ صورت نجات کی ہو جاوے اور ملائکہ کے سرور آد کہا کہ از موسیٰ ہو کر ویدار کہ سے ہوا
 کیا ہی صبر کرو ویدار دیکھا ہر سو دست میں تھوڑا ہی پھر آسمان سوم کے فرستے تو نکال ایک لشکر غلام ہوا
 گر کہوں کمال شدت اور زور سے کہ ساتھ تسبیح و تقدیس کرتا ہوا اترا اور دنگا دیکھے ماسہ معلوم ہو گیا
 تھے حضرت موسیٰ بہایت گھبرا کر اپنی زندگی سے یابوس ہو جاوے ملائکہ کے اسفل فرشتہ میکائیل سے
 کہا کہ اے فرزند عمران اپنی جان سے پرستے رہو تاکہ ایسی چیزیں دیکھو کہ جس پر پھر ہو سکے گا پھر آسمان چہا

فرشتے ایسے اور ترے کوفرشندگان سابق میں کوئی اور کے مشابہ نہ تھا رنگ انکے شعلہ آتش کے مانند اور
انکی مانند برف سفید کے اور انکی تسبیح اور تقدیس کی آواز سب فرشتوں گدشتہ سے بڑھ کر تھی موسیٰ علیہ السلام
دل کھینچنے لگا اور گھٹنے سے گھٹنا بچنے لگا اور گریہ دیکھا آغاز کیا سر دار ملائکہ نے کہا کہ اے فرزندِ عمران جو
کچھ مانگے ہو اس پر جبرمویہ خود دیکھا ہر بہت میں کا تھوڑا ہی بھر آسمان پر خم کے فرشتے نازل ہوئے کہ
سات رنگ پر تھے کہ نہ اوس کے مثل کبھی دیکھے تھے اور نہ وہی آواز کبھی سنی تھی شعلہ اونکی انوار کے
لگا دو پر غالب تھی قریب تھا کہ اوس کے دیکھنے سے بصارت جاتی رہے حضرت موسیٰ کو تاب دیکھنے
کی نہ تھی اور دل خوف سے بھر گیا اور حزن و غم سخت ہوا اور کثرت سے رونے لگے تب اوس کے
سر دار نے کہا کہ اے ابنِ عمران اپنی جا بے پر ہو تاکہ بعضی چیزیں ایسی دیکھو کہ جن پر صبر نہ کر سکو گے پھر اللہ
تعالیٰ نے جیسے آسمان کے فرشتوں کو فرمایا کہ نازل ہو میرے اوس بندے پر کہ جسے میرے دینے
کی طلب کی جی میں اس طرح پر اور ترے کہ ہر فرشتے کے ہاتھ کا نور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ایک دست
خدا آتش کا ہاتھ پیرا وگا ہر لیکن چمک و سکی آفتاب سے بھی زیادہ تھی اور لباس اوس کے مانند شعلہ
آتش کے تھے جب تسبیح و تقدیس کرتے تھے سموات سابعہ کے سب فرشتے اونکو جواب دیتے تھے
بآواز شدید بولتے تھے کہ تسبیح قدوس رب العزۃ ابدالاموت اللہ ہر فرشتے کے سر میں چار چہرے تھے جب
حضرت موسیٰ نے یہ حال دیکھا پکارا کہ اونی تسبیح کے سات تسبیح کرنے لگے اور ذکر کرنے لگے کہ اے رب
یاد کر مجھ کو اور اپنے بندے کو مت بھول جا مجھ کو معلوم نہیں کہ میں یہاں کجبات پاتا ہوں یا مین اگر غلط
تھا ہوں اور اگر ٹھیک رہا ہوں سر دار ملائکہ نے کہا کہ اے ابنِ عمران قریب ہے کہ خوف تیرا بڑھے گا اور دل تیرا
اوکھڑ جاوے گا پس صبر کر کہ جس چیز کے واسطے کہ سوال کیا تھا پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے حکم کیا کہ ساتوں
آسمان کے ملائک میں عرش اوقفا یا جاوے پس جبکہ نور عرش ظاہر ہوا پہاڑ عظمت الہی سے بھٹ گیا اور ملائکہ
سموات با واز بلند یکارے کہ سبحان القدوس بالقرۃ ابدالاموت پس ہر کوئی زلزلہ ہوا اور وہ پہاڑ اور اوس کے تمام چار کمرے
مکڑے اٹھ گئے اور منبرہ ضعیف موسیٰ سلام اللہ علیہ پیش ہو کر منبرہ کے بل گرے کہ روح ساتھ زہی اور جس تیمر تھے
اوسکو اللہ تعالیٰ نے اوزپر لٹ کر شکل قہر کے کر دیا کہ جل بخادین پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت روح کو بھیجا
موسیٰ خدا کی یا س کے بولتے ہوئے اوسٹھے اور کہنے لگے کہ ایمان لایا میں تمھاری رب تصدیق کی بیش
کہ کوئی شخص تمھو دکھلا نہ زہرے گا و شخص تیرے فرشتوں کو دیکھے گا اوسکا دل اوکھڑ جاوے گا پس غصہ

کیکہ واسطے اس وقت رسالت کے شبہ معراج میں بلکہ بعض مکاروں میں بھی اختلاف ہے چنانچہ علم کلام کی معتبر کتابوں میں اس کی تفصیل مذکور ہے اور شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ تجزیہ مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ سلفی خلف میں سے کسی شخص سے دیکھنا حق سہوانہ کا صحت کو نہ پونچا اور اولیاء اور مشائخ طریقت سے کوئی اس کا قائل نہیں ہو سکتا۔ اس امر کا دعویٰ کیا اور مشائخ اتفاق رکھتے ہیں اسکے مدعی کی تکذیب فیاضیلاً ہے اور انوار نقیہ شافعی میں لکھا ہے کہ جو شخص کہے کہ خدا تعالیٰ کو دنیا میں سر کی انگلی سے عیاں کیا ہوں میں اور اللہ تعالیٰ بالمشافہ مجھے کلام کرنا ہو کا فرہو یا وگا انتھی اس بیان کی نحوئی ثابت ہو کہ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دنیا میں بیت بصری سوا حضرت سالت کے کیسے واسطے شہدائی نہیں ہو پس عالم میاں نے استفادہ کیا کہ یہ حاشیہ پر عبارت شیخ عبدالحق رحمہ کی درامکان و بیت حق در دنیا خود یکساں اخلاقی نیست و اگر درین مقام انچہ ممکن است اور از رغایت قرب کمال حاصل نشدہ باشد دیگر کہا و کہ حاصل خواہند یارب مگر بیت بصری را مخصوص عبارت حضرت موقوف آن نشاء داشتہ باشد نیست بران دلیل قاطع و باوجود حصول بیت بصری در دنیا باوجودی کہ مناسب این نشاء باشد تو انکہ بعضی تفصیل وجوہ و حالات موقوف نشاء آخرت بود و باشد تا آخر کہ فصل ثالث اس باب سے نقل کی ہو کہ شعر بیت بصری دنیاوی پر یہ وہ حضرت سالت کے حق میں ہر دوسروں کے اسوے کے وہاں فقط حضرت کی رویت معراجی کا ذکر ہے ورنہ شیخ شروع باب بیت اللہ تعالیٰ میں استقدر شدت انکار کریں کہ اوپر مذکور ہو چکا پھر اوسے باب کی فصل ثالث میں اقرار کریں کہ کسی عقل میں نہیں آتا ہی سوا عالم میاں کے کہ انکا فہم سے علیحدہ ہو اگر کوئی شخص ادنیٰ تا مل اوس مقام میں کرے گا صاف کہیں گا کہ یہاں حضرت کی رویت کا ذکر نہ تھا واسطے کہ قابل ہیں اس کے سر اسر شہیدی رویت بصری نبوی میں اختلاف ہے یا نہ مذکور ہے اور متصل اس عبارت کے اول یہ عبارت ہے جو بحقیقت اسخفرت الکمال و راس ایہام خلق و مقبول ایشان خصوصاً در شب معراج کہ تم و اکمل و اعلیٰ از ہر مقام قرب و منت و درامکان و بیت حق در دنیا حوالی آخرہ اور ضمیر اور فقرہ انچہ ممکن است اور این اوج طریقت حضرت کے ہے اور لفظ رغایت قرب و کمال کا بھی الال منی امر ہے کہ مراد حضرت سالت ہیں اور پس دلیل چغت ہم اخلاق یہ دلیل محدودیوں کی ہے جو ہر طورہ دلائل پر کہ اسی پر محمد و بیت شیخ جنوہ کا بڑا رد و قرار ہے اور سب کے اول عبدالمکات وندی کو یہ تذہیر سوچھی کہ حیا ادا و بیت بنہر یہ پیشہ شیخ کے سر سر خالہ کا ہوا ہے ہند لال مشکل ہے اخلاق اسدال کیا چاہے چنانچہ انہیں بہت ہاتھ پاؤں مارے اور کمال طمطراق سے اسکو سترج البصائر میں بیان کیا خدا صبر و سکایہ ہے کہ ان اخلاقی حسیہ انبیا و المرسلین کے نبوت کی تصدیق کی گئی اور نہیں اخلاق سے جسے اپنے شیخ کی ہر رویت کے بھی تصدیق

دلیل بر اینست
از خلاف امر عدو
شماره اول
و در این کتاب
توضیح می باشد
منوچهر الی

کی کہ چونکہ خدائے اعلیٰ علت تصدیقات کے ہیں بعد اوس کے بہت لمول تفصیل سے اقوال و روایات اس مفسر
 میں کہ اخلاق امیاء ازل صدق و علت تسبیح ہوتے ہیں نقل کہیں چنانچہ عبارت شروع عقائد تسبیح کی دوسری
 لیست دلاریاب البصائر علی بنقی بوجہ میں آخر تک نقل کی اور اس کے طوائف سے نقل کیا کہ اخلاق
 صدق حضرت اوصالت آب پر شاہ تھے جیسا کہ ملازمہ صدق اور عراض بنیامام عمر اور بخار اس میں ہے کہ
 ایک روز کہ سوئے راہ وہ کچھ کھا اور شجاعت اس حد تک کہ کچھ قہار نہ تھا اگرچہ مثل اجد کے واقعہ ہوا کہ سامنے آیا اور نصرت
 اس رہے کہ تمام بلخا و قضا عجب ہو یا کورساکت کر دیا اور امر رد و عو پر راہ جو تحمل مصائب سخت اور فرسٹ
 اور تواضع سات فقرہ کے اختصار ان صفات کا اوس ذات المہربین اعظم معجزات اور توفی اللات نبوت سے ہوا
 بعد ہر دو نقل کے صاحب سراج الابصار لکھا کہ جیسا کہ ریاب البصائر کے نزدیک اخلاق حمیدہ کہ نبوت ثابت ہوتا
 چنانچہ نبوت میں اگر آپ کوئی شخص لکھا کہ نہ ہرگز کہ عوی کرے اور یہ صوفی تمام اخلاق حمیدہ ہر روز
 تصدیق میں کیا تا مل ہو اور اس میں قطع کی ہو ہر واحدیت غنیہ سے کیونکہ اور اس کا الھار و زہر سے ہر بعد اوس کے تفسیر
 سے رافع کا کلام نقل کیا کہ ریاب البصائر کو اخلاق کریمہ دلیل کافی ہو اور اصرار میں کہ فرق و میان کلام اہل و کلام
 نہیں پہچان سکتے ہیں معجزہ کار ہر اس واسطے بعض متعین کے کہا کہ کفار و منافق اس اعتقاد اصداق اور افعال اصداق
 استدلال کرنا ہر کامل ان انون کے کمال سے کسی شخص میں اس کے صدق و جوبہ تبع پر استدلال کرنا ہر شخص
 کہ ان دنوں قوت علمی علمی علم سے معالجہ امراض نفوس کا کرے ہم جابیں کہ وہ نبی صادق اور طبیب صادق ہو چکی ہو
 اوس کے مصنف نہ کوئے اپنے مصنف کی مصائب کی مانتا کا بیان کہ کوئی کوئی امراض و حاشیہ کا بنایا بعد اوس
 تفسیر نشاوری کی عبارت جواب اشکال ائمہ ازی میں نقل کی کہ دعوت الی الخیر اور دعوت الی الشر سے فرق در میان
 معجزہ اور سار کے اور الھام ملی اور سورہ شعیانی میں معلوم ہو جاتا ہے بعد اوس کے کلام امام ابو نعیم نصر آبادی
 کا شفع المغنی سے نقل کیا تفسیر اس آیت میں وَاذِ احَدَ اللّٰهِ مَشَاقِّ النَّبِیِّیْنَ لَمَّا اَتَتْهُمُ الْمَلَائِکَةُ بِمَا کَانَ
 وَحِیُّکُمْ ثُمَّ جَاءَ کُمْ مَوْعِدُیْ لَمَّا مَعَكُمْ لَوْ کُنْتُمْ مِّنْ وَّاهٍ وَلَقَدْ نَصَّیْکُمْ اَوْ جِبَیْ لَیْسَ اِلَہُکُمْ اِلَہٌ سِوَاہُ
 کچھ معجزہ تکرار کتاب و علیہ سحر و کیمیا کی مولا کہ سچ بتا دیتا کہ اس کے کوئی اور ہر سحر و کیمیا کی
 ہر ذکر کے معنی مصدق لہما معکوم کے معنی یہ ہیں کہ اس کے اقوال و افعال تمام کتاب کے موافق ہوں گے
 اگرچہ قرآن میں ہر کچھ غیر علی اور علیہ سلم کی تصدیق کیوں انزل ہوئی جو اگرچہ حکم کا الہی سابق میں
 تھا کہ سب انبیاء اور ائمہ میں اس کے بموجب ہر تمہا کہ جب کوئی مرد صالح اقوال و افعال احوال میں سامان لکھا

وصال کے اونیس ظاہر ہو کر دعوی نبوت کا کرتا تھا اور نیز اس کی تصدیق واجب ہوتی تھی پھر اگر کسی کو نہیں سمجھتا
 رہتا تھا معجزہ طلب کرتا تھا اور جو شخص کہ معجزہ دیکھنے کے پہلے ایمان لاتا تھا ارسکایمان قوی ہوتا تھا
 مانند ایمان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیوں کہ اصل مقدمہ نبوت میں اخلاق میں اور معجزہ ظاہر میں سے ششہ ہوتا ہے
 اور ایکس اہمیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں جیسے ہو کوئی ولی موضوع اخلاق انبیاء کمال لایت میں پھر لا کوئی
 خطاب خدا و رسول کی طرف سے اور خبر دیکھ لینے لحوال میں باذن اللہ کسی ممکن بات کی کہ شرع اللہ کو فیج نہ جانتا ہو
 واجب ہوتا ہے خلق پر کہ قبول کریں اور بات کو انہیں جاننا ہوتی ہے تکذیب اور اس کی شہرتیکہ قبل اسکے اور اس کی
 زبان پر کبھی شطح ظاہر نہ ہو اور نہ اس کا خروج بر صحر ہو اور صحر غالب ہو اور نہ اس کا محض ہو و کس اس کی تکذیب
 ایسی ہو جیسا کہ کئی غیر انکذیب کریں کیونکہ تکذیب میں اس کی تکفیر اور تکفیر میں صالح کی کفر ہے اور اخبار اس کی
 جانب اسی سے ہوا ہے روح رسول اللہ کے دلیل قطعی ہوگی کہ دلیل ظنی اس کی مقابلے میں ساقط ہو جائیگی کیونکہ
 جو شخص کہ اس مقام کو پہنچے گا خدا تعالیٰ پر فائز ہوگا پس ات اور اس کی واجب تصدیق ہوئی اس لیے کہ وجہ تصدیق
 انبیاء علیہم السلام کی سبب خصال محمودہ موافقہ خصال انبیاء گذشتہ کے ہوتی ہیں پس خصلت علت تصدیق
 اور وہ موجود ہیں اس لیے میں پس حکم اسی پر دائر ہوگا اور یہ اصول فقہ حنیفہ سے ہے انتہی کلام غرضکہ اس طرح
 سراج البصائر اسکے حدیث ابتدا وحی کی نقل کی کہ اس میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اخلاق نبویہ
 استدلال و پیر نفی ختمی کیا کہ ولله ما ینحی یرک الله لہ اننا یرک اتصال الرحم و محل الکمل و تکسب
 المعدوم و فقر علی الضیف و تعین علی نوائب الحق اور حدیث ہر نقل کی نقل کی کہ اور ہے بھی حضرت
 رسالت کے اخلاق سے ایسی نبوت پر استدلال کیا اور کلام بام ابوجہاد محمد خوالی کا نقل کیا کہ انہوں نے حضرت پر
 کے اخلاق بیان کر کے کہا ہے کہ ان تمام اخلاق کا اجتماع کذاب میں غیر متصور ہے اور احوال حضرت کے شواہد اظہر
 حضرت کے صدق پر یہاں تک کہ عربی جاہل دیکھ کر بولتا تھا واللہ ما ہذا و جہ کذاب پس تصدیق نبوت
 کی معرفت احوال سے ہوتی ہے خواہ شاہدہ یا بتواتر تسامح جیسا کہ کوئی شخص طب فقہ کی حقیقت کو جانتا
 ہو وہ انہما اور فقہاء کو ان کے مشاہدہ احوال و جماع اقوال سے بھی پہچان سکتا ہے اور اگر مشاہدہ نصیب
 نہ ہو تو ان کی تصنیفات دیکھنے سے یقین ہو جائیگا کہ مثلاً شافعی فقیہ میں اور جالینوس طبیب میں ایسی چیز
 معنی نبوت سے سمجھ جاوے پھر قرآن و احادیث کا مطالعہ کرے یقین حاصل ہو جائیگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 اعلیٰ درجہ نبوت پر ہیں اور بعد ان کے مقولات کے تجربے سے اس یقین کی تائید ہو جائیگی کہ جیسا کہ

بخلاف قبول کہ میں عمل نما علی ورتہ اللہ علیہ والہ علیہ یعنی جسے ایک علم پر عمل کیا ایسا کو اللہ تعالیٰ ایک علم لدنی
 رحمت نرا نام ہو اور کیسے سچے قول میں کہ میں اعان ظالما اسلطا اللہ علیہ یعنی جسے کسی ظالم کی عقل
 اللہ تعالیٰ وسیع ظالم کیا پس اسلطا لہ اور کیا سچے قول میں کہ میں اصبح وھو منہ وھو احد کفاح اللہ ھو
 الدنیا والاخرۃ یعنی جسے سب دیکھ کر اور ایک فکر خدا کی کھلی اللہ تعالیٰ او کی دنیا اور آخرت کی فکر کرنے والے
 کفایت کرنا ہر ایسی جگہ ہزاروں ہزار بات کا تجربہ کرنا بخلاف نقینے شیشہ کامل جو بجا و گیا پس اس طریق
 نقینے طلب کرنا عدا کو اردہا کر لے سے اوچتہا کو شوق کرتے سے کہ اسکے ساتھ اگر دوسرے نواقح احوال کا
 ملا خدہ کیا جاوے اسلطا و سحر و نظر بندی کا مجموعہ جاتا ہو اور لیکن فوق ہاتھن کچھ مایہ درجہ عالی ہو مگر اس کا کھد سے
 دیکھ لے یا ہاتھ پر لے کے برابر ہو سو طریق معونیہ کے حامل نہیں ہوتا ہر قسمی بعد اسکے مصنف نے کوئے کیا کیا اگر
 صحی پر کہ احمد کے حلاق و قول پر ایمان لائے جیسا کہ اوپر بصدیق اور علی مرتضیٰ اور ابو ذر اور حماد طیب اور ہر ہر
 صاحبہ سوار کے اور عبد اللہ بن سلام اور عبد اللہ بن ابی بن سلیمان مع اپنے رفقاء کے بعد ائمہ کے بیعت کی اور ان کے
 حالت مرض میں اسلام لایا اور نبی ہادی شاہ جنس مع امراء و سبائے علماء کے قرآن منکر ایمان لایا یا تفتیش باغ
 و خیرہ اس طرح تمام عرب فتح کر کے چھکرا ایمان لائے اور جن و جمعہ ان کے ایمان لائے پس معلوم ہوا کہ ایمان محض
 وہبت آئینہ ہو اور مناسبت اعلیٰ کہ الامواج جنود مجتہدہ فمنا صافات منها ائمتلف و مانتا کس
 اختلاف اور معجزہ دیکھ کر کم لوگ ایمان لائے ہیں اسو سنے کہ صحت خبر کے بھی محتاج طاق اختلاف کے ہو اور بجا
 اخلاق پر سوا اس منقولہ کیے آیت بھی دلیل ہو کہ ائمہ کبار کو ائمہ کبار و الایۃ الصدق و نور العقل و علم شریعہ
 العلم حسن الاطلاق مفسرین کا اسی معنی پر اجماع ہے بعد اسکے کہ نبی قوم کی شہادہ صفت بہت سی بیان کی کہ ان
 ان کے مانند اصحاب انبیاء علیہم السلام کے ہیں اور ہر دو کو لوگ منسوب بگمراہی کرتے ہیں حالانکہ جبکہ
 اخلاق سے نبوت ثابت ہو جاتی ہو مگر یہ کہ نبوت میں کیا تامل ہو تھی لخصا جواب خلاصہ شرح
 حقیقت ہنلق کا کہ چہرہ جلا و عرفا اسلامی اور کما یومانی کا اتفاق ہو اور کتب اخلاق مثل احیاء العلوم اور اخلاق
 ناصرہ وغیرہ اس مالہ الہن اس طرح پر ہے کہ جیسا کہ خالق بالفتح عبودیت ظاہر کہتے ہیں اس طرح خلق بضم
 صرت بالئس کو کہتے ہیں کیونکہ انسان مرکب ہے دو چیز ایک جسکہ بشارت چہرہ سے معلوم ہوتا ہو دوسرے
 روح کہ نبوت دل سے پہنچائی جاتی ہو لیکن روح مرتبہ میں جسکہ اشتراک ہو اور جیسا کہ حسب ظاہر کہ نبوت
 و صورت ضروری ہے پہنچا ہوا حسن اس میں روح کو بھی ایک ہیئت صورت ہوتی ہے پہنچا ہوا حسن اس میں ہیئت

روحانی کو خلق کہتے ہیں اگر وہ ہیئت اچھی ہوئی خلق حسن ہو اور اگر ہیئت بد ہوئی خلق قبیح کہتے ہیں
 ہو اس خلق کہتے ہیں ہیئت راسخ نفسانی کو کہ جس سے افعال بالکلفت آسانی صادر ہو میں نیک یا بد لیکن اگر کسی
 ہیئت ہو کہ اس سے ایسے افعال سرزد ہو جن کے اثر عا و دنا سے پیدا ہو ہیں اور ہیئت کو خلق حسن کہتے ہیں
 اور اگر ناپسندیدہ ہو ہیں خلق قبیح کہتے ہیں لیکن ہر دو شرط نہ کو لے کر دیکھو جو ایک یہ کہ ہیئت نفس میں راسخ و دنا
 ہو جو ذرا اگر کبھی آدمی سے شلا واد و ہش سبب یا وغیرہ اغراض صادر ہوئی سخاوت اور اسکا خلق نہ ہو
 دوسرے یہ کہ نہ تکلف و آسانی اور اس سے فعل صادر ہو ذرا اگر یہ خلعت مال خرچ کیا یا مالیت غضب میں مشتت اپنے
 نہیں ضبط کیا سخا و علم اور اسکا خلق نہ ہو گا بالکل خلق نام ہیئت باطنیہ کا اور حبیبہ کہ صورت ظاہر کا حسن مطلق
 فقط آنکھ کے یا ناک کے یا حسار اچھے ہونے سے حاصل نہیں ہوتا یہ بلکہ تمام سر اجس چاہیے تب حسن ظاہر کامل
 ہو ایسی اہل میں چار ارکان ہیں چاروں میں حسن آ و یکا تب حسن خلق تمام ہو گا و چارہ میں قوت علم
 اور قوت غضب اور قوت شہوت اور قوت عدل قوت علم یعنی دانش معزز نفس عاقل و نفس ملکی کہ مبداء
 فکر و تمیز و شوق اور ک حقائق کا اور اسکا حسن یہ ہے کہ اقوال میں صدق و کذب کو آسانی جدا جدا پہچان لے سکے
 کہ یہ سچ ہے اور یہ جھوٹ ہے اور اعتقاد میں حق و باطل میں آسانی تمیز کر سکے اور افعال میں جلیل و قبیح میں حق پہچان سکے
 جب یہ قوت درست ہوئی آدمی حکیم ہو اکیونکہ حکمت دو قسم ہے حکمت نظری یعنی چیز و نگو جس طرح کہ نفس انسانی
 میں ہیں ویسی جاننا بقدر طاقت بشری کے دوسری حکمت عملی یعنی جیسا کہ چاہیے ہو ویسی کام کرنا بقدر
 حوصلہ اور طاقت کے اور قوت غضبی معروف بہ نفس سچی کہ مبداء ہر خشم و دلیری تسلط و تلبک و جہاد و دفع مضار کا
 اور اسکا حسن یہ ہے کہ تابع قوت علم و حکمت کے رہے کہ سختی کی جائ سختی اور نرمی کی جائ نرمی موافق فرمان عقل کے
 کرنے تاکہ جو شے ہے وقت اور تہا و زحمت سے واقع نہ ہو و اگر صفت حکم کشجاعت و سکی تابع ہو پیدا ہو سکے
 اور قوت شہوت معروف بہ نفس سچی کہ مبداء ہر شہوت کماح و خوشی و شوق لذائذ و جلب منافع کا
 حسن اور اسکا بھی یہی ہے کہ تابع قوت علم و حکمت کے رہے کہ موافق حکم عقل و حکمت کے خطہ عمل کرے اور اسکا بھی
 اتباع ہو اور ہوس نہ کرے تاکہ صفت عفت کی کہ سخاوت اور سکون تابع و لازم ہو پیدا ہو و اور قوت عدل اور قوت کما
 نام ہے کہ جس وقت علم کا اول درجہ اعتدال و متوسط پر کر کے ان دونوں قوتوں غضب شہوت کو بطور نہ کو لے کر
 اس کے تابع کر دیتی ہے اور حد متعادل ہو نہیں رہتی ہر دو چیز ان میںوں کے درمیان جیسا کہ حالت اعتدالی خالی فراط
 و تفریط سے پیدا ہوتی ہے اور سکون و فیضیات حالت ہوتے ہیں اور یہی خلق حسن ہے اور افراط و تفریط قبیح ہے چنانچہ

افراط قوت غنیمت ہو رہی اور تفریط میں بہتے دونوں خلق فیج این در در پیکر منوط شجاعت ہر ہی ملحق جس کو
ایسی قوت شہدوی کی افراط نہ ہو اور تفریط کو نحو و شہوت ہو کہیں کہ دونوں با محو ہیں اور منوط غنیمت ہو کہ خلق
نیک ہی ہر اس طرح حکمت بھی درج میان نام اور اس کی افراط کو کہہ دی گئے ہیں یعنی ہر ضرورت و مہیو مع
فکریں و دوزخا اور تفریط کو کہہ گئے ہیں یعنی اختیار و اراستہ اعمال عقل کرنا نہ کر و خلقت اس کے تمام حکم
مقدیم متاخرین کا اتفاق ہر کہ اصول و اجناس فضائل کے چار ہیں حکمت و شجاعت و غنیمت و عدالت اور در
اس کے بشیلا میں اور بعد منسوب و کتابت اطلاق میں کور ہیں چنانچہ زکا و سرعت و محم و صفا کہ ہیں و سہولت تعلیم و
تعلیل و تخط و تذکرہ انواع جنس حکمت کے ہیں بجزت بلند جہتی و نبات و حلم و سکون نفس و نہایت و تحمل و تواضع
و حمت و رقت و جنس شجاعت کے انواع ہیں اور جیاد و رفق و حسن ہر ہی مسامتہ و ہر قناعت و فروز و دوع
و استقام و سخا و جنس غنیمت کے انواع ہیں اور مدد و الفت و وفا و صلہ رحم و یگانا و حسن و حرکت و حسن و صفا و
و تسلیم و تحمل و عبارت جنس عدالت کے انواع ہیں اور صدا و اکی و زائل و بد اخلاق ہیں اور کوئی شخص مستحق مدح اور سزا نہ
نہیں ہوتا ہر گر انجنس صفات خواہ اس کی ذات میں ہوں یا اسکے کیا و اسلاف میں اور سوا اسکے اگر کوئی دولت
و مال سے فخر کرے عقلا کے نزدیک قابل اعتبار نہیں ہر لیکن و ہر قسم کی معرفت یہاں شکل ہوتی ہر ایک کہ
یہ نفساں ہمارا گاہ اور کئے فروغ اکثر یہ فیصل اسبب اکلت ظاہری مشتبہ ہو جاتے ہیں و نہیں فرق و تمیز کرنا
نہایت دشوار ہوتا ہے اور اکثر لوگوں کو مدعا واقع ہوتا ہے اس کو کہ فضیلت اس کے گتے ہیں کہ اس کا سبب انجلی نیست
ہو و زلیلت چنانچہ اکثر لوگ تحصیل علم و حکمت اور تکمیل قوت و فطرت میں نہایت جانفشانی اور عرق ریزی کرتے ہیں
حالانکہ سدا اور سبب اس کا یہ ہوتا ہے کہ جاہ و منزلت اور بزرگی و رفعت و نام آوری خلق پیدا کریں پس فیلیت
ان کی اس کا سبب ہوئی یا اس واسطے کہ مال و عیش اور لذت و اکل و شرب اس علم کے سبب حاصل کریں پس
حرص و شہوت اس کا سبب یعنی یہ علم فضیلت نہ ہو بلکہ زلیلت ہو کیونکہ سبب اس کا خراب تھا و علم فضیلت ہر
کہ سبب اس کا یہ ہو کہ حق و باطل میں تمیز کر دین اور ہر باطل کو جتنا با و حق کو اختیار کر دین تاکہ روح انسانی کمال
پا وے اور قابل قرب حضرت الوہیت کے ہو کہ اس طرح بعضی لذات و تسہولت و دنیاوی امور اس کو تے ہیں
اور سبب اس کا کچھ نہ لیں فاسد ہوتی ہیں اس کو غنیمت نہیں کیونکہ یا مال کثیر خرچ کرنے ہیں بغرض شہوت
بار بار باطلع جا و تہ سبب یا دوسرے اعراض دنیاوی کی خاطر سے یہ سخاوت میں ہر ایسی بعضوں کے انجالی است
شجاعت صدور ہے ہیں بغرض تحصیل مال کچھ ناچہ تعلق الطریق و غیرہ کرتے ہیں یا واسطے نام و ریا کے

اخلاق میں در و سبب اس کا یہ ہوتا ہے کہ جاہ و منزلت اور بزرگی و رفعت و نام آوری خلق پیدا کریں پس فیلیت

یا سب سے صبری کے مصائب پر چاہئے عمل خود کشی کا کرتے ہیں اس سب کو شجاعت کہیں لگا لگا لی حق سے نہیں ہٹتے
 کہ ایسے نفس شریعت کو انجی میں خیر و کون واسطے خطرہ لاک ہیں ڈالتے ہیں بلکہ شجاع وہ شخص ہے کہ اپنی جان کو حمایت
 حق اور اعدا دین الہی اور مصلحت و وجہائی کے واسطے کہ حیات فانی چند روزہ سے بہتر ہو صرف کہ یہ غرض کہ اسطرح
 کی صورتیں فضائل کی مانند نہ توفی ریاضات اور عبادات شرافہ اور جو ترک دنیا و توکل وغیرہ بہت سے لوگوں سے
 صادر ہوتی ہیں حالانکہ اغراض فساد شہل یا سمد و حرج چاہئے بقا نام تحصیل یا سب سے پیشوا کی اونکے بواطن میں موجود ہوتی ہیں
 کہ اوپر اطلاع نہایت مشورہ ہوتی ہے کہ خاص خاص لوگ بغیر ان افعال و حرکات ہیچان لیتے ہیں کہ یہ شخص عاری فضائل
 حمیدہ اور اخلاق ستودہ ہے بلکہ بایں بن و سایہ ہوا و ہوس نفسانی کا ہر نفس کی دوسری اغراض کے واسطے ایسا
 و کمالیہ کو نزد نفس کا کہ جو خطا پر ایسا عاذاں دینے لگے مشکل دوسری یہ کہ جیسا کہ اخلاص و فضائل مذکورہ
 کے ردائل و بد اخلاق ہیں و فی ہر فضیلت کے واسطے ایک حد ہے اور کمال اخلاق یہ ہے کہ تمام فضائل اپنی حد و پر ہیں
 اگر کوئی فضیلت اس حد سے تجاوز کی خواہ بجانب فراط یا بجانب فقر یہ وہ فضیلت بدلیت ہو گئی پس جس قدر کہ
 اس حد سے بعد فاصلہ ہوتا جاوے گا زالت بڑھتی جاوے گی مثال حد فضیلت کی مانند نقطہ مرکز دائرہ کے ہر کہ دور تر
 نقطہ محیطہ دائرہ سے وہی ہوتا ہے اور مثال دال کی جیسا کہ نقطے اطراف مرکز کے کہ کثرت سے باہر ہیں خواہ محیط پر
 واقع ہوں یا داخل محیط کہ یہ سب بہ نسبت مرکز کے محیط نزدیک ہیں ایسی فضیلت کی ایک حد ہے کہ زائل سے
 نہایت بعید ہے اور انحراف اس حد جس جانب کو کہ اتفاق سے قریب ہو بدلیت سے اور جیسے فضیلت کی سیدھے حکما
 کہ ہر فضیلت میں وسطی ہوتی ہے اور زائل اطراف میں پس اس سبب مضامین میں ہر فضیلت کے زائل نے انتہا ہوتے
 ہیں اور زائد است فضیلت پر ایسی ہے جیسا کہ ایک خط مستقیم ہے کہ درمیان و نقطوں کے ہو چلنا اور از کباب
 زائل ایسا ہے جیسا کہ اس خط مستقیم سے انحراف کر کے طرف کے خطوط غیر مستقیم ہو چلنا اور ظاہر ہے کہ دو
 حد کے درمیان خط مستقیم ایک ہو کر نہایت نقطہ اور خطوط غیر مستقیم غیر متناہی ہوتے ہیں ایسی سبب استقامت
 طریق فضیلت پر ایک نہج پر ہوتی ہے اور واسطے انحراف اس نہج کے طور سے تمام ہوتے ہیں ایسی سبب الزام طریق
 فضائل میں نہایت صعوبت واقع ہوتی ہے اور از کباب ذائل بغایت نقصان آسان ہوتا ہے چنانچہ حدیث شریف میں
 وارد ہے کہ شخص الجحدہ بالمحارہ و حفت الذرا بالشہوات یعنی طریق جنت کے نفس پر سخت مکر و کمین
 اور طریق دوزخ کے نفس کے مرغوب ہیں اور ایسی سبب سے کہ خد کی راہ مال سے زیادہ باریک و زیلوار سے
 زیادہ تیز و اور طریق دوزخ کی مثال ہے کہ جو شخص اس پر راہ چلاوے پھر بھی برابر دوزخ گیا اور اگر اسے پھسلاوے اس بھی

مستند و معتبر اور اعلیٰ اخلاق کا مجموعہ ہیں

میں سے ان کو جنہم میں کہ مانند مثال کے مجاہد اور انہیں کا شہرہ ہی واقع ہو کر اور ظاہر ہو کر یہ مرکز و خطہ مستقیم فیضان
 کمال اعتدال اور نہایت اخلاق ہر اخلاق حضرت قبلہ کا ہی رسالت بناہ علی السلام کے ہیں کہ ان کے
 لعل خلق عظیم ان کی شان میں رہا اور ذات عالی صفات آنحضرت کی جمع اخلاق تمام انبیاء و مرسلین کی
 بلکہ ستم و مکمل ان اخلاق کی واقع ہوئی کیونکہ حضرت کو امر الہی ہو کر کہ **قَدْ جَاءَكُمْ آيَاتُ رَبِّكُمْ** یعنی انبیاء قبل کی
 اختیار کرو اور انہیں ہر کہ حضرت نافرمانی امر الہی کی غیر متنبہ ہو پس لازم آیا کہ حضرت تمنا کا ہی رسول الہی
 سب اخلاق و سیرتیں انہیں سابقین کی حاصل فرمائی اور چونکہ بعض اخلاق باقی تھے اور انہیں بھی تمام کا
 فرمایا چنانچہ ارشاد ہوا کہ **لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ** کہ تم کو مکارم اخلاق یعنی بھیجا گیا ہیں تاکہ کامل کرو ان اخلاق بزرگ کو وراثت
 و فائز شہر حسن ہوئے ہم عیسیٰ پر بنیاد لاری پڑا انچہ خوبان بہرہ دارند تو تنہا داری پڑا پس اب اسے خدا طلب
 منحصر ہو گیا حضرت کے طریق و روش اختیار کرنے پر چنانچہ فرمان نازل ہو چکا کہ **وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا**
وَيُخْرِجْهُ مِنْهُ یعنی جو شخص کہ سو اس اسلام کوئی دین قبول نہ کیا ہو چکا ہرگز قبول نہ کیا جاوے گا اور اس کے لئے انبیاء
 اولوالعزم کو بھی سوا پیر وی حضرت کے کچھ چارہ سیدین پر چنانچہ فرمایا کہ **وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا**
 یعنی اگر ہو تو موسیٰ علیہ السلام نہ دیکھنا پیش رفتی اور نہ سو کہ پیر وی میری کے اور عیسیٰ علیہ السلام کا اور نواز اور
 حضرت کی پیر وی کرنا خود مانند آفتاب کے روشن ہو پس جو شخص کہ حضرت ان اخلاق میں جس قدر قریب
 و مشابہ ہو وہ اس قدر وہ آفریدگار سے بھی قریب ہو اور جس قدر کہ اخلاق محمدی دور ہو اسی قدر قریب حضرت
 الہی سے بھی دور ہو اور جو شخص کہ جامع ہر کامل ان اخلاق کا مستحق اس امر کا کہ خلق میں بنزے فرشتے
 مطاع کے رہے کہ سب خلق اس کی طرف رجوع کرے اور جمیع افعال میں اس کی اقتدا کریں اور جو شخص کہ ان سب
 اخلاق سے جدا ہو گیا اور ان کے اخلاق سے موعود ہوا وہ مستحق اس بات کا ہو کہ بلا وجہ و دلیل مکمل جہاں کیونکہ
 شیطان العین قریب ہو گیا بالجملة واجب یہی ہو کہ تمام اخلاق میں اخلاق محمدی و متوالیہ العمل و تقرر کیے جائیں
 اور انہیں کی اقتدا کی جاوے بلکہ مستدل مہدوی دلیل شکوۃ الصدر میں جو عبارت تفسیر کا شفع المعانی کی
 نقل کی ہے اور میں ہا جا صرح ہے کہ اقوال و افعال بہر نبی کے موافق کتا پانہ انبیاء سابقین کے اور مطابق روئے
 انبیاء سابقین و عمل کے چاہیے ہوتے تھے اور اس امت میں اخلاق ولی کے مطابق اخلاق انبیاء کے چاہیے ہیں
 اور نیز فرماتا ہے کہ جو خبر کہ وہ ولی دینا ہی شرع اس کو قبیح نہ جانتا ہو بلکہ مسلمانان بھی اخلاق میں اتباع شرع
 کی ضرورت لایا سمجھتے تھے چنانچہ اخلاق نامہ صریح میں لکھا ہے کہ کتاب نیکو را خیا میں کہا ہے کہ ناموس اگر مبرا

علاوہ ان باتوں پر جو ان میں سے اخلاق کا مجموعہ ہے

کی طرف ہوا ناموس ہم کو کبر کے چاہیے اور ناموس سوم دینا ہر پیر ناموس خدا اور جمل یعنی قانون
 مذہب و سیاست پیشوا سب ناموس کا ہوا ناموس ہم کو حکم ہے کہ اس کو پیر ہی ناموس الہی کی چاہیے کہ نا اور ناموس
 سوم قدر کرے ناموس ہم کی اور تزیل قرآنی سے بھی یہی معنی سمجھئے جاہلین جیسا چہ فرمایا کہ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ
 الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ الَّذِي يَتَّبِعُونَ لِكُلِّ شَيْءٍ بِالْقِسْطِ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ لَا يَهْدِيهِمْ اَنْدَمٌ بِرِشْطٍ مَطْلَبِ كَرْدِ اَوْ اَصْلِ وَجْهِ
 وَتَقْيِيسِ عَلَيْهِ وَاسْتِزْمِيزِ شَنَاخْتِ اخلاق جس کے اخلاق و سیرت محمدی اور شریعت انحضرت کی ٹھہری کہ اول بات
 ثابت ہو جاوے کہ اخلاق و احوال اس شخص کے موافق کتاب سنت کے ہیں تب باخلاق دلیل اس کی ولایت پر
 ہونے میں ثبوت ولایت موقوف ہو ا مطابقت اخلاق پر کتاب سنت کے ساتھ اب شیخ جو پور کا احوال مٹا چکا
 کہ شیخ موصوف ہوئے ہیں جیسا کہ ان کے عقیدہ تفریق میں لکھا ہے کہ جو حدیث کہ موافق حال اس ہے کہ وہ صحیح ہے
 اور جو حکم بیان کہ تفریق تفریق میں مخالف بیان اس ہے کہ وہ صحیح نہیں ہوا و جو اعمال بیان کہ اس ہے کہ
 ہیں تعلیم خدا اور اتباع مصطفیٰ سے ہیں اور ہم کسی نہ سبک متعبد نہیں ہیں اگر کوئی چاہے کہ ہمارا صدق معلوم
 کرے چاہیے کہ کلام خدا اور اتباع رسول علیہ السلام سے سچ احوال و افعال ہماری کو دھوڑے اور فہم کرے
 انتہی یہ اولیٰ معاملہ ہوا کہ کتاب سنت کو اپنے مطابق ہونا چاہتے ہیں پس ثابت ہوا کہ انکا حسن اخلاق ثابت
 نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ با اثبات حسن اخلاق مطابقت کتاب سنت پر اور بیان مفقود ہو بلکہ کتاب سنت کا
 اثبات اپنی مطابقت پر موقوف جاہلین اور دوسرے طریقہ یہ کہ بولتے ہیں کہ اگر کوئی چاہے کہ ہمارا صدق معلوم کرے
 چاہیے کہ کلام خدا اور اتباع رسول سے احوال و افعال ہماری عین دھوڑے حالانکہ اتباع رسول ابھی خود انکار کیا کہ خدا
 رسول کو اپنا تابع ٹھہرایا اب اتباع رسول کیوں نہ ثابت ہو سکتی ہے اور کلام خدا کی اتباع بھی ثابت نہیں ہو سکتی ہے
 اس کو کہ جو معنی کلام خدا کے صحیح مروی جس تفسیر سے بیان کیے جاویں گے اور وہ مخالف شیخ کے ہونے
 بولیں گے کہ یہ صحیح نہیں ہیں صحیح وہ معنی ہیں کہ جو موافق بیان اور احوال اس ہے کہ ہیں پس اتباع کلام خدا کے
 نہ ہو بلکہ کلام خدا کو اپنی خواہش کے تابع چاہتے ہیں وَاَتَّبِعْ لِحُكْمِ اَهْوَاؤِهِمْ لَفَسَدَ السُّلْطَانِ
 وَكَالَ رُضْ وَكَمْ فِتْنَةٍ لَا يَهْدِيهِمْ اَنْدَمٌ اِذَا كَرِهْتَ لِقَا كَرِهْتَ لِقَا كَرِهْتَ لِقَا كَرِهْتَ لِقَا كَرِهْتَ لِقَا
 تابع کرے ہیں جو اب اسکا یہ کہ قرآن عبارت عربی ہے اس کے معنی ضرور چاہیے کہ نا اور جب کوئی معنی موافق
 قاعدے عربیت اور روایت کے کریگا تم کو گئے کہ روایت لفظی ہے اور یہ بیان قطعی ہے جو معنی کہ میرے
 مخالف ہیں غلط ہیں جیسا چہ اس قسم کے معانی اپنے عددیہ کے موافق اکثر انھوں نے کیے ہیں کہ کچھ

اور تفصیلاً بیان میں کہ شیخ جو پور کا احوال اس کے لئے کہ جو حدیث فقیر کی ہے اور جو خلاف ہے اور اس کا غلط استعمال اور جو کچھ

مذکور ہو چکے ہیں اور باقی آئندہ آویجے انشاء اللہ تعالیٰ اور چونکہ اتباع قرآن کی حتمی برہنہ ہے کہ معنی کا اعتبار
 اپنے بیان پر ہوا اتباع اپنی ہوتی نہ قرآن کی اور آپ کے بیان کا قطعی ہونا خود اتباع قرآن پر موقوف تھا جبکہ
 اتباع قرآن آپ کی قطعیت بیان پر موقوف ہوا اور محال لازم آیا اور یہی تقریر اتباع احادیث میں بھی ہو کہ تمہارا
 دلالت جیتا ہے کہ اپنے اخلاق کو مطابق احادیث کے ثابت کرو گے یعنی جب تک کہ تمہارا اخلاق
 مطابق احادیث کے نہ ہو گی قابل اعتبار کے نہ ہو گے اور دلالت ثبوت کو نہ پونچھے گی پس کہنا کہ جو حدیث میرے
 احوال و اخلاق کے مطابق ہے وہ صحیح و واقعی غلط نہایت ہی موقع ہے کہ نہ کہ ابھی اخلاق بمطابقت ان احادیث
 پایہ اعتبار کو کہاں پہنچے ہیں کہ محکم صحت احادیث کا ٹھہرے جاوین غلط کلام یہ ہو کہ ثبوت اخلاق حسنہ
 موقوف ہے مطابقت احادیث و تفاسیر صحیحہ پر تب یہ کہنا کہ ثبوت احادیث و تفاسیر موقوف ہے ائمہین اخلاق
 حسنہ پر در محال ہے کہ کوئی عامل سمجھے گا اگر کہیں کہ وہ احادیث و تفاسیر کہیں پر ثبوت اخلاق موقوف ہے وہ
 اور جبکہ ثبوت اخلاق پر موقوف ہے وہ دوسرے ہیں جو کہ اسکا یہ ہے کہ ثبوت اخلاق ان ائمہین احادیث و تفاسیر
 کیا جاتا ہے کہ حسین بن کر اخلاق کا ہو اور اپنے اخلاق و احوال کے مطابق کہہ کے بھی یہی احادیث و تفاسیر کہی
 جاویں گی کہ حسین بن کر اخلاق پر مذہبوں کہنا ہو کہ جو حدیث و تفاسیر کہیں کہ آسمان زمین کا ہو اور ہر
 کے حال کے موافق نہ ہو وغیرہ صحیح ہے نہایت ناممکن ہے اور اگر کہیں کہ احادیث متنواز و قطعیہ و روایات
 قطعیہ کہ جسکی صحت میں کلام نہیں ہے اخلاق شیخ کے اول ان کے مطابق ہو کر ثبوت دلالت ہو گئے ہوں
 اوسکے احادیث و تفاسیر فلسفہ کی صحت مطابقت اخلاق نہ کہ ہر دلیل قطعی ہیں قوت ہی جواب
 اسکا یہ ہے کہ احادیث غیر متواتر و ظنیہ کہ اوس میں بعضی مشہور و بعضی احماد صحیحہ میں بالاتفاق سب قابل استدلال
 و مفید ظن ہیں خصوصاً فضائل اعمال میں کہ احادیث ضعیفہ بھی مقبول ہیں چہ چہ کہیں کہ بلکہ خود محدثوں کی
 کتاب انصاف نامے کے باب دوم میں مضمرات نقل کیا ہے کہ جو شخص خبر واحد اور قیاس کا انکار کرے اور کہے
 کہ وہ حجت نہیں ہے وہ شخص کافر ہو جاتا ہے پس جب یہ احادیث مفید ظن ہیں اب اگر بعض اخلاق یا
 مہدویت کہ ان احادیث میں مذکور ہیں و شیخ جنید میں مفقود ہیں تو لامحالہ ظن اس بات کا ثابت ہے کہ شیخ نامہ
 الاخلاق ہیں اور مہدی نہیں ہیں اور ظاہر ہے کہ اس ظن کے ہوتے ہوئے قطعیت کمال اخلاق یا ثبوت مہدویت
 کا فاسد و باطل ہے کہ یہ قطعی یقینی و امر و تہا کہ اوسکے جانب مخالف کا ظن بلکہ وہم بھی محمود اور تقسیم
 یہ ہے کہ ہر خبر و حال سے خالی نہیں ہے یا اوس میں احتمال مطمئن مخالف کا بھی یائیں ہے اگر کسی اور اس خبر کے برابر

قوت میں اور کوشش کی گئی اور اگر دونوں میں ایک غالب ہو تو غالب ہو کر مغلوب کو دھمکتے ہیں اور اگر اس خبر میں احتمال مضمون مخالف کا بالکل نہیں ہو تو اسکو جرم کہتے ہیں اب اس کے بھی محال ہیں کہ یا واقع کے موافق ہو یا مخالف اگر مخالف ہو تو وہ جرم جہل مرکب ہو اور اگر موافق ہو تب بھی محال ہیں کہ کسی کے اغواء اور فحاشی سے وہ اعتقاد اٹھ ہو سکتا ہو یا نہیں اگر ہو سکتا ہو تو وہ تقلید ہو اور اگر ازل نہیں ہو سکتا تو یقیناً یہ آب ظاہر ہے کہ جب شیخ کے اخلاق کو دلیل تھے ولایت محمد ویت کے ادنیٰ جانب مخالف بلکہ ازل ظنیہ یعنی بدل احادیث کا وہ مشہور ہوئے دعویٰ کمال اخلاق اور ولایت محمدیت کا جرمی و یقینی ہرگز نہ ہا بلکہ مظلون یا مشکوک یا مہموم ہو گیا اب اس گمانی اخلاق و ولایت سے احادیث و تفاسیر کو کہ جسیر و ثنوبر سے است کا عمل چلا آتا تھا و کر دینا کس قدر شبہ بالی و جرأت ہے خدا اور رسول پر کہ کوئی ایمان دار اس کا روادار نہ ہو گا۔

دوسرے جواب یہ ہے کہ بہت سے اخبار ظنیہ شریک المعنی جب مجتمع ہو جاتے ہیں تو وہ منہی قطعی ہو جاتا ہے چنانچہ متواتر کی حقیقت یہی ہے کہ بہت سے اخبار کما حدیث یک بات پر متفق ہو یوں بات مرتبہ یقین کہ پہنچ گئی اگرچہ ہر واحد جدا گانہ ظنی تھی مثال اسکی محسوسات میں یہ ہے کہ یہی بالون کی بسبب اجتماع و اتفاق بالون کے کس قدر قوی و مضبوط ہو جاتی ہے حالانکہ ہر بالون کے او میں اور کچھ نہیں اور ہر بالی علیحدہ نہایت ضعیف تھا اور یہ متواتر و قسم پر بات کہ لفظ خبر بھی تمام روایات میں متغیر ہو گا و اسکو متواتر اللفظ و المعنی بولتے ہیں دوسری یہ کہ الفاظ روایات کے مختلف ہو یوں لیکن کسی ایک معنی کے اور اگر کئی یوں تمام روایات متفق رہیں اور متواتر کو پہنچ جاویں اور اسکو متواتر المعنی کہتے ہیں و بھی قطعی ہوتی ہے چنانچہ بیان بھی ایسی واقع ہو رہی کہ صد ہا احادیث اتفاقاً علامہ مہدی آخر الزماں کے بیان میں آ رہیں کہ رسالہ کما حدیث مثل عقد الدلہ اور القول المختصر فی علامات المہدی المنتظر اثر البرہان فی علامات مہدی آخر الزماں اور العرش الموریدی فی اخبار المہدی وغیرہ کے اول احادیث و اثبات سے معہ ہیں چنانچہ ایک سالہ قول مختصر میں فقط شیخ ابن حجر مکی رحمتہ اللہ علیہ نے دو سو علامات محمدیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین نقل کی ہیں اور چونکہ یہ علامات شیخ جوینیہ میں بالکل مفقود ہیں حتیٰ کہ اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا ہونا یا اب کا نام عبداللہ نہ ہونا کہ اسویر عامۃ المورود اور کثرت الوجوہ سے اس قدر بھی روشن رکھو کہ اس کے حق میں ثابت ہو سکتا ہو چکا علامات نادرۃ الوجوہ کے حصہ کہ لا لار سابقہ میں بشرح و بسط نہ کو رہ چکا پس یہی روایت اس بات پر دل ہے کہ شیخ متنازع فیہ میں علامت محمدیت کی مفقود ہے اور اس عقد کو دوسرے عقد ملازم ہے کہ شیخ دعویٰ محمدیت میں کتاب مذکور ہے وہ لوں اس قدر متنازع

علامت ہدایت ہونا بالخصوص تعیین علامت اور دعویٰ ہدایت میں کاذب ہونا قدرت کے ہر تمام روایات میں
 ظاہر ہے کہ تمام روایات قدس شریعت کے حق میں جبراً ترین ہیں قدرت مذکورہ تو راقطعی حسی اور لیل قلعی بطلان دعویٰ شیخ کا
 ہوا اور کثرت حکمی تمام ادیان میں گناہ و غلو بہ ہر بات ہوا پس حسن اخلاق قطعاً ہی ہوا بلکہ بطلان و کثرت قطعاً ہی ہوا پس
 اخلاق کو محکم احادیث حضرت صادق و معاذق کا ٹھکانہ اعمال شرعی ہی ہے پس جواب یہ کہ اس میں
 بحاسی برہین ہفت اقلیم میں اہل سنت و جماعت میں ہمدان بلکہ شہر بابا ایسے کاملین صاحب اخلاق جمید گذرے
 ہیں کہ تمام قطعیات و ظنیات احادیث پر عمل کر کے کوئی دقیقہ ذائق اخلاق واجبہ اور منہ نہ بلکہ مستحیضہ
 سے بھی انحراف نہ کیا ہو اور معذرات کرات باہر اور ذوارق ہمارے جو کہ ہیں اس پر حضرات جیسا کہ شیخ فرما
 سے کمیت میں زیادہ ہیں کیفیت میں بھی زیادہ ہیں کیونکہ شیخ قطعیات کے نقطہ عامل ہیں اور یہ حضرت تمام
 قطعیات و ظنیات کے عامل ہیں اور ہر قسم کے غلو محمدی کے تصوف میں خواہ روایت تو حسی کتابت ہو یا
 ضعیف کس لئے اخلاق کی جانب غالب ہوئی اور یہ سب شیخ مذکور کے باب ہدایت میں مذکور ہے کہ نہیں
 پس ہر جواباً فراموش نہ ہوئے کہ اخلاق کو لیل قلعی حسی نہیں شیخ مذکور کا کذب قطعاً ہی ہوا جواب چوتھا یہ
 کہ صیحا کرام سے لیکر آج تک کسی صحابی امام یا مہند یا عالم یا عارف یا غوث یا قطب نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ
 کہ میرے اخلاق ایسے کامل ہیں کہ اب جو حدیث کہ میرے حسب حال ہو وہ صحیح ہو باقی سب غلط ہیں اس دعویٰ پر
 ہوا اور بدعت بلاشبہ اخلاق صلیہ سے ہر اخلاق حسیہ سے جواب پانچواں یہ کہ شیخ مذکور کا دعویٰ یہ
 بھی ہے کہ میں تابع امام رسول خدا کا ہوں کہ میرے قدم اتباع آنحضرت میں ایسا ثابت ہے کہ سر مو تاج و زمین کرتا ہوں
 اور بخوبی روشن ہے کہ اتباع نام جیب ہوگا کہ تمام سنن اخلاق محمدیہ پر عمل ہو کہ اور چونکہ اجناس انوار چارویں جیسا کہ
 ہر اور ذوارق انکے شمار اور تحقیق جناس میں فروغ میں ہوتا ہے اور فروغ باخفا ظنیہ مروی ہیں کیونکہ احادیث
 سو اچیز حدیث کے متواتر نہیں ہر اور قرآن میں بھی تفصیل تام نہیں ہے بلکہ بطور اصول اجمال کے مذکور ہیں
 اور جب تفصیل احادیث ظنیہ میں اور حقیقت قطعیات پر اختصار ہوا اور وقت تابع نام نہوئے بلکہ
 تابع ناقص ہو اور دعویٰ اتباع نام میں کاذب ہو کہ کذب قطعاً اخلاق ہی سے ہر سنن اخلاق ہونا قطعاً ہی
 نہ خوش اخلاق ہونا جواب چھٹا یہ کہ قرآن سب قطعاً ہی ہے اور عمل القرآن کے معنی ہیں کہ قرآن معانی پر عمل کرنا
 اور معنی انھیں تفاسیر مرویہ کے آنحضرت اور صحابہ کرام سے مروی ہیں سعادت ہو کہ ہیں پس محبت اہل حق متوجہ
 ہونی عمل القرآن پر اور عمل القرآن متوفون انھیں امامہ کی محبت پر اب کہ محبت ان تفاسیر کی متوفون

اخلاق پر ہو و مقدم کا پھر ہونا اور موقوف علیہ کا موقوف ہونا لازم آتا ہے اور وہ محال ہے اب بعد اسکے بعض
 وہ اقوال و افعال شیخ جو سپور اور اوکے خلفائے گذشتہ کرنے میں آئے ہیں کہ جکمانٹ اور سبدا اخلاق و طبع
 ہوئے ہیں اس واسطے ہر ایک کی تعمیر پر خلقت کی گئی ہے تاکہ ناظرین با انصاف پر ناظر ہو سکیں کہ با وجود اس عوی انکار
 لاغیر کے مقدمہ اخلاق میں کس قدر ان کے اقوال و افعال مخالف تطبیقات و قرآن بھی ہیں اور مخالف احادیث کے
 بھی ہیں اور کس درجہ اتباع قرآن اور سنت حضرت رسالت پناہ و روپر ہیں اور معلوم ہو کہ قول الہما کہ ہم کسی امر
 قطعی متواتر کے خلاف نہیں کرتے ہیں دعویٰ اصل یہ کہ قطعی متواتر کے بھی خلاف کرتے ہیں اور سنت
 نبوی غیر قطعی کے بھی مخالف چلتے ہیں بدخلقی اول سنت مذکورہ غیر بدترین صفات ہیں اور تمام
 ارباب مذہب میں اس کا گناہ و معصیت ہونا یقینات سے ہے اور نص قرآنی بھی اس کی نہیں پر دال ہے کہ وہ
 ناکلو اھو الکھو بیک کھو الباطل الا یہ یعنی اور نہ کہا و مال ایک دوسرے کے آپس میں ناحق الایہ اور سو
 اسکے اوپر سہی آیات اور احادیث دال ہیں اس بات پر کہ کسی مسلمان یا کافر مذہبی کا مال کھانا حلال نہیں ہے
 اور چونکہ یہ مقدمہ سب عالم میں یقینات سے ہے زیادہ نقل لائل کی حاجت نہیں ہے نہ صحت شیخ جو سپور کی اسباب میں
 نقل کرنا چاہیے و دیہ ہے کہ انصاف کے آٹھویں باب میں مذکور ہے کہ بی بی شکر خاتون اور چند شخص دوسرے کے ان کے
 پاس ٹھکے کوروا تھے جو میان نظام آب تک بطور شایعیت کے ان کے پہلو گئے اور ان کو کچھ چورہ کر کے
 اس بلا کا تھا و آ کر یہ کشتی کے انگو دیے تھے میان نظام مذکور و کوروا کو فراموشی وقت ہر اجنت کے
 اپنے ساتھ واپس آئے جب دوسرے روز یاد آیا یا با کہ امانت مذکورہ و اسکے مالک کو کتنا آپ پر جا کر پوچھا نا
 ان کے ہمدستی منع کیا اور کہا کہ بخیر یعنی کہا و اور نوش جان ما و اگر حق تعالیٰ اس کی پیش فرما و اس وقت میرا
 دامن پر لینا کیونکہ یہ لوگ و کوران ہر کر جاتے ہیں اگر حق تعالیٰ قوت دیکو جو کچھ ان کے پاس ہے ہر مار کسب میں
 چھین لیوں مصنف کتاب اللہ اسکے لکھتا ہے اسی عزیزہ لوگ و مذہب سید محمد گزشتہ سے تھے لیکن ہجرت
 چھوڑ کر اپنے ان کے واسطے ہجرت کو جاتے تھے انتہی اور واضح ہو کہ یہ حکم شیخ مذکور کا جیسا کہ آیت مذکورہ الصدر مخالف
 ہے اس آیت کے بھی مخالف ہے ان اللہ یا اھم کو ان تو کلا ما ناکت الی اھلہا یعنی تحقیق امدت تعالیٰ و زمانہ
 ملکہ کہ اوکرا و امانت کو طرف ال امانت کے یہ آیات و احکام کہ خداوند عالم کے نازل کیے ہو ہیں شیخ نے ان کے
 مخالف حکم کہا اور جو کہ امدت تعالیٰ کے نازل کیے ہو احکام کے موافق حکم کرے اس کے حق میں اللہ تعالیٰ
 قرآن مجید میں تین جہاں پر یہ عید مذکور فرماتا ہے کہ ومن کھیکھ انزل اللہ فاو لیک انکھم انکھ و

بدخلقی اول مال غیر میں تصرف کرنا کہ یقیناً حرام ہے چونکہ ان کے شیخ جو سپور اور دوسرے اور کھتے تھے اور آیات مذکورہ و مال و طبعیہ کے حکم کرتے تھے

کہ جس کا انزل اللہ فاولئک ہم الظالمون وکس کو بھیجے گا انزل اللہ فاولئک ہم الکاسفون یس
 اور جو لوگ کہ حکم کریں موافق ہدایت کے ہوئے اللہ تعالیٰ کے پس وہ لوگ از بین ظالمین باقی رہیں گے کوئی کہہ نہ سکا
 تھے مذکور کے یوں آئین میں ناک صحبت رفاقت کا مال رکھا جا نا حلال ہو جاتا ہو گا اسو آفریاد کہ بخیر جواب کا
 یہ ہے کہ تنجہ و مدد کا یہ آئین اگر مطابق نہیں آئین میں محمدی ہے تو لازم آئی مخالفت آیات مذکورہ و الصدقہ کی اور اگر
 بلکہ دین آئین کے شریعہ پر نیزہ قسم لیا فقیر سے تو لازم آئی مخالفت اس آیت کی کہ اتقوا ملکاتکم و لا
 و لا تملکوا لکم منکم علیکم فی حق و لا یصلحت لکم الا سلامہ و دنیا کینی راج کے دل کامل کر دیا یہی واسطہ
 نمھارے دین نمھارے روزنامہ کو دیا تیسرے نبی اور پسند کیا واسطے تمھارے اسلام کو یوں بیان بھی ملتا ہے
 کہ دین محمدی کامل ہو چکا ہے اور میں کسی اور شے کی پیشی ممکن نہیں ہے اور دین پسند ہدہ خدا کے پاس اسلام ہے اور دین
 اسلام میں برابر مال کہنا حرام ہے اور اس آیت کے مخالفت بھی لازم آتی ہے کہ ما کان محمد الا احد من نبی اللہ
 و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین یعنی محمد علی احمد علیہ وسلم رسول اللہ میں اور خاتم النبیین میں کہ بعد کے
 کوئی پیغمبر اسلام میں ہو سکتا ہے کہ دین جدید احکام تازہ نکالے کہ ترسعت محمدیہ کو منسوخ کرے اس اور دین
 محمدی بھی ابی مصنف میں چنانچہ آئندہ آو گیا انشاء اللہ تعالیٰ علاوہ یہ ہے کہ محمدی کو رکاوٹ اور موجودہ
 کمال اسلام نو کا اگرچہ میرے مددیت کے منکر ہوں لیسا علان نہیں ہو رہا ہے معتقدین محمدیت کے چنانچہ
 اوسی انصاف تائید کے راجح میں مذکور ہے کہ میرا مذکور ہے کہ لوگ کہ کلمہ گو ہیں اوسے جزئیہ لینا چاہیے
 اور ان کی عورتوں پر نکاح تصرف نجاستی کرنا اس قدر حرمت کی رکھنا چاہیے اور میان میں تیسرے بعد جنگ کے کچھ
 محالین کا دیا اور ہر بیوی کو لینے سے منع کیا اور میرا نے شہر خراسان میں سرحد ولایت مسلمانان کے
 کھینڈوں کچھ لیا جب ملک کفرستان میں پونچھے حالت فطری میں لینے کی اجازت دی اتنی پر ثابت ہوا کہ علم
 کو کر رہی ہو گئی نہ کھا جائیگا صرف اوقات غضب یا شہو سے تھا کسی یں آئین سے طرہ یہ کہ کمال غیر میں صرف
 کرنا حرام یا بلکہ بھی ستوجب حرمت عقوبت ہو اور یہاں تو معاملہ اوس بھی بدتر ہو کہ شیخ موصوف اوس تصرف
 حرام کو حلال سمجھیں چنانچہ ان کی تقریر مذکورہ اللہ کے ظاہر ہو سچاں اللہ اس اخلاق پر بولتے ہیں کہ میرے اخلاق پر
 احادیث رسول اللہ کو پایا کر دین خلعتی دو ہم کذب افسرہ ترین صفات کے ہر خصوصاً افسرہ تعالیٰ پر کرنا کہ
 ایک بات عقلائی ایسے متین نہیں تملائی ہے اور میں عمومی غیب انی کا کر ٹھینا قال اللہ تعالیٰ و من اظلم
 ممن افتری علی اللہ کذابا یعنی اوس سے زیادہ کوئی ظالم ہے جسے کہ اللہ تعالیٰ پر افسرہ کیا کسی دروغ بات کا

یہی وہی ہے کہ جس کا انزل اللہ فاولئک ہم الظالمون وکس کو بھیجے گا انزل اللہ فاولئک ہم الکاسفون یس

افسوس کہ کذب علی اللہ یعنی پھر کون ظالم تر اوس سے کہ جس نے جھوٹو بلا واسطہ تعالیٰ پر اور حدیث شریف
 میں ذکر کئے تشبیح کا کہ لفظ کان حکم کس کو کی ہو یعنی جو شخص تم بتاؤ وہ چیرا اور سکو عطا نہیں ہوئی ہو وہ
 مانند اوس شخص کے ہو کہ وہ کپڑے زور کے پہنے ہو یعنی میرا جامہ زور کا کرتا ہی کیونکہ عرب کا سراپا لباس وہ کپڑوں یعنی
 تہنیا و حیا دین ہو جاتا ہے اور قول زور اس قدر بزرگوار ہے کہ قرآن مجید میں اوسکو شرک اور بت پرستی کے ہمارے بنیان
 فرمایا ہے کہ **فَاَجْبَدُوا الَّذِي لَمْ يَخْلُقْكُمْ اَمْ لَكُمْ اَوْلِيَانُ** اور **وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ اَوْلِيَاءُ** یعنی کنارہ پرکڑ و ناپاکی سے کہ بت ہیں اور کنارہ
 پرکڑ قول زور سالانہ شیخ جو بیور کنارہ پرکڑ اچھا بڑا انصاف نامے کے باب چھ پر ہم بیان لکھا ہے کہ میرا کچھ چھا
 گیا کہ یارانِ مہدی کو حضرت عیسیٰ ملاقات ہوئی فرمایا کہ بعضے شخصوں کے شبیں ملاقات ہوگی اور بھی نقل ہے میرا مجھ اور میرے
 خوند میرا و میانِ نعمت اور میانِ لا اور اوسو اوٹ کے اور اکثر مہاجرین کے کہ ان شبے میرا کچھ چھا کہ کسان
 مہدی کو متہر عیسیٰ ملاقات ہوئی فرمایا ہاں ہوگی پس مشہور ترین یہی نقل ہے اور میانِ ملک جیو کہ اہل کتب کیا
 جانتے ہیں کہ کتنے شخص مہاجرین مہدی ہیں کیونکہ میرا بہت ملک پھر ہیں بہت دیونگو فیض پر نچا ہے
 خدا کا کہ کسان ظہور ہو گا اتنی اس کلام سے بخوبی ظاہر ہے کہ اور یارانِ مہاجرین و کسان شہد ایک ہے یعنی یاران
 و صاحبانِ بلا واسطہ اور اسی سبب میانِ ملک جیو کو توجیہ کرنے کی حاجت ہوئی کہ بوب کہ میرا چھ کہ بہت
 ملک پھر ہیں اور اصحاب اوس کے متفرق ہیں شاید کسی ملک اے طویل العمر ہو کہ ملاقات کر لیں بزرگ مراد یہ ہو
 کہ اس میں ہمارے ملاقات کر دینگے یا نہیں خود اس سوال کی حاجت نہ تھی کیونکہ سب کو معلوم تھا کہ اکثر تابعانِ مہدی
 اور اولاد و احفاد اُن کے مدت تک بیٹینگے پھر ملاقات متہر عیسیٰ میں کیا شبہ تھا کہ سوال کرتے اور اپنے مذہب کو
 باوجود اصل اسلام جائے کہ کس گمان کرتے ہونگے کہ چند روز میں اسکا اثر و نشان باقی نہ رہے اور حضرت عیسیٰ سے
 شاید کہ ملاقات ہو تاکہ اس اشکال کو حل کرے اور لفظ یارانِ مہاجرین کی اضافت طرف مہدی صاف ال
 تخصیص ہے ہر موافق قاعدہ متحرکہ کے یعنی خاص مہدی یا اصحاب بلا واسطہ اور بدعتی سووم صاف اسی معنی کی
 سبب یہ پیش بات ہو کہ بزرگ قدر غیب میں محض قیام گمان ہے الہام و اعلام الہی کے ایک پیش گوئی کر بیٹھے
 کہ وہ امر واقع کے خلاف نکلی کیونکہ ظاہر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی تک نازل نہ ہو اور تمام اصحاب شیخ مذکور کے تمام
 ہو چکے اگر کوئی باقی ہو تو ثابت کریں چار سو برس کے عمر والا مہدی کیا یار کمان چھپا ہوا حضرت عیسیٰ سے ملنے اور آپ
 شیخ کو سچا کرنے کے واسطے بیٹھا ہے کہ نزل میں نہ ہو یا حار و طری میں نہ ہو یا طر و طری میں نہ ہو یا کیا باعث ہو
 کہ ان میں کوئی کہ اوس کے سامنے کل کے پنجے ہیں اقتدا کرتے ہیں اور اوس ہم نہ اہل اصول کی طرف متوجہ نہیں ہوتے

بخلفی سوم کہ دوم مذکور کی ہر حدس پر اور اوکو نحوی ثابت روشن کر دیتی ہر اور ہی مخالفت قرآن اور
 استحقاق و عید کو اور اوکو لازم تھا اسکو بھی لازم ہی الصاف ہے کہ باب ہجدهم میں لکھا ہے کہ میان خود میر
 کہا کہ میں آج کی رات توجہ تمام بیٹھا تھا اور میران کو بچشم خود دیکھتا تھا میں نے پوچھا کہ میران جو منتر عیسیٰ
 کہ وقت آونگے فرمایا نزدیک بعد سوال کیا میں نے کہ آپ سے ساٹھ برس بعد آونگے کہا کہ نزدیک پھر
 میں نے پوچھا کہ آپ کی پیاس میں بعد آونگے فرمایا نزدیک پوچھا میں نے کہ آپ جالیس برس کے بعد کہانز دیا گئے پوچھا
 کہ آپ تیس برس پہلے کہانز دیا گئے سوال کیا میں نے کہ آپ سے بیس برس بعد آونگے فرمایا نزدیک پھر پوچھا میں
 کہ آپ دس برس بعد آونگے فرمایا کہ نزدیک دیکھو مہر عیسیٰ حاضر ہیں پوچھا لیو بعد میان کو کہتے ہیں کہ بہتر
 نے مہر عیسیٰ بہت چہرین پوچھیں مگر یہ فراموش ہو گیا کہ چھوٹے تم کہاؤ گے اور اس حکایت کا شاید یہ تو
 کہ بعد میں اس کے کم بنیاد میں شیخ محمد اسماعیل دعویٰ عیسیٰ کیا تھا انتہی سیاق اس کلام معلوم ہوتا ہے کہ میران
 خود میر کو بعد انتقال میران کلمات مکلفہ میں اس گفت بشنو کا اتفاق پڑا یہ اس معلوم ہوا کہ میران بعد انتقال
 محلی مستغرق پیش گوئی کار کہتے ہیں کہ اس عالم سے بھی کام ہے اپنے خاص الخاص غلام فرودام کو اور اس
 دے محل میں گویا کہ جاتے تھے ایساں خود میر کی جاکا کیاں ہیں کیونکہ کذلک یفسد لیبتہ امور
 عرقھا و حسن ثبات الارض میں کرم البذر اور تعجب کی جاہر کہ آمد عیسوی کا سوال میران اس
 بعد وجد کیا اور جب لقا عیسوی کی سب کچھ پوچھا اور یہی اصل بات بھول گئے اور واضح ہو کہ اعداد
 مذکور عبارت بالاتماس خود تعیین پر دل میں تفہیل و تخیل نہ رہا نہ کہ مستحق کہم مسعیین مرۃ باو لظہر
 نفس آو امت لحد کے کہ بیان یہ توقع نہیں ہر اس واسطے کہ سبعین غلو غیر واسطے تخیل و تفہیل
 محاذ میں مستعمل ہیں دل و بیس و تیس اور چالیس پیاس و ساٹھ جس وقت کہ یہ ترتیب تعداد پوچھی جاوے
 کہ وہاں تعیین مراد ہوتی ہر دوسرے کے بعد اعداد عبارت مسائل میں خود میر میں کہو کہ یہ عبارت عجیب
 اور ظاہر ہے کہ اسل سوال تعیین کا کتاب میں جواب بھی ایسی پر معمول ہو گا یعنی نزدیک ہر اس عدد سے بھی کیا
 مطلق نزدیک پرالات کر کے کہ حالات قریب سوال کہہ دین صاحب لافانہ کہ اسکو ولتلفظ نفس لحد
 پر چل کر تباہ غلام ہر اگر یہی معنی ہو کہ مانند قیامت قریب ہر تو معصفا انصاف سے پہلے میان غریر سمجھتے
 کہ ہر مسائل مزاج دان پہلے ساٹھ پیاس چالیس وغیرہ سے منزل کرتے ہوئے دتر کا ہے کہ کہتے اصل
 یہی بات ہے کہ میان ایک عدد کی تعیین چوتھے تھے اور میران اس کے بھی نزدیک بتلاتے تھے تب اس کے بعد

ہر سو اندام سب کو کچھ مہر عیسیٰ کے عبادت کا لاشعش لاشعش گمان کی چھوٹی سی انیس کے مکاشفہ میں لکرا کہ حضرت عیسیٰ کی بدولت اس کے اندر آئینہ کار و رطل معصن نکلا

ووم ان کلمہ مستحکم عشرین مہارون الایہ منسوخ ہوا اس کے بعد کیا آیت اسکی ناسخ ہر سورہ میں کچھ لکھ
 النساء میں لکھ الایہ منسوخ ہوا ناسخ اسکی آیت ہر لکھا اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الْاُولٰٓئِیَ جِہاں ہم لکھا
 نَاَحْبِبُکَ الرَّسُولُ فَقَدْ مَوَّا الایہ منسوخ ہوا اس کے بعد کیا آیت اسکی ناسخ ہر سورہ میں کچھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
 اور آخر سورہ اسکی ناسخ ہر بیان استدر کلام اجمالی کافی ہوا اس کے بعد کیا آیت اسکی ناسخ ہر سورہ میں کچھ لکھ
 ششم تحریر آیات قرآنی باب تحریر کا سورہ میں نہایت شائع و اشراج ہر کلمہ بلا خوف خطر اس کو اپنا پیشہ مقرر کیا ہے
 کہ جیسا دل چاہتا ہو ویسا آیات الہی کے معنی میں تغیر و تبدل کر لیتے ہیں بلکہ بعض وقت الفاظ کی تغیر بھی کرتے
 ہیں پس تحریف لفظی معنوی دونوں انہیں موجود ہیں اور اس کثرت سے ہیں کہ شمار اس کا شکل ہی کیا نہ کہ ہر کلمہ
 یہ روزمرہ ہر گھر گریبان بطور نمونے کے چند مثالیں دیکھی مذکور ہوئی ہیں تاکہ دوسرے کو قیاس کر لیا جاوے کہ اندر
 دلیل بسیاری ہاؤ شے نمونہ از ذرا کہ **تحریر اول** پنج فضائل میں یہیں عبارت منقول ہے نقل
 حضرت میران در حق میران سید محمود و النعم خصال فرمودہ اند بدین عبارت فَاَوْحٰی اِلَی الْعَبْدِ مَا اَوْحٰی
 بَعَالٰی مِیْرَانِ سِید محمود مَا کَذَبَ الْفَوَاحِشُ اِلَی بَعَالٰی مِیْرَانِ سِید محمود وَ اَتَمَّ اَمْرًا عَلَی مَیْلُوْیِ بَعَالٰی مِیْرَانِ
 سِید محمود وَلَقَدْ رَاَهُ نَزَلًا اُخْرٰی بَعَالٰی مِیْرَانِ سِید محمود عِنْدَ سِید کَرِیْمَ الْمَدِیْنَةِ بَعَالٰی مِیْرَانِ سِید محمود
 عِنْدَ هَاجَتِهِ الْمَاوٰی بَعَالٰی مِیْرَانِ سِید محمود اِذْ یَقْعُ السِّدْرَةُ مَا یَقْنُیْ بَعَالٰی مِیْرَانِ سِید محمود بَعَالٰی مِیْرَانِ
 الْبَصْرَ طَیِّبَ بَعَالٰی مِیْرَانِ سِید محمود وَلَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیَاتِ رَبِّهِ الْکُبْرٰی بَعَالٰی مِیْرَانِ سِید محمود اَتَمَّ اَمْرًا
 انصاف پس نظر ہر کلمہ اس مقام میں کس قدر ظلم و حق پوشی عمل میں آئی ہو کیا آیات اور کچھ سید محمود میں سید محمد جعفر
 کہ ہر آیت کا دہن لاء و سکون دیا کہ زہد روایت کے مطابق نہ درایت کے موافق روایت کا حال خود ظاہر میں شمس
 کہ اتفاق روایات ان آیات میں کہ حضرت رسالت پناہ کا ہی سید محمود کا اور روایت بھی ایسی پر وال ہوا
 کلام میں حضرت رسالت پناہ اور جبریل کا ذکر کر کے وَالنَّجْمِ اِذْ هَوٰی مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا عَنِیْ وَمَا
 یَبْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحٰی یُوحٰی عَلَیْکُمْ شَہِیْدٌ اَلْقَوٰی ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوٰی وَهُوَ بِالْاُفُقِ
 الْاَعْلٰی اَشْهَدُ اَنْیَ فَاَکُنَّ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی فَاَوْحٰی اِلَی عَبْدِہٖ اَلَا یَاتِیَ تَرْسَکِ
 جب گرے نہ کہ نہیں تمہارا رفیق یعنی پیغمبر اور نہ راہ نہیں چلا اور نہیں بولتا اپنے چہاہ سے نہیں بڑھ کر
 وحی کہ وحی کے جاتے ہی سکھایا او کو سخت توت لے زور اور نہ پھر سید ہا بیٹھا اور وہ تھا اوج
 کنار آسمان پر پھر نزدیک ہوا اور لٹاک یا پھر بگیا فرق دو مکان کا میان دیا اور اس کے بھی نزدیک پھر حکم بھیجا

نسخہ ششم قرآن مجید میں ہر سورہ میں کچھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
 نسخہ ششم قرآن مجید میں ہر سورہ میں کچھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ

ادر لے اپنے بندے پر آخریات تک انتہی صاحبکم سے مراد محمد علی احمد علیہ السلام ہیں کہ مصاحبت ساتھ فرما بیٹے کے
 اونیخین کو تھی میری عمو کو کہ مد ہار کے بعد پیدا ہوا اور شدید القوی سے جبریل مراد ہیں پس پانچ آیات میں تقریر
 سیاق و سباق کے حضرت جبریل مراد ہیں سید محمود و طرید کہ بعضی جاکر سید محمود و کا جو طریا لے موقع پر کہ افعال
 مکتب بھی ناپسند کر کے جیا نچو یہاں پر کہ عند باجہ المادی یعنی شریک سدرۃ المنتہی کے جنت المادی اور
 یہاں ہا نصیر مونت راجح طرف سدرہ کے ہو سوا اسکے کوئی نصیر نہیں ہے کہ سید محمود کی طرف راجح ہو وے
 بس ان پر جوڑ بھائی میران سید محمود کا کیونکر درست ہو اعلیٰ ہذا القیاس دوسری آیات میں بھی ہے جہت نہا
 نامعقول ہے کہ کوئی صاحب نعم پسند کر لیا تحریف دوم شواہد ولایت کے اس ہفتہ ہم میں لکھا ہے کہ شیخ
 جو نبورے اپنے حلیفہ خود میر کو فرمایا کہ حضرت مصطفیٰ نے خدا تعالیٰ سے واسطے نصرت لایت اپنی کے ناصر بنکا
 تھا کہ لا تجعل لی من لدنک سلطاناً الا بعد ان یمنی ویدنا وے بجا اپنے پاس سے ایک حکومت مدد گزار
 ذات تھادی ہوا و موقت میں عمر میان خود میر کی اٹھارہ برس کی تھی انتہی سلطانا نصیر سے مراد خود میر علیہ السلام
 درست ہے و نقلاً نقلاً ظاہر ہے کہ کسی روایت میں اسکا ذکر نہیں ہے اس واسطے کہ مجاہد کہا کہ مراد سلطانا نصیر سے
 دلیل واضح ہے جو حسن بصری نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ ایک بادشاہ قوی میر سے تابع کر دے کہ سبب اسکے اھم
 دین کو شکست دیوں اور دین الہی کو قائم کر دین ہوا فق اس سوال کے استدعالی نے وعدہ کیا کہ ملک فارس اور ہند
 وغیرہ کا ملک دیا جاوے گا چنانچہ ایسی ہی ہوا اور نقلاً اس واسطے کہ سلطانا نصیر کے معنی یہ ہیں کہ صاحب سلطنت اور
 نصرت ہو اور خود میر ایک شخص نصیر تھے کہ ہمیشہ مقہور و مغلوب سلاطین کے رہے یہاں تک کہ آخر کو مع رفا
 و توابع کے بھال لا چاری مارے گئے اور منصور نو سے پھر ناصر کیا ہو سکتے ہیں اور ولایت کے سلطان نصیر
 ہوئے کے واسطے حضرت جنابا ولایت کہ جسے تمام دنیا میں فیض ولایت منتشر ہوا اور کہ وہاں ولایت و انوار
 و ابدال و قطاب و انکے نوز فیض سے مستفید ہوئے کیا کہ تھے کہ میان خود میر کی درخواست کی جاتی مگر سبب
 ایسے کلمات کے نہ دہو بیگامی ہی ہے کہ حضرات مجاہد اور ائمہ اہل بیت کے انوار ولایت سے اطلاع نہیں ہے کہ خود
 وغیرہ کی ولایت کو ان سے افضل انداز پر جانتے ہیں اگر تشریحی ان حضرت کے مقامات کو پہچانتے
 ایسے لایمی سخن زبان پر نہ لاتے تحریف سووم پنج فضائل میں لکھا ہے کہ حضرت میران نے فرمایا کہ
 اعزضنا الامانہ علی السملوات والارض والسموات سے انبیا ہیں اور ادرض سے اولی
 ہیں اور ادرجال سے علما ہیں فابین ان یحکمن امور القنال واشفقن منہا و حملہا الا لسان

میان سید خوند میرزا کا خان خلوم کا جھوٹا انتہی سچا انسان ہے آیت کے معنی کیا بیان کیے کہ زمین
 و آسمان کے فلاں نے ملا دیے شاید کہ میران کے نزدیک قرآن عربی زبان نہیں ہے بلکہ لغت محاورہ عرب کے
 موافق ہو سکے معنی بیان کیے جاویں بلکہ جیسا خیال ملک جاوے ویسی معنی کر دینا اور ذرا ایسے بے محاورہ معنی
 کرتے کیونکہ زبان عرب میں لفظ انسان البتہ بسبب عموم معنوی کے شامل انبیاء و اولیاء و علماء کو ہے نہ کہ سموات
 معنی انبیاء ہو ورنہ راض کے معنی اولیاء ہو ورنہ و جبال کے معنی علماء ہو ورنہ اور انسان فقط میان خوند میرزا ہو
 اور یہ قیامت میران کے خیال میں آئی کہ جبکہ انسان سے مراد خاص خوند میرزا ہوئے تو ان کا کان خلوم کا جھوٹا
 کی ضمیر بھی حاصل و ٹھین کی طرف راجع ہوئی پس خلوم و جہول و ٹھین کا لقب ٹھہرا صلاح شد بلا تشدد
 مدح کا ارادہ تھا سوچو ہو گئی دوسری صریح غلطی یہ ہوئی کہ حکما کی ضمیر طرف قتال کے راجع کی پس ضرور ہوا
 کہ امانت سے مراد قتال ہو ورنہ کہ انبیاء و اولیاء و علمائے اوسکے اوٹھانے سے انکار کیا اور خوند میرزا اوسکو اوٹھا
 لیا حالانکہ ہزار ہا سال سے انبیاء و اولیاء و علمائے مکملین اور علماء حقانی ہمیشہ راہ خدا میں جہاد و قتال کر رہے
 ہیں خصوصاً حضرت خاتم الرسالت اور ان کے جاسان میں نے کہ انکا بڑا اہم کام یہی ہے کہ ہمیشہ جہاد و قتال کر
 بستہ ہو کہ قدرت رب العالی کی ہر کہ شرق سے غرب تک کا دین بھیلادیا کہ اطہر من الشمس ہے میان خوند میرزا کو
 ایسا بڑا قتال کیا کہ مستحق اس منقبت کے ہوئے کہ اکی مدی کی سریش دی چنداں دیوں کے ساتھ گجرات میں
 مسلمانوں سے دور دراز کے ایک وز کی جنگ میں آنکھیں بچوٹ لگیں اور دوسرے وز کی جنگ میں کل
 پچاس ساٹھ آدمیکے ساتھ مارے گئے کہ اوس جنگ سے نہ کچھ اسلام کی تائید ہوئی نہ کوئی ملک کفایت کا دارالاسلام
 میں داخل ہوا بلکہ انھیں کے چند فقرے ہر ہی تباہ و خوار ہو گئے اور آیت مذکورہ کے معنی صحیح یہ ہیں کہ تحقیق ہمیں
 عرض کیا امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پھران سب نے انکار کیا اوسکے اوٹھانے سے اور اوس سے
 ور گئے اور اوٹھا لیا اوسکو انسان نے تحقیق وہ ہر پڑائے نرس اور نادان انتہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جو
 صحابہ تابعین نے فرمایا کہ امانت سے اطاعت اور فرائض آئی ہیں کہ جو اپنے بندوں پر فرض کیے ہیں انکو آسمان
 وزمین و جبال پر پیش کیا بطور تیغیر کے کہ اگر تمھارا دل چاہے اس امانت کو اوٹھا لیکن اگر اسکو برابر ذکر و سگے ثواب
 پاؤ گے اور اگر ضائع کرو گے عقاب پاؤ گے اوشوں نے عرض کیا کہ ای پروردگار ہم تیرے امر کے سننے میں گم
 ثواب عقاب نہیں چاہتے ہیں پھر حضرت آدم سلام اللہ علیہ کو فرمایا کہ اے آدم تو اس امانت کو اوٹھا لیگا انھوں نے
 بسر و چشم کر کے اوٹھا لیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تمھاری اور تمھاری اولاد کی برحق قیامت تک سبکی اور معنی خلوم

یہ ہیں کہ اپنے نفس پر ظلم کیا اور جہول کے یہ منی کہ انجام کا لہذا قیامت میں ہرگز ان سے نہ خبر ہے شیخ سعدی
 بار امانت منو است کہ تیرے ذوال غلام میں پروردگار دہاوریہ بھی معلوم ہے کہ ظالم اور جہول کا کھوٹا ہے
 اولاد آدم میں سے انھیں کہ حق میں ہو کہ جنھوں نے اس امانت کو صالح کیا خصوصاً اس خفین منافعات اور شکر
 و شکران میں نکلاں تو نہیں ہوتا کہ جب وہ نکلاں اوسے امانت میں حتیٰ الوسع کوشش کی مستحق القات الہی
 اور مغفرت رحمت ناستہی کے ہوئے چنانچہ بعد اس کے فرمایا لَیَعْلَبُ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتُ
 وَالْمُشْرِكُونَ وَالْمُشْرِكَاتُ يُنُوبُ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَكَانَ اللَّهُ عَظِيمًا أَدِیرُ
 کے معنی میں ایک یہ بھی ہلکا نہ ہو کہ جیسا انسان سے خاص خود میرا دہوئے تعلق لیغذاب اللہ الایہ کا ہے مسمی
 ہو جاتا ہے تحریف چہارم شوہر الاولین کے باب است و مقیم میں لکھا ہے کہ میران نے فرمایا کہ بھائی خزنہ
 فرمان حق تعالیٰ کا ہوتا ہے کہ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْکُؤُورَ مِنْ کُؤُورِ سَیِّئَاتِ تَحَارِیْ جِہا اور اللہ تبارک و تعالیٰ
 و تبارک آخر کو عینک تحارے حق میں ہو غرض اس طرح یہ داستان بہت دہا ہے ایک تحریف غلطی کے
 خلیفہ کی بیان کر کے محقر کی جاتی ہے بیچ فضائل میں لکھا ہے کہ ایک زمانے خلیفہ دلاور کے سامنے یوسف نے وقت
 وعظ کے سورہ اخلاص حاجب کھڑا کیا تو کھڑا ہو گیا اور دلاور نے کہا یلہ یو لہ کھڑا ہوئے نے کہا
 کھڑا ہو لہ کھڑا یلہ یو لہ عبد اللہ کے کہا یوسف چپ ہو میا نخی ولایت کا شرف بیان کرتے ہیں جو
 کہتے ہیں حق پرستی سبحان اللہ تعالیٰ عما یقول الظالمون علواً کسیر اقرآن پاک ہم اللہ سے سین ملتے
 متواتر قطعی ہے اگر کوئی ایک حرف کا بھی لگا کرے کافر ہو جاتا ہے کیا اندھیدو کہ ایسی آیت کہ حق تعالیٰ
 کے صومین اور دہر کہ اوسنے کیا چننا ہوا نہ وہ کسی سے چنگایا اور شیخ شخص اسکا نکار بامراد نکرا کر اہر کیا
 یو لہ جیس یہ معنی ہو کے کہ خدا تعالیٰ چننا بھی ہے اور چننا بھی کیا یعنی اسکو اولاد بھی ہے اور اس کے باب بھی ہے
 سبحانہ تعالیٰ عما یشیر کون ملاحظہ کرنے کا مقام ہے کہ یہ دلاور بڑے خلیفہ کامل و کمال شیخ جونپور کے ہیں کے فہم
 واعتماد کا بہ حال ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کی جناب میں استغفر و پاک ہیں واسے بر حال دیگران اور اس بیان
 تحریفیات سے حال شیخ و خلیفہ کی قرآن نہی بھی بخوبی واضح ہو گیا کہ اسی فہم و قرآن الی پر فرماتے تھے جو
 تفسیر بڑے کے بیان کے موافق ہو و سہ و معجز و فیہ سبحان اللہ بیدار ہے اور یہ قتال ہے کتب سہاویہ میں تحریف
 لفظیہ اور معنویہ کہ باپ شہل کتاب کا حصہ سیوہ کا چننا ہے قرآن مجید میں اکی نہمت موجود ہے کہ محقر
 اکتبر عن مواضع الایہ جلتے ہیں کلام کہ اس کے ٹھکانوں سے آخر آیت تک و اس قطع معنی

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِکَلَامِکَ الَّذِیْ تَنْصَرِفُ بِہٖ اَعْمَالُکَ وَہُمْ یَعْلَمُوْنَ بِہٖ اَسْئَلُکَ
 کیا تم مسلمان توقع رکھتے ہو کہ وہ مابین تمہاری بات اور ایک لوگ تھے اور ہیں کہ سنتے تھے کلام اللہ کا پھر اس کو
 بدل لیتے تھے بعد وجہ جانیکے اور ان کو معلوم ہی انتہی اور معنی تحریریت کے تبدیل تغیر میں یعنی مائل کر دینا ایک چیز کو
 اس کے حق سے چنانچہ قلم کا قسط جابل ہوتا ہے اور اس کو محرف کہتے ہیں اور تحریف یا الفظی ہے یا معنوی لفظی ہے کہ مثلاً
 قرآن کے الفاظ اصالیہ تائید کو بدل دینا جیسا کہ لا اور سے سرزد ہوا اَلَمْ یَلْمِزْہُمْ لَوْلَا اَنَّهُمْ لَمْ یَلْمِزْہُمْ سے دو لم اور ڈاڑیے اور معنوی یہ کہ معنی
 قرآن کو روایت اور زائد نہ عربیت کے خلاف کرنا چنانچہ ان کے شیخ نے کہا کہ سموات کے معنی انبیاء اور ارض کے معنی اولیاء
 اور جبال کے معنی علماء کہ معنی زبان عرب کے ہیں کسی روایت سے ثابت ہیں اور دوسرے تحریفات مذکورۃ الصمدین
 بھی یہی حال ہے اور طرہ یہ ہے کہ ایسے معنی نے موقع پر یہ بھی جایا بولتے جاتے ہیں کہ مراد الہی اس سے یہ حالانکہ سب قابل
 ہیں اس بات کے کہ تفسیر یا کفر اور تفسیر سیکو کہتے ہیں کہ مراد الہی کلیان کرنا بطور قطع مجرم کے چنانچہ شیخ مذکور کی عرض
 یہی ہے کہ بولہ اور ان کے معتقدین اور ان کے تمام بیانات کو قطعی جانتے ہیں اور تاویل اسے کہتے ہیں کہ اول معنی دیکو
 مسلم رکھ کر ایک دوسرے معنی بطور احتمال کے بیان کرنا بشرطیکہ لفظ اس کی محتمل ہو کہ نہ جیسا کہ شیخ موصوف نے بیان کیا
 کیے کہ یہ معنی قابل تاویل ہونیکے بھی نہیں ہیں چنانچہ تفسیر کی یہ طریقہ فرقہ باطلہ باطنیہ کا ہے کہ انصوص کو ظاہر پر مضمحل نہیں
 جانتے ہیں اور جو دلچاسو قرآن حدیث کے معنی میں سمجھ لیتے ہیں اور یہ فرقہ بالاتفاق گمراہی طرف یہ ہے کہ سراج البصار
 سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندیہ بھی اس فرقے کو گمراہ کہتے ہیں اور انصوص کو ظاہر سے پھیرنا نہایت بد جانتے ہیں اور آپ
 وہی سب کام باطنیہ کے کرتے ہیں بلکہ جن قدیم اور نئے بھی آگے چلتے ہیں چنانچہ باطنیہ کے معنی کو مہذب کے معنی
 مقابلہ کر لیجئے باطنیہ کہتے ہیں کہ آیت وَاللَّیْلِ وَالنَّجْمِ وَطُورِ سِیْنٍ وَهَذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ میں مراد زمین
 سے حضرت علی ہیں اور زینب سے فاطمہ الزہراء اور طوس سے حسن مجتبیٰ اور بلد امین سے ہمدی قائم بادامیر اور زمین
 اور شیخ جنید پر کہتے ہیں کہ آیت اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَہٗ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَہَا
 وَاتَّقَوْْنَہَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ یعنی جسے دکھائی امانت آسمان کو اور زمین کو اور پہاڑوں کو پھر سب نے
 قبول نہ کیا کہ اس کو اٹھادیں اور اس سے ڈر گئے اور اٹھالیا اور اس کو انسان نے انتہی مراد سموات سے انبیاء ہیں اور
 ارض سے اولیاء اور جبال سے علماء اور انسان سے خود میرا وہ ہیں اس بنظر انصاف دیکھنا چاہیے کہ ان دونوں
 معنی میں ہرگز فرق نہیں جیسا ان کے معنی خارج قانون لغت اور روایت سے ہیں ایسی ان کے معنی بھی خارج
 قانون لغت عرب اور روایت سے ہیں پس فرقہ ہندیہ اور باطنیہ میں کیا فرق ہے جو ہاں شتم مذکور خلقی ہر قسم

۴
 کہ یہ معنی قابل تاویل ہونیکے بھی نہیں ہیں چنانچہ تفسیر کی یہ طریقہ فرقہ باطلہ باطنیہ کا ہے کہ انصوص کو ظاہر پر مضمحل نہیں جانتے ہیں اور جو دلچاسو قرآن حدیث کے معنی میں سمجھ لیتے ہیں اور یہ فرقہ بالاتفاق گمراہی طرف یہ ہے کہ سراج البصار سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندیہ بھی اس فرقے کو گمراہ کہتے ہیں اور انصوص کو ظاہر سے پھیرنا نہایت بد جانتے ہیں اور آپ وہی سب کام باطنیہ کے کرتے ہیں بلکہ جن قدیم اور نئے بھی آگے چلتے ہیں چنانچہ باطنیہ کے معنی کو مہذب کے معنی مقابلہ کر لیجئے باطنیہ کہتے ہیں کہ آیت وَاللَّیْلِ وَالنَّجْمِ وَطُورِ سِیْنٍ وَهَذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ میں مراد زمین سے حضرت علی ہیں اور زینب سے فاطمہ الزہراء اور طوس سے حسن مجتبیٰ اور بلد امین سے ہمدی قائم بادامیر اور زمین اور شیخ جنید پر کہتے ہیں کہ آیت اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَہٗ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَہَا وَاتَّقَوْْنَہَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ یعنی جسے دکھائی امانت آسمان کو اور زمین کو اور پہاڑوں کو پھر سب نے قبول نہ کیا کہ اس کو اٹھادیں اور اس سے ڈر گئے اور اٹھالیا اور اس کو انسان نے انتہی مراد سموات سے انبیاء ہیں اور ارض سے اولیاء اور جبال سے علماء اور انسان سے خود میرا وہ ہیں اس بنظر انصاف دیکھنا چاہیے کہ ان دونوں معنی میں ہرگز فرق نہیں جیسا ان کے معنی خارج قانون لغت اور روایت سے ہیں ایسی ان کے معنی بھی خارج قانون لغت عرب اور روایت سے ہیں پس فرقہ ہندیہ اور باطنیہ میں کیا فرق ہے جو ہاں شتم مذکور خلقی ہر قسم

کہ یہ معنی قابل تاویل ہونیکے بھی نہیں ہیں چنانچہ تفسیر کی یہ طریقہ فرقہ باطلہ باطنیہ کا ہے کہ انصوص کو ظاہر پر مضمحل نہیں جانتے ہیں اور جو دلچاسو قرآن حدیث کے معنی میں سمجھ لیتے ہیں اور یہ فرقہ بالاتفاق گمراہی طرف یہ ہے کہ سراج البصار سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندیہ بھی اس فرقے کو گمراہ کہتے ہیں اور انصوص کو ظاہر سے پھیرنا نہایت بد جانتے ہیں اور آپ وہی سب کام باطنیہ کے کرتے ہیں بلکہ جن قدیم اور نئے بھی آگے چلتے ہیں چنانچہ باطنیہ کے معنی کو مہذب کے معنی مقابلہ کر لیجئے باطنیہ کہتے ہیں کہ آیت وَاللَّیْلِ وَالنَّجْمِ وَطُورِ سِیْنٍ وَهَذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ میں مراد زمین سے حضرت علی ہیں اور زینب سے فاطمہ الزہراء اور طوس سے حسن مجتبیٰ اور بلد امین سے ہمدی قائم بادامیر اور زمین اور شیخ جنید پر کہتے ہیں کہ آیت اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَہٗ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَہَا وَاتَّقَوْْنَہَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ یعنی جسے دکھائی امانت آسمان کو اور زمین کو اور پہاڑوں کو پھر سب نے قبول نہ کیا کہ اس کو اٹھادیں اور اس سے ڈر گئے اور اٹھالیا اور اس کو انسان نے انتہی مراد سموات سے انبیاء ہیں اور ارض سے اولیاء اور جبال سے علماء اور انسان سے خود میرا وہ ہیں اس بنظر انصاف دیکھنا چاہیے کہ ان دونوں معنی میں ہرگز فرق نہیں جیسا ان کے معنی خارج قانون لغت اور روایت سے ہیں ایسی ان کے معنی بھی خارج قانون لغت عرب اور روایت سے ہیں پس فرقہ ہندیہ اور باطنیہ میں کیا فرق ہے جو ہاں شتم مذکور خلقی ہر قسم

بعض سلف صالح ایسا کہ اسے حکما کا قول یا اسرائیلیات یعنی روایات بنی اسرائیل سے لیکر طرف رسول خدا کے نسبت
 کر دیتا ہے یا حدیث ضعیف الاسناد کی اسناد نکال کر دوسری اسناد صحیح اس کے ساتھ کر دیتا ہے اور باعث وضع کیا
 سیدنی ہوتی ہے جیسا کہ درمقلد اسے لکھ کر نے مسلمان کے احادیث کا ذہن بنانے میں یا غلبہ جمل سبب سے ناچنا
 بعضے عباد و زماہ کو کہ احادیث فضائل افعال میں وضع کرتے ہیں کہ خلق کو عبادت پر رغبت ہو و اور نہایت جمل نماز کی
 اسکو بند لری جانتے ہیں اور یہ لوگ سخت ترین ضاعین ہیں کیونکہ جبکہ اسکو دینداری جانتے ہیں کبھی تو یہ نہیں کرتے
 ہیں اور خلق بسبب ان کے یہود عبادت کے مستعد ہو کر ان کے قول پر تقلید و اعتماد کرتی ہے اس سبب وضع کا فواید
 ہوتا ہے یا اتباع ہو گیا الہام نواد و عنائب اور منہام یہ تمام حرام ہیں بالاجماع اور اتفاق ہے اس کے باوجود حدیث موضوع کو رد
 کرنا بغیر بیان اس کی موضوعیت کے حرام ہے اس واسطے کہ فرمایا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں سنّت عتی
 و محدثہ دیکھتا ہوں انا کذاب فھو کذاب لکن اذین روایہ مسلحہ یعنی جو شخص کہ بیان کرے میری ملت سے
 کوئی حدیث حالانکہ جاننا ہے کہ وہ جھوٹھ ہے میں ایک جھوٹھوں میں سے ہوں جیسا کہ اسکا بیان نے والا جھوٹھ
 دیکھی ہے نہ مانے والا بھی جھوٹھ تھا ہے اور رسول اللہ پر جھوٹھ بولنا بہر حال قطعاً اعظم کبائر سے ہے چنانچہ مذکور ہو چکا
 اب بیان شیخ جنویر کے واسطے دو خطائیں سے ایک خطا بالفرض لازم ہوتی ہے یعنی اگر جانتے تھے کہ الولاۃ
 افضل من الذبۃ حدیث نہیں ہے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف عداوت کو منسوب کر دیا تو مرتکب
 اس گناہ کبیرہ کے ہوئے اور اگر زمین جانتے تھے اور بلا عداوت سے روایت کر دیا تو وہ دعوی غلط ہو کہ مجھ کو اللہ
 نے تمام مخالفت کا علم ایسا دیا ہے جیسا کہ انارائی کا کیسے ہاتھ میں ہو و اور دوسری کیفیت پر بھی مطلع ہو و
 جیسا کہ باب سہمیکم شواہد میں موجود ہے اور یہ کذب باندھا ہوا خدا سے عالم یہ یہ بھی اگر کبار سے ہے و اور اول سے کیا
 کہ ہے بعنوان دیگر اگر یہ حدیث نہیں ہے تو اسکا روایت کرنا بطور مذکور حرام ہوا اور اگر بالفرض حدیث ہے تو کہنا
 غلط ہو کہ صاحب فتوحات نے جو کچھ لکھا ہے لوح محفوظ کے موافق ہے جیسا کہ شواہد میں ہے اس واسطے کہ مذکور ہو چکا
 کہ صاحب فتوحات اسکو قول بعض اعرافین کا قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ نوشتہ صاحب فتوحات سے وہی نوشتہ مراد
 ہے جو کہ شیخ جنویر کے زمانے میں ان کے نسخے تصانیف متداول موجود تھے اور وہی نسخہ اس نے ان کے لکھے ہوئے
 فتوحات وغیرہ کے ابتداء میں اور اول میں مخالفت منافیات دعاوی شیخ جنویر کے بھی موجود ہیں
 سبحان اللہ طرفہ ناجز ہے کہ باوجود کہ ایک حدیث کی روایت کرتے ہیں بھی صحیح غلط کا فرق نہیں کر سکتے ہیں دعوی
 یہ ہے کہ احادیث بندے کے احوال کے مطابق کر کے امتحان کر لیا کر و اگر موافق ہو سکے صحیح ہے ورنہ غلط ہے و اللہ تعالیٰ

اب بیان شیخ جنویر کے واسطے دو خطائیں سے ایک خطا بالفرض لازم ہوتی ہے

علی التفسیر سوال دیگر یہ کہ تغیر بالامتن بخ نے فرمایا کہ ہے کہ کب کہا کہ کہ تین نبی پر فیصلہ ہوا کہ
 مشہور ہو کہ دعوی مساوات کا حضرت خاتم الرسالت کے ساتھ کیا ہو اور اس لازم آتا ہے دعویٰ فیصلہ کا ہونا
 انبیاء پر اس کا حکم غلط ہو لیا وہ دعویٰ اسو بیہ اصل لوگوں میں منسور کر دیا ہو گا اور خدا کے ایسی ہی ہو گا کہ شیخ ابوبکر
 صادق زہریٰ مندرجہ مذکورہ کذب نہ ہو اور اگر تطبیق یوں یوں کیا ہو یہ کہ میں بحیثیت ذابیت خود نبی پر فیصلہ نہیں کرتا
 ہوں اور مسیبت ولایت محمدیہ کے کہ عینا مجھ میں ہے وہی مساوات رکھتا ہوں جو اسب سکا یہ کہ ولایت محمدیہ ہر
 نفس قسیمیہ محمدیہ ہے اور اوصاف و لغراض کا عینا منتقل ہونا اتفاق حکماء و مستفیدین کے محال ہے پس تمھاری اولاد
 تمھارے اوصاف نفسانیہ سے ہوئی اب مزاجیثیت ذابیت سے کیا ہو اگرناہیت انسانیت مراد ہے تو کام میں ہوتی
 کیونکہ نہایت انسانیت میں سب افراد متساوی الاقدام ہیں حتیٰ کہ ایسا بھی فرماتے ہیں انا انکب و جئت کما ارس
 نظر سے کوئی عاقل کیسے کسی پر تفصیل میں دیتا ہے پس مزاجیثیت ذابیت سے لامحالہ یہی ہو گا کہ میں اپنے اوصاف
 ذابیت کی راہ سے اپنے تئیں نبی پر فیصلہ نہیں دیتا ہوں پھر وہی اوصاف کی راہ سے دعویٰ تسوہ کا کرنا کہ
 جسے ہزار انبیاء پر فیصلہ لازم آتا ہے غلط ہو لیا یہ انکار غلط ہو اور حال گاہی چنان گوی چنان سے گریز نہیں ہو
 اشکال دیگر یہ کہ اگر بالفرض ولایت افضل ہے و نبوت سے اور بالفرض تمھاری ولایت حضرات انبیاء کی
 ولایت سے کیفیت میں برابر ہو و جب بھی مساوات نہیں ہو سکتی یہ کہ نبوت تشریحی کہ فی نفسہا انسانیت
 محمدیہ ہوا ان کے معنی وہی وہ مرجع ہے کی تفصیل حضرت رسالت کی پس تسوہ بہر حال باطل ہے ہر بیان
 کافی ہے زیادہ تفصیل بحث تسوہ میں آویں انشاء اللہ تعالیٰ مثال دوم صاحب شواہد الولاہیہ غار باب اول
 لکھتا ہے کہ ہر نبی سے خود میرے بعض آیات میں لکھا ہے کہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم کحل نبی نظیر فی
 امتہ ای مثله ولا یکن مثله الا من کان ماہ درجۃ عند اللہ مثل درجۃ النبی فادرا
 لہ درجۃ النبی لا یدان بکن خلیفۃ فی زمانہ و لکن خاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بکن نظیر
 فی امتہ و هو المجدی انہی کلامہ رضی اللہ عنہ انتہی کلام صاحب الشواہد ایک سالہ ہر حدیث
 مصدر بعض الآیات من القرآن والحدیث فی حق المہدی اوس میں لکھا ہے کہ کحل نبی نظیر فی امتہ
 حدیث نبوی ای یعنی ہر پیغمبر کا ایک نظیر اودہم وجہہ اگر تاہر او کی امت میں اور اپنے دوسرے ولی مشہور ہو گا
 ملتان میں لکھتے ہیں کہ از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادہ است تعین ختم الاولیا اور رسول اسکے لغتے اور
 احادیث میں ملے اہل بھی رہا ہے کہ میں جہاں حدیث اسی لا عوف اقوامہ بمنزل نبی الخ اور حدیث آو لکھتا

[illegible]

کافی تھا اب کہ میں مسلمانوں کے ملک میں مشغول ہوا۔ مسلمانوں کا کام کرونگا اور آل انڈیا مسلم لیگ میں سے کہا جائے
 کہ خیر بخیر ہو بیت المال میں سے اپنے واسطے مقرر کیا جائے نصف کو سفین مع لوازم و مصالح اور اسکے ذریعہ بیت المال کے
 اہلکار مزید مقرر کیا اور اس طرح دوسرے خلفاء راشدین میں سے جسکو حاجت ہوتی تھی اپنا معاش خزانہ بیت المال
 میں سے فرماتے تھے اور جسکو حاجت نہ ہوتی تھی وہ فقط حبشہ سے کار یا ست کیا کرتے تھے اور امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ
 عنہ نے اپنی خلافت میں تمام مہاجرین انصار اور اہل بیت کا سالیانہ خزانہ سرکاری سے مقرر فرمایا چنانچہ صحیح بخاری میں
 ہے کہ صحابہ بدین کے واسطے حضرت عمر فاروق نے پانچ پانچ ہزار مقرر کیے تھے اور فتح الباری میں ہے کہ حدیث مالک
 بن انس میں ہے کہ حضرت عمر فاروق پانچ ہزار اور انصار کو چار ہزار ہزار اور اہل بیت کے ہر ہر کو بارہ ہزار
 دیا کرتے تھے اور بے بلا نکاراؤ کو لیتے تھے بلکہ ایسے تعاضبات بھی کرتے تھے چنانچہ حدیث ترمذی میں ہے کہ جب فاروق
 اعظم نے حضرت اسامہ بن زید کے ساتھ تین ہزار روپے مقرر فرمائے اور اپنے فرزند عبداللہ بن عمر کے تین ہزار مقرر
 کیے اور انھوں نے عرض کیا کہ آپ نے اسامہ کو کچھ کم کیا ہے اس سے نفی میں آیا کہ آج تک ایک روپہ کچھ کسی شہیدین سے سبقت نہیں
 ہوئی ہر فرمایا وہ ان نفی میں کی یہ کہ اسامہ کے باپ کے ساتھ رسول خدا کو تیرے باپ سے بڑھ کر محبت تھی اور اسامہ کے
 ساتھ حضرت کو تھیں بڑھ کر محبت تھی پس میں نے اپنی محبت پر رسول خدا کی محبت کو اختیار کیا انتہی ہو کہ اس طرح
 حضرت امام حسن مجتبیٰ علی مرتضیٰ اور تمام صحابہ مہاجرین انصار اور اہل بیت کے واسطے اس تعینات کو قبول فرمایا
 اور کبھی کہیں اسکو ناروا و ممنوع نہ کہا بلکہ آج تک اس پر عمل ہو پس اجماع صحابہ سے یہ بات ثابت ہوئی
 خود شیخ جنید پر کا منقول ہے کہ منکر اجماع صحابہ بیوت کا فرزند ابوہریرہ نے قول انکا چند مقام میں بحوالہ کتب حدیث
 منقول ہو چکا ہے پس ایسے اجماع امیر کو ملعون بولنا منافی نہ ملے علمی و باعلاقی ہر اور خلق حکمت سے نہایت بڑھ
 شاید کہ منش اس خطا کا ہے کہ میران اور خوند میرا ایسا سمجھے ہیں کہ وجہ معاش ایک جاسے معین ہو نیسے لیکن
 خلل آتا ہے حالانکہ یہ سراسر خطا ہے اس واسطے کہ اگر ہزار جاسے معین ہووے اور آدمی کا اعتماد خدا پر ہووے اور اس
 تعینات پر وہ متوکل ہو اور اگر کہیں سے کچھ معین ہووے لیکن اسکا خیال خلاق پر ہووے وہ متوکل نہیں ہوگا
 متوکل اسباب کا نام توکل نہیں ہے بلکہ ترک اعتماد اسباب کا نام توکل ہے اسی سبب سے جب کہ ایک عالمی نے حضرت سنان
 بن عرفس کیا کہ انہ کو توکل علی اللہ چھوڑ دوں یا کہ باندھوں اور توکل کروں فرمایا اَعْلَقُوا وَتَوَكَّلْ اَللّٰہُ
 اور اسکو اور توکل خدا پر رکھ دو اور نہ اس سے پرہیز و سنا کر اسی قسم کی طرف مولا ناروم رحمۃ اللہ علیہ اشارہ فرماتے ہیں
 کہ شعر گفت بغیر سوا از بلند بر توکل زانو اشتہر بہندہ اور انبیا علیہم السلام ساز و سامان کے گاہہ کرتے ہیں

تیار کر سٹا اس شخص کا کہ جس کی ہر ایک چیز کو کھانے کے لئے کھینچ لیا کرتے تھے۔ یہ ایک اور مرتبہ

کونابہی نہیں کرتے تھے چنانچہ حضرت خاتم الرسالت جگہ گنہ گزیر کا رکھنے تھے اور زندہ پہنتے تھے اور شمشیر سپر
 وغیرہ پہراہ لیتے تھے اور ہنگام شدت غالبہ اعدا کے خندق اطراف مدینے کی تیار کردہ رانی تھی اور بایں ہمہ اعتماد و بجزا
 حق کے کسی پر نہیں کہتے تھے چنانچہ حق سبحانہ نے فرمایا کہ **وَشَاوَرَهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ**
 یعنی صحابہ سے تداریک جنگ وغیرہ میں مشاورہ کرو لیکن بعد عزم کا کہ سرکار توکل و اعتماد خدا پر کہو اور وجود اسباب
 البتہ ہمندستی ناقص کو غفلت انداز توکل ہوتا ہے اور ہندستی کامل کا وہ مقام ہے کہ کسب قدر اسباب ہوں اسکی نفس سرور ہوتا ہے
 نہیں ہستی ہو اور ہرگز اوسکا دامن توکل غبار آلودہ نہیں ہوتا ہے اور یہ مقام علی ہر گز انبیاء و مرسلین اور اولیاء
 کاملین کو حاصل ہوتا ہے شاید کہ شیخ جو پورا اور میان فحش مذہب مرتبہ ابتداء میں تھے اس سبب تعین سے گھبراتے تھے
 بدخلقی نہم ترک کسب حلال کی شیخ جو پورا در تمام انکے خلفا کی یہ عادت تھی بلکہ آج تک انکے فقر و مشائخ میں
 بھی التزام ہے کہ کسب حلال کے نزدیک نہیں جاتے ہیں اور ایسا اکثر از کسب حلال سے رکھتے ہیں جیسا کہ کوئی حرام چیز
 اجتناب کرتا ہے لیکن باج سے اوسکی حرمت کا اثر نہیں کرتے ہیں چنانچہ جب کہینے شیخ موصوف یا اویکے پیروں سے
 اس فقہ سے میں سوال کیا تو جواب دیا کہ ہم کسب حرام نہیں کہتے ہیں لیکن ذکر حق فرض ہے اور کسب یا جو چیز کہ مخالف الہی ہو
 وہ حرام ہے اس واسطے ہم کسب نہیں کہتے ہیں نہ جواب دیا کہ یہ حال ناقصین کا ہے کہ کسی کام میں مشغول ہونے سے
 خدا کی یاد میں فرق آجاتا ہے اور کاملین کا یہ مقام ہے کہ کسی کام میں مشغول ہو میں دل دنگا یا حق سے غافل نہیں ہوتا ہے
 کہ دل بہار و دست بکار اور خلوت و انجمن ہمیشہ انکے واسطے موجود ہے چنانچہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں **مشر**
اگر مال مجاہد ست نزع و تجارت بدو چو دل با خدا نیست خلوت نشینی چاہد اور اسکے سمجھنے کے واسطے یہ نظیر بتاتے ہیں
کہ جیسا کہ ایک شخص کے دونوں ہاتھ میں دوسو تھے پانی کے ہیں اور ایک بیوچہ اوسکے سر پر ہے اور راہ میں اپنے زرقا کے
ساتھ وہاں میں کرتا چلا جاتا ہے اب یہ شخص اتنے کام کرتا جاتا ہے ایک پاؤں سے چلنا دوسرے آنکھ سے راہ کا دیکھنا
فیسرے کان سے باتیں سنا چوتھے زبان سے جواب بھی دیتے جانا یا پنجویں اس سوال جواب کے مضمون کی سمجھنا
اور بایں ہمہ اصل توجہ خاطر اوسکی اور خیال کلی طرف سرگھڑے کے ہوتا ہے کیونکہ اندک غفلت میں وہ ضائع ہو جاتا ہے
پس یہ اشغال کشیدہ اوسکے اس رابطہ قلابی اور پیوند باطنی میں مغل نہیں ہوتے ہیں اس طرح کاملین طریقت اگرچہ صد
اشغال ظاہر پر رکھتے ہیں لیکن ایک بخلاف دل دنگا یا حق سے غافل نہیں ہوتا ہے چنانچہ حق تعالیٰ اوکی تعریف
و ثنا فرماتا ہے کہ **رَجُلٌ كَانَ يَخْلُقُ يَوْمًا ثَلَاثِينَ نَجَارَةً وَكَانَ يَبِيعُ كُلَّ يَوْمٍ خَيْرًا لِلَّهِ یعنی ایسے مرد ہیں کہ نہیں غافل کرتی ہر اوکو**
خرید و فروخت یاد آتی ہے پس معلوم ہوا کہ شیخ موصوف کو یہ مقام حاصل تھا اور انکے خلفا کو ورنہ کسب حلال

بدخلقی نہم شیخ جو پورا در تمام انکے خلفا کی یہ عادت تھی بلکہ آج تک انکے فقر و مشائخ میں بھی التزام ہے کہ کسب حلال کے نزدیک نہیں جاتے ہیں اور ایسا اکثر از کسب حلال سے رکھتے ہیں جیسا کہ کوئی حرام چیز اجتناب کرتا ہے لیکن باج سے اوسکی حرمت کا اثر نہیں کرتے ہیں چنانچہ جب کہینے شیخ موصوف یا اویکے پیروں سے اس فقہ سے میں سوال کیا تو جواب دیا کہ ہم کسب حرام نہیں کہتے ہیں لیکن ذکر حق فرض ہے اور کسب یا جو چیز کہ مخالف الہی ہو وہ حرام ہے اس واسطے ہم کسب نہیں کہتے ہیں نہ جواب دیا کہ یہ حال ناقصین کا ہے کہ کسی کام میں مشغول ہونے سے خدا کی یاد میں فرق آجاتا ہے اور کاملین کا یہ مقام ہے کہ کسی کام میں مشغول ہو میں دل دنگا یا حق سے غافل نہیں ہوتا ہے کہ دل بہار و دست بکار اور خلوت و انجمن ہمیشہ انکے واسطے موجود ہے چنانچہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں **مشر** اگر مال مجاہد ست نزع و تجارت بدو چو دل با خدا نیست خلوت نشینی چاہد اور اسکے سمجھنے کے واسطے یہ نظیر بتاتے ہیں کہ جیسا کہ ایک شخص کے دونوں ہاتھ میں دوسو تھے پانی کے ہیں اور ایک بیوچہ اوسکے سر پر ہے اور راہ میں اپنے زرقا کے ساتھ وہاں میں کرتا چلا جاتا ہے اب یہ شخص اتنے کام کرتا جاتا ہے ایک پاؤں سے چلنا دوسرے آنکھ سے راہ کا دیکھنا فیسرے کان سے باتیں سنا چوتھے زبان سے جواب بھی دیتے جانا یا پنجویں اس سوال جواب کے مضمون کی سمجھنا اور بایں ہمہ اصل توجہ خاطر اوسکی اور خیال کلی طرف سرگھڑے کے ہوتا ہے کیونکہ اندک غفلت میں وہ ضائع ہو جاتا ہے پس یہ اشغال کشیدہ اوسکے اس رابطہ قلابی اور پیوند باطنی میں مغل نہیں ہوتے ہیں اس طرح کاملین طریقت اگرچہ صد اشغال ظاہر پر رکھتے ہیں لیکن ایک بخلاف دل دنگا یا حق سے غافل نہیں ہوتا ہے چنانچہ حق تعالیٰ اوکی تعریف و ثنا فرماتا ہے کہ **رَجُلٌ كَانَ يَخْلُقُ يَوْمًا ثَلَاثِينَ نَجَارَةً وَكَانَ يَبِيعُ كُلَّ يَوْمٍ خَيْرًا لِلَّهِ** یعنی ایسے مرد ہیں کہ نہیں غافل کرتی ہر اوکو خرید و فروخت یاد آتی ہے پس معلوم ہوا کہ شیخ موصوف کو یہ مقام حاصل تھا اور انکے خلفا کو ورنہ کسب حلال

کہ پیشہ انبیاء و رسول کا ہر اور صحابہ اہل بیت اور علی کے جہت میں اور مکمل دلیا اسکو اختیار کیے ہیں اسقدر رخصت کرتے
 آج چار سو برس سے ایک کوئی اسکے نزدیک میں جاتا ہوا کسی نے اختیار کیا تو اسکو دقتیں مار کر میں سمجھتے
 ہیں اس طرح کام سے ایسا جانتے ہیں جسکا کہ بہتر گروہ سے جیسا کہ ہوا حالانکہ صحیح احادیث میں یہی نصیحت
 اور تاکید علم مذکور ہے صحیح بخاری میں ہر قتال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماکل احد طعاما
 قط حلیا من یا یکل من عمل بدیہ وان نبی اللہ داود علیہ السلام کان یکل من عمل بدیہ یعنی کھا
 کسی نے کوئی طعام کبھی بہتر سے کھا دے اپنے دو ہاتھ کے عمل سے اور تحقیق پیغمبر خدا داود علیہ السلام کھاتے
 کسب سے یعنی کسب انبیا اور رسولین کی سنت ہر اور داود علیہ السلام زہنا کر اپنا قوت کیا کرتے تھے چاہے
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہو **وَالَّذِي لَهُ الْخِزْيَانَةُ الْأَعْلَىٰ سُبُلَاتٍ تَدْنِي فِي السَّمَاءِ لِيُدْرِكَهُ الْمَوْتُ مِنْ حَيْثُ يَشَاءُ** اور ہم دیکھتے ہو کہ کرا
 کہ بنا کساد و ندین اور ناز سے جو کرا لیاں انہی دیکھتے کہ کرا لیاں بانی کے باب میں اور انہی ہوا کہ بنا کساد و ندین
 اور ذکر داودی مشہور ہو کہ وہ و حواں محی و کما ذکر کر کے لگتے تھے کہ حکم تھا یا حبال آؤنی معک و الطیر
 یعنی ای ہار و رجوع سے یہ حواں کے ساتھ اور اڑتے جانور اور فرزند کے حضرت سلیمان علیہ السلام ہوا
 اور شان شوکت سلطنت کے زمیں بویا بن کر اپنا قوت فرماتے تھے اسطرح ہر چیز کا کچھ حرم و کسب تھا
 کہ اس سے اپنی قوت بستی کرتے تھے اور حضرت قائم اوصا فرماتے ہیں کہ **جَعَلَ الْفَيْضَ مَحْتِ ظِلِّ نَبِيِّهِ وَجَعَلَ الْإِلَٰهَ**
وَالْقَصَارَ حِجَابًا لِّمَنْ خَلَفَ أَمْرًا یعنی مقرر کیا گیا رزق میرے پیچھے سائے میرے کے اور اگر دانی گئی دولت اور حاکم
 اوپر اس شخص کے کہ مخالفت کی اور میرے کی یعنی حضرت کا کسب بہ ٹھہر کر جہاد کرنا اور بزرگوں و شہیدان رزق پیدا
 اور مدد و رزق اسکی بھی مخالفت کی کہ کبھی سنت جہاد ساتھ کفار کے ایک مدد کی اور مدد کے اور مدد و رزق
 قائم ملی لگا اگر چاک کیا تو مسلمانوں سے کیا چسپا کہ حدیث بتاریخ میں خواجہ کے حال میں مذکور ہے کہ بت شہر کو
 چھوڑ دینے اور اہل اسلام کو قتل کر لینے ایسی حال نکلا بھی چھوڑ اس مخالفتوں کے سبب ہمیشہ ذلیل اور حقیر
 لینے مخالفت کی رعیت پر اگر تکبر ہے میں میں خود مشہور ہو کہ چاک کو کو کہ مراد ہو اور کبھی عزت سلطنت اور میں
 کیسکو نصیب ہوئی پس مقابو قتل حضرت کا کہ گروالی گئی دولت اور عنار میرے معالفت امر پر جیسا کہ صحیح
 بخاری میں ہر اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
 اطیب ما احکم من کسب کوئی اولاد کو میں کسب کوئی تحقیق پاکیزہ و ترا و جلال تر قہ و عین و غلبہ
 لینے کسب کھاؤم اور تحقیق اولاد و تعالیٰ جہا کہ کسب تھا کہ کسب کے ہر یعنی اگر اولاد کچھ ہماری خدمت لگا

کریں وہ بھی ایسا ہے کہ گویا اسے ہاتھ کے کسے کہا یا اور امام احمد نے روایت کیا کہ قبل یا رسول اللہ ﷺ کسب
 اطیب قال عمل الرجل بیدہ وکل بیع مدبر ورنی عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کسب پاکیزہ تر محمد
 فرمایا عمل کرنا مرد کا بدست خود اور ہر خرید و فروخت کہ صحیح اور مقبول شرع ہو یعنی اگرچہ اولاد و غلاموں کے ہاتھ
 عمل کسب کرنا ناجی ایسا ہی کسب ہے لیکن اپنے ہاتھ سے مشقت کر کے کھانا اوس سے بھی پاکیزہ تر ہے اور بیع و فخر چاہیے
 کہ صحیح موافق مسائل فقہیہ کے ہو ورنہ اور امام ابو بکر احمد بن حنبل نے یہی روایت کیا ہے کہ قال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم طلب کسب الحلال فريضة بعد الفريضة یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 کہ طلب کسب کا جس سے رزق حلال ہم پونچھ فرض ہو بعد فرض کے یعنی ایمان غیر فرائض کے بعد کسب حلال بھی
 فرض ہے اب خیال کیجیے کہ مسدودوں کے شیخ اور تمام اوس کے فقرا چار سو برس تقریباً تارک مس من کے ہیں اور سب
 گناہگار خدا کے ہیں کہ کسب پیشہ انبیاء اور مسلمان کا ہے اور سب کو چھوڑ کر نعمت خیرات پر منحصر ہو کر ٹھہر رہے ہیں
 بدخلق ہی ہم یہ کہ دعویٰ اہل سنت و جماعت میں ہو چکا کہ انہوں نے سب پر فحاشیوں کے چلنا کہ ترک کسب محاسبی کو
 کا اور جانا تفصیل اسکی یہ ہے کہ شرح عقائد نسفی وغیرہ کتابوں میں عقائد اہل سنت میں مہرح ہے کہ اعتقاد اہل سنت کا
 یہ ہے کہ سب کے لئے گناہ کبیرہ کے آدمی مومن ایمان سے خارج ہو کر کفر میں داخل نہیں ہوتا ہے اور اعتقاد معتزلیہ ہے
 کہ ترک کسب کبیرہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے لیکن کفر میں بھی داخل نہیں ہوتا ہے بلکہ رجوع و مینائی میں ہیں رہتا ہے اور
 اعتقاد خوارج کا ہے کہ آدمی مومن گناہ کبیرہ و بکیرہ صغیرہ کرنے سے بھی کافر مطلق ہو جاتا ہے اور اسی اعتقاد خوارج
 میران مہدی نے بھی پسند فرمایا کہ اشیاء و دیون اگرچہ حلال مباح ہوں اوس میں مشغول ہونے والے بلکہ اوسکا
 ارادہ رکھنے والے کو بھی کافر مطلق ٹھہرایا چنانچہ انصاف نامے کے باب نجوم میں لکھا ہے کہ میران نے فرمایا کہ وجود
 حیات دنیا کفر ہے چنانچہ زنان و مردان اموال و حیوانات و زراعت و عمارت و بلورسات و ماکولات وغیرہ ہر ایک
 انکار یہ ہے اور انہیں مشغول ہو وہ کافر ہے اور جو کہ انکار اراد رکھے اور اوس ارادے میں مشغول ہو وہ بھی کافر ہے
 اگر کوئی شخص اوسکے ساتھ صحبت کرے یا اوسکے گھر کو جایا اوسکے ساتھ الفت رکھے وہ چارویں ان کے
 نہیں ہے یعنی غیر مہدی ہے اور ان محمد سے نہیں ہے ہر ایک ان خداے تعالیٰ سے نہیں ہے انتہی آپ سوال یہ ہے
 کہ زنان و مردان و حیوانات و حیوانات خود میران اور ان کے خلفائے پاس ہمیشہ رہتے تھے پس اگر فقط
 وجود ان اشیاء کا کفر ہے جیسا کہ آغاز کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ کہا وجود حیات دنیا کفر ہے تو نہایت مشکل ہی
 ان پڑی کہ جس چیز کو آپ کفر بولنا پھر اوسکا اختیار کرنا اور اگر وہ ہے کہ ان اشیاء میں مشغول ہو کہ یاد رکھو اسے

کیا کیا کام حرام و مکروہ ہیں کہ ان سے احتساب کرے تاکہ کمال ایمانی حاصل ہو کہ پس فرمایا کہ کمال نے علم حاصل فرما
 ہوا تو ہر خواہ کتاب میں پڑھ کر علم حاصل کرے یا انانی علماء مسائل میں پوچھ کر یا کہ لکھ کر بہر حال ممانعت علم سکھانے سے
 نہایت قبیح ہے اور دوسرے دلیل اگر تم علم کھتے میری مہدویت کو قبول کرتے صاف دلالت ایسر کرتی ہو کہ مہدویت
 اکی ہو کہ جملہ کے اور کیسے قابل پسند و قبول نہیں ہو اور ظاہر ہو کہ جملہ حق باطل میں کیا تیسرے کہتے ہیں کہ کوئی پسند
 معتبر ہوئے ہو کیا جانتے ہیں کہ مہدی کیسے ہوگا اور اس کے کیا علامات ہیں انکا پسند کرنا اور علماء کا کہنا حق و باطل است
 اور احوال مہدی سے ہیں پسند کرنا دلیل بطلان مہدویت کی ہے شہر صاحب و حیرتی تمکنت قدر تصور ہے تحسین بایں اس
 و سکوت سخن تناس ہے اور میان خمیر سے کہ اگر کو تلاوت قرآن سے افضل کہا مخالف ہے فرمان رسول کے اسکا
 کہ حدیث قدسی ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الرب تبارک و تعالیٰ میں شغلہ القرآن میں
 حکم و مسئلتی اعطیتہ افضل ما اعطی السائلین و فضل کلام اللہ علی سائر الکلام کفضل اللہ
 علی خلقہ ثم قال الترمذی والداری والدہی فی تسع لایمان کذا فی مشکوٰۃ یعنی فرمان رسول میں علم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے رب تبارک و تعالیٰ جو شخص کہ بزرگھے اسکو قرآن کریم سے او و عا و سوال میرے پنا
 ہوں میں اسکو افضل اس چیز سے کہ دیتا ہوں سوال کہیو انکو اور بزرگی کلام خدا کی باقی کلام و ان پر مانند بزرگی
 خدا کے ہر اپنے مخلوق پر انتہی اور کہ بھی قسم دعا سے کہ نہ کہ یاد و نسا کا یہ طلب سوال ہو پس حیب فرمایا کہ کیا میں
 سے افضل دیتا ہوں تلاوت کہیو اے کو اس میں ان کرین بھی آگے جیسا کہ سابق و سابق کلام کا اسی پر
 واضح رکھنا ہو اور یہی ہے شعب لایمان میں حضرت عالیہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ فرمایا
 بیٹھ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قراءۃ القرآن فی الصلوٰۃ افضل من قراءۃ القرآن فی غیر الصلوٰۃ و
 قراءۃ القرآن فی غیر الصلوٰۃ افضل من التسبیح و التکبیر و التسبیح افضل من الصدقہ و الصدقہ
 افضل من الصوم و الصوم مبعثہ فی النار یعنی پڑھنا قرآن کا نماز میں افضل ہے پڑھنے قرآن سے غیر نماز
 اور علمائے کہا ہو کہ نماز میں بھی تفریق ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے بعد اسکے بیٹھ کر اور قرآن پڑھنا
 غیر نماز میں بہتر ہے تسبیح و تکبیر سے علمائے کہا کہ اگرچہ یہ اذکار نماز میں ہو وین اسوا سے کہ تسبیح و تکبیر تسبیح و تکبیر
 تمام جزو قرآن ہیں اور قرآن جو تکمیل ہو افضل ہے جزو سے اور تسبیح افضل ہے غیرات مال سے اور غیرات مال الشرا
 روزے سے اور روزہ پسند آتش و زرخ سے پس یہ جو مشہور ہے کہ عبادت مالی افضل ہے عبادت بدنی سے سزا
 ہے کہ سوا نماز و قرات قرآن اور ذکر کے باقی عبادات سے افضل ہو اور انہما بہر تہمت سطور الصدر لمحو لا ہو اور انہما

بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ فرمایا دیکھا جیسے رب العزت کو خواب میں پس پوچھا میں نے کہ کون سی عبارت
 حاصل کر لی فرمایا تلاوت قرآن بار دیگر میں نے پوچھا کہ فہم معنی کے ساتھ اشراف و جلال فہم باریہ فہم انتہی اور فضائل علم کے حد
 و حساب خارج ہیں مگر بطور نمونے کے چند آیات و احادیث مسطور ہوئی ہیں **ترفع اللہ الذی جن احسن منکم و الذی جن**
اوتوا العلم و کبریات یعنی بلند کر دیا اللہ تعالیٰ ان کے جویاں کہتے ہیں تم میں اور لوگوں کے جو دیے گئے ہیں
 علم بڑے درجے پر **قل هل یستوی الذین یعلمون و الذین لا یعلمون** یعنی کہو امی محمد کس
 برابر ہوتے ہیں لوگ کہ علم رکھتے ہیں اور وہ لوگ کہ نہ علم ہیں **انما یخشی اللہ من عباده العلماء** یعنی انہیں نے
 میں اللہ سے اس کے بندوں میں سے مگر علماء اور شاکوہ میں ہے کہ کثیرین قیس نے روایت کیا کہ میں مسجد دمشق میں ہاں
 ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کے بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور کہا کہ **الحمد للہ** اور میں میرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 تھا ہے پاس آیا ہوں ایک حدیث پوچھنے کے واسطے کہ میں نے سنا ہے کہ تم وہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا
 کرتے ہو سو اسے اس کے اور کچھ حاجت بیان کرنے کی جگہ نہ تھی ابو الدرداء نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سے سنا ہے کہ یقول من سلك طريقا يطلب فيه علما سلك الله به طريقا من طرق الجنة وان
الملائكة لتضع اجنحتها رضا لطلب العلم وان العالم یستغفر له من في السموات ومن في
الارض والحیات فی جوف الماء وان فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلة البدر علی سائر
الکواکب ان العلم امانة الانبیاء وان الانبیاء علی یثوث وادیار او کادسرها وانما ورتوا العلم
فمن اخذه اخذ محط وافر و الا احمد الترمذی و ابو داود و ابن ماجہ و الدارمی و سماعہ الثمالی
قیس بن کثیر یعنی فرماتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جو شخص کہ چلا ایک رو کہ طلب کرتا ہے اس میں علم
 دین کو چلا اور لگا اور سکون اللہ تعالیٰ ایک راہ میں لہوں بہشت سے اور تحقیق فرشتے رکھتے ہیں بازو اپنے واسطے
 رضا مندی طالب علم کے اور تحقیق عالم کے واسطے مغفرت مانگتے ہیں ہنر والے آسمانوں کے اور رہنے والے
 زمین کے اور مغفرت مانگتے ہیں عالم کے واسطے پچھایاں درمیان پانی کے اور مقرر فضیلت عالم کی عاید پرستی
 جیسے کہ فضیلت نمر کو پر شیب بدر میں دوسرے ستاروں پر اور مقرر علماء و ارباب پیغمبروں کے ہیں اور تحقیق پیغمبروں
 دنیا و دوزخ کا ارث چھوڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میراث چھوڑی ہے پس جس نے کہ سیکھا علم کیا یا نصیب کامل اور ترقی
 حدیث میں ہے کہ ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلاں احدھا عابد والاخر عالما قال
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلة البدر قال رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم ان الله وما لا نکته واهل السموات والارض حتى الخلة فی حجرها وحتى الحوت فی
 الماء یصلون علی معلو الناس الخیر یعنی ذکر کیا گیا رو برو حضرت رسالت پناہ کے دوسرو کا ایک ہی پروردگار
 دوسرا عالم میں آیا حضرت نے کہ فضیلت عالم کی عابد پرمانہ فضیلت میری کہ ہر اور آدمی تم صحابہ کے پھر
 فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ اور فرستے اسکے اولیٰ الیمان زمین یہاں تک کہ جیوٹی اپنے
 سوراخ میں اور یہاں تک کہ چھائی پانی میں البتہ در فوجیتے ہیں اور تعلیم کرنے والے اور سونے علم کو اور تیزی اور زور
 کی حدیث میں ہے کہ قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فقیہا واحد اسند علی الشیطان من العاقل
 یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک فقیہ نعمت تر بہ شیطان پر پیر عابد سے اور کہ ہر جیوٹی سے
 کیا کہ قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم طلب العلم فریضة علی کل مسلم یعنی طلب کرنا علم کو فرض
 اور ہر مسلمان کے اور آدمی نے روایت کیا کہ سئل رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم عن رجلین کانتی فی
 اسوئیل احدہما کان علما یصلی المکتوبات تم یجلس فیعلم الناس الخیر والآخر یصوم النہار ویقوم
 اللیل ایہما افضل قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فضل هذا العالم الذی یصلی المکتوبات
 ثم یجلس فیعلم الناس الخیر علی العابد الذی یصوم النہار ویقوم اللیل کفضلی علی ادناکم یعنی
 کیا گیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حال دوسر کا کہ بنی اسرائیل میں تھے ایک عالم تھا کہ روز فرض پڑھ لیتا تھا
 بعد اسکے بیٹھتا تھا کہ تعلیم کرتا تھا اور سونو کو خبر کی اور دوسرا روزہ رکھتا تھا ان میں اور نماز میں کچھ کرتا تھا اور
 ان دنوں میں کون افضل ہے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بزرگی اس عالم موصوف الصدک اس عابد کو کہ
 بزرگی میری کہ ہر اور آدمی نے کہا اسکے اور تندی روایت کیا کہ قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم
 تعلموا الفرائض والفران وعلو الناس فانی مقبوض یعنی سکھو تم فرائض کو اور قرآن کو اور تعلیم کو اور
 اسو اس کے کہ میں قبضہ وفات کیا جاؤ گا اور جیتے رہے روایت کیا کہ سئل رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم
 ما أحد العلم الذی اذا بلغه الرجل کان فقیہا فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم حق
 علی امتی اربعین حدیثا فی امر دینہا بعثہ الله فقیہا وکنت لہ یوم القیامة شافعا وشہیدا
 یعنی سوال کیا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کیا ہے علم کی کہ جب پہنچے مرد اس حد کو ہو فقیہ ہے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص یا دیکھے میری امت کے لیے چالیس حدیثیں ان کے دین کے مقدمے میں
 اور شہادت کا اور اللہ تعالیٰ قیامت میں ہر مرد فقیہ میں ہر مرد نگاہ میں ہر قیامت اسکے گناہوں کی مغفرت

کر نیوالا اور نیکیوں کا گواہی دینے والا چنانچہ اسی ثواب کی امید پر محمد بن خلف نے مسائل چل حدیث کے
 تصنیف فرمائے ہیں اور ابو داؤد اور ابن جریر نے روایت کیا کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العلم
 ثلاثۃ ایتۃ محکمۃ اویسۃ فائتۃ اوفیۃ عادلۃ وما کان سق ذلک فهو فضل یعنی فرمایا یہ تین چیزیں
 صلی اللہ علیہ وسلم نے علم میں ہیں ایت محکمہ یعنی کتابا میں ثابت کتابت و صحیح ہر موافقی مندرجہ علم حدیث کے یا دینہ عادلہ
 یعنی احکام کہ مستند ہیں کتاب سنت سے باجاء و قیاس کہ برابر ہیں جو عمل میں ساتھ احکام کتاب سنت کے اور جو
 علم کہ سوائے اسکے ہر وہ نامہ ہر انتہی بالا محکمات ہو کہ علم نہایت علی چیز پر کہ کوئی عبادت اسکو نہیں پہنچتی سوائے
 یہ بھی ثابت ہو کہ احادیث مذکورہ الصدر اسی علم ظاہر کی فضیلت میں وارد ہیں کہ جسکو علم معاملہ فہم کہتے ہیں
 فقط علم باطن کے حق میں کہ جسکو علم کاشفہ اور علم لدنی اور علم حقیقت کہتے ہیں کیونکہ احادیث میں تاکید ہے تعالیم علم
 کی ہر تعلیم و تعلم اسی علم ظاہر سے متعلق ہر علم لدنی سے کیونکہ علم لدنی کا حال یہ ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے
 کہ من عمل ما علیہ ورنہ اللہ علیہ ما علیہ یعنی جو شخص کہ عمل کرے گا اوس علم پر کہ جانا اور پڑھا ہو روزی
 کرے گا اوسکو اللہ تعالیٰ علم وں چیز کا کہ نہ جانا اور نہ پڑھا ہو اور حضرات صوفیاس حدیث کی شرح میں بتاتے ہیں کہ جب
 آدمی علم ظاہر پر عمل کرتا ہے اور اوسکے موافق خدا کی عبادت بجالاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اوسکے دل پر ایک دوسرا علم الہام فرماتا ہے
 کہ اوستا زان ظاہری سے اوسکو نہ پہنچا تھا پھر جب اوس علم لدنی پر عمل کرتا ہے علم ثالث الہام فرماتا ہے اور
 ہر علم عمل کا سبب پڑتا ہے اور ہر عمل موجب علم کا ہوتا ہے ہر علم اول علم ظاہر ہو اور ہر اسل و بنیاد ہر علم
 علوم لدنیہ کا اور باقی سبب علوم علم لدنی اور علم باطن ہیں کہ اوسی علم ظاہر پر عمل کرنے سے حاصل ہوتا ہے چنانچہ
 آیت و اتقوا اللہ وعلیٰکم اللہ بین اسطرین اشارہ ہے یعنی اور تقویٰ پر نیز نگاری اختیار کرو اللہ تمکو تعلیم فرماتا ہے
 اور دوسری آیت میں ہے کہ والذین جاهدوا فینا لنھدینہم سبیلنا یعنی اگر جن لوگوں نے مجاہدہ
 اور ریاضت کی ہماری راہ میں تب انہیکے ہم انکو راہ میں اپنی پس معلوم ہوا کہ علم باطن نقطہ سہبت الہی ہے کہ
 پڑھنے اور سیکھنے سے علاوہ نہیں کھتا ہے اور جس جگہ سے سیکھنے اور پڑھنے کی تاکید ہو اور اوس سے علم ظاہر ہو اور
 علم ظاہر متوقف علیہ اور بنیاد علم باطن کی ہے کہ جب علم ظاہر پر عمل کیا جاتا ہے علم باطن خود بخود الہام
 ہوتا ہے کیونکہ درگاہ الہی میں خل نہیں ہر بندے میں قابلیت ہونے کی دیر ہے اور اگر علم ظاہر نہ ہو تو عمل اول میں
 خل واقع ہو گا پس علم باطن بھی اسی مرتبہ نہ ہو گا اسی واسطے حضرات صوفیہ نے فرمایا ہے کہ ان و لون علمون میں
 نسبت تری جان پورست و مفر کی ہر شے علم باطن ہے جسکو علم ظاہر جو شیریں کی شود بے شیر مسکہ کہ شود شیریں

شرح علم لدنی اور بیان اسکا علم باطن سے علم ظاہر کے حاصل کا ان تین ہر ہر

پس پنج جنور کہ علم نامہ کے سیکھنے سے مت کرتے ہیں گویا تمام علوم لدنیہ کی راہ بند کرتے ہیں اور حضرت الہی
مومذم رکھتے ہیں غ کرنے علم توان نہرا ساخت ہ اور مشاغل کی کلیہ ہوا کہ سن پایا کہ جو حضرت خاتم الراے
ایسی سے استغفر اللہ یہ نسبت نکال کر با عالم پاک یہ نہیں جلتے ہیں کہ دہان ہی شب روز جبریل واسطے تعلیم کے حاضر
کہ علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ دیو کیا شاد و پیر الہین اور نبوت مہبت الہیہ ہو کر ہے ساقیہ ریاضت محنت کے حرمت
ہوئی اور بخلاف الیت کے کہ کسی پر کراؤں کہ دیہانت چاہیے تب حال ہوگا اور کس دیہانت موقوف ہو علم
شرعی پر ہر شخص اپنا قیاس حضرات نبیا کی طرح کر سکتا ہی ہو ایک کیواسطے جبریل ہا معلوم ہے نصیب ہے گا پس اپنی
اوقات کے موافق کوئی معلوم اختیار کیا جائیے اسی سبب تمام اولیا اور شایخ طریقت مانند شیخ عبدالقادر جیلانی
وصیہ رحمہ اللہ یا زید ریطامی شیخ شہاب الدین سہروردی خواجہ معین الدین چشتی خواجہ بہاؤ الدین نقشبند وغیرہم
کہ حساب لکھا شکل ہر سب علم ہوں کہ اول تحصیل علوم ظاہری کر کے بعد وہ طریقت میں م رکھے ہیں اور اگر کوئی اپنے علم
داخل طریقت ہو چاہتا تھا پہلے اسکو علم سکھے تاکہ علم فرماتے تھے اور اگر کوئی شاد و نادار ہو جائے بغیر علم طرے
کے تعلیم کو مہر چہ جادو و تنج نہیں ہوتا ہر جہت تک کہ بعد جذب علم طرے کو اختیار کرے اور جذبہ پاک
منہ پس سکون جذب کہ ہنگام سکون میں علم کی حاجت ہو گیا کہ سالک جذبہ قبیلہ کے سکون میں علم کی
حرزت ہوتی ہے وہ دونوں شیخ ہو گیا منصب کتے ہیں اور جذبہ محض اور سالک محض شیخ نہیں ہو سکتا ہر جیساکہ
چراغ غیر و کتابوں امیر اہل طریقت میں کہ ہر اور صاحب سراج نے نہایت تعصب بلکہ مخالفت سے انکار
اس مقدمے کا کیا اور کہا کہ ہم لوگ علوم کے سیکھنے سے منع نہیں کرتے ہیں حالانکہ یہ افکار غلط ہو کیونکہ درستی
خود انکے مہدی کی اسباب میں جو ہیں جیسا کہ مذکور ہو چکے ہیں کہ وہ سوائے اولیاء کو علم طرے پر ترجیح دیتے تھے
اور سخت منع کرتے تھے چنانچہ آغاز قول میں انکی سبکداریوں سے مستقل ہو چکا بدخلقتی میر ذہم پر یہ غیر
صلی اللہ علیہ وسلم پر چہا کرنا اور انکی روح الہی کو ناخوش کرنا یعنی ہیت اللہ کو جاننا اور زیارت رسول اللہ صلی
علیہ وسلم کے واسطے بدیہ طیبہ کو جاننا اور جنگی بدولت کہے کہ پچا نا اور حج کرنا جاننا انکے ساتھ بنا شکری اور
احسان کرنا خوشی پیش آنا کہ انکے قدمہ حاضر ہونا اور بیگانہ وارہ دینے سے روگردان ہو کر فقط کے سے
حج کر کے واپس آنا اور حضرت کی شفاعت خاص کی کہ واسطے زائر قبر الہی کے ہو جو وہاں کرنا پندہ مدیہ شریفین
دار و کردہ میں زار قدیری وجبت اللہ شفاعتی اپنی جسے زیارت کی میری قبر کی واجب ہو گئی اسکے واسطے
شفاعت میری اور حضرت کی شرف ملاقات کی تصدیق کرنا کہ زیارت قبر الہی مانند ملاقات حیات کے چہ چنانچہ

یہ لفظی تفسیر ہے اس واسطے کہ میر ذہم پر یہ غیر
صلی اللہ علیہ وسلم پر چہا کرنا اور انکی روح الہی کو ناخوش کرنا یعنی ہیت اللہ کو جاننا اور زیارت رسول اللہ صلی
علیہ وسلم کے واسطے بدیہ طیبہ کو جاننا اور جنگی بدولت کہے کہ پچا نا اور حج کرنا جاننا انکے ساتھ بنا شکری اور
احسان کرنا خوشی پیش آنا کہ انکے قدمہ حاضر ہونا اور بیگانہ وارہ دینے سے روگردان ہو کر فقط کے سے
حج کر کے واپس آنا اور حضرت کی شفاعت خاص کی کہ واسطے زائر قبر الہی کے ہو جو وہاں کرنا پندہ مدیہ شریفین
دار و کردہ میں زار قدیری وجبت اللہ شفاعتی اپنی جسے زیارت کی میری قبر کی واجب ہو گئی اسکے واسطے
شفاعت میری اور حضرت کی شرف ملاقات کی تصدیق کرنا کہ زیارت قبر الہی مانند ملاقات حیات کے چہ چنانچہ

حدیث شریف میں ہے کہ من زار قبری بعد وفاتی کان حکم من زار فی حیاتی یعنی جسے زیارت کی میری
قبر کی ہوا مانند اس شخص کے کہ ملاقات کی محسوس میری زندگی بنیادی بنی اور بالفرض اگر حاصل کرے اس شرف و تہمت کا
ارادہ کیا تو نہ بخش روح اور اگر کما حقہ خون کیا اس واسطے کہ حج کر کے بغیر زیارت شریف کے مراجعت کرنے میں شرج معتد
جفا کرنا چاہتا ہے فرماتے ہیں کہ من حج البیت لہو زنی فقد جہانی یعنی جسے کہ حج بیت اللہ کا کیا اور میری
زیارت نہ کی پس تحقیق مجھ کا کیا اور علی مرتضیٰ حضرت رسالت پناہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا من زار قبری بعد
موتی فکان زاراً فی حیاتی ومن لہو زار قبری فقد جہانی یعنی جسے کہ زیارت کی میری قبر کی بعد موت
میری کے پس گو یا کہ ملاقات کی محسوس میری زندگی بنی اور جسے کہ نہ زیارت کی میری قبر کی پس تحقیق مجھ کا کیا
اوسے چنانچہ شیخ جو نیوری نے کہ اپنے متین مہمدی شہور کرتے ہیں ایسی کیا کہ بیت اللہ کا حج کیا اور بغیر زیارت
حضرت رسالت کے مدینہ سے موندہ ہو کر سند وستان کا رستالیا اور اس عیب کے دانے کے واسطے جیلہ کیا کہ محکو
حضرت رسالت پناہ نے فرمایا کہ میرے پاس مت آؤ سیدھے گجرات کو چلے جاؤ کہ تمہارے دعویٰ ہدایت کی وعدہ گاہ
ہو اور اوسکا وقت ظہور رکھی قریب ہر جیسا کہ مطلع الاولایت میں مسطور ہو اور تحقیق میں یہ وہی بات ہے کہ غدر
گناہ بدتر از گناہ اور کذب با کل م کا ظاہر ہو اس واسطے کہ سفر آمد و رفت مدینہ کا مکمل ایک مہینے کا ہوتا ہے اس قدر دعویٰ
مہدویت کی کیا جلدی تھے کہ اوس سفر مبارک کو چھوڑ کر ناخاک گجرات کو مقدم نکلا حالانکہ گجرات میں آکر شہر
احمد آباد مسجد تاج خان میں عنقریب دروازہ جمال پور کے اٹھارہ مہینے اقامت کر کے دعویٰ مہدویت کا کیا
موسو متین اس میں دعویٰ کیا ہے وہ برس کے بعد کیا ہے پس ایک مہینے کا سفر مدینہ ترک کرنا جلیلہ دعویٰ مہدویت کے
اور پھر گجرات میں آکر اس وقت دراز تک دعویٰ کرنا نہایت سخن شے وجہ یہ علامہ دیکر دعویٰ گجرات میں کیا ضرورت تھا
کیا مدینے میں دعویٰ کرنے سے کچھ شرم و انس گیر ہوتی تھی اور بطریقہ اس کشف مخالف شرع پر عمل کیا اور یہ
خیال نکلیا کہ جب حضرت رسالت حالت زندگی میں اپنی زیارت قبر کی اس قدر تاکید فرماؤنگے کیونکہ بعد حیات کے لوگوں کو
عالم مکاشفہ میں زیارت سے منع فرماؤنگے زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی باجماع علماء دین و علماء
افضل سنن اور ائمہ مستحبات سے ہر قاضی حیاض جتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
ایسی سنت ہے کہ اگر ہر اجتماع ہو اور بعض علماء کلاکیہ اسکو واجب لکھتے ہیں اور نزدیک الامم ابو طیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے
زیارت آنحضرت کی افضل مذہبات اور ائمہ مستحبات سے ہر قریب بدرجہ واجبات کے اور کثرت احادیث اس مقدمہ
میں اور وہیں چنانچہ مذبذبات و تقلبات غیر کتاب و نہیں اسکی تفصیل موجود ہے جس جیل سے امر جماعی کے برخلاف کوئی

کثرت والہام ہو کر اس پر عمل چاہیے بلکہ سوئے نفسانی اور کلمہ سمجھنا چاہیے اور زیادہ تر وہ سب پر ہے کہ خود
 شیخ جو نبی و کرم بھی ہی اعتقاد ہے چنانچہ شہاد کے جو سین یا بین کھا کر میران فرمایا ایک شخص کو کہ اگر کو شہد
 کہنا چاہیے کہ رعایت شرع محمدی کی جہین قائم نہ ہوے پھر فرمایا کہ مطرات صحابی تنویر میں شہین غلام شرع
 محمدی کے کیا تھے سبحان اللہ قول یہ از قولہ لکن ینقضات الیہ علیک حبیبی اللہ تعالیٰ فرمایا
 انا مفعول الناس بالذکر تنسوا انفسکم واکتم سکنوا الکتاب اذ لا تعلمون یعنی کیا حکم کرتے ہو
 تم کہ اگر کوئی کلام کا اور بھولے ہو آپ کو اور تم بڑھتے ہو کتاب پھر کہنا چاہیے تبوید خلقی چہار دہم کہ ارادہ
 اتع استخیری کا کہ الیک حبیب کلم علی کے وہ خاص سنت کے ہو چنانچہ پندرہ شہاد الالیت کے باب سے اہتم
 میں کھا کر شیخ جو نبی و رب و زنا انتقال اپنی نبی و بی بی کو کہ گھر میں تھے اور عادت یہ تھی کہ زمین میں بیٹھ کر اسطے
 شناخت وقت نوبت ازدواج کے گاڑی تھیں جب ان بیٹھیں ہمایہ بیو بیٹھا تھا ایک بی بی کے گھر سے دوسری
 بی بی کے گھر جانے کی نوبت آتی تھی اوس نے جب پایہ میں پر پونچا فرمایا کہ بھگونی بی ملک ان کے گھر میں چلو بی بی
 ملک ان جان حافر تھیں و مصلحت عرض کیا کہ آپ سختی ہو اور میں خود بیان حاضر ہوں اللہ میں نے اپنی نوبت نما و مسجد
 آپ میں رہا اور بارون نے بھی یہی مضمون بحال ملاحظہ کیا میں اپنے جواب یا کہ نوبت تھے لہذا حق بخشا لیکن
 حد شرع محمدی کی کہ حد تعالیٰ نے حکم کیا ہر کون شخص سخن سکلم ہو بدو اسکے پھر دین بار بی بی ملک ان نے
 نے یہی ہوئی کہ ایک لکھن قبول کیا اور کہا کہ بڑا لوگ ہماری رعایت کرتے ہیں لیکن شرع محمدی کی مانتا
 نہیں کرتے ہیں ان فرض مانا اور بی بی ملک ان کے گھر میں بہر طور اپنے سین پونچایا اتنی میران کی اس حرکت پر
 چند قباحتیں پائی گئیں ایک یہ کہ غلام حضرت رسالت مآب کے کیا اسوا سے کہ صحیح بخاری کی حدیث ہو کہ
 ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یثقل فی سرہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اننا غدا ایننا غدا
 یرید یوم عایشہ فاذن لہ ازواجہ ان یکون لحدیث شاء فکان فی بیت عایشہ حتی مات
 عندہا انہی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض میں ہر روز پوچھتے تھے کہ میں کل کس بی بی
 کے گھر میں ہو چکا اشتیاق تھا نوبت حضرت عائشہ کا ازدواج مطہرات نے یہ مطلب سمجھ کر اذن دیا کہ جس جگہ
 حضرت کا دل جاسے وہاں میں اس حضرت عائشہ میں تشریف فرما ہے بیان تاک کہ ان میں کس پاس رحلت
 فرمائی اب غور کیا چاہیے کہ جب حضرت ہالت رخصت ازدواج مطہرات کی قبول فرمائی شیخ جو نبی و رب کمال تبلیغ
 دعویٰ کرتے ہیں ان کو بھی لازم تھا کہ قبول کر لیتے اور طریقہ محمدیہ پر عمل کرتے کیونکہ حضرت رسالت سے بڑھ کر کوئی

مطلق چار دہم حبیب علی کے شیخ نے حدیث اتع استخیری
 کیا کہ انہی نے ارادہ کو کہ مطر کھیا اور کوئی اصل نوبت کیا کہ وہ
 انہی نے غرض الناس میں سے کہ وہ کلمہ میں پڑھا

[illegible][illegible]

مخالفین کو عربی زمین جانتے تھے بلکہ ان کے اموال اور عورتوں کو مانند اہل ارض و سواہل سمجھتے تھے کہ اپنے ہر
 حرام جانتے تھے یہاں تک کہ بیان فرمایا کہ ان کے ہاتھ و پیر جان یا اور ان کے مال لیا اور میرا کیا غیر میرا اور میرا کیا
 اضطرار میں بھی ان کے کشت زار پر دست دراز کیا اور ذمی بھی نہیں جانتے تھے اس واسطے کہ میرا اور میرا کیا کہ
 اسے جزیہ نہ چاہتے تھے لہذا اور علاوہ یہ کہ وہ لوگ ان کے ذمے میں اپنے تھے کہ ذمہ ہوتے اس واسطے کہ جزیہ نہ
 بلکہ خود ان کی رعیت تھے اور مسلمان بھی نہ تھے کیونکہ وہ لوگ کب اپنے اس ملک کے ملک میں آئے تھے اس کا
 ملک کمان تھا بلکہ سبھی ان کے ملک میں ان کے میں پھر کرتے تھے اور منافق بھی نہ تھے اس واسطے کہ منافق وہ ہوتا
 کہ اپنے عقائد کو چھپا دے وہ لوگ اپنے عقائد کو کبھی میران اور میرانیوں کے سامنے نہیں چھپاتے تھے بلکہ بزرگ سلطنت
 خود ان پر احتساب قائم کرتے تھے پس جبکہ کافر عربی اور ذمی اور مسلمان منافق تھے یہ مسلم ہوا کہ خود میران و غیرہ
 کے اعتقاد میں بھی وہ لوگ مسلمین پاک بالین تھے اس واسطے کہ کوئی احتمال گیر باقی نہیں ہوا اور احکام بھی سب اس کے
 ان کے حق میں میران اور خود میر جاری کرتے تھے اب جو کلام مذکور الصد سے معلوم ہوتا ہے کہ میران اور خود میر
 وغیرہ اپنے مخالفین کی تکفیر کرتے تھے اور عربی یا قابل جزیہ اور غیر قابل اقتدا کا جانتے تھے محض تعصب ان نفسا
 سے تھا کہ مسلمانوں کو دیدہ و دانستہ کافر بول دیتے تھے اور شدت غضب اور غلبہ تعصب میں اس شخص کے
 انجام کا خیال نہیں کرتے تھے اور اندیشہ اور خوف اس بات کا نہیں کرتے تھے کہ مسلمانوں کو کافر جاننے سے آدمی
 آپ کافر ہو جائے یہ یہ مقتضائے نہایت نے احتیاطی اور عاقبت اندیشی کا ہی آدمی خدا ترس و مہذب کسی ایسی
 جرات نہیں کرتا جو چنانچہ محرور اوراق باوجود اس قدر ظلم اور زیادتی ان بزرگواروں نے عاقبت اندیشی کے اچھی تک
 صراط مستقیم چلتا پایا چلا جاتا ہے اور کبھی اپنے زبان اور قلم کو ان کی تکفیر سے آلودہ نہیں کرتا اور یہ جو تمام امت
 اسلامیہ کی تکفیر کر رہے ہیں اس کا انتقام خدا کے دہرے ہو کر کرنا ہی کہ واللہ اکبر استعان علی ما اقصیٰ
 جواب دہم یہ کہ کلام مذکور الصد میں ان کے اقوال سے ثابت ہوا کہ خود میران اور ان کے تمام ہمراہوں اور خلفا
 نے نماز جمعہ اور عیدین کی جگہ مخالفین کے گھر میں صبح اور درست سمجھا کر اور پھر عمل کیا ہے اور دوسری کتابوں
 قوم سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ کبھی میران نے جسے اور عیدین میں اپنے مخالفین سے انکار کیا بلکہ ہمیشہ
 ہندستان عربستان خراسان میں جمعہ اور عیدین سمجھے مخالفین کے گھر میں صبح اور درست سمجھا کر اور دوسری کتابوں
 اسی پر عمل کر رہے ہیں سوال کیا جاتا ہے کہ یہ کونسی شریعت اور دین ہے کہ جمعہ اور عیدین کا نہ سمجھنے صحیح ہو اور جو
 شریعت محمد بن توہید پر نہیں ہے اگرچہ وہ ثابت کر داور اگر مسلمان نے کوئی شریعت تازہ تراشی ہو تو وہ حرمی

میرا ناخلاق ہو اگرچہ شریعت تار و منسلک ہے کہ میں ہم میں باہم میں باہم میں فرق نہیں ہے جیسا کہ شریعت کے بارے
 بہتر میں قبول ہو جس معلوم ہو کہ ہمدی نہ تھے کہ ایسے دعویٰ باطل کرتے تھے اور اگر شریعت تار و منسلک ہے
 میں جیسا کہ اوپر مذکور ہے کہ مجھے نماز جمعہ اور عیدین میں بیعت سے شریعت ہمدی کے خلاف ہے یہی وجہ ہے
 مسئلہ دینی بناتے تھے یا جانکر اس کے مخالف عمل کرتے تھے تب بھی ہمدی نہ ہوئے کہ ہمدی کے حق میں کہ
 یقیناً فری کو کلمہ یعنی میرے قدم پر چلے گا اور خطا کر لیا اور اگر الخالفین حقیقت میں کافر تھے تو
 اس کے پیچھے جمعہ اور عیدین مارا کرتے تھے تو انکو کافر بنا اور غلام بیچا اور ان کے پیچھے نارا سمجھا اسکا کلمہ
 تب بھی ہوسا دگنی اور دوسری خطایہ ہوئی کہ جمعہ و عیدین میں نماز بیچا دینے سے انکو کافر بنا اور ان کے پیچھے
 جس کے پیچھے جمعہ و عیدین میں نماز بیچا دینے سے انکو کافر بنا اور ان کے پیچھے نارا سمجھا اسکا کلمہ
 نقل کفر تا ازل علیٰ حق میں جیسا کہ کیا خارج ہمدی کے تحقیق کافر ہوا اس بیچہ کافر ہوا گئی اور منسلک علیہ
 فلا ولم یجسدا صاحب الجلاجلہ تمام کلمہ کفر کا کی خدا انکار اور باطل قائم علی کی شریعت الیہ فیصل الخطاب ہے
 نقل کیا ہے اور یہ حدیث عاریث امارہ غنیہ سے ہے کہ تقدیر رحمت بخیر حق کے مفید جزم و یقین کو نہیں ہے اور اسلام
 است محمدیہ کا قطعی یقین ہی اس ناسی سے اس قطعی یقین کے زائل ہو گیا حکم کیونکر ہو سکتا ہے اور اگر کہیں
 کو جب ہمدی نے اس صحت کی تصدیق و تصدیق کی اور اس کے مطابق اپنے مخالفین کی تکفیر کی تو حدیث
 قطعی ہو گئی جو اب دیکھ کہ کلام ان تقریر دوسری ہے کہ صحت کفر متوقف ہوئی صحت ہمدی پر اور صحت
 ہمدی متوقف ہو صحت تکفیر ہو گیا کہ کفر باحق اتنا خلق قبیح سے ہے کہ ابطلان ہمدی اسکو لازم ہے اور علویہ
 کہ خود ہمدی کے حکم میں مذکور جیسا کہ جو باطل دوم میں مذکور ہو کہ صاحب معلوم نہیں ہوتا ہے کہ
 ممکن کہ کافر بناتے تھے یا مسلمان بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ متروک رہتے تھے کہ کبھی احکام اسلام کے اوپر جاری
 کرتے تھے اور کبھی احکام کفران مظلوموں کی بات منسوب کرتے تھے پس جب کہ خود متروک ہوئے حکم خبری ہوا
 اور حدیث بھی مفید جزم نہ ہوئی پس اسلام قطعی و ثابت کیونکر زائل ہو سکتا ہے اور جواب حقیقی یہ ہے کہ حدیث
 مسطورہ کا مطلب ہے کہ کثیر خروج ہمدی کے خروج ہمدی موعود کا انکار ہے بلکہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ ہمدی
 موعود نے والا جیسا کہ اب ہم سب شریعت الیہ سنت کو اعتقاد ہے اور بعد خروج امام موعود کے تصدیق کرنا چاہیے
 کہ غایت اعتقاد صلاح کی یہی ہے جیسا کہ ہم سب اس وقت تصدیق کرتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ اور ہمدی جو شریعت
 قوا و موقت بھی ارفع گذشت کرتے رہیں گے اور ہمدی موعود کے ہونے کے اب تصدیق کرنا چاہیے کہ

ہر چیز کے واسطے لکھنے علامات مختصہ ہوتی ہیں کہ جس سے وہ چیز پہچانی جاتی ہے پس محمد کے واسطے بھی علامات ہیں
 کہ جسمین ہانی جاون ہمدی ہر دور نہ ہر شخص عوی کر شے کہ بندہ ہمدی موعود ہے کیونکہ آدمی ہر اور محمد نام نہ تھا
 اور یہ امر مشترک ہے اس سے حدیث ثابت نہیں ہو سکتی پس علامات محمدیت کے احادیث میں نہ کوہ میں اور میں
 میں جو چاہیے ہونا تاکہ وہی تصدیق لازم ہو اور انکار کفر ہو پس ہی علامات تعریف محمدی کی ہوتی اور تعریف
 ضرور ہے کہ جامع اور بالغ و مختص معرف ہو کہ دوسروں سے ماہ الامتیاز واقع ہو پس اس قدر علامات مذکورہ
 احادیث کہ جس سے ہمدی غیر ہمدیے متمیز ہو جاوے اور وہ علامات دوسروں میں موجود نہ ہوں فیات مدعی
 محمدیت میں ضرور ہیں ان گرانصاف دیکھیے تو شیخ جو پور میں علامات مفقود ہیں سوائے اسکے کہ کچھ نام
 اس واسطے کہ انکاکا تسلسل فاضل احمد عتاسہ ہونا اور ایک نام عبد الصمد ہونا بھی ثابت ہو حالانکہ یہ علامتا
 عامہ سے ہیں کہ تنہا اثبات محمدیت کے نہیں ہو سکتے ہیں چرکہ دوسری علامات کی اور حال خلاق خود ظاہر ہے کہ نہ
 مخالف احادیث و قرآن کے ہیں اور اخلاق محمدی سے نہایت مخالفت ہیں اور دعویہ اسے کمالات باطنیہ کے
 غیر موعود ہیں کیونکہ وہ امور باطنیہ ہیں فقط تمہاری بانی ہیں خود محتاج اثبات ہیں محمدیت کا اثبات کیا کر سکتے
 ہیں پس ایسے شخص کی محمدیت کا اقرار احادیث کثیرہ و انکار ہے اب اگر انصاف کیجیے تو انکی تصدیق گناہ ہے اور انکار
 موجب اجر و ثواب ہے اور اگر یہ علامات مذکورہ احادیث تصدیق واجبہ و انکار کفر ہووے تو کوئی کس کی
 تصدیق کرے اس واسطے کہ کچھ قطع شیخ جو پور مدعی محمدیت کے نہیں ہیں بلکہ ان سے اول بہت سے مدعی
 گذر چکے ہیں یہ بھی بخلاو کے اور مقتدی ادیکے ہیں چنانچہ تفصیل میں چھوٹے محمدیوں کی موافق لکھنے
 قاضی الرضا علیخان مرحوم اور حضرت شیخ علی متقی مرحوم کے یہی کہ ایک انہیں سے محمد بن آدم بن مغربی اور
 یونس پانچ سو چودہ ہجری میں اتفاق سے عبد المؤمن کوئی کے مغربی ملکہ میں نکلا تھا ریاست پیدا کر کے
 مال اسباب لوگوں کے لیکر بڑا فساد برپا کیا اور اپنی محمدیت ثابت کر کے واسطے چند لوگوں کو قبروں میں پھینک
 رکھا تھا تا وہ نہ اکرے رہیں کہ یہ ہمدی موعود ہی اس حیلے سے اکثر جاہلوں کو دام مگر ابی میں لایا آخر بخون
 راز فاش ہوئی کہ لوگ قبروں میں پوشیدہ تھے انکو جیسے ہی قبروں میں فن کر دیا اور آپ ہمدی معصوم
 کہلا یا بعد تصور سے عرصے کے حاکم وقت کے ہاتھ سے مقتول ہو کر یہ لاپینے دعوے کا پایا دوسرا محمد بن
 عبد الصمد میں جو نہ اس ہمدی کا مجوسہ عورت کا جنا ہو الملوک عبیدہ کا پوتا تھا محمدیت کا جھوٹا مدعی کرتا
 ہو ایشام کی طرف سے نکلا نسبت اپنے نسب کی حضرت اسماعیل بن امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف کر کے

تفصیل میں لکھا ہے کہ محمد بن آدم بن مغربی اور یونس پانچ سو چودہ ہجری میں اتفاق سے عبد المؤمن کوئی کے مغربی ملکہ میں نکلا تھا ریاست پیدا کر کے مال اسباب لوگوں کے لیکر بڑا فساد برپا کیا اور اپنی محمدیت ثابت کر کے واسطے چند لوگوں کو قبروں میں پھینک رکھا تھا تا وہ نہ اکرے رہیں کہ یہ ہمدی موعود ہی اس حیلے سے اکثر جاہلوں کو دام مگر ابی میں لایا آخر بخون راز فاش ہوئی کہ لوگ قبروں میں پوشیدہ تھے انکو جیسے ہی قبروں میں فن کر دیا اور آپ ہمدی معصوم کہلا یا بعد تصور سے عرصے کے حاکم وقت کے ہاتھ سے مقتول ہو کر یہ لاپینے دعوے کا پایا دوسرا محمد بن عبد الصمد میں جو نہ اس ہمدی کا مجوسہ عورت کا جنا ہو الملوک عبیدہ کا پوتا تھا محمدیت کا جھوٹا مدعی کرتا ہو ایشام کی طرف سے نکلا نسبت اپنے نسب کی حضرت اسماعیل بن امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف کر کے

مغرب و شمال و وسط اور اسیان کے ملکوں کے اکثر لوگوں کو اپنے تصرف میں لایا اور مغرب کی طرف ایک شہر بنایا
 نام اس شہر کا ممدیہ رکھ کر تخت گاہ بنیایا فساد اور پراگیاں اوس سے اور اوسکی اولاد اور تاجداروں سے
 جو ہون میں بنیائیں کسی ناسق و فاسق سے ہون میں آخر سلطان ملاح الدین اس شہر کو ملعونہ کی جڑ اور کھا دی اور
 اسکے باقی لوگوں کو جیکیر جان سے ہلاک کیا چنانچہ حالات اوسکے اولاد کی اولاد کے بہن کثیر اور بہن جوہری اور
 عماد الدین اور سلطان الدین بن خلکان نے اپنی بیوی کی کتابوں میں لکھ دیا کہ میرا بیٹا اسماعیل بن جعفر صادق کی طرح
 اسکے نسب کی نسبت کی نفی کی تہذیب از کتب نام ایک شخص ہی جسکو نے دعوت پر اور محمد کرمدی کہلا لایا
 شہر زور کے پہاڑوں کی طرف نکل کر ایک بڑی ملک میں کویا تابد اگر کیا آخر اوس ملک کے امیر احمد خان کرڈی
 اوپر فوج کشی کر کے اوسکو قتل کیا اور جماعت کو اوسکی پر لگندہ کر دیا اور اسکے بھائی کو اسیر کر کے راندنا
 یہ لایا جو تھا ایک کیمیا گر سید غلام نے سات سو چہری میں ملک مغرب کی طرف سے نکل کر دعویٰ کر دیا
 کیا اور اکثر لوگوں اطراف کے لوگوں کو مطیع کر لیا آخر دعویٰ اوسکا بظاہر چند مدت میں مع اپنی جماعت کے مارا گیا
 پانچواں محمد بن عبداللہ نے شہر زور میں چہری اور مصر میں ایک جنگلی جماعت کے ساتھ خروج کیا
 تھا آخر کو اس طرف کے حکام کے ہاتھ پر قید ہو کر توبہ کی چھٹے سید محمد نور بخش جو پندرہ کی اور اس
 مطلوب الحال سے بہن ایک گروہ اور کو محمدی موعود کا مکر ضلالت میں پڑے بہن حالانکہ صاحب ملاح کرڈی
 کہتا ہو کہ سید محمد نور بخش جو پندرہ کی ایک در حال آیا دیکھتے کیا بہن کہ ایک شخص مخاطب ہو کر کہتا ہو کہ
 انت مہدی یعنی محمدی ہی انھوں نے سمجھا کہ میں محمدی موعود ہوں ایک تہ تک اسی دعویٰ پر
 آخر جب حج کو چلے آئے راہ میں انکو کشف ہوا کہ میں محمدی یا مہدی ہوں کہ ہدایت یافتہ ہوں راہ نامی خلق
 طرف عبادت الہی کے نہ محمدی موعود ہوں پس اس دعویٰ سے ہار کر مریدان اور ہمراہیوں کو اس اعتقاد سے
 بچھڑوا دیا کہ جب اس منفر سے پہنچا بانی مہدی کو بھی اس اعتقاد سے ہار کر کھڑا آخر آئے راہ میں فاسق یا
 بعد اوسیکے ہر اسیوں نے غائبو کو یہ خبر دی کہ علی بعض اس عقیدے سے بچھڑ گئے اور بعض پہلے اعتقاد پر آگے
 رہے ساتویں شیخ انیسوی جو سلطان بایزید کے زمانے میں تھے اور یہ سلطان بھی اولیاء اللہ میں شمار
 شیخ کے اتنی خلیفہ تھے ایک ن خالفا کو ہلاک کر کے کھوکھلو کشف سے معلوم ہوتا ہو کہ میں محمدی ہوں تم بھی اپنے
 باطن کی طرف متوجہ ہو اور جو کچھ ظاہر ہو مجھ سے بیان کرو چنانچہ خالفا ایک مدت تک متوجہ رہ کر ہر بوسے کہ کھوکھلو
 ہوتا ہو کہ تم جس پر ہو پس سلطان سے ذکر کیا سلطان نے کہا کہ تم خروج کرو میں تمہارے ساتھ ہوں

اور مدد کو حاضر ہوا۔ بعد چند روز کے جب مالک کی طرف سے جو کیا معاہدہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ تعالیٰ تھا
 اور غم سے بچ کر اور سلطان کو بھی مطلع کر دیا اسٹھکان ایک شریف بلالہ مغرب میں شیخ علی تہی رحمت اللہ علیہ فرما
 ہیں کہ وہ ہمارے زمانے میں جو ہر صاحب کنت عظیم ہو کہ بلالہ مغرب میں ہمارے جیسے کی راہ نکال دینے ملک فتح کیا ہوا اور ایک
 وہ دعویٰ ہمدویت کا کرتا ہوا اور اپنے لوگ ایسے ہیں کہ وہ خود دعویٰ ہمدویت کا نہیں کیے ہیں بلکہ اس کا کھار کرتے رہے
 ہیں لیکن متغیرین کو لے کر انکو مدعی جانتے ہیں چنانچہ شیعہ کہتے ہیں امام محمد بن حسن عسکری ہمدی ہیں اور انکی
 اور کو باطل گوشت میں صاحب علم و حکمت کیا اور منصب امامت کا دیا اور لقب و فلاحیت اور صاحب الزمان اور مدعی ہر کو
 دوسرے پچھلے جبری میں ہیں بلکہ کچھ یا زبیر سترہ بن کی عمر میں باخلاف روایات سزا ب سر مای میں پوشیدہ ہو گئے
 آخر زمانے میں انکو کر سکیے اور تمام زمین پر حکم ہو کر ظلم و اختلاف نہ رہا بلکہ دھما دھما گئے جوابات اسکے خاتمہ الحشر میں حضرت
 شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور حیدر الشکلیں مولوی حیدر علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی تصانیف میں
 بخوبی مسطور ہیں کہ ان صاحب علم کی نہیں کی کہ وہ کلام ساتھ قوم دیگر کے ہر ایک جماعت کہتی ہے کہ محمد بن
 حسن متنی بن امام حسن رضی اللہ عنہما کہ بڑے پاک ات تھے ہمدی ہیں اور وہ مضمون عباسی کی ریاست میں
 خروج کر کے مقام اجارا لڑتے پر کربلا قریب یہ مضمون کے ہر مقتول ہوسے انہیں کچھ علامات ہمدویت کی ظاہر
 تھیں البتہ یہ حدیث حضرت رسالت پناہ کی کہ مالہا و لگا ایک ولادہ سے یہی کائنات اجارا لڑتے میں انکے حق میں دلائل
 اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ امام محمد باقر بن امام زین العابدین علیہما السلام ہمدی ہیں باوجودیکہ حضرت فرماتے تھے
 کہ لوگ مجھ کو ہمدی سمجھتے ہیں لہذا کہ میں قریب سے کہ پوچھا ہوں اور میرے میں کچھ علامات ہمدویت کے نہیں ہیں اور وہ
 کیسنا یہ روافض ہیں محمد بن حنفیہ بن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما کہ ہمدی جانتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ انکو
 سے وفات نہیں پائی ہر ملک کو ہمدوی میں مدہ غشی ہیں اور وہ شیعہ مومنوں کی نگہبانی کرتے ہیں اور شیعہ شیعہ شہد
 ان کے پاس جاری ہیں اور حسین اپنی غذا کرتے ہیں آخر زمانے میں حکم کے خرابی عالم کو عدل انصاف سے بدل دینگے غیر ہمدی
 نے کہ دشمنانہ حق اس اعتقاد پر کہ ہمدیت سے ایات ملی ہیں کہ میں ہمدیا کہ ہمدیوں جو پوری میں ہمدی
 شاعر نے دیوان ہمدی لکھا ہے کہ بالون اور بیوتوں سے دین کو ثابت کرے اور وفات حضرت محمد بن خفیا کا خلاف
 عبدالملک بن مروان میں ثابت ہو اور ایک گروہ عمر بن عبدالعزیز خلیفہ عادل مروانی کی ہمدویت کے قائل تھے
 اور ایک گروہ محمد بن عبداللہ الملقب ہمدی باللہ ثالث لوگ بھی عباسی کی ہمدویت کے قائل تھے حالانکہ
 وہ ایک با دشمن و فاسق و فاجر تھا القصد جیسا کہ ہمدویان حال دعویٰ باخلاف ذوارق عادات اپنے ہمدیکار کرتے ہیں

اس طرح یہ سب معتقد بن جانے عیان مہدویت کے بھی عریض تھے اور ہر فرقہ اپنے معتقدانہ کے اخلاق و خوارق
 میں عریض تباہی و زیارات کہہ سکتا تھا جیسا کہ مہدوی کہتے ہیں امتام مگر اس کے اصرار و عورت کا قائل تھا
 جیسا کہ مہدوی قائل ہیں اور سرستین اور بعض دیگر علامات کے بھی سہی تھے اور اکثر علامات مذکورہ احادیث کو ان
 کو گون میں منظور تھا اور اس کی کچھ پر ماہدین کہتے تھے جیسا کہ مہدوی لوگ کہتے ہیں ابان عیان ہندو
 ابطال مہدوی لوگ کس دلیل سے کہتے ہیں سو بیان کریں کہ اوہی دلیل سے ہم انکا بھی ابطال کر سکتے ہیں اگر
 کہیں کہ انکے اخلاق و خوارق کا تو اثر ممنوع پر ہم کہتے ہیں کہ ایسی ہی تھوڑے شیخ کے اخلاق و خوارق کا تو اثر بھی
 ممنوع پر لکھ کر تھوڑی سی کتابوں کی اور بخلان بیان کر مافی ولایت ہیں بلکہ عوام مومنین کی نشان کے بھی خلاف ہو
 ثابت ہیں جیسا کہ مذکور ہو رہی ہیں اور ہر ایک بنا اثبات مہدویت کی علامات مذکورہ احادیث و ہر ایک
 جاکر اس آں تمام دسیان و منقولین مہدویت کا مہدی ہونا منع مہدویت سے جو چوڑے کے ذرائع باطل ہو جائے
 اور نقطہ حضرت امام مہدی آئندہ متعصفت بعلامات مہدویت پر اعتقاد منحصر ہو جائے والحق احق بالاتباع
 بدخلاق نشان و ہر شیخ جو میرے ایسا خلق اختیار کیا ہو کہ قبول شہور و خویش بگنہ از مہدی گناہ جیسا کہ اپنے
 عند میں اپنے منکرین کو کافر ٹھہرایا ویسی اپنے معتقدین مہدی کو بھی مہمان و شہر تیار کیا جائے لہذا سب کے
 باب از ہم میں کچھ ایسے کہ تین پر ذکر کرنا صحت منافقوں کی ہو اور چار پر ذکر کرنا بدکرشہر کون کا ہو اور ایک
 دوسرے کے اس قسم میں مسطور ہو کہ میرا بے فرمایا کہ تین پر ذکر کرنا وہاں منافق ہو اور چار پر ذکر کرنا وہاں
 ہو اور ایک پر ذکر کرنا وہاں مسطور ہو اور آٹھ پر ذکر کرنا وہاں مومنین کا ہے فقط آپ ہی کہتے ہیں کہ مہدوی
 لوگ کس خرابی میں گرفتار ہو گئے کہ ہر ایک بیان سے بھاگ کر ان کے تھے طلب ولایت و دعا خدا کے واسطے
 وہ ان لینے کے دینے پر گئے کہ ایک قلم شرک منافق بلکہ ان سے بھی بدتر ٹھہرائے گئے اس واسطے کہ میں چار پر
 ذکر کر ہی کس مہدوی سے ہو سکتا ہے کہ نہ کہ اکثر اپنے کسب و عمل و گشت میں مشغول رہتے ہیں اور کسب و شغل
 کے ساتھ ان کا رہنا یہ مقام انکو نصیب نہیں ہو رہا کہ کسب و شغل انہیں ہو اور ان کو مال ان کے ہر ایک کو
 کہتے اور علاوہ اس قلت ذکر کہ جو جب فرمان انکے مہدی کے دھری دلیل کفر بھی اس قسم میں ہو جو
 بدخلاق ہیں میں کو یہ چکا کہ میرا بھائی کا فرزند ان مال حیوانات و نباتات و علامات مذکورہ اس کا کو
 وغیرہ کو انکار ہے اور انہیں مشغول ہو رہا کہ فرما جو کہ انکار دہ کرے اور اس راہ میں مشغول ہو رہا کہ
 ہر اتنی حال کہ یہ تمام شیاے مذکورہ بالا اس قسم کا دل اور اعلیٰ پاس جود رہتی ہیں اور نہ کہ یہ پاس جیسا پاس

معتقد ساری سچ و راستہ کو مقلد کا رہیں اور ان کے بنیاد پر مہدویوں کو بھی کافر نہ کہنا

مہیا کیا جہنم غلاب و مذاک استی تمام ہوئی تقریر سیدن میان کی اور ثابت ہوا کہ توبہ وقت سرگ مذہب محمد و پیش
 نام قبول ہے یہ تجلیہ پرزادوں نے اپنی کمائی کے واسطے تراشی ہر علاویہ ہر کربا دل عقیدہ و پانزدہم میں مذکور
 ہو چکا کہ ان کے مہدیکے نزدیک ملن سے جہت کرنے والا بھی منافق ہے اور یحییٰ کرکے کہہ کے بھی جہت کرنے کے سبب سے
 منافق ہے غرض کہ مہدی لوگ ہر چند کہ اپنے مہدی پر پھول ہے ہیں لیکن مہدیکے نزدیک یہ لوگ ہرگز مہدی
 نہیں ہیں بلکہ مسلمان بھی نہیں کیونکہ مہدی انکو شرک منافق و کافر ٹھہرائے ہیں جیسا کہ مذکور ہو چکا سبحان
 از بخارا اندازہ و از بخارا اندازہ غرض کہ یہ دونوں آید و پیش خطا و انھیں مہدیوں سے کہ ہمارا دین آسان ہے
 انھوں نے چھوڑا جیسا کہ قدرت رسالت پناہ فرماتے ہیں اتلکم بالحنیفہ السہلۃ البیضا یعنی لایا ہوں
 میں تمھارے واسطے دین ایک طرف الا آسان و من و رضا باری نے ارشاد کیا کہ ہو اجتنبکم و ما اجتنبکم
 فی الدین میں تجھ سے اجتناب کرنا اور میں تم سے اجتناب کروں میں کہ چھوڑ کرکے اپنا مذہب ہو کر یہ مشکل کرنا
 خلق خدا پر بھی ہرگز کہہ نہیں چاہیہر بار زور دے کہ انھی میں جان مارے تب بھی اسکو شرک منافق بتاتے ہیں غایت
 حدت و ترانہ ہر خلق سے ہفتہ سمجھ کر کہ شیخ جو پیور کثرت کرتے تھے حالانکہ کثرت زور کرتے تھے اور تنکا کھینکتے
 اور یہ نگاہ کو سفند فیکر بالا تھا کہ حاجت کے لائق اور عذر و رمت ہوتا پس نیران تین عذر کے کثرت کھانا خالی گناہ
 نہ تھا اور عذر و رمت محرم کا تھا کہ اس تربیت میں کہے کا کہ گناہ ہر اولہ حادث صحیح سے نہت ہو کہ اس
 کو میں کہتا ہوں تا ہی زور سے اور مکان میں ہو میں نے میں اور جو شخص کہتا تھا تا حضرت رات پناہ اس کے گھر میں تشریف فرما
 نہوتے تھے اور صحیح بخاری اور مسلم میں ہرگز قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اتخذ کلابا کاکلب
 ماشیۃ او صیدا و منع انتقص من اجرہ کل یوم قبل طینی جو شخص کہ لکھتا تھا سوائے کہتے تھے
 یاں کا یا کہتے کہ ہم ہر گاہ ابراہیم کے سے ہر روز ایک تیرا قیرا و نید انگ کہتے ہیں لیکن اس علم کے قیرا کی مقدار
 اللہ تعالیٰ کو معلوم کہ مقدسہ اور حدیث بھی صحیحین میں ہرگز ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بقتل
 الکلاب الا کلب صیدا و غنم و ماشیۃ یعنی حکم فرمایا آنحضرت سے قتل کرنے کو بکھاسوائے
 کہتے تنکا یا کبروین کے یا لفظ ماشیۃ کا فرما چو کہ یہ یہ ملو و انوار وحی اور لاکر رحمت کے اور نیکی جابے ہر اور کہتے
 مانع ہیں بغل ملائکہ سے سوائے حکم ہر گاہ اس شہر لکھ کر کہ لوگوں کو تنوں سے پاک کریں اور سوائے اسکے ستارہ
 اس جانور کی ازیت میں اور دین اور دہم است مسلمان کو اس جانور سے انکار ہر اور صحابہ اور ائمہ اہل بیت اور اولیا
 کمالین میں کسی کی یہ علت نہ تھی کہ نہ ضرورت نہ اندک کہہ کے ایک کتاب میں یا فریق بنا لکھ ہوئے پھر اگر اس

یہ بھی ہر چند کہ شیخ جو پیور و شاخ مہدی کے کھانا لے لے تھا اور اس کا دین میں کسی کی نہت ہر گاہ
 نہت ہر گاہ حارہ بخاری

بنیسا کہ شیخ جو پورے اس معنی کو اختیار کیا تھا پھر طرہ یہ کہ غدر گناہ بڑا گناہ مقتدین اس کئے کی دہر گیا
 اور پاکیاں بیان کرتے ہیں کہ اپنے مہدی کے صحابہ پر اس کو تفضیل دیتے ہیں چنانچہ ولی یوسف کہ ان کے تابعین
 ہیں سالہ حجۃ المصطفیٰ میں لکھتے ہیں کہ ایک کتا میران کے دنبال رہا کرتا تھا جہاں اور تڑتے تھے کتا بھی تڑتا
 تھا وہ کتا بائیں وقت بانگ مارتا تھا اور مؤذن غیرت مند اس کتے سے تنگ کر کے خواب سے بیدار ہوتا تھا اور
 کتا ہر روز صبح کو دوازہ بیٹھ کر ذکر خفی کیا کرتا تھا اور اس وقت اگر اس کے رب و ربوہ طعام رکھا جاتا تھا ہر گناہ تھا
 اور اس کو بھی سمیٹ دیا کرتے تھے گو کون نے پوچھا کہ حال اس کتے کا کیا ہو گا فرمایا یہ کہ صحابہ کف کا ہو گا انتہی
 اسی حد تک بڑے بڑے پیشوا اممہ یوں کہ مانند ملک جی ہاجر مہدی اور ولی یوسف غیر ہر ایک اپنی تصانیف میں لکھتا
 کرتے ہیں کہ مہدی کا ہونے اور کاشا و سکے مقام کو ہو چکا اس کے ساتھ انکا بھی حشر ہو گا اور اتنا نہیں سمجھتے ہیں
 کہ خدا نے عالم کے کتوں کا یہ حال ہر گناہ گزرتا ہوئے نزدیک نہیں آتے ہیں پس مہدی کے کتوں کو کون پوچھتا
 آپ ان نشندوں سے سوال ہو کہ یہ کتا مہدی کا ہے جو قہ اذان کنتا تھا یا اذان کس لئے مین ہوتی ہے اور بشری تھی
 یا عمو کلانی تھی اگر اور بشری تھی تو کیا وضع تھی پوری جو پوری ادھی یا ماڑاڑی صدا تھی یا گھنٹی بنا
 تھی اور فقط ایک غغناٹ تھی یا کچھ کلمات اذان بھی ادا ہوتے تھے اگر ادا ہوتے تھے تو سب ہی آدم سمجھتے
 تھے یا فقط مہدی لوگ اس فہم سے مشرف تھے بقولیکہ یا نہیں آگ لگی اندھ کو سوچیں اور گونگے نے نان گائی
 پھر سنے ہو چھٹی اور اس میں مؤذن کی کیا حاجت تھی اور وہ مؤذن بشری کیوں گویا کہ غیرت سے بیدار
 ہوتا تھا بھی سگ خوش الحان مہدی کے واسطے مؤذن کافی تھا اور اگر اور بشری نہ تھی بلکہ فقط ایک عمو بھی
 تو اس کا کیا اعتبار ہو ایسے بہت سے کہ پکارا کرتے ہیں اس میں کیا بزرگی ہوئی مرغون کی اذان مشہور ہے اگر کہتے
 بھی صدائی کیا کمال ہوا اور ظہیر کہ اس کتے کو استدراج یا کہ مؤذن مہدی پر کہ بلاشبہ صحابی مہدی کا تھا
 اس سگ کو تفضیل دے دی کہ اس پر مہدی کی ایسی تاثیر تھی کہ اس کی خوش اوقات دیکھ کر مؤذن مہدی نہا
 تھا کہ تنگ کر کے اس کی اذان سننے کے بعد بیدار ہوتا تھا کیا وہ غیب سے کتے سے بھی بہتر تھا آرزو بھی
 مہدی کا تربیت یافتہ صحابی مقرب ہو گا کہ نہ حضرت رفیق تھا اس کا وہ اس قدر قابلیت بھی نہ لکھتا تھا کہ کتے
 برابر تو فیضیاب ہوتا اور مہدی کی سرکار میں اس کتے کا نام بھائی بگیا بھائی کا تو تھا جیسا کہ شواہد الاولایت سے معلوم
 ہوتا ہے اور پنج فضائل سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت سبک داری کی خاندان مہدی میں جاری ہی چنانچہ بیان مہدی محمود
 مہدی ثانی کے پاس بھی ایک کتا تھا لا نام ایک دہر بی لکھان آؤ سکا اینٹ کا لکھو مارا سیاں کتا اگر گرو

کتا ہوا دسکو مار دیکھو کہ کتا نہیں بولی ابی نے کہا کہ میرا بھی یہ بھائی کالو کے بچا ہو کہما ہاں یہ اسکا بھائی ہو کر
 یہ سب خدیان علم عقل ہونے کی ہیں کہ جس سے بیزار ہیں بلکہ منہ عات سے جاتے ہیں سچ ہو کہ نادان دست سے
 دانا نہیں بہتر بد خلقی ہنس دہم کہ یہ شیخ جو پورج بیت اللہ سے لوگوں کو باوجود وصیت و استطاعت کے
 مسح مکہ کرتے تھے اول اپنے خلیفہ میان دلاور کے حجرے کو بزنہ لکھنے کے ٹھہرایا تھا کہ اس کے نین غوطہ کتبہ اللہ
 کے سات شولہ بلکہ تمامی بارکان حج کے قائم مقام جانتے تھے چنانچہ پنج فضاں میں لکھا ہو کہ ایک دریا کے نیا پیا
 و با بے میران سے کہا کہ میں نے نیت کی ہے کہ حج ادا کروں اگر آپ ضایکے جادو کی فرمایا جاوے خدا میں متغول ہو
 اسے بعد چند روز کے پھر اگر کہا کہ میران جی ہندی کے پاس نہا دور اعلیٰ موجود ہو اور وہ میں امن ہو اور تیرا
 بھی چاہل ہو اگر رضا ہو جادو فرمایا جاوے میں مرتبہ میان دلاور کے حجرے کا طواف کرواؤں وہ ویسی کیا
 بار سوم میں خدا کو دیکھ کر مستغرق ہوئی میران نے فرمایا وہ بھیجا جب پریشاد ہوئی انہی غرض کہ اس سنت جدید کو
 انکی اولاد و خلفا کبریتیم قبول کیا اور حکم خدا و رسول کو کہ مقدمہ حج میں نہایت تاکید ہے پس لغت ڈال دیا
 میان تک اگر کوئی دوسرا شخص ارادہ کرتا تھا اسکو منع کرتے تھے اور وہی حجرہ دلاور کہ قبلہ موروثی و آبائی
 تھا بنا دیتے تھے چنانچہ پنج فضاں میں لکھا ہو کہ میران سید محمود وقت میں میان لی جامع نقلیات
 اور میان یوسف حاضر ہوئے میان یوسف نے عرض کیا کہ اگر رضا ہو میں حج کر کے آؤں یہ محمود نے فرمایا جادو
 طواف حجرہ میان دلاور کا کر کے آؤ اگر حج نہوار قبول نہ ہو سے حج کو جانچا پنج میان یوسف طواف کر کے آتا
 و خیران آئے اور کہا کہ میں اپنے خدا کو چشم سرو کیا اتنی سحان معلوم نہیں کہ انھوں نے کس کو اپنا خدا
 سمجھا کہ وہ حجرہ دلاور کے طواف میں نظر آتا ہو اور خدا سے عالم کے بیت اطہر کے طواف میں نظر نہیں آتا ہو
 بالجلد ان لوگوں کے نزدیک حجرہ دلاور کو بے شریف سے افضل ہوا اور فرض خدا سے کہ رکن اسلام پر بندگان خدا کو
 منع کیا اور سر مخالف خدا و رسول کی کی کہ خدا کی راہ سے بندگان خدا کو باز رکھا اور طواف حجرہ نہ کو وہ
 خدا سے عالم کا نظر آنا غلط محض ہے بلکہ فریب شیطان ہے وہ ایسے ہزاروں شبد بے بنیاد ہو چاہل عابدان کو
 بہکا تا جو ایک عابد کو دعویٰ تھا کہ میں بارہ برس خدا کو دیکھ کر سجدہ کیا کرتا ہوں ایک عالم محدث نے پوچھا
 کہ کس طرح دیکھتے ہو کہا دیر پرتخت ہوتا ہے اوپر جلوہ فرما ہوتے ہیں عالم نے کہا کہ صحیح مسلم کی حدیث سے
 ثابت ہوتا ہے کہ ابلیس اپنا تخت دیار پہنچا تا ہی امد افواج اپنی اطراف عالم کو واسطے لگا کر لے خالق کے روانہ
 کرتا ہے اوس بزرگ نے نور انور کی اور کہا کہ تنہا خدا ہیہ برس بھلا اوس ملعون نے دھوکہ دیکر اپنا سجدہ کر دیا

یہ ایک حدیث ہے کہ میران نے حج میں جاکر اس حجرہ کو بزنہ لکھنے کے حکم سے پہلے
 یہ ایک حدیث ہے کہ میران نے حج میں جاکر اس حجرہ کو بزنہ لکھنے کے حکم سے پہلے

یہ ایک حدیث ہے کہ میران نے حج میں جاکر اس حجرہ کو بزنہ لکھنے کے حکم سے پہلے
 یہ ایک حدیث ہے کہ میران نے حج میں جاکر اس حجرہ کو بزنہ لکھنے کے حکم سے پہلے

اور ملا فیض مغیرہ میں لکھا ہے کہ حضرت تنبیخ علیہ السلام جیلانی غضب بانی رقی المدعہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی پہلی
کے وقت میں ایک روز ایک صحرا میں پونچھا اور وہاں چند روز تو قف کیا ایک درخت تنگی نے نہایت غلبہ کیا اور
ایک ٹکڑا ابر کا جھپٹا یہ انداز ہوا اور وہاں سے گزرتے ہوئے ایک سیاح نے فرمایا
پڑا کہ اتنی آسمان اس نورانی ہو گیا اور ایک مرتبہ نمودار ہوئی اور ایک دانہ ہوا کہ اے عبد القادر میں تیرا پروردگار
ہوں حرام چیزیں میں نے تجھے حلال کر دیں جو چاہے سو کر مینے کہا اے عجب خدا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اسی ملعون پس یکایک دنوں تک ایک ہو گیا اور وہ صورت دھواں ہو گئی اور مجھ سے کہا کہ اے عبد القادر تو نے
سب سے پہلے علم کے میرے ہاتھ سے نجات پائی اس کرشمے سے میں نے تیرا بل طرفیت کو گمراہ کر دیا ہے لوگوں نے
عرض کیا کہ آپ نے کیونکر معلوم کیا کہ وہ شیطان ہے فرمایا اس قول سے کہ محرمات کو میں نے بے حلال کر دیا تھی
دیکھیے انہ حضرات طرفیت جہاں خلاف شریعت کچھ دیکھتے تھے اپنے علم کی بدلت معلوم کر لیتے تھے کیونکہ
شیطانی ہے یہاں تک کہ ہمدی نے شروع سے علم کی ممانعت کر دی یہی ہے کیونکہ چنانچہ کہ یہ کرشمہ شیطان
ہو اگر ذرہ بھی بن کی سمجھ ہوئی پہچان لیتے کہ حج سافر ضحاک اسکو اہام منع کرنے والا خدا کی طرف سے نہیں ہے
بلکہ شیطان کی طرف سے ہے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں جہاں تاکید حج بیت اللہ کی فرماتا ہے کہ اسکو
الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ لِلَّهِ يَعْنِي بَدْوٍ أَوْ رَجْعٍ اور عرسے کو خدا کے واسطے وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ
اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَفِيْرٌ عَنِ الْعَالَمِينَ یعنی اوجہ ہے اللہ تعالیٰ کا لوگوں
قصہ کہ نابت اللہ کا اس شخص پر کہ استطاعت رکھتا ہو اسکی طرف اہ کی اور جس نے کفر کیا پس اللہ تعالیٰ نے
نیاز ہر عالمین سے انتہی دیکھیے کس قدر تاکید ہے کہ حج نہ کرے کو کفران نعمت فرمایا اسی واسطے حدیث شریف میں اے
کی روایت سے دار ہر کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یعبدہ من الحج حاجۃ
ظاہرۃ او سلطان جابر او مرض جالس فمات ولم یحج فلیمت ان شاء اللہ ویدیا وان شاء اللہ فی دنیا
یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسکو نہ روکے حج سے محتاجی ظاہر یا بادشاہ ظالم یا مرض سے نہ والا
پس جاوے وہ شخص اور حج نہ کرے پس وہ شخص چاہے یہودی ہو یا نصرانی مرے انتہی دیکھیے کس قدر تاکید ہے
کہ اگر بلا عذر حج نہ کیا تو فرمایا کہ ایسا شخص چاہے یہودی ہو یا نصرانی مرے اور یہ نہ فرمایا کہ اگر چاہا
دلاوے کہ جھوٹے کا طعن کر لے اور جب یہ کعبہ ابراہیم علیہ السلام تیار کر چکے حکم الہی ہوا کہ اَذِّنْ فِي النَّاسِ
بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ یعنی ہر دوسے لوگوں میں حج کیوں

کہ آپ تیری طرف پیادہ اور بے دلیے اونٹن پر چلے آئے اور ہوں اسے پس حضرت ابراہیم جب تمام
 ابراہیم کے پیغمبر کو کھڑے ہوئے اور وہاں بلند پہاڑ کے اونچا ہو گیا پس حضرت ابراہیم نے دونوں کا نون میں
 اونٹن لیاں لکر چاروں طرف متوجہ ہو کر پکارا کہ ایسا الناس تمہارے ایک بیت بنایا اور تمہارے بیت کا
 قصد کرنا فرض کیا ہے یہ رکب حکم قبول کرو پس جنگی تعذیر میں حج کرتا تھا اور منجون لپٹ باب ادا کی شہرین اور اون
 کے جموں میں سے جواب دیا کہ لبیک للہم لبیک چنانچہ عالم التبریل میں مقول ہے کہ ابراہیم بہت
 کہ حضرت ابراہیم یہ بھی پکارے ہوں کہ چاہے اس بیت کو آما اور چاہے گجرات میں ایک لاؤ وغیرہ یہ پکارا کہ
 جو بڑے کا طواف کر لیا واللہ المستعان علی ما تصفیٰ اسکے سوا اور بیت سے کیا تہ احادیث اس میں ایک
 حج میں وارد ہیں کہ ان کے خلاف کیا شیخ جو پورا اور ان کے بیٹے سید محمود نے بد فلتی نوز و ہم یہ کہ یہی
 میان لاؤ رکھتے جسے کو شیخ جو پورا اور ان کے بیٹے نے کعبہ ورج کی جگہ پر بجلی لگا دی تھی کہ شیخ جو پورا
 ان کے حق میں فرماتے ہیں کہ میان لاؤ کو عرش سے تحت اشتری تک سیارہ شمس پر جیسا کہ تہذیب میں اور ان کا
 ہووے چنانچہ شیخ فصائل میں مذکور ہے حالانکہ یہ لاؤ اپنی نیب دانیان ایسی مان کرتے تھے کہ نضر آج کے
 مخالف موتی تسعین چنانچہ اس شیخ فصائل میں لکھا ہے کہ ایک زبیران لاؤ درلقبہ میں بیٹھے تھے اسی میں
 کلام دلچسپ سناتے دنیا میں بہت ریاضت کی تھی حالانکہ یہ لاؤ سید محمد اسلم ہو گیا اور وقت حکم آئی ہو کہ ہمارے بیٹے
 یا کیا ہو گیا ہو لاؤ لکھنے لکھنے کو دیکھو یہی مسلسل ان کی بیٹھ کے پیچھے لاکھ لکھ کر کیا میان لاؤ نے متوجہ ہو کر منبیل کر فرمایا
 یو چھاو لوگ تھمہ ششانی پر پار کروئے اور بولے کہ ہماری زہد ریاضت میں چونکہ مدت متعصود تھا سبب سے میان
 اب اس علیہ بین گرفتار ہیں اس لحاظ آپ کی نظر کے سیناں سے اس پر جب نظر نہ کرنا سے غائب گئے پھر لکھ
 عذاب کہتے میان یوسف نے پوچھا کہ میانجی یہ لوگ اتنی ہیں انکو عذاب کس چیز کا ہے فرمایا انکو عذاب نہ ہو بلکہ
 بعضے درکات سردی کے ہیں وگناہ نام زہد پر اتنی یہاں قطع نظر اس بحث سے کہ رام وغیرہ شاکی ہیں اتنی
 میان لاؤ کا اعتقاد یہ معلوم ہوا کہ جن شیاطین کو کہ اتنی ہیں عذاب لگنا ہو گا بلکہ زہد پر کا ہو گا اور قرآن مجید
 صاف وارد ہے کہ جن کو بھی عذاب آتش ہو چنانچہ یہ آیت اور شراہد یہ قال ادخلوا فی آتھم فذلک
 من قبلی کہ جن کو آتش فی النار یعنی فرمایا ذل جو تم ساتھ اور استوں کے لگا دی گئی ہیں بیشک
 قسم جن انس سے آگ میں اور تحقیق اس کے کہ جن مرد اتنی ہیں انکو آتش سے کیونکہ عذاب ہوتا ہے کتابستان
 کی فصل متعجی اہل جہان پر جو یہاں سبب غلبت مقام کے عذاب دیکھا گیا اور حیرت کا مقام ہے کہ نہ ہند

دعا کی زندگی میں شیخ مدد ہے غلط فہمی کے سبب اور کوئی سے تحت اشتری ایک سادہ لکھنا کے روشن ہو کر دیکھو یہاں لاؤ ۲۰

خلیفہ سے یہ باخبر بیان کیا مگر اپنے پوچھا کہ شہر خواب میں کھیا ہی یا بیداری میں کہا بیداری میں مینے دیکھا ہوا اور
 علامہ اور مقام کے مجھ کو سب یا وہیں کہ وہاں عدنان سمیت میں اس قدر فاصلہ پر ہوا اور اسکی دوسری جہت میں
 فلاں دخت ہوا اور فلاں طرف فلاں چاہے اور یہ دیکھو جو ہر باقوت جو وہاں سے لڑا تھا یا ہوں میرے پاس
 موجود وہیں خلیفہ موصوف یہ سنکر نہایت متعجب ہو اور اسکا کھنسر سے استغنا کیا کہ دنیا میں کوئی ایسا شہر نہ
 کہیں خیال وغیرہ علم التجار یا کہ ان ہوا اور قرآن میں اسکا ذکر ہے کہ ارم ذات الجبال لایہ اور اللہ تعالیٰ
 اسکو نظر سے پوشیدہ کر دیا ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک آدمی میری امت کا اس شہر میں
 داخل ہوگا سرخ رنگ کوتاہ قد اور گردن پر خال رکھتا ہوگا اور اونٹ کی تلاش میں مان پونچھ گا جب
 یہ سب وصا علیہ الدین قلابہ میں مطابق پائے گا اور اللہ ہر وہی ہر چہ نچو یہ قصہ تفسیر عزیز ہی اور کشت
 اور بیضاوی اور مدرک میں بھی تفصیلاً اور اجالا مسطور ہے ہر بد خلقی نسبت ویکلمہ یہ میران کو دعویٰ تھا کہ میں
 تابع نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوں اور جب قدر اتباع مجھ کو حاصل ہو گیا تو میں نے ہوا اثبات اس دعویٰ
 میں یہ بیان نہ کیا کہ تھی کہ لڑاؤ اور غیر ضروری اور غیر اختیاری امور واسطہ اللہ مطابقت اور متابعت کے
 ثابت کیے جاتے تھے اور جو چیزیں سنیں ہو کہ حضرت رسالت بلکہ آنحضرت پر واجبات وقرائن سے تحدید ہو سکیو
 مطابقت کے یا تمہا بیان اسکا یہ ہے کہ میان ابیوسف رسالہ حجۃ المصطفیٰ میں لکھتے ہیں کہ ایک وزیر ان کے
 ایک ندان با دو چار دندان پیشین کا ان کے دہان سے جدا ہو گیا اتباع کے واسطے انتہی اور شہادہ الزوالیت کے باب
 چہارم میں لکھا ہے کہ شیخ دانیال جو بنوری نے بعد تولد میران کے انکے والد میان عبد اللہ سے پوچھا کہ تمہارے
 فرزند نو تولد کی کنیت کیا مقرر کی ہے انھوں نے کہا کہ ہمارے جد کا نام سید قاسم تھا اس واسطے اس کو
 ہم ابو القاسم بولتے ہیں انتہی غرض کہ میان تک مطابقت کی فکر ہو کر اسے جنگ جہل اکیانیت بھی گڑا
 اور مطابقت کنیت کے واسطے کوئی بیٹا قاسم نام نہ تھا تو دادے کے نام پر اسم نے اسمی ابو القاسم مقرر کر دیا
 اور جہاد ساتھ کفار کے کہ حضرت رسالت مآب فرض تھا اور سنت قائمہ اور طریقہ دلائل آنحضرت کا تھا اور بعد
 دعوے حدودیت کے کہ وقت اتباع نام کا وہی ہر کبھی عمل کیا اور جو سنتیں آنحضرت کی کہ ضمن جہاد میں میں ماسند
 قرآن جنگ و تقسیم غنائم اور خدمت بیزاری اور فدیہ اور فتح بلاد اور نشر اسلام اور ہدم بتخانہ اور تکرانی بلاد اور عدل و انصاف
 میں العباد اور اجراء حدود و احکام وغیرہ سند اسنن حدیث و احادیث حضرت سید کائنات کے ترک کر دیا اور کبھی قاتلانہ
 ارادہ نہ کیا میں باوجود اس قدر مخالفت کے تابع نام کیونکر ہو سکتا ہے اور سو اسکا اور بہت سی سنتیں ان لوگوں میں ترک کر دین

یہاں تک کہ شہر خواب میں کھیا ہی یا بیداری میں
 علامہ اور مقام کے مجھ کو سب یا وہیں کہ وہاں عدنان سمیت میں
 فلاں دخت ہوا اور فلاں طرف فلاں چاہے اور یہ دیکھو جو ہر باقوت جو وہاں سے لڑا تھا یا ہوں میرے پاس
 موجود وہیں خلیفہ موصوف یہ سنکر نہایت متعجب ہو اور اسکا کھنسر سے استغنا کیا کہ دنیا میں کوئی ایسا شہر نہ
 کہیں خیال وغیرہ علم التجار یا کہ ان ہوا اور قرآن میں اسکا ذکر ہے کہ ارم ذات الجبال لایہ اور اللہ تعالیٰ
 اسکو نظر سے پوشیدہ کر دیا ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک آدمی میری امت کا اس شہر میں
 داخل ہوگا سرخ رنگ کوتاہ قد اور گردن پر خال رکھتا ہوگا اور اونٹ کی تلاش میں مان پونچھ گا جب
 یہ سب وصا علیہ الدین قلابہ میں مطابق پائے گا اور اللہ ہر وہی ہر چہ نچو یہ قصہ تفسیر عزیز ہی اور کشت
 اور بیضاوی اور مدرک میں بھی تفصیلاً اور اجالا مسطور ہے ہر بد خلقی نسبت ویکلمہ یہ میران کو دعویٰ تھا کہ میں
 تابع نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوں اور جب قدر اتباع مجھ کو حاصل ہو گیا تو میں نے ہوا اثبات اس دعویٰ
 میں یہ بیان نہ کیا کہ تھی کہ لڑاؤ اور غیر ضروری اور غیر اختیاری امور واسطہ اللہ مطابقت اور متابعت کے
 ثابت کیے جاتے تھے اور جو چیزیں سنیں ہو کہ حضرت رسالت بلکہ آنحضرت پر واجبات وقرائن سے تحدید ہو سکیو
 مطابقت کے یا تمہا بیان اسکا یہ ہے کہ میان ابیوسف رسالہ حجۃ المصطفیٰ میں لکھتے ہیں کہ ایک وزیر ان کے
 ایک ندان با دو چار دندان پیشین کا ان کے دہان سے جدا ہو گیا اتباع کے واسطے انتہی اور شہادہ الزوالیت کے باب
 چہارم میں لکھا ہے کہ شیخ دانیال جو بنوری نے بعد تولد میران کے انکے والد میان عبد اللہ سے پوچھا کہ تمہارے
 فرزند نو تولد کی کنیت کیا مقرر کی ہے انھوں نے کہا کہ ہمارے جد کا نام سید قاسم تھا اس واسطے اس کو
 ہم ابو القاسم بولتے ہیں انتہی غرض کہ میان تک مطابقت کی فکر ہو کر اسے جنگ جہل اکیانیت بھی گڑا
 اور مطابقت کنیت کے واسطے کوئی بیٹا قاسم نام نہ تھا تو دادے کے نام پر اسم نے اسمی ابو القاسم مقرر کر دیا
 اور جہاد ساتھ کفار کے کہ حضرت رسالت مآب فرض تھا اور سنت قائمہ اور طریقہ دلائل آنحضرت کا تھا اور بعد
 دعوے حدودیت کے کہ وقت اتباع نام کا وہی ہر کبھی عمل کیا اور جو سنتیں آنحضرت کی کہ ضمن جہاد میں میں ماسند
 قرآن جنگ و تقسیم غنائم اور خدمت بیزاری اور فدیہ اور فتح بلاد اور نشر اسلام اور ہدم بتخانہ اور تکرانی بلاد اور عدل و انصاف
 میں العباد اور اجراء حدود و احکام وغیرہ سند اسنن حدیث و احادیث حضرت سید کائنات کے ترک کر دیا اور کبھی قاتلانہ
 ارادہ نہ کیا میں باوجود اس قدر مخالفت کے تابع نام کیونکر ہو سکتا ہے اور سو اسکا اور بہت سی سنتیں ان لوگوں میں ترک کر دین

دعائیں ہاتھوں سے پڑھنا اور دعا کے وقت ہاتھوں کو اٹھانا اور دعا کے وقت ہاتھوں کو نیچے رکھنا

چنانچہ وقت دعا کے ہاتھ اوٹھا اور خاصہ نماز بعد فرض نمازوں کے کہ سنت مستور ہو کر آنحضرت کے وقت سے
 آج تک تمام اہل اسلام اور مشرق میں اس قوم میں مطلقاً منسوخ و منقوض ہر حال تک احادیث صحیحہ سے ثابت
 کہ وقت مقید بہین عاکلہ نمازوں میں کسی ہر اور طریق مسنون عاکلہ یہ کہ دونوں ہتھیلیاں پھیلا کر آسمان کے
 سامنے کرنا اور دونوں ہتھوں کو ایک دوسرے کے اوپر کرنا اور بعد فراغ دعا کے ہاتھوں کو منہ پر پھیر لینا چنانچہ اگر
 میں ہر کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلوا اللہ بطلوں الکفر ولا تشلو بظہورہا فاذا رطم
 فامسحوا بہا وجہکم یعنی ہاتھ کو آسمان سے ہاتھ ہتھیلوں سے اور دعا کے وقت ہتھیلیوں سے
 جب خارج ہو پھر ہتھیلیوں کو اپنے چہرے پر پڑھ کر ترندی میں ہر کہ حضرت عمر فاروق فرماتے ہیں کہ کاش رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم اگر ان فریاد یہ فی الدعا لہم ردہا حتی میسہر بھما و جھما یعنی ہتھیلیوں سے
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ جب ہتھیلیوں سے دعا کرتے تھے وہ دونوں ہاتھ اپنے دماغ کے آگے تھے اور کوہیان تک
 کہ پھیر لیتے تھے اور کو اپنے چہرے پر پڑھ کر ترندی میں ہر کہ حضرت جعفر طوسی نے نقل کیا کہ آداب دعا سے ہر بسط الیدین
 و تھمس یعنی کھولنا دونوں ہاتھوں کا روایت کیا اسکو ترندی اور حاکم نے ردفعصا مع و ان یکن
 ردفعصا حذو المذکبین و اھمس یعنی اور اوٹھا اور دونوں ہاتھوں کا طرف آسمان کے نقل کیا
 یہ صحاح ستہ میں اور یہ کہ ہر وہ اوٹھا اور دونوں ہاتھوں کا برابر ہتھیلوں کے روایت کی یا بود اور وہ حاکم
 اور ترندی میں ہر کہ قبل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الدعا اسمع قل جوف باللیل
 الاخر و دبر الصلوات المکتوبات یعنی لو کہ ان کے سوال کیا کہ یا رسول اللہ کہ میں عاستجاب ترندی
 فرمایا میں نے اس کے فوراً چھ فرض نمازوں کے آگے دعا کی میں بھی روایت ہر کہ نمازوں فرض کے بعد وقت اجابت
 دعا ہر عرض کر دعا کے وقت ہاتھ اوٹھا اور خاصہ نماز بعد فرض نمازوں کے سنت حضرت عیسیٰ کی ہر اور اس باب میں
 صحیح کثرت دار وہین کہ اسکا حد اس سے میں نہیں ہر کہ ہم بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ دعا میں ہاتھ اوٹھا سنت
 انبیاء سابقین کی ہر کہ چنانچہ صحیح بخاری کے کتاب الانبیاء میں ہر کہ جب حضرت ابراہیم اپنے فرزند اسماعیل کو مع
 اولی والدہ کے باہر آئی تھیں بیت اللہ کے پاس لکھ کر پہلے بعد چند قدم کے جب انکی نظر سے غائب ہوئے
 بیت اللہ کی طرف منہ کر کے دونوں ہاتھ اوٹھا کر دعا کی آیت قرآنی اسکت میں ذکر ہے یو اچ غیری
 عینا نبینک المحسن ربنا اللہ صلوا الصلوۃ فاجعل افئدۃ من الناس تھویج الیوم و اذکرکم
 الفترات لعلکم یشکروا النعمۃ میں معلوم ہوا کہ ہاتھ اوٹھا اور دعا کے وقت دعا کے جیسا کہ سنت محمدی تر

سنت ابراہیم بھی ہوا و منشا غلط اس قوم کا شاید کہ روایت مسلم پر مکتوہ الاستسقا میں بروایت انس رضی اللہ عنہ
 کے کہ ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یرفع یدیه فی شئ عن دعاہ الا فی الاستسقا حتی
 یلای یناض ابیطیہ یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ نہیں اٹھاتے تھے ہاتھ اپنے کسی عابین پر
 یہاں تک کہ نظر پڑتی تھی سفیدی بغلون اور لکے کی انتہی اور ظاہر ہو کہ اس حدیث میں طلق ہاتھ اٹھانے کی نفی
 نہیں ہو بلکہ اس کیفیت سے کہ سفیدی بغلون کی نظر پڑے اس واسطے امام نووی نے شرح اس حدیث میں فرمایا کہ
 ظاہر اس حدیث سے وہم ہوتا ہو کہ حضرت نے سو استسقا کے ہاتھ نہیں اٹھائے ہیں اور حالانکہ ایسا نہیں ہو بلکہ
 ثابت ہو کہ حضرت کا ہاتھ اٹھانا عابین ہوا استسقا کے بہت مقاموں میں اور وہ مقامات حسب شمار سے
 زیادہ ہیں اور میں نے آون میں سے قریب تیس حدیث کے جمع کی ہیں جہیں سے اور شرح مذہب کے آداب فقہ الصلوٰۃ میں
 اول کو نقل کیا ہے میں نے آون میں اس حدیث کی یہ ہر کہ رفع یدین کے جس میں سفیدی بغلون کی نظر پڑے سو استسقا
 نہوایا یہ کہ انس نے نہ کیا اور دوسروں نے دیکھا کہ حضرت نے اور عاون میں بھی مت مبارک بلند فرمائے اور بچنے
 والے مواضع کثیر ہیں جماعات میں ایک شخص کہ حاضر ہووے اس واقعے میں مقدم رکھے جاوے گا اور تاویل
 ضرور ہو کیونکہ احادیث کثیرہ دوسرے مقامات غیر محصورہ کے باب میں لڑو ہیں تمام یہ احکام امام نووی کا اور بھی تاویل
 اس روایت کے ہیں کہ جہیں سات مواضع کا ذکر ہے اور صحیح بخاری کی کتاب الصلح میں ضمن میں حدیث طویل کے
 مذکور ہو کہ ایک روز حضرت بنی عمرو میں کچھ نزاع تھا اس کے مصالحو کے واسطے تشریف لے گئے تھے جب ان سے
 مراجعت کی دیکھا کہ ابو بکر صدیق امامت نماز پر کھڑے ہیں حضرت صفوان پہاڑ کو ان کے پیچھے سفاد ل میں کھڑے ہو
 جیسا ابو بکر صدیق کو معلوم ہوا پیچھے ہٹے گئے حضرت نے اشارہ کیا کہ یہ تنورا امامت پر کھڑے رہو فرغ ابو بکر
 ید یہ فحہ اللہ ثم رجع القحطری ایسی میں اٹھائے ابو بکر نے دونوں ہاتھ اپنے پس حمزہؓ کی بجائے پھر
 پچھلے پاؤں پھر سے اور بعد فراغت نماز کے جب حضرت نے پوچھا کہ میں نے اشارہ کیا تھا تم کیوں کھڑے نہ ہو کہا
 کہ نہیں لائق ہو بوقت ان کے بیٹے کو کہ امامت کرے وہ در سوال اندر کے اور خیر جاری شرح بخاری میں ہو کہ جب
 حضرت کو ابو عامر رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر پہنچی دونوں مت مبارک عاکے واسطے اٹھائے اور صحیح بخاری میں
 باب التکبیر عند الحرب میں ہو کہ جب صبح کے وقت لشکر محمدی خیر ہو پہنچا اور وقت لیل خیر نہ کئی پہاڑ سے لیکر نکلے
 تھے کہ ناگہان لشکر اسلام پر پڑی لہجہ اگر قلعہ میں بھاگے کہ محمد بن لشکر آن پہنچے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے
 دونوں مت مبارک اٹھائے اور کہا کہ اللہ اکبر خیرت خیرا نا اذ انزلنا بساحتہ قوم فساء صباح

لکھنا یعنی اس کے بڑا بنی ہوئی خیر ہم جس وقت اور سے میدان کسی قوم میں بری ہوئی مہج گناہ کی غرض کہ
 اس قدر روایات ہاتھ اٹھانے میں قوت و حاکمے اور دین کے تھار سے باہر دین میں تاجم ہو کر ہاتھ اٹھانے تو تھار کے
 سنت مستور ہو کر انبیاء سابقین سے آنحضرت تک جاری تھی پس آدمی جب عاکر سے ہاتھ اٹھانا ہوسنوں ہو اور
 چو کہ عابد غازی غرض کے مستحباب نیز جیسا کہ ترمذی اور نسائی کی حدیث سے ثابت ہوا پس بعد نماز چھکے
 کے بھی مانگنا اور ہاتھ اٹھانا سنو بیع اور عمل ہمدیو کا خطا ٹھہرا اور ایک سنت انبیاء یہ بھی ہر کر کران
 جڑا نیا چنانچہ صحیح بخاری میں کتاب الانبیاء میں ہر کر صا اب کرام نے حضرت سے پوچھا کہ اگنت قرعی الغنم قال
 وحل من نبی الا وقد رھاھا یعنی کہا آپ نے بھی کران چرائی میں فرمایا کہ جو غیر ہو اسے کران چرائی میں کہنتی
 اب کھچھ کہ شیخ جو نہ باوجود کو اتباع تاس کے اس پر عمل کر کے اس تغل کو کفر بولتے ہیں یہ نہ غیر عقیدہ چار ہمدیو
 جسم میں مذکور جو چھکے روایات و روایات وغیرہ کو کفر ماننے سے شیخ جو نہ کے اسحاق اسفند حضرت رسالت سے
 مخالف ہیں کہ او کو سولے کرام کا تہیں کے کوئی حضرت کتابت میں نہیں لاسکتا بہر حال بقدر نمونے کے اسی میں کفر
 کفایت کی گئی کہ شتہ نمونہ اور ورا ہا ہا ہا ہا کے دلیل سیکر وہ تمام کتاب حقیقت میں انھیں اخلاق مخالف کے یا
 میں ہر اب تصور ہی ہی ہو میان ان کے خلفاء و تابع کی سیان کر کے بحث تھام کیا جاتا ہر قسمہ خلفاء و تابع شیخ کے
 بعض احکام و دعاوی خوارق خلاف نقل و عقل کے بان میں منہا انھما سے کے باب ششم میں لکھا ہر کر یا
 علی و جو نہ نے شہر ناگور میں بیچ دائرے میان نعمت کے انتقال کیا اور پچاس فیروز سے ترکہ چھوڑا سیان سے
 سو یہ کر کے تمام اہل دائرے کو نعیم کر دیا اور پیر دختر متوفی مذکور کے دھو لہ میں وجود غنمہ کو کچھ نہ بھا
 نور نعیمہ برلی میں میان فقیرہ راجوت کے ہاتھ مال کیا سیان لغام نے او کے اقربا کو خبر کر کے ترکہ او کا
 سپرد کر دیا جو نہ پیر سے سن کر کہا کہ نیکت کیا بیچ فقرا و صابرین کا تھا اگر اقربا او کے ہجرت و جہاد کریں تم میں سے
 ہونگے ان کے ساتھ حق صدقہ حم کا بجالانا چاہیے انتہی یہ بار الفاسد علی الفاسد ہر کر اول ایک شریعت تارویہ
 گئی کہ ہجرت کرنا یعنی اپنا گمراہ وطن چھوڑنا فرض ہر حال اگر فرض یہ ہر کر دار الملک کفار سے ہجرت کر کے دار الملک
 اسلام میں جانا اور اسلئے اسلئے جب تک مکر فتح نہواتھا صحابہ کے سے ہجرت کر کے مدینہ کو آئے تھے جب کہ وہ غلہ
 فتح ہو کر دار الاسلام ہو گیا حکم ہوا کہ لاھجرتہ بعد الفتح یعنی نہیں ہر ہجرت بعد فتح کے یعنی اب کے سے
 ہجرت کرنا کچھ فرض نہیں ہر خلاف ہمدیو ان کے کہ جس حکومت سے ہجرت کرنے ہیں پھر اسی حکومت میں
 دوسری انتہی میں رہتے ہیں چنانچہ خود ہمدیو جو نہ راستہ وطن کے دار الحکومتہ بادشاہان اہل سنت کا تھا

کیا جو اس کے ساتھ ہوا
 شیخ جو نہ کے ساتھ ہوا
 شیخ جو نہ کے ساتھ ہوا
 شیخ جو نہ کے ساتھ ہوا

سائنس و ہنر و صنعت
 سائنس و ہنر و صنعت
 سائنس و ہنر و صنعت
 سائنس و ہنر و صنعت

ہجرت کر کے پھر اوتھیں کی حکومت میں گجرات و سند وغیرہ میں بستے پھرتے تھے اور خلفائے کبریت میں اپنی اپنی
 بستیوں سے نکلا روسی ملک حکومت میں دوسری بستیوں میں متوطن ہو گئے تھے پس ہجرت کہ شریعت محمدیہ میں
 مقرر ہو وہ مقصود نہ تھی بلکہ ایک متزعج تازہ دیا کہ اتباع رہبان اہل کتاب کا تھا کہ وہ میں فقہا و ملوک خاندان کی
 چھوڑا اور ایک سرخاؤ دوسرے مقام میں بنانا مقرر کر دیا تھا اول یہ ہجرت میں اسلامی میں فرض نہیں ہے بلکہ
 منع ہے کہ اگر وہاں فی الاسلام پھر اس ہجرت فاسدہ پر یہ حکم مقرر کرنا کہ مزکہ مہاجر کا اوسکے اقربا کو نہ
 پونچھے دوسرے مہاجرین اگر چہ بغیر اوجان ہوں بالسیوہ یا نسل یوں یہ حکم شروع اسلام میں تھا کہ سبب لات
 دینی اور ہجرت کے ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے نہ بسبب قرابت کے صورت اسکی یہ تھی کہ جب مہاجر کے ام ہجرت
 کر کے مدینہ میں انصار کے پاس آئے حضرت نے دوداؤ دیوں میں مواخان اور برادری کو ادائی تھی اور جب
 اون میں سے ایک شخص قرابت تھا دوسرا وارث ہوتا تھا اور اوسکے اہل قرابت کو کچھ نہیں ملتا تھا بعد اوسکے
 یہ حکم منسوخ ہو گیا اور اس طرح اوسکی یہ آیت نازل ہوئی کہ **وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْمَقَاصِدِ** **وَالَّذِينَ آمَنُوا مِن بَنِي إِسْرَٰءِيلَ**
مَن لَّمْ يَجْعَلْ لِّخَبْرَتِیْ ذَلَالًا یعنی اہل قرابت بعض انکے اولیٰ ہیں ساتھ بعض کے کتاباں اور حکم
 مومنوں اور مہاجرین کی یعنی اقربا کا پس میں وارث ہونا کتاباں مسد کی رو سے بہتر ہے اس کہ مومنین اور مہاجرین
 بسبب برادری ایمانی اور ہجرت کے وارث ہوں اوس دوسرے آج ناکت حکم منسوخ ہو اب میان نبوت و ہجرت
 چاہتے ہیں کہ اس طرح کو موقوف کر کے پھر اوس منسوخ ہو چل کرین یہ سراسر مخالفت قرآن حکم خدا کا
 کی ہے اور یہ حکم انکا جیسا کہ آیت کے مخالف ہے ویسی آیت میراث کے مخالف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر کس کا حق
 مقرر کر دیا اور کس کا حق انکو جو الہ کرے کی ناکید فرمائی کہ **فَوَصَّیْکُمُ اللّٰهُ فِیْ ذٰلِکَ اٰیٰتِہٖ اَوَّلَٰئِکُمْ** اور انھوں
 اہل حق کی حق تلفی کی اور مال غیر میں تصرف کیا پس آیات و احادیث کہ مال غیر کے تصرف کی مذمت میں واقع ہیں
 اوس سب کے مخالف کیا اوسکی پر عمل کیا اور ظلم صریح واقع ہوا اور جو حکایت کہ بای ظلم میں واقع ہیں وہ بیان پر
 صادق آئیں کیونکہ حق الناس میں تصرف کرنا ظلم صریح اور گناہ صبیح ہے اور حیرت یہ ہے کہ ان لوگوں کو دعویٰ یہ تھا
 کہ بجز ثبوت ایک دن کے کچھ اندوختہ نہیں کہتے ہیں حالانکہ بعد مرنے کے پچاس پچاس فیروزے وغیرہ ترکات
 ان کے پاس نکلتے تھے ایضا ایک روز عالم بیان مصنف مسائل جدیدہ روایت کرتے تھے کہ جب شیخ علی
 رسالہ رد مذہب مہدویہ میں مکرر مذمت سے گجرات میں پونچھا بیان لاؤ خلیفہ مہدی نے اپنے مرید عبدالملک بجاورد کو
 اوسکے جواب لکھنے کا حکم کیا اوسھوں عرض کیا کہ بندہ جب آپکا مرید ہو کر کسب مشغلہ درویشی میں پڑا ہے تو علم لازم

ایضا مہدویوں کے علماء اور علماء الملک بجاوردی نے انکا کئی کچھ بیان جو حکایتوں میں لکھا ہوا ہے

قرن ششم ہر گئے ہیں میان نے فرمایا کہ تم کھانا شروع کرو جس علم کی وجہات کھانا مشہور ہوگی اوس علم کے نام کی طرح
 حاضر ہو کر کھانا لیا کرے گی چنانچہ کتاب سراج الابدعا یہ طبع پر تمام کچھ لکھی گئی انتہی چند کہتا ہے کہ یہ دعویٰ بیان لاؤ
 سر سر غلام ہر اسو سے اوس کتاب میں علم کلام وحدیث اصول منالغیر غیر باعلوم کے اعلیٰ و اعلیٰ جو ہیں چنانچہ
 اس سال میں ہوا ضعیف متفرق بعض اعلیٰ و اعلیٰ کے متقول ہیں اگر تمام ایسے علوم کی ارواح ملک پر حاضر ہوئی ہوتیں
 یہ اعلیٰ و اعلیٰ کو واقع ہوتیں غلام یہ اگر تمام ایسے علوم کی ارواح حاضر تھیں انفس کی متوح کر کے غریب پر لگا تھا
 کہ حاضر ہوتی کیونکہ اوس کتاب میں سجاد ہی نے بعض مقامات میں ترکیب نحو کے کچھ سے میں بھی خطا پائی ہے ہر گز نہ
 نمونہ ایک مقام اوسکا عمل کیا باتا ہر عبارت تیغ علی تنسی رہا مد علیہ کے رسلے کی تفسیر میں یہ ہر حال قیل حدیث
 میں کذاب بالمجہدی فقد کفر صیغہ فی ان انکارہ کفر فالجواب علی المنزل ص ان الحدیث
 احاد ضعیف و علی تقدیر صحتہ فلا یفید الا الطن فلا یجزم بکفر جاحدہ بحدیث الحدیث
 ان الحدیث انما یدل علی وجوب اعتقاد مجہدی مثلاً المحدث المعبن انتہی اس عبارت پر جواز دی
 صاحب فہم و کشف و خرق اعتراض کرتے ہیں بایں عبارت قلت لکاولی ہاں یقول لان الحدیث باللام
 الجار تکلیف علیہ لقولہ فلا یجزم بکفر جاحدہ او مع ان الحدیث انتہی لعل و انتہی پر لفظ ہر
 کہ باوجود یہ عبارت تیغ حرمہ مد علیہ کی نہایت واضح ہر اور اوس میں کی طرح کا اطلاق میں ہر مددیوں کے اعلیٰ
 بالمد جاحدہ صاحب نے مجھے کے اور لکھی ترکیب نحو میں خطا سے فاحش کی پس کیا مدوح ایسے علوم اگر کوئی
 ہر کافہ جوان بھی حاضر ہوتا سمجھ سکتا تھا کہ فالجواب مبتدا ہر اور ان الحدیث اوسکی خبر پر فلا یجزم کی علت نہیں کہ
 اور ان الحدیث متعلق ہر منزل مسد سے وہ مبتدا نہ کہو کی خبر نہیں واقع ہر ہر روز متفرق منہ کون ہر
 اور ان میں اور ہر کون ہر ایضا سید محمود بن خوند شیراز تیغ جو ہر کے نوٹ سے اور مددیوں کے خاتم مرشد اوسکا
 ولایت میں ایضا غافل کے باب ہفتہ میں لکھا ہر کہ انھوں نے معانی میں لکھا کہ قیامت پر اپنی اور حق تعالیٰ نے
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ حساب خلق کا کرو اوسھوں نے میرا ان کو فرمایا میرا ان خود میر کو فرمایا اس
 خود میر حساب تمام عالم کا کرتے ہیں انتہی یہ کشف بھی نہایت غلط ہر اسواسلے کہ اگر ارشاد کسی امیر خاص کو فرماوے
 کہ تم یہ کام دیکھو اور وہانت خود اور ہر التفات نہ کر کے کسی اور سر پر ڈال دے اور دوسرا کسی میرے پر ڈال دے
 یا مرشد کمال خدا و ان اور بے پروائی کا ہو کر سوجیب کتاب سلطانی ہو کہ چہ باب کے کہ شدتہ عالم صاحب کن
 نمیکون کہ ملا کہ کر میں اور ایسے مصلحین جسکی عدول حکمی سے متحرک ہیں اور اوسکے ہر مرشد غیر مرشد کا

ایضا کے مدعی کے ذمے ہے اوس وقت ایضا کے ہر
 کشف و کشف کا کیا کرتا ہے میں تمام عالم کا حساب لیا ہے
 یا ہر سر پر ڈال دے

اور اسکے اقوال کا ذہنی ہوشلا تمام امت اسلامیہ کو چار سو برس سے اوسکے لٹکار کے سبب کاثر جاننا اور اوسکو برابر
 رہتے حضرت خاتم الرسالت کے سمجھنا اور دوسرے تمام انبیاء و مرسلین سے افضل جاننا اور رویت کلام الہی وحی کے اوسکے
 حق میں قابل ہونا الی غیر ذلک خلاف نصوص قرآنی اور احادیث اور اجماع مسلمین کے ہیں تو باضرورت اسکی تکذیب واجب اور
 تصدیق حرام ہوئی اور تصدیق کرنے میں دمی کے ایمان عاقبت کا ضرر جو پس کسنا عالم سیان کا آخر سالہ معاشرہ میں
 کہ لو بالفرض موافق زعم اہل انکار کے اگر یہ دعویٰ خطایہ بھی ہو تو بھی اہل اقرار تصدیق پر شرع تشریف سے کیا الزام
 ضرر ہی بخلاف اہل انکار کے استغنی بآطل محض اور سخن ابلہ فریب پر کیونکہ ثابت ہو کہ اہل اقرار سر خسارت اور ضرر میں ہیں
 بخلاف اہل انکار کے کہ اس منہات سے محفوظ و امین ہو کر طریقہ مسودہ اعظم اسلامی اور عقائد حقہ ایمانی پر ثابت ہیں
مَلِكُ الدِّينِ امْنُوْا بِاَقْوَالِ الثَّالِثَةِ فِي الْخِيُوَّةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ باب چہارم بیان

اون گستاخہ نکا کفر قہر ہدیہ نسبت حضرت مشائخ اسلام و امیر اعلام کے کی ہیں اول یہ کہنا چاہیے کہ ولایت کے
 گیارھویں باب میں لکھا ہے کہ جب سید محمد بن پوری گھر کے کوٹے اور واسطے زیارت خواجہ سید محمد گیسو درار کے داخل گئے تو
 جو تین پاؤں سے ٹاؤتارین اور نذر بجا کر دروازہ گنبد شریف کا بند کر لیا جبکہ بعد عرصہ دراز کے باہر آئے تو ہم سب نے
 پوچھا کہ سبب یہ کیا تھا جواب دیا کہ موافق دعواست روح سید گیسو درار کے تین باسع جوتوں کا اذکار قبر کو روندنا کہ
 گردنعلین کی قبر پر پڑے اور دعویٰ ہمدیت کا کہ اداں حیات میں صدر پر پایا تھا اوسکی خجالت سے پک بوجھوین
 اور اسکے ساتھ یہ بھی بولا کہ اے اللہ تعالیٰ مرنڈرمانے کا بنایا تھا جو لوگ کہ انکے ہمسفر تھے اور ان سے طالب حق نہوئے
 ان سے خدا تعالیٰ پوچھے گا کہ ایسا مرنڈر ہوتے ہوئے کیوں تحقیق حق کی انتہی بلخصا آب بھر اوراق ان سے پوچھتا ہی
 کہ کشف تھا سے ہمدیکا موافق شرع المہر کے تھا یا مخالف تھا تو کس واسطے اس پر عمل کیا یا جو دیگر خود بہات
 اعتقاد رکھتے تھے کہ کشف مخالف شرع مردود ہے جس کا نہواہ ولایت کے جو میسورین باب میں لکھا ہے کہ انکے
 ہمدی گناہ کہ جہان عایت شرع محمدی کی انہو لوگوں کو کشف بولا چاہیے اور معلومات تمہارے متور میں ہیں کہ
 بخلاف شرع محمدی کے کیا تھے انتہی پس باوجود اس اعتقاد کے کیوں اسکے خلاف کیا اور اپنے معتقدوں کو واسطے اس
 طوا کر وہ بھی ایسی حرکان کیا کہین چنانچہ ایسی ہوا کہ کتاب پنج فضائل میں لکھا ہے کہ ایک وزیر شاہ دلاور خلیفہ ہمدی
 کہین جلتے تھے راہ میں ایک تبر کہہ نظر آئی بوسے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری دلاور بنایا پاؤں اس تبر کہہ کتری جوتی
 کی گرد سے یہ سختی عذاب بخشا جا پس اوسھونے بھی مطابق سفت اپنے پر کے اس قبر کو پایا لیا آئندہ مغفرت کا
 حال خدا جانے تعذیب فی الحال میں تو کو تاہی کی اور اگر میکشف ہمدیکا موافق شرع المہر کے جانتے ہو تو سارے

ناجیہ تمام جن بیان ان سبب کلام کا کہ درود میں نہایت
 حیات دنیا دار

نسبت حضرت
 حیات دنیا دار

جانا حرام ہو جو بکلام طواف اترے کے گناہ سمجھا کر انداز کے میرٹ پائٹیٹھ رہنا اور مینون قسم کا سوال
یعنی ہالہ اور قولاً اور فعلاً حرام ہو و اگر عمل ان احکام پر نہ کرے کہ وہ مدی قنبل شملہ و قطار کے زہم اور
اوسے فلاح و نجات کی امید نہ ہو جسے کہ سید میران جی بن سید سلام الدین مسطور ہو باوجود
اس سبب تو کہ اگر ایک شخص ان میں سے پرانی جیل اور پھل ہتے ہوئے دیکھ کر غایت حرص و عاقبت اندیشی سے مدی
میں کو پڑے اور اپنی جان کو پر کمال پر فدا کر کے ڈوب کرے اور کو تمام بائزید مطامی کا کہ سلطان انا کیلین بن
اور کا طین امت ان کے حق میں مانتے ہیں کہ او یزید فیما کیلین بل بن الملا نکلا کے ملے اور وہ اپنی حسنیت
کے لائق دیکھ کر خداوند عالم کی حضورین محیر بھا شروع کرے اور جائے کہ میری قدرانی اس سرکار میں برابر
نہیں ہوئی جانتا تھا کہ خداے عالم نے اس کے مرتبہ کو برابر بھی پایا باوجود بھیانک کے جزا برابر نہ دی کیا فرمان
کی اس آیت پر اعتقاد نہ تھا کہ فرمایا ہے اَلَا اَصْبَحَ عَمَلُ غَائِلٍ مُّسْتَكْبِرٍ وَ کَرِهُوا اَنْتَی اِیْنِیْ مِیْن تَمْنِیْنِیْ مَحْتِ
کرنے والے کی محنت کو ضائع کر دینا مرد ہو یا عورت آدم فرمایا ہے کہ مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَهُوَ خَيْرٌ مِّمَّنْ جَاءَ
یعنی جو شخص کو نیکی لاویگا اور اس کو اس سے بہتر اور بڑھ کر دلائے گا شتم نہاد الوالات کے چوبیسویں باب میں لکھا ہے
کہ ایک ذرا کے مدی کے روبرو نہ کر ہو کہ سلطان عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا ہے کہ قدیمی حلقہ
علی رقبۃ کل ولی اللہ جواب دیا کہ ہاں سید عبدالقادر اپنے وقت میں صاحبِ مان ہو گئے ہیں چنانچہ شیخ
ضعمانی کہ قدم انکا قبول کیا خو کہ بانی کے اور آخر کو قدم خو کون کا اپنے شانے پر لیا بعد اس کے بوسے کہ سید
گیلانی نے کہ وجہ اپنا اولیا اللہ کے شانے پر رکھا بہترین تھا کہ فرماتے قدم اولیا اللہ کے میرے شانے پر رہیں
انتہی جواب نصاف کا مقام ہو کہ انھوں نے جو پہلے دعویٰ لایت کا کیا پھر حمد و ثناء کا پھر برابری کا ساتھ
رسولوں اولوالعزم اور حضرت خاتم المرسل کے یہ اس منصب مساوات کو اپنے پیاروں اور مریدوں کے واسطے
تجویز کر کے اپنے واسطے عہد و خدا کی کی ہوس کی چنانچہ انشا اللہ تعالیٰ آئندہ معلوم ہو گا یہ سب یا اور عجایب
ہو اور کیا بات بھی اس میں سے یہ اوزار کے مقتدر قابل انکار نہ سمجھے اور حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ
علیہ کے موافق حکم خدا و الہی کے ابتداء دعویٰ کیا کہ میرا قدم میرے زمانے کے تمام اولیا کی گردن پر ہو کر
نا پسند معلوم ہوا اسمیں کون سی بات مخالف قواعد شرعیہ یا مافی توانین غفلیہ کے تھی اور نہایت عجیب و غریب
کہ موافق شرائط حدیث میں کے ہیں ثابت ہوا کہ جناب موصوف نے یہ کلام حکم حق سجا فرمایا اور اسکے اعلا
ماور سے بلکہ آپ کے پیادہ ہونے سے پہلے بڑے بڑے مکتبین نے خبر دی تھی کہ آپ ایسا فرمائیں گے چنانچہ تمہارا

میرا نام ہے میرا نام ہے میرا نام ہے

عزیز من شیخ بزرگ حضرت سید عبدالقادر جیلانی پیکر اقدس گردن اولیا پر بزرگوار تھا

او میں نے بطور نمونے کے لکھا جاتا ہے کہ عدل کر الصالحین تنزل الرحمة یہ جو باتیں کھنچ جاتی ہیں یہ سب بوسطہ روایت
 صحیحہ اور اسانید معتبرہ کے موافق شرائط محدثین کے ہجرت الاسرار میں مروی ہیں لیکن یہاں بوسطہ اختصار کے
 انکے اسانید حذف کر کے متنوں روایات پر اکتفا کیا جاتی ہے یہاں پیش گوئی اولیا کا اس مقدمے میں شیخ
 ابو احمد عبد اللہ بن علی بن موسیٰ الجونی ثمنس مجاہد ہے جو سسطہ میں بطور پیش گوئی کے لکھا کہ قریب ہے کہ زمین عجم میں
 ایک شخص پیدا ہوگا کہ اس کے واسطے ظہور عظیم ہوگا سات کرات کے اور قبول نام ہوگا زدی نام اولیا کے
 کہیگا کہ قد می ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اور اولیا اس وقت کے اس کے قدم کے نیچے داخل ہوں گے
 اور اپنے زمانے کو شرف بخشے گا اور جو اسکو دیکھے گا فائدہ مند ہوگا ایضاً اور شیخ ابو محمد شنبکی بظاہر نے
 خبر دی کہ قریب ہے کہ ظاہر ہوگا ملک اق میں ایک عجم کا بڑے مرتبے والا خدا کے اور خلق کے پاس نام اسکا
 عبدالقادر سموت اسکی بغداد میں کہیگا قد می ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ ایضاً اور شیخ تاج العادیز
 ابو الوفا کے پاس حضرت شیخ عبدالقادر وقت جوانی کے جب آئے تھے تو وہ کہاں تعظیم میں آئے انکے لوگوں نے
 حیل اسکا سبب پوچھا تو جوابے یا کہ اس جوان کو ایک وقت آئے والا ہے کہ خاص عام اسکی طرف محتاج ہوں گے
 اور گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ بغداد میں بر ملا بطور حقانیت کے بولیگا کہ قد می ہذہ علی رقبۃ
 کل ولی اللہ اور اس زمانے کے اولیا گردین رکھ دینگے کیونکہ انکا قطب ہوگا پس تم میں سے جو شخص یہ
 وقت پاوے اسکی خدمت کا لازم ہووے ایضاً اور شیخ عقیل منجی سے ایک ن لوگوں نے پوچھا کہ اس زمانے میں
 قطب الاقطاب کون ہے بولے مکہ میں ہیں اور منجی ہیں کہ انکو سو اولیا راہد کے کوئی نہیں پہچانتا ہے اور عراق
 کی طرف اشارہ کر کے لکھا کہ قریب ہے کہ یہاں ظاہر ہوگا ایک جوان شریف عجمی کہ وعظا رکھا بغداد میں اور خاص
 و عام اسکی کرامت کو پہچانیں گے اور اپنے وقت کا قطب الاقطاب ہوگا کہیگا قد می ہذہ علی رقبۃ
 کل ولی اللہ اور اولیا اپنی گردین رکھ دینگے اور اگر میں ہوتا تو اپنا سر رکھ دیتا ایضاً اور شیخ علی بن ہب کے پاس
 ایک دزدانک جماعت فقر کی آئی ان سے پوچھا کہاں سے آئی بولے عجم سے پوچھا کس بستی سے بولے
 جبیلان سے کہا اللہ تعالیٰ نے روشن کر دیا جو کو سبب ایک نے کہ ظاہر ہوگا تم میں سے مقرب اللہ تعالیٰ کا
 نام اسکا عبد القادر جانکورا اسکی عراق ہے کہیگا بغداد میں قد می ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اور
 سب اولیا اس زمانے کے اسکی فضل و زبرگی کے مقرر ہو گئے ایضاً اور شیخ ابو العجیب عبدالقادر ہروردی نے
 لکھا کہ میں نے سچ سچ پانسون تین کے بغداد میں خدمت میں شیخ حماد بن اس کے تھا اور شیخ عبدالقادر ارون

شیخ ابو احمد عبد اللہ بن علی بن موسیٰ الجونی ثمنس مجاہد ہے جو سسطہ میں بطور پیش گوئی کے لکھا کہ قریب ہے کہ زمین عجم میں ایک شخص پیدا ہوگا کہ اس کے واسطے ظہور عظیم ہوگا سات کرات کے اور قبول نام ہوگا زدی نام اولیا کے کہیگا کہ قد می ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اور اولیا اس وقت کے اس کے قدم کے نیچے داخل ہوں گے اور اپنے زمانے کو شرف بخشے گا اور جو اسکو دیکھے گا فائدہ مند ہوگا ایضاً اور شیخ ابو محمد شنبکی بظاہر نے خبر دی کہ قریب ہے کہ ظاہر ہوگا ملک اق میں ایک عجم کا بڑے مرتبے والا خدا کے اور خلق کے پاس نام اسکا عبدالقادر سموت اسکی بغداد میں کہیگا قد می ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ ایضاً اور شیخ تاج العادیز ابو الوفا کے پاس حضرت شیخ عبدالقادر وقت جوانی کے جب آئے تھے تو وہ کہاں تعظیم میں آئے انکے لوگوں نے حیل اسکا سبب پوچھا تو جوابے یا کہ اس جوان کو ایک وقت آئے والا ہے کہ خاص عام اسکی طرف محتاج ہوں گے اور گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ بغداد میں بر ملا بطور حقانیت کے بولیگا کہ قد می ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اور اس زمانے کے اولیا گردین رکھ دینگے کیونکہ انکا قطب ہوگا پس تم میں سے جو شخص یہ وقت پاوے اسکی خدمت کا لازم ہووے ایضاً اور شیخ عقیل منجی سے ایک ن لوگوں نے پوچھا کہ اس زمانے میں قطب الاقطاب کون ہے بولے مکہ میں ہیں اور منجی ہیں کہ انکو سو اولیا راہد کے کوئی نہیں پہچانتا ہے اور عراق کی طرف اشارہ کر کے لکھا کہ قریب ہے کہ یہاں ظاہر ہوگا ایک جوان شریف عجمی کہ وعظا رکھا بغداد میں اور خاص و عام اسکی کرامت کو پہچانیں گے اور اپنے وقت کا قطب الاقطاب ہوگا کہیگا قد می ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اور اولیا اپنی گردین رکھ دینگے اور اگر میں ہوتا تو اپنا سر رکھ دیتا ایضاً اور شیخ علی بن ہب کے پاس ایک دزدانک جماعت فقر کی آئی ان سے پوچھا کہاں سے آئی بولے عجم سے پوچھا کس بستی سے بولے جبیلان سے کہا اللہ تعالیٰ نے روشن کر دیا جو کو سبب ایک نے کہ ظاہر ہوگا تم میں سے مقرب اللہ تعالیٰ کا نام اسکا عبد القادر جانکورا اسکی عراق ہے کہیگا بغداد میں قد می ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اور سب اولیا اس زمانے کے اسکی فضل و زبرگی کے مقرر ہو گئے ایضاً اور شیخ ابو العجیب عبدالقادر ہروردی نے لکھا کہ میں نے سچ سچ پانسون تین کے بغداد میں خدمت میں شیخ حماد بن اس کے تھا اور شیخ عبدالقادر ارون

اولی صحت میں تھے ایک دیکھو ان کے سامنے منسوب تھے جب اہمہ کر کے توشیح بنا اور اس شے فرمایا کہ میں تمہیں ہم
 کہنے وقت میں اس وقت کے اولیائی اگر دنوں میں یہ کہہ دو ہر وہ گاہ کہ تہذیبی حد تک علیٰ ترقیہ کل ولی اللہ
 اور کوہ یحییٰ کی اس کے واسطے اوس کے اولیائی اگر زمین الینما اور ابو سعید عبداللہ نے دمشق میں تھے
 روایت کی کہ میں ہنگام جوئی میں بغداد کو گیا اور بقا آقا تبار السقا کے مدرسہ تفسیر میں طلب علم میں مشغول
 لیکن ہم سعادت بھی کرتے تھے اور اولیائی اس کے ملاقات کے واسطے بھی جایا کرتے تھے اولیوں نے میں
 بغداد میں ایک شخص تھا کہ اس کو لو کہتے تھے کہ یہ غوث ہیں اور کہتے تھے کہ یہ حبیب چاہتے ہیں ہمارے ہر وہاں
 اور حبیب چاہتے ہیں غائب جو جاتے ہیں صاحب ہجرت اور اس کے کہا کہ کہتے ہیں کہ نام اور نیکو اور عقیوب
 یوسف بن ابوبکر لعلی تھا معاملہ ہم میں اور ابن السقا اور شیخ عبدالقادر کے اور ان نون جوان تھے ان کی ملاقات
 گئے ابن السقا نے ان کو کہا کہ میں ایسا ایک مسئلہ پوچھوں گا کہ اس کا جواب بناؤ گا اور بیٹھنے کہہ کہ میں ایک مسئلہ
 پوچھوں کہ دیکھو گا کیا جواب دیتے ہیں اور شیخ عبدالقادر نے کہا کہ معاذ اللہ کہ میں کچھ پوچھوں میں سب سے نیچے کہ
 منظر ان کی برکات کا رہوں گا القصد حب ہم ان کے مکان میں پوسچے وہاں وہ کچھ فرماتے اور بعد ایک
 ساعت کے دیکھتے ہیں کہ وہ بیٹھیں ہیں پس غیب کی نگاہ سے ابن السقا کو دیکھ کہ کہا کہ خرابی تیری کی ابن السقا
 تو مجھے ایک مسئلہ پوچھتا ہے کہ کچھ کو اس کا جواب دے سنا ہے اور جواب یہ میں دیکھتا ہوں کہ کفر کی اگر
 جمعہ میں بھڑک رہی ہے پھر میری طرف دیکھو کہ کہہ کہ تو مسئلہ پوچھ کر دیکھتا ہے کہ میں کیا جواب دیتا ہوں مسئلہ
 یہ ہے اور جواب یہ ہے اور سبب اس شے ادبی کے قانون کی لو کیوں کہ تجھ پر ناگہانی پر نگاہ کی طرف شیخ عبدالقادر
 کے اور نزدیک بٹھا کر اگر ام کیا کہہ کہ ابن السقا اور سبب اس اب کے تو ہے خدا و رسول کو راضی کیا گویا
 کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم بغداد میں کسی پر چڑھ کر غلط کرتے ہو اور کہتے ہو کہ قادیان ہذا علیٰ ترقیہ کل ولی
 اور بلا کہین دیکھا کہ کہہ کہ وہ اس کے ساتھ ساتھ اس کے اپنے اگر زمین جہ کا دی ہیں پس اسی وقت ثابت گئے
 اور بعد اسکے میں نے لو کہہ دیکھا اور شیخ عبدالقادر کا حال تو ویسا ہی ہوا جیسا کہ کہا تھا اور ابن السقا تمام علوم
 میں خائف ہوا کہ خلیفہ کا مقرب ہوا بعد اس کے خلیفہ کی طرف سے ایچی بنکر ورم کو بادشاہ نصاریٰ کے پاس
 گیا اور وہاں بادشاہ نصاریٰ نے اس کا علم و زبان آوری دیکھ کر اپنے علماء سے متاثر کیا وہاں ابن السقا نے سکو
 ساکت اور عاجز کر دیا اور پھر بادشاہ کی بیٹی پر عاشق ہو کر حسب درخواست بادشاہ کے نصیر بنکر اس کی
 عقد کیا اور کلام غوث کی یاد کیا اور تاج ابن خلکان میں تھے میں حضرت ابو عقیوب یوسف ہمدانی کے کھانا

کہ ابن السقا قاری جمیع تھا جبکہ جو خیریت یوسف محمد بنی کے نظرانی ہو گیا ایک شخص اس کا انحال
 میں شہر قسطنطنیہ میں دیکھا کہ ایک کان میں بیمار پڑا ہوا اپنے منہ پر سے کھیاں اڑا رہا ہوا روئی کتنا ہی
 کہ مینے نزدیک جا کر پوچھا کہ اب بھی کچھ قرآن یاد ہی کما سب سمجھ لا کر ایک بیت یاد ہو کر باقود الکریم کہ
 گو کا کو افسس ایچ العیاذ باللہ اور میں مشتق میں آیا اور مجھ کو سلطان نور الدین شہید نے جرحہ دست پناہ
 واوقات کی دی اور دنیا سے اوپر گری ہم سب کے حق معنی کا کلام ہے ہر انتہی

بیان ان ولیا کرام کا اور موقت مجلس میں حاضر تھے اور اپنے سر پر کو چھکا دئے اور اونکا
 کہ او شہوں نے فور سے بطور کشف سے معلوم کر کے تعظیم کی اور سرنگوں ہو

جاننا چاہیے کہ ایک ہزار اوچاس ویک کرام اور مشائخ عظام اوس و زامن مجلس میں حاضر تھے کہ شیخ علی بن ابی اوس
 شیخ بقا اور شیخ شریف قلیوی اور شیخ ابو النجیب عبدالقادر سروردی اور شیخ ماجد کریمی اور شیخ سعد اور شیخ قسب الدین
 موصلی اور شیخ داؤد کہ ہر روز پانچ نماز کے میں ادا کرتے تھے اور شیخ ابو عمرو صلوکی کہ حال الغیب سیارہ سے ہیں اور شیخ
 مطر جمال رضی اللہ عنہم اون میں داخل تھے کہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی نے کسی پر علین عظیمین علی
 رسول لاشہاد و فرمایا قد ہی ہذہ علی رقبۃ کل نبی اللہ اور تمام اولیاء و مشائخ عواق وغیرہ نے اپنی گردن
 جھکا دیں بلکہ شیخ علی بنی نے کسی پر چڑھ کر قدم شریف کو اپنے سر پر رکھ کر بردار میں کیے چھ کر دیا اور مجلس و شعی
 پر جب تک کہ مریدوں نے اوسے پوچھا جو انے یا اگر جو مینے دیکھا تم دیکھتے مر کر گر پڑتے اوس وقت کی تجلی سے کہ
 ابو النجیب سروردی نے ایسا جھکا یا کہ قریب تھا کہ زمین کو چھو جاو اور تین بار کہہ کہ علی یا علی یا علی یا علی یا علی یا
 اور حضرت کے صاحبزادوں یعنی سید عبدالرزاق اور سید ابو عبد الرحمن اور سید عبدالوہاب اور سید ابو اسحق ابراہیم
 منقول ہے کہ ہر مشائخ متفرقین کے کلام ان اصدا رعبیدہ میں تھے خبر پوچھی کہ ان سب نے اپنی گردنیں
 جھکا دیں اور شیخ ابو سعید قلیوی سے مروی ہے کہ جبوقت شیخ عبدالقادر نے کہا کہ قد ہی ہذہ علی رقبۃ
 کل نبی اللہ حق عزوجل نے ان کے دل پر تجلی فرمائی اور لاگو متفرقین نے ایک شعلت حضرت رسالت آب کی طرف سے
 لاکر اونکو پہنایا کہ اسوقت ایک جماعت اولیاء متقدنین رہنما خیرین سے حاضر تھی رند و ستاحہ اصدا کے اور
 مردہ ساتھ ارواح کے اور ملائک اور رجال الغیب مجلس کو گھیرے ہوئے ہوا میں صفین بانہ سے کلمے سے تھے
 اور تمام اولیاء سے روئے زمین اپنی گردنیں جھکا دیں اور شیخ عذری بن مسافر اور شیخ ماجد کریمی اور شیخ حکام
 بھی قریب ایک خیرین میں اور شیخ حکام کی روایت میں یہ بھی ہے کہ حکم قطبیت کا سایہ نے اٹھایا گیا اور تاج

یہ بیان ان ولیا کرام کا اور موقت مجلس میں حاضر تھے اور اپنے سر پر کو چھکا دئے اور اونکا کہ او شہوں نے فور سے بطور کشف سے معلوم کر کے تعظیم کی اور سرنگوں ہو جاننا چاہیے کہ ایک ہزار اوچاس ویک کرام اور مشائخ عظام اوس و زامن مجلس میں حاضر تھے کہ شیخ علی بن ابی اوس شیخ بقا اور شیخ شریف قلیوی اور شیخ ابو النجیب عبدالقادر سروردی اور شیخ ماجد کریمی اور شیخ سعد اور شیخ قسب الدین موصلی اور شیخ داؤد کہ ہر روز پانچ نماز کے میں ادا کرتے تھے اور شیخ ابو عمرو صلوکی کہ حال الغیب سیارہ سے ہیں اور شیخ مطر جمال رضی اللہ عنہم اون میں داخل تھے کہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی نے کسی پر علین عظیمین علی رسول لاشہاد و فرمایا قد ہی ہذہ علی رقبۃ کل نبی اللہ اور تمام اولیاء و مشائخ عواق وغیرہ نے اپنی گردن جھکا دیں بلکہ شیخ علی بنی نے کسی پر چڑھ کر قدم شریف کو اپنے سر پر رکھ کر بردار میں کیے چھ کر دیا اور مجلس و شعی پر جب تک کہ مریدوں نے اوسے پوچھا جو انے یا اگر جو مینے دیکھا تم دیکھتے مر کر گر پڑتے اوس وقت کی تجلی سے کہ ابو النجیب سروردی نے ایسا جھکا یا کہ قریب تھا کہ زمین کو چھو جاو اور تین بار کہہ کہ علی یا علی یا علی یا علی یا علی یا اور حضرت کے صاحبزادوں یعنی سید عبدالرزاق اور سید ابو عبد الرحمن اور سید عبدالوہاب اور سید ابو اسحق ابراہیم منقول ہے کہ ہر مشائخ متفرقین کے کلام ان اصدا رعبیدہ میں تھے خبر پوچھی کہ ان سب نے اپنی گردنیں جھکا دیں اور شیخ ابو سعید قلیوی سے مروی ہے کہ جبوقت شیخ عبدالقادر نے کہا کہ قد ہی ہذہ علی رقبۃ کل نبی اللہ حق عزوجل نے ان کے دل پر تجلی فرمائی اور لاگو متفرقین نے ایک شعلت حضرت رسالت آب کی طرف سے لاکر اونکو پہنایا کہ اسوقت ایک جماعت اولیاء متقدنین رہنما خیرین سے حاضر تھی رند و ستاحہ اصدا کے اور مردہ ساتھ ارواح کے اور ملائک اور رجال الغیب مجلس کو گھیرے ہوئے ہوا میں صفین بانہ سے کلمے سے تھے اور تمام اولیاء سے روئے زمین اپنی گردنیں جھکا دیں اور شیخ عذری بن مسافر اور شیخ ماجد کریمی اور شیخ حکام بھی قریب ایک خیرین میں اور شیخ حکام کی روایت میں یہ بھی ہے کہ حکم قطبیت کا سایہ نے اٹھایا گیا اور تاج

غنیمت سر پہ لگا گیا اور خات تعریف عام کے پھسلنے کے یہ معاملہ دیکھ کر سب اولیائے وقت و ماحد میں جھکا
 یہاں تک کہ نال اول کے کہ خواص مملکت اور سلاطین وقت ہیں اور شیخ عقیقہ نے خواب میں حضرت رسالت سے
 عرض کیا کہ یا رسول اللہ شیخ عبدالقادر نے کہا کہ قدمی ہڈی علی مرتضیٰ کل ولی اللہ فرمایا کہ شیخ کہا شیخ
 عبدالقادر نے اور کیوں نہ ہو کہ وہ قطب ہر دور میں اور سکی نگہبانی کرتا ہوں اور شیخ عطائے کہا کہ میں شیخ
 اور اور شیخ قطب کے پاس حاضر ہوا اور انکا وہ مقام عجیب نظر آیا کہ اپنے زمانے میں کسی میں بیٹے نہ کیا تھا میرے
 دل میں غم و اندوہ کہ کو کس شیخ سے نسبت ہوگی اور ہوں تو اجازت یا کر اعطایا شیخ شیخ عبدالقادر کہ
 جسے کہا کہ قدمی ہڈی علی مرتضیٰ کل ولی اللہ اور بن سوتیرہ اولیائے کہ اتفاق متفرق میں رہتے ہیں
 سر جھکا دیا ان بن سے اور وقت حرمین شریفین میں بکترہ تھے اور عراق میں ساٹھ اربعہ میں چالیس اقسام
 میں تیس اور مصر میں تیس اور مغرب میں تیس اور میں تیس اور پیش میں گیارہ اور تیار حرج و باجرج
 میں سات اور وادی سرہب میں سات اور کوہ قاف میں سیٹائیس اور جزیرہ بحر حمیلہ میں چوبیس تھے وہی اسد
 قتالی عنہم عا بہم اور شیخ احمد ذاعی جنتہ اسد علیہ مقام ام عبیدہ میں اپنے زامیے میں تھے کہ اکا ایک
 گردن دراز کر کے بولے کہ میری گردن پر لوگوں نے سب اسکا پوچھا جو ان یا اسوئے بنیاد میں شیخ عبدالقادر نے
 فرمایا کہ قدمی ہڈی علی مرتضیٰ کل ولی اللہ مریدوں نے تاریخ لکھ لی اور بعد تحقیق کے برابر پڑی اور
 شیخ عبدالرحمن بنفوسنجی نے کہ اس وقت مقام طفسونج میں اپنے بارون میں بیٹھے تھے سر جھکا یا اللہ کہا کہ میرے
 سر پر اب بعد بوجھے کے بھی سبب لایا بیان کیا اور مریدوں نے تاریخ لکھ رکھی اور برابر کلی اور شیخ محمد بن
 عبدالعزیز نے بعضے میں حالت عظمین قطع کلام کر کے سر زمین پر رکھ دیا اور شیخ حیات بن تیس نے مقام
 حران میں گردن دراز کر کے کہا کہ میری گردن پر اور شیخ سیدہ سنجا ری نے اپنے ربا میں مقام سنجا میں
 سر جھکا کہ کہا کہ میرے سر پر اور شیخ سلطان مشتقی نے شہر مشق میں اسدن گردن جھکا دی اور ایک عبارت
 دراز آج کی تعریف میں پڑھی کہ آغا زو سکیم ہر اللہ کس مرثوب من محال القدس وجلس علی
 بساط المعرفۃ آخر تک اور شیخ ابو مدین مغربی نے مغرب میں گردن جھکا کہ اوانا منہم اللہم
 انی اسعدک واشہدک ملائکتک انی سمعت و اطعت اور شیخ عبدالرحیم قنای نے مقام
 قسین گردن دراز کر کے کہا کہ صدق الصادق الصدوق اور شیخ ابو عمرو بطاحی نے مقام بطاح سے
 بطاحی ارض کے نیردار میں اگر داخل اس مجلس کے ہوئے اور گردن جھکا دی اور وقت برخواست مجلس کے جب

دست بوجس کو اسے سامنے لئے حضرت نے فرمایا اپنے مکان کو جلد باد چھڑی سی اور میں اطلاع کو پہنچ گئے۔
بیان اس بات کا کہ یہ لکنا محض باہر الہی تھا نہ اپنے اجتہاد و تحقیق سے

شیخ عبدالغفار نے لکھا کہ میں نے اپنے چاچے شیخ حدادی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ کو معلوم ہے کہ شیخ عبدالقادر
 سے پہلے کسی اور نے بھی کبھی کہا کہ میرا یہ قدم اوپر گردن ہر ولی اللہ کے ہونے نہیں ہیں کہا ہر لکے
 کہنے کا کیا مطلب ہے کہ یہ کلام دلالت کرتا ہے کہ انکو اپنے وقت میں مقام فرویت کا ہی لینے کہا ہر وقت میں خود
 ہوتا ہر فرمایا ہوتا ہے لیکن سوائے شیخ عبدالقادر کے کسی کو حکم نہوا ہے کہ یہ بات کہے میں نے پوچھا کیا انکو اس کہنے کا
 حکم ہوا تھا کہ یہ ان حکم ہوا تھا اور اسی سبب سے تمام اولیاء نے امر الہی پر سر رکھ دیا کہا تحقیق میں معلوم ہوا کہ
 جو آدم کو سب سے پہلے یہ لکنا محض سبب امر الہی کے اور شیخ ابو سعید قلیبی سے پوچھا گیا کہ کیا شیخ عبدالقادر کو امر
 کہ کہیں قدیمی ہذا علی رقبۃ کل ولی اللہ فرمایا ان ایسا امر تھا کہ وہ میں کچھ شک ہی نہیں اور یہ زبان
 قطبیت کی ہے اور ہر زمانے میں قطب ہو لیکن بعض قطبوں کو حکم سکوت کا ہونا ہے کہ انکو سوا چپ ہونے کے کچھ
 چلہ نہیں اور بعض کو بولنے اور ظاہر کرنے کا حکم ہونا ہے کہ انکو بولنے نہیں ہوتا ہے اور وہ اکمل ہوتا ہے ہر مقام
 قطبیت میں اس واسطے کہ وہ زبان شفاعت کی ہے اور شیخ علی بن یحییٰ نے کہ سنتی ہے اس کلام کے کسی پر
 جا کر قدم شریف اپنی گردن پر رکھ لیا اون کے لوگوں نے سبب پوچھا کہا انکو اس کہنے کا امر ہوا تھا اور
 اذن ہو چکا تھا کہ جو کوئی اولیاء میں سے انکار کرے اسکو مغرول گردین اسلئے میں نے چاہا کہ میں سب کے اول
 فرمان برداری پر دوڑوں اور سیدی احمد رفاعی سے پوچھا گیا کہ یہ کلام شیخ عبدالقادر نے امر سے کہا تھا
 یا نہ کہ کہا بلکہ امر سے اور شیخ ابو محمد قاسم بن عبد بصری نے فرمایا کہ جسد امر الہی ہوا شیخ عبدالقادر کو
 کہ کہیں قدیمی ہذا علی رقبۃ کل ولی اللہ میں نے دیکھا کہ تمام اولیاء مشرق اور مغرب نے تواضع سے
 سر جو کاردیے بلکہ ایک شخص میں غم میں کہ اسے نکلیا اور اسیدم اسکا حال اور مقام غائب ہو گیا اور
 شیخ ابوالکرم اکبر اور ابو عبد اللہ دربابی سے مروی ہوا کہ وہ شخص شہر اصفہان میں تھا کہ جب کا حال چھل گیا
 اور رومی کہتا ہے کہ میں ان جنت کے تیسری رمضان سن پانچ سو اسی میں جامع مسجد حنبل میں پاس
 شیخ حیات بن قیس کے بیٹھا تھا کہ ایک شخص ان سے مرید ہو گیا کہ ابولے تجھے تو نشان کسی اور کی معلوم ہوا ہے
 اس نے کہا میں نام لیوا شیخ عبدالقادر کا ہوں لیکن خرقة کسی سے نہیں پہنا ہوں لے ہم ایک ماہہ دراز تک
 سالیہ میں شیخ عبدالقادر کے رہے اور انکی عرفان کے چشموں سے جام خوشگوار پیتے رہے اور انکی شفاعت

میں نے پوچھا کہ کیا شیخ عبدالقادر کو امر ہوا تھا کہ یہ لکنا محض باہر الہی تھا نہ اپنے اجتہاد و تحقیق سے

کہ حضور رسالت پناہ میں ایسی گفتگو ہوئی تھی شاید اوس کی تقلید سے یہ نقل سنائی گئی ہو ایضاً فصائل
 لکھا ہوا کہ ایک نیا نظام اپنا سب گھر لٹا کر ایک نیا سب لباس کاٹون سے اٹکا کہ میں کر بیچے مہدی کے
 آگے ہوئے خدا تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اسی سید محمد اور دیکھ جیاد پر دیکھا تو نظر آیا کہ تمام فرشتے وہی لباس
 ہیں پر حکم ہوا کہ سچے دیکھ جب لکھا تو نظام کو اوس لباس میں پایا حکم آئی ہوا کہ جیسا کہ ابو بکر صدیق نے
 مکمل پہنا تھا اور جسے جبریل اور سب فرشتوں کو مکمل پوش بنایا تھا ایسی ہیان بھی کیا چنانچہ نظام نے
 نین من تک لباس بلا اور تمام فرشتے بھی ہی رنگ دٹھائے یہ ایضاً فصائل میں لکھا ہوا کہ ابو بکر
 سید محمد جو نبوری جس سے نکل کر اپنے مہادیوں کی جماعت میں آکر بولے جس شخص ابو بکر کہہ لکھا ہوا
 میان دلاور کو دیکھ لے ایضاً فصائل میں لکھا ہوا کہ مہدی جو نبوری نے کہا حق تعالیٰ فرماتا ہوا کہ
 فنا و نیست حق میں یہ آیت پڑھو لا یا نکل اولو الفضل منکم ولا تسعوا لایہ اور یہ بولے کہ میں نے
 اور میان نعمت سے میدان قتل میں گھوڑے دوڑائے کچھ فرق نہ تھا مگر دوکان کا اور وجہ اس دلاور نے کیا
 چھی کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر کے ساتھ میدان حدایت میں گھوڑے دوڑائے
 جھکو حکم ہوا کہ میان نعمت کے ساتھ گھر دوڑ کر ایضاً فصائل میں ہو کہ سید محمد جو نبوری نے کہا کہ
 میان نعمت ہماری ولایت کی عمر بن اوسہ بھی کہا کہ جیاد میں تالی عثمان ہیں یہ نعمت بھی انکے حلیہ میں
 ایک دوا انھوں نے خواب میں دیکھا کہ میں میراں کا رکھتا ہوں انکے پیران نے تغیر کی کہ تم ولایت محمد کا
 منہ کھاؤ گے ایضاً کتاب مطلع اللہ میں لکھا ہوا کہ میراں نے کہا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہوا کہ میں کسی غیبی کو
 بھیجتا اور کوئی کتاب بھی نہ ادا کرتا تب بھی سید محمد اور خود میر کو یہی مقام اور قرب حاصل ہوتا اور میں نے
 انکے مرتبہ کا کوئی آدمی کسی نبی اور مرسل کے پاس پیدا کیا یہ فقط بھی پرا حسان کیا گیا واضح ہو کہ سید محمد
 انکے مہدی کے بڑے بیٹے کا اور خود میر نام و اما د کا ہی چنانچہ کرات گذر چکا ایضاً فصائل میں لکھا ہوا
 کہ انکے مہدی جو نبوری نے کہا کہ میان سید خود میر ولایت کے اسد اللہ غالب ہیں ایضاً فصائل
 میں لکھا ہوا کہ مہدی کے خلیفہ دلاور کو نہرتبہ میں معلوم ہوا کہ جیسا کہ جناب رسالت آپ کے چار یا ہیں
 مہدی کے بھی ہیں پر جس کے مہدی سے اسکی تصدیق کے بلال ہوئے انھوں نے سر راقبہ میں جھکا کر
 پھر اٹھا کر کہا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہوا کہ میراں سید محمد ہیں پھر جھکا کر اور اٹھا کر بولے کہ میان سید خود میر
 پھر جھکا کر اور اٹھا کر بولے کہ میان نعمت ہیں پھر جھکا کر اور اٹھا کر بولے کہ میان نظام ہیں پھر

جھکا کر اور اٹھا کر نبی کے سامنے ہی لیو میان چار کے پانچ ہو گئے اور اسکی وجہ یہ ہوئی کہ زمانہ رسول میں
 نبوت تھی وہاں چار اصحاب ہوئے اور بندہ پر ولایت ہی بحکم اس حدیث کے کہ الوکایۃ افضل
 من الذیوقہ بیان پانچ ہیں ایضا رسالہ بشارت نامے میں سالہ سید و میان سے نقل کیا کہ جیسا کہ حضرت
 رسالت مآب کے اصحاب میں عشرہ مبشرہ تھے مہدی کے اصحاب میں بارہ شخص ہیں انتہی آور تذکرہ الصالحین
 وغیرہ میں انکی تفصیل بھی دیکھنے میں آئی کہ پانچ یہی ہیں جو کہ اوپر مذکور ہوئے اور سات یہ ہیں آئین محمد
 ملک معروف عبد المجید ملک لوجی یوسف ملک گوہر ملک برہان الدین غرض کہ اسبطرح جو القاب کہ اصحاب
 و اہل بیت حضرت خاتم المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ کے حق میں وارد ہوئے ٹیسا ہی لوگوں کے واسطے
 تراشے ہیں چنانچہ مریدوں کا لقب اصحاب مجاہدین ٹھہرایا اور مریدوں کے مریدوں کا نام تابعین اور تبع تابعین
 قرار دیا اور بیعت کا نام بیعت الرضوان لکھا اور خوند میر کے ہمراہ جو لوگ کہ گجرات میں لڑے یا مارے گئے
 اور نکلے ہوئے ہیں اور مہدی کی چاروں بیویوں یعنی بی بی الوہی اور بی بی ملک کان اور بی بی بون اور
 بی بی بھیکا کو ازواج مطہرات اور مہات المؤمنین کہتے ہیں اور انکی بیٹی کو فاطمہ ولایت لقب کرتے ہیں
 اور پانچ خلیفہ کو صحابہ کرام کہتے ہیں ان میں سے دو صدیق سید محمود اور خوند میر اور صدیق نبی بن خوند میر
 نور سہ مہدی کو خاتم مرشد اور حسین ولایت قرار دیتے ہیں بلکہ ایسا اعتقاد رکھتے ہیں کہ قطع نظر مہدی سے
 ان کے مرید و خادم بھی مبشر بالجہنم بنا سکتے ہیں چنانچہ پنج فضائل میں لکھا ہے کہ میران نے فرمایا کہ جیسا کہ
 ہمارے حضور میں بارہ شخص مبشر بالجہنم ہوئے ہیں اسی میان لاؤں تمہارے پاس بھی ہوں گے انتہی عمر تک
 امن استان سرائی سے معلوم ہوا کہ اصحاب و اہل بیت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت
 اور توقیر ان لوگوں کے دلوں میں اتنی بھی نہیں ہے کہ سید محمد جو پوری مریدوں اور بالکون سے ان کو
 اعلیٰ اور افضل سمجھیں بلکہ ان حضرات کو ایک تہہ بشوق ٹھہرایا ہے کہ جسکو چاہتے ہیں ان سے تشبیہ و تفضیل
 چلے جاتے ہیں کبھی شیخ نظام اور دلاور نعمت کو برابر امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
 ٹھہرتے ہیں اور کبھی انھیں نعمت کو ہم رتبہ عمر فاروق کا اور ثانی عثمان بتاتے ہیں اور خوند میر کو ولایت
 کا سدا لہد الغالب بولتے ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ سید محمود اور خوند میر کے رتبے والا کسی پیغمبر کے اصحاب میں
 کوئی شخص نہ ہو اور کبھی چار کے پانچ اور دس کے بارہ خلیفہ اور مبشر ٹھہرتے ہیں اور کسی کو ام المؤمنین اور کسی کو
 حسین ولایت اور کسی کو فاطمہ ولایت مقرر کر لیتے ہیں اور چونکہ ولایت ان کے نزدیک افضل ہے نبوت سے

یہ سب لایت کے عمدہ و برجی اصحاب اہل بیت نبوت سے فصل ہو گئے بلکہ کچھ عجیب نہیں ہر اس کو
 کہ فصل آئندہ میں آوے گا کہ یہ لوگوں کو انبیاء و مرسلین کے برابر سمجھتے ہیں العبادہ بالحدیث کہ ہر خدا و رسول پر کہ
 جو مذہب میں آیا سو بول بیٹھتے ہیں و خدا بھی حضرت رسالت مآب کی رعایت سے ان کے اصحاب کا ادب
 نہیں کرتے ہیں آپ چند حدیثیں عیت آداب میں اصحاب حضرت رسالت مآب کے اور ان کی فضیلت میں
 بیان کیجاتی ہیں کہ وہیں کے سچے و درست گوینے مصرع بہین تفاوت رہ لڑ کجاست تا کیجا چاہے معوق
 موقتہ میں لکھا کہ خطیب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا ان الله اختارني واختار لي اصحابا واختر لي منهم اصهارا و انصارا فمن حفظني
 فيهم حفظ الله ومن اخواني فيهم اذا الله تعالى يعني اللہ تعالیٰ نے جو مجھ کو پسند کیا اور میرے واسطے
 اصحاب چنے اور ان میں سے میرے واسطے داماد اور سرسار و گار تختہ کیسے پس جو شخص اس کو لکھے جس نے
 میری باتیں اور کر گیا اس کی غذا نگہبائی کر گیا اور جو اس کو لکھے متدے میں مجھ کو بحلیت دیکھ اللہ تعالیٰ اس کو نگہبائی
 پوشا لگا اور تمام بلوی اور بلرانی اور ابن عساکر نے روایت کی ان عباس اصحابی سے کہ فرمایا حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے احفظوني في اصحابي واصهاراي فمن حفظني فيهم حفظ الله في الدنيا
 والاخرة ومن لم يحفظني فيهم تخلى الله عنه ومن تخلى الله عنه يومئذ ان يأخذ به
 يعني میری رعایت کرو میرے اصحاب و اصحاب کے متدے میں پس جس نے میری رعایت کی اور ان کے باپ
 مغفول کر لیا اور اس کو حق تعالیٰ دیا و آخرت میں اور جس نے نہ رعایت کی میری اور ان کے باپ میں الگ
 ہو گیا اور جس سے اللہ تعالیٰ الگ ہو گیا تو یہ ہر گز رفت کر گیا اس کو اور دار قطنی نے
 روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من حفظني في اصحابي ورد علي الخوص ومن لم يحفظني
 في اصحابي لم يرد علي الخوص ولو تربيتم فيهم حتى لا يرى باسهم لريكم فيهم اصحاب کے باب میں
 حوس کو زبرد میرے پس آوے گا اور جس نے میری پاس اری کی میرے اصحاب کے باب میں میرے پس آوے گا
 اور لگا اور نہ مجھ کو لکھے گا اور ابن ابی شیبہ نے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 احفظوني في اصحابي ثم الذين يليهم ثم الذين يليوهم يعني میرا خیال رکھو میرے اصحاب
 باب میں اور ان کے تابعین اور تبع تابعین کے باب میں اور ان کے متدے میں عاينہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی
 کہ حضرت نے فرمایا ان شوارا متبني آخركم علي اصحابي يعني میری امت میں بد مذہب لوگ ہیں کہ میرے

امارت و کار و خوار و اصحاب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم و بعضی اصحاب میں

اصحاب زیاد و جزات کرتے ہیں اور دوسری نے انسانی اندر سے روایت کی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذ اراد الله برجل من امتي خيرا لقي لخب اصحابي في قلبه يعني جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کے ساتھ خیر کی امرت میں سے ملے گی کیا چاہتا ہے میرے اصحاب کی محبت اور اسکے دل میں کتاب اور ابن عساکر نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماشاءکم و نشان اصحابی خدوہی اصحابی خدوہی اصحابی فوالذي نفسي بيده لو انفق احدكم مثل احد ذهابا لادرك مثل عمل احد منكم و واحد الغنی نحو سبعة اصحاب کیا کام ہے میرا اصحاب کو مجھے چھوڑ دو میرے اصحاب کو مجھے چھوڑ دو میں قسم ہر اوستا کی کہ جاگنی کے اسکے ہاتھ میں ہر اگر تم میں سے کوئی شخص احد کے چھاوے برابر سونا خیرات کرے ایک صحابی کے ایک ن کے عمل برابر رتبہ پناوے اور حکم ہے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو فرمایا اما اذ لا یذک قوم بعدکم صاعکم ولا مدکم یعنی آگاہ ہو کہ نہیں پاؤں گا کوئی قوم کہ بعد تمھارے آوے تمھارے صاع اور مد بھر خرچ کرے کا رتبہ اور امام احمد اور بخاری اور مسلم اور ابو داؤد اور ترمذی کی روایت میں آیا ہے لو ان احدکم انفق مثل احد ذهابا بلغ مد احد منکم ولا تصدقوا یعنی اگر دوسروں میں سے کوئی کوہا برابر سونا خرچ کرے صحابی کے نہ ایک نہ آدھے ہر ایک کے درجے کو پونچھ کا مد اور صاع پیاسے ماپ کے ہیں یہاں سے معلوم ہوا کہ پچھلوں میں سے کوئی اتنی ہی مجاہدہ اور عبادت کرے اور اعلیٰ درجہ ولایت کو پونچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اعلیٰ عمل کی برابر ہی نہیں کر سکتا ہر اسکے دو سبب ہیں ایک کہ جو کچھ اسلام اور ایمان عالم میں پھیلا اور اسکے سینہ ہی میں کہ نہایت غربت اور بے کسی کے وقت میں اپنے مال اور جان نثار کر کے اور محنتیں سخت سخت اوشکا کر اور تمام خوش و آشنائے سے بیکار و تنگدست بن کر اس میں کو بیجا اور اسلام کو طواف و اکناف عالم میں پھیلا یا اب قیامت تک جسکو کلمہ محمد نمیت کا بدلت اور فیصل بھلیں حضرات کے ہو گا اور جو کچھ اوس کلمے پر مقامات و ولایات اور مانت کے اتفرج ہو گئے اوس کے سبب اور علت یہی حضرات تھے ہر ایک کے پس ہر جیسے علت کے کہ من سن سنتنا حسنتنا فلا اجر عاؤ اجر من عمل بها یعنی ہر ایک کے اوشکا لئے دل کے واسطے اوس اوشکا لئے کا ہی ثواب ہر اور جو لوگ دوسرے عمل کرتے اور کچھ بھی نہ اب جیسا کہ انکو ملیگا اور سیندر انکو بھی ملیگا پس یہ کلمے زمانے کے لوگ کیسے جیسے ایسے زیادہ یا انکے برابر نہیں ہو سکتے ہیں دوسرے اس سبب یہ کہ چونکہ اللہ تعالیٰ صورتوں اور اعمال کو نہیں دیکھتا ہر ایک کے یتون کو دیکھتا ہر جو عمل کی بقدر غلو ص نیت اور صفائے باطن کے ہر اور سبب تاثیر صحبت حضرت

دوسرے انصاف صحابہ ہیں

پہلی انتہوں کے اولیاء سے بھی افضل ہیں سو احنسی علیہ السلام کے کہ وہ حضرت صدیق سے یقیناً افضل ہیں اور اسی
 حضرت خضر علیہ السلام بھی کہ مقام اور کبار رنجی و درمیانِ لایت اور نبوت کے چنانچہ شیخ اکبر نے فتوحات میں فرمایا
 کہ مقام خضر علیہ السلام کا نبوت سے نیچے اور صدیقیت کے اوپر ہو اور فرمایا کہ مجھے اوصیوں کا مثلنا فیہ پایا یہ
 مقام بیان فرمایا اور اسکو مقام قربت کہتے ہیں اور یہ بھی کہا کہ شیخ نے فتوحات میں فرمایا ہے کہ امت محمدی
 علیہ وسلم میں کوئی شخص سو احنسی علیہ السلام کے افضل ابو بکر رضی اللہ عنہ سے نہیں ہر انتہی اس مقام سے معلوم
 کہ مہدی حقیقی سے بھی ابو بکر رضی اللہ عنہ درجہ عالی رکھے ہیں چہ جائے مہدی جعلی بھلا اب کمان پٹا لگتا ہے
 اونکے پیلوں بالکون کہ جنکو حضرت ابو بکر ہم جنب ٹھہرتے تھے اور تسلیم کرنا قول شیخ اکبر کا مہدیوں پر اہم وجہ
 سے ہو اسواسطے کہ انکے مہدی نے کہا ہے کہ شیخ محی الدین بن عربی نے جو کچھ لکھا ہے اول لوح محفوظ پر نظر کر کے
 بعد قلم تر کیا ہے جیسا کہ شواہد الاولایت کے چوبیسویں باب میں منقول ہے پس آپ الزام سے ایک الزام ان پر لایا
 تمام ہوا اور ہر صورت میں مہدویت کا بطلان لازم آیا یعنی اگر یہ کثوف کہ جس میں اپنے مہدیوں کو برابر یا برتر
 صدیق اکبر ٹھہرانا صحیح ہیں تو وہ کثوف غلط ہے کہ شیخ اکبر لوح محفوظ دیکھ کر کہتے تھے اور اگر وہ صحیح ہو تو کثوف
 سابقہ سب غلط ہیں اور ہر دو صورت میں یہ مہدی نہوے کہ انکے حق میں تو وار ہے کہ لہ بخل یعنی خطا کر لیا
 جیسا کہ یہ لوگ جا بجا اسکے قائل ہیں بلکہ ترمذی کی کیا جائے ہر شق ثانی کو تسلیم کرنا چاہیے تاکہ فقط انہیں کی
 تخلف پر کہ ہر دو صورت میں ناگزیر ہو اقتضایا کیا جاوے اور خطبہ شیخ اکبر اور جھوٹا امت کا کہ انصافیت ابو بکر صدیق
 کے قائل ہیں لازم ناوے اگرچہ اسقدر انکے الزام کے واسطے کافی تھا لیکن اور بھی چند حدیث تبرکات بیان
 کیجاتی ہیں صواعق محررقہ میں ہے کہ دار قطنی نے روایت کی کہ عبد اللہ محض کے صاحبزادے نے کہ لقب دارقطنی
 تھا فرمایا افاضل عندی من علی یعنی ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما زویا یک سیر افضل ہیں علی رضی
 کرم اللہ وجہہ سے اور انکو محض سواطے کہتے ہیں کہ سب پہلے دنیا میں یہ جہنمی اور جہنمی بھی ہو اور دار قطنی نے
 روایت کی کہ امام جعفر صادق نے فرمایا ما ارجو من شفاعۃ عیسیٰ الا وانا ارجو من شفاعۃ
 ابی بکر مثلاً وقد ولد فی مرتین یعنی حسن مکررین علی کی شفاعت کی امید رکھتا ہوں اور بقدر محض کو
 ابو بکر کی شفاعت کی امید ہو اور ابو بکر سے میں دبا پیدا ہوا ہوں جیسا کہ یہ ہے کہ والدہ امام جعفر کی امروۃ
 بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر بن در والدہ ام فروہ کی اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق ہیں رضی اللہ
 تعالیٰ عنہم و فرمایا کہ ان المختباء من اهل العراق یزعمون انما تقع فی ابی بکر و عمر و حماد الذاری

یعنی حدیث لوگ عراق والے گمان کرتے ہیں کہ ہم اپنی ہیئت بگولی کرتے ہیں حق میں ابو بکر اور عمر کے اور وہ دونوں
میں سے والدین اور حاکم نے روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالت نے کہ صاحب النبیین والحمد للہ علیہما اجمعین
وہ صاحبین افضل من ابی بکر یعنی نہ کوئی مصاحب امام ابیا اور مسندین کا اور نہ صاحب یس یعنی
حبیب بن اہل بیت ابو بکر سے اور بن عساکر نے روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالت پناہ نے اذ کان یوم
القیامۃ مادی من اذن من حدیث الامۃ کتاب فیہ ابی بکر یعنی حیث بن قیامت کا ہر گاہ ایک
مناویٰ ذکر لگا کہ کوئی شخص اس امت محمدیہ سے اپنا نامہ اعمال سے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پیش نہ کرے اور
ابن عساکر نے روایت کی کہ حضرت نے فرمایا خصال الحییر بالمائة وستون نیک فصلین میں سوساٹھ
ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ میں اس خصلتوں سے کوئی نہ ہو فرمایا باکھا فیک فہذا
لک یا ابابکر وہی خصلتیں تیری میں ہیں انہیں شگوار ہو رہیں تجھ کو ابی بکر اور وہ قطعی نے روایت کی کہ امام
محمد باقر سے لوگوں نے حال تحسین کا پوچھا فرمایا اب انوکھا میں اوں سے محبت رکھتا ہوں ایک شخص اس
مجلس میں بولا کہ تنبیہ گمان کرتے ہیں کہ آپ ایسی باتیں بطور تنبیہ کے فرماتے ہیں فرمایا اما یجان الاحیاء
ولا یجان الاموات فعل اللہ منہم نام بن عبد الملک کذا وکذا یعنی ڈرنا یا نہ زندہ سے
نہ مردوں سے اس تعالیٰ ہن نام بن عبد الملک کا ایسا اور ایسا برار کے یعنی صحابہ کرام کو اب ہم اوں سے
کیوں ڈریں کہ تنبیہ کریں ہم تو ایسے شے خون میں کہ ہن نام بن عبد الملک کہ غلیظہ عصر جو برا بڑا کہتے ہیں
اور پیدا سجد کی سے متب محقرین قتل کیا کہ ابو بعلی موصلی اور ابو نعیم اور ابن عساکر وغیرہم نے عبد فریر سے
روایت کی کہ خطب علی فقال ان افضل الناس بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر الصدیق
او افضلہم بعد ابی بکر عمرو لو شئت ان اسمی الثالث لسمعتہ فسل عن الذی یو شئت
ان سمعتہ قال الذی یو کما تدری البقی یعنی خطبہ پڑھا علی رضی اللہ عنہ نے پس فرمایا کہ ان
بعد نعیم صلی اللہ علیہ وسلم کے ابو بکر صدیق ہیں اور بعد ابو بکر کے افضل الناس عمر ہیں اگر میں تیرے کا نام بولتا
چاہوں تو بول سکتا ہوں لوگوں نے پوچھا کہ وہ کون ہے فرمایا کہ نہ یو جیسا کہ کہنے کی جاتی ہے یعنی
جناب وصوت ابو عبد اللہ بن احمد نے اپنے والد کی مسند میں سے ابی بن حنیفہ سے روایت کی کہ کہا خطبنا
علی فقال من خیر ہذا الامۃ بعد نبینا افضل است یا امیر المؤمنین قال لا خیر ہذا الامۃ
بعد نبینا ابو بکر ثم عمر یعنی مالک خطبے میں علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کون خیر اس امت میں افضل ہے

بعد ہمارے پیغمبر کے سینے عرض کیا کہ تم یا امیر المومنین فرمایا تمہیں افضل اس مرتبے کے بعد ہمارے پیغمبر کے
ابوبکر بن جعفر بن ابی شامہ اور جعفر بن ابی شامہ کی روایت کی ابوبکر الاخری نے کہ کہا ابوجحیفہ نے کہ میں نے سنا کہ علی رضی
رضی اللہ عنہ کو نے میں بالائے منبر فرماتے تھے ان خیر ہذا الاممۃ بعد نبیہا ابوبکر ثم جعفر ثم
عمر یعنی افضل اس امت میں بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر بن جعفر عمر بن ابی بکر کے کہا کہ جس وقت کہ جناب
مترجمی اپنی مملکت میں کسی خلافت پر تھے یہ حدیث اونسے تواتر منقول ہوئی یہاں تاکہ کہ کچھ اور اشقی
آویں ان سے روایت کی اور بعض طرق میں اس لفظ سے روایت ہوئی کہ فرمایا الاوانہ بلغنی ان رجلاً
یفصلونی فی من وجدناہ فضلی علیہما فہو مفضل علیہ ما علی المفضل بن علی گاہ ہو کہ مجھ کو
خبر پہنچی ہے کہ کچھ لوگ مجھ کو تفضیل دیتے ہیں پس جب کو میں پاؤں تفضیل دیتا ہوں وہ ان پر وہ منفری ہوئی
وہی سناؤ جو کہ منقریون کی سزاؤں غور کا مقام ہے کہ حضرت منظر العجائب امام المشرق والمغرب علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ کو تفضیل دینے والا منقری ٹھہرے اور میان جیو اور ان کے بالکل کو تفضیل دینے والا منقری ہو
بلکہ ابنا لقب صادق رکھے اور کہے کہ کو انصاف الصادقین ہمارے واسطے ہوئے انھیں لا تھی الا انصار و
لکن نفعی القلوب الی فی الصدور اور عبد بن حمید اور ابوالعزم نے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے ما طلعت الشمس ولا غربت علی احد افضل من ابی بکر الا ان یکن نبی و فی لفظ
ما طلعت الشمس علی احد بعد النبیین والمرسلین افضل من ابی بکر یعنی آفتاب کے طلوع
وغروب کیا اوپر ایسے کے کہ افضل ہو ابوبکر سے اور ایک عبارت یوں ہے کہ نہ طلوع کیا آفتاب بعد انبیا اور نہ
اوپر کسی کے کہ افضل ہو ابوبکر سے اور طبرانی نے روایت کی کہ فرمایا حضرت نے ان روح القدس جبریل
خبر فی ان خیر امتک بعدک ابوبکر یعنی روح القدس جبریل نے مجھ کو خبر دی کہ تمہاری امت کا افضل
بعد تمہارے ابوبکر ہے اور ذوالفطنی نے روایت کی کہ جابر سدی نے کہا کہ ایک در کچھ لوگ کوئے اور زبیر
کے خدمت میں محمد بن عبداللہ بن حسن رضی اللہ عنہم کے حاضر ہو کر حال ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پوچھنے
لے اوتھوں نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا انظر الی اہل بلادک لیسئلون عن ابی بکر و عمر
چما عندی افضل من علی یعنی ملاحظہ کر اپنے ملک کے لوگوں کو مجھے سوال کرتے ہیں حال ابوبکر و عمر کا
مالک وہ دونوں نزدیک میرے افضل ہیں علی سے انتہی اور شکوۃ المصاحبی میں یہ روایت حدیفہ رضی اللہ عنہ
خرمیں ایک حدیث کے ہے کہ فرمایا حضرت صالت ابی بکر صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ہذا اصلاک لہ یذیل

الارض نقطہ قبل هذه الیلہ استاذ سرہان یسلم علی وی بشر فی بان فاطمة سیدہ
 نساء اهل الجنة وان المحسن والحسین سید شباب اهل الجنة رواہ الترمذی یعنی
 ایک فرشتہ ہر آج کی رات سے پہلے کبھی میں برزہ اور اتھا اپنے رب سے بڑا لگی مانگ کر آیا کہ مجھ کو سلام
 کرے اور خبر تجھی مناسو کہ فاطمہ سیدہ یون اہل جنہ سے بہترین و حسن و حسین حبیبان اہل
 جنت سے افضل ہیں اور اس سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر و عمر سید
 کھول اهل الجنة من الاولین والاخرین الا اللہین والمرسلین رواہ الترمذی ورواہ
 ابن ماجہ عن علی بن ابی طالب و عمر من کھول متبعین کے ہیں اولین اور آخرین سے سوا ایسا اور مسلمان
 کے کھول جمع کمال کی ہو اور کمال مریدانہ سال و مویہ کہتے ہیں کہ فی الصراح یعنی حوالہ گو دینا میں کمال
 موصے ہیں اور کمال سرار ہیں رتبہ بہشت میں سب جوان ہونگے صاحب مرقاات نے کہا کہ جامع صغیر میں ہے
 کہ اس حدیث کو روایت کیا امام احمد نے اور ترمذی نے اور ابن ماجہ نے علی بن ابی طالب سے اور ابن ماجہ نے ابوجحیفہ
 اور ابویعلیٰ نے اور سیار نے مختار میں ان سے اور طبرانی نے واسطی میں جابر بن عبد اللہ اور ابو سعید خدری سے
 اور ریاض میں علی بن ابی طالب سے اسی اور شیخ عبد الحق نے فرمایا کہ جب سرور بڑھوں کہ ہونگے جوانوں کے ہر بڑ
 اولی ہوں اور مرید اس قول کی وہ روایت ہے کہ مرقاات میں امام احمد رحمہ سے منقول ہوئی کہ سید اکھول
 اهل الجنة وسباہا بعد النبیین والمرسلین یعنی ان سید ہیں بڑھوں اہل جنت اور جوانوں
 اسکی کے بعد ایسا اور مرسلین کے یہاں سے معلوم ہوا کہ لفظ کھول حدیث میں واسطی نے حضرت کے حکم کھول سے
 نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ سولے انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے سب افضل ہیں اس واسطے مرقاات میں لکھا ہے
 کہ مراد اولین سے اولیا پہلی امتوں کے ہیں پس افضل ہیں اصحاب کوفہ سے اور موسیٰ آل فرعون سے
 اور حضرت خضر سے بشرطیکہ اولی ہوں اور مراد آخرین سے اولیا اور علما و شہداء اہل امت کے ہیں اور الا انہم
 والمرسلین کی قیید سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام خارج ہو گئے اور خضر بھی بشرطیکہ نبی ہوں پس تعریف لفظ کھول
 اس واسطے فرمائی کہ حالات انسانی ہیں یہ حالت کمال عقل و علم کی ہوتی ہے اور جنت میں سب بقدر عقل کے ملے گا
 جیسا کہ خندہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے جناب ترقوی کو فرمایا کہ جب آدمی طرح طرح کی نیکیوں سے
 تزیین آئی اور ہونڈیں تم با انواع عقل و قرب پیدا کر وہ اب سوال کیا جانا ہے کہ تمہارے مہدی بھی گلشت
 بہشت کا ارادہ رکھتے ہیں یا نہیں اگر کہتے ہیں تو مہتری اور سیادت حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی قبول

کرین اور غمغوی ہر بار ہی اور بڑی سستی سے نہایت بجزرت رسالت اور ان کے اصحاب کے توبہ کریں چنانچہ
یہ جو صاحب بیچ فضائل نے لکھا ہے کہ ہم کو حکم الہی ہوا کہ جیسا کہ ابوبکر صدیقؓ کو ملنا تھا اور ہمیں جب جبریل
اور رب فرشتوں کو کل پوش بنایا تھا ایسی ہیمان بھی کیا انتہی جیسا کہ شروع اسباب میں ضمن نقل و مکرر
گذر چکا ہے اصل محض ہر اس واسطے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا سبب الابرار حضرت رسالت میں مدد کو دینا
تو مقرر ثابت ہو چکا نہ یہ مشکوٰۃ میں امیر المؤمنین عمرؓ سے روایت ہے کہ قال مرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم ان تصدق ووافق ذلک عندی ما لا یفقد الیوم اسبق ابابکر ان
سبقتہ یوماً قال جئت بنصف مالی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما
البقیت لا ہلک فقلت مثلاً واتی ابوبکر کل ما عندہ فقال یا ابابکر ما البقیت
لا ہلک فقال البقیت لہم اللہ ورسولہ قلت لا اسبقہ الی شیء ابداً واما اللہ
والود اود یعنی انہا امیر المؤمنین عمرؓ نے کہ ہم کو حکم کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم راہ خدا سے تعالیٰ
میں کچھ خرچ کریں اور اتفاقاً اس وقت میرے پاس مل بھی بہت موجود تھا پس میں نے کہا لا اگر میری نقد
میں کسی ذہن ابوبکر پر غالب ہوتا ہی تو آج کے دن میں اون پر غلبہ لیا ہوں گا پس میں نے اپنا آدھا مال لاکر
حاضر کر دیا حضرت نے فرمایا کہ تو اپنے اہل و عیال کے واسطے کس قدر چھوڑ آیا میں نے عرض کیا کہ جس قدر
لایا ہوں اس قدر راونکے واسطے بھی چھوڑ آیا ہوں اور ابوبکر صدیقؓ نے جو کچھ کہ پاس تھا سب حاضر کیا حضرت
پوچھا کہ اپنے اہل و عیال کے واسطے کیا چھوڑ آئے عرض کیا خدا اور رسول کو اس واسطے چھوڑ آیا میں نے
دل میں کہا کہ کسی چیز میں میں اپنی سبقت نہ لیا ہوں گا کبھی اتنی لیکن جبریل اور فرشتوں کا مثل ابوبکر صدیقؓ
کی پوشناک بدلنا اسکے ثبوت میں کلام ہر متواضعی و خرقہ میں لکھا ہے کہ غمغوی اور ابن عساکر نے روایت کی
کہ عبد اللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ ایک روز میں خدمت میں حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر تھا
اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں ایک عبا پہنے ہوئے کہ دونوں طرف اسکے کاڑیوں اور کاسوں
اٹکا کر ملائے ہوئے حاضر تھے میں نے جبریل علیہ السلام نے فازل ہو کر اس حال کا حضرت سے استفسار کیا
حضرت نے فرمایا کہ ابوبکر نے قبل فتح مکہ کے سب مال مجھ پر خرچ کر ڈالا جبریل نے کہا کہ حق تعالیٰ او کو سلام
فرمایا ہے اور پوچھتا ہے کہ اس فقر میں مجھے راضی ہو یا نہیں ابوبکر نے کہا کیا میں اپنے پروردگار سے رنجیدہ
ہوں گا میں اپنے پروردگار سے راضی ہوں اور ہند اس حدیث کی غیب ہر مبرا اور ابو نعیم ابو ہریرہ اور ابن مسعود

[illegible]

سے مثل اس حدیث کے روایت کی اور سند اس کی بھی ضعیف ہے اور ابن عساکر نے مانند اسکے روایت کی ابن عباس سے اسے اور ضعیف بواسطہ ایک سند کے ابن عباس سے یوں روایت کی کہ جبریل ایک طائفہ
 یعنی پانچ گز ستر دلی جیسے ہوئے اور اسکو کارٹیوں سے اٹکائے ہوئے آئے جب حضرت رسالت پناہ
 سبب پوچھا تو جواب یا کہ اللہ تعالیٰ نے فرستو تو فرمایا ہر کہ تم آسمان میں متخلل شلال ہو جیسا کہ ابو بکر
 میں ہو کہ میں ابن کثیر نے کہا کہ یہ حدیث نہایت سنگرہ اور اگر اس حدیث اور اس سے پہلے کی حدیث کو
 بہت سے لوگ متداول کیے ہوئے تو اسی سے اسرا سے کرنا بہتر تھا اور امام قطب الدین محمد بن محمد
 گوئی نے کتاب الکشف والافصاح عن الحدیث الموضوعة بالمستنبطہ بالصحیح میں لکھا ہے کہ ہذا وضع
 بد الالہامیانی یعنی اس حدیث کو بنایا ہو وہ ہاتھ اثنانی نے اور حافظ ابن العزاق نے اپنی کتاب
 اسماء الرجال اور تذکرہ موضوعات میں لکھا کہ یہ حدیث ابن عباس سے بطریق ابی بکر اثنانی کے روای
 ہو وہو ما عملت ید الہ یعنی اور وہ پنجہ اوں حدیثوں کے ہے کہ ابو بکر اثنانی کے دو ہاتھوں سے
 بنایا ہو انتہی اب غور کیے گا مقام ہر کہ انکے مہدی اس قسم کے رابطہ یا بس کو میں سنگرہ یا کسی کتاب
 میں دیکھ کر تقلید اویسی باتیں اپنے اور اپنے مریدوں کے واسطے بنالیا کرتے تھے اب انکے ہاتھ
 غایت خجل نے خبری سے اس سبب کو قطعیات و یقینیات سمجھتے ہیں حاصل کلام حدیث اول یعنی حضرت
 ابو بکر صدیق کا متخلل لیا ہونا اگرچہ ضعیف ہے لیکن موضوع نہیں ہو اور امت کے اسکو قبول کیا ہے
 کہ آج تک دورین مدینہ طیبہ کے جیکہ مرقہ اور صدیق اکبر پر سلام پڑھواتے ہیں یہ الفاظ بھی اوس میں شریک
 کرتے ہیں کہ یا من انفق ماله کما فی سبیل اللہ حتی تخلل بالعباء اور حدیث ثانی یعنی جبریل اور
 لانا کہ آسمانی کا متخلل لطف سے ہوا موضوع ہے اور اوسکا موضوع ہونا یہ علم حدیث پر اس قدر ظاہر ہے کہ اس
 واضع کا بھی نام معلوم ہے اب سوال کیا جاتا ہے کہ تمہارے ہمدیکو اپنے کشف سے کہ عرش سے فرشتے
 بھیلا تمہاری بات منکشف ہوئی تھی کہ یہ قلعہ غلط ہے ابو بکر اثنانی کی گراہت ہے کہ خدا اور رسول اور انکے
 اوترا کیا ہے یا باکل معلوم ہوئی تھی اگر معلوم تھی تو کیوں حدیث باطل کی روایت کی اور خدا اور عالم پر
 ایسے کذب کی نسبت کی اور انکا کیا تقویٰ تھا کہ اتنی بڑی معصیت سے اجتناب کیا کہ حدیث متواتر
 ہے کہ من کذب علی محمد اقلیتہ و اقلیتہ من النار یعنی جس نے کہ جھوٹ باندھا مجھ پر قصدا
 پس ٹھکر اویسے اپنے گال میں اور سلم اور زندی نے روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالت پناہ نے

ابو بکر صدیق

کہ من حدیث عینی حدیثا و هویری انہ کذب فقہوا حدیثا کاذبین اور ابن ماجہ میں یوں ہے کہ
من وی عینی حدیثا و هویری انہ کذب فقہوا حدیثا کاذبین اور لفظ کاذبین بصیغہ جمع اور تشبیہ
و دونوں طرح سے روایت کیا گیا ہے یعنی جو شخص کہ مجھ سے کوئی حدیث روایت کرے اور حالانکہ جانتا ہو
کہ وہ جھوٹ ہے پس وہ روایت کرنے والا بھی جھوٹوں میں سے ہے یا ایک جھوٹوں میں سے ہے یعنی ایک
شخص کہ جس نے اس حدیث کو بنیاد و سرایہ کہ جس نے کوئی کون کو سنایا اور امام نووی سے شرح مسلم میں
فرمایا کہ حرام ہے حدیث موضوع کا روایت کرنا اور اس شخص کو کہ جانتا ہو کہ وہ موضوع ہے یا گمان غالب کرتا ہو
خواہ وہ حدیث قسم احکام سے ہو یا ترغیب ترہیب غیر وہ سے ہو سب حرام ہے اگر کہ اس سے اور قبح القبا
سے ہے یا جماع اور مسلمین کے کہ جماع میں قابل شمار کے ہیں اور جماع ہی اہل حل و عقد کا کہ عوام الناس پر
جھوٹ بولنا حرام ہے چہ جائے اوس ذات پر کہ قرآن و سنن کا شرع ہے اور کلام اوس کا وحی ہے اور کذب و سیر
بائنہ جھوٹ باندھنے کے ہے خدا نے تعالیٰ پر اس لیے کہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُؤْتِيهِ
جیسا کہ رسالہ موضوعات میں ملا علی قاری نے نقل کیا اور یہاں تو باندھنا و تشبیہ کی کیا حاجت ہے بلکہ
بلا واسطہ خداوند عالم پر بھی کذب باندھا گیا کہ بولے کہ حکم الہی ہو اگر جیسا کہ ابو بکر صدیق نے کلمہ پڑھا
تھا اور جسے جبریل اور سب فرشتوں کو مکمل پوش بنایا تھا ایسی یہاں بھی کیا کہ کَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ اَنشَى
عَلَى اللَّهِ كَذِبًا یعنی پس کون ظالم زیادہ ہے اس شخص سے کہ باندھے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ اور اسی طرح سے
خلفائے راشدین باوجود اس طویل صحبت کے نہایت کم حدیث روایت کرتے تھے اور حضرت ابو بکر
اور عمرؓ سے جب کوئی ایسی حدیث بیان کرتا کہ وہ حضرت رسالت سے نہ سنی ہو تو اس سے گواہ
مانگتے تھے اور ڈرتے تھے اور علیؓ فرماتے تھے کہ قسم کھلوں تھے اور بعض صحابہ و تابعین احتیاطاً بعد
روایت حدیث کے یہ الفاظ بولتے تھے قریباً من ہذا و نحو ہذا تشبیہ یا یعنی بھی الفاظ فرماتے ہیں بلکہ
قریب و مشابہ فرماتے نہیں اور اگر ان کے مددیکو یہ بات بالکل معلوم نہ ہوئی کہ ملائکہ اسمانی مکمل پوش نہ ہوتے
تھے اور ابو بکرؓ رضانی نے یہ انفر کیا ہے بلکہ انھوں نے دوسروں سے سن کر بحسن ظن روایت کر دیا تو وہ قیامت میں
لازم آئیں ایک کہ خداوند عالم کی طرف کیوں نسبت کی اور دیکھ کہ وہ کلام انکا غلط تھا کہ حق تعالیٰ نے بندے
کو احوال تمام مہجرات کے ایسے بتلا دیے ہیں جیسا کہ کسی کے ہاتھ میں انی کاوا دہو اور ہر طرف پھرا کر
کہا حقہ پچان لیں سے اور واقف ہو جاوے جیسا کہ اوپر مذکور ہے چنانچہ ہر غلطی کے بعد تقدیر بطلان حدیث کا

لارم آیا اسوالت کہ دانستہ کذب حضرت برائت پر اور با لغت پر باندہ صناعہ سی کی ستان ہین ہر
اور اگر ناہنگی سے تھا تو احوال تمام موجودات کی غیب الی کا دعویٰ غلط ہوا اور مدعیوں کے نزدیک
مدعی کے کشف و غیب بن خطا ممکن نہیں ہر

باب ششم بیان میں ان کے ادیبوں کے کہ مدد دیوں نے جناب میں حضرت انبیا
و مسلمان اور حضرت خاتم الرسالہ سید الاولین و آخرین کے ادا کی بین

تواہد الولايت کے اویسویں باب میں لکھا ہے کہ ایک وزیر ان کے عزیز آمد اور محمد ص کے حق میں کہا
کہ ان دنوں کو مقام پر یہ صلوات اور سلام علیہ کا دیا گیا ہے اگر جتنے اور گے کو برجر جاتے لیکن یہ کہج کیا

چاہتے ہیں جب عظم ہو چکا وہ دونوں شخص سب سے دست بوس کر کے رخصت ہوئے ایک تیسرے دن
مرا اور دوسرے دن ایضاً مطلع الولايت میں لکھا ہے کہ ملک سند میں بادشاہ اور وہاں کے مسلمانوں

نہایت تنگ کیا بیان تاک کہ بھوکوں کے مارے جو راسی مرید ہوا ہی میراں کے رگئے میراں نے بہتار
دی کہ ان سبکو مقامات انبیا و مسلمان اور اولوالعزم کے ملے ایضاً تواہد الولايت کے آٹھویں باب میں

لکھا ہے کہ شیخ مہاجر نے مردے کو زندہ کیا اور مدعی نے اسکو قائم مقام مہتر علیسی علیہ السلام کا فرمایا
مصنف کتاب مذکور کا کتاب کہ البتہ فقیر نے ثابت مدعی کو جلیبے کہ عین مقام عیسیٰ علیہ السلام

قر باذن اللہ سے اقترا کرے ایضاً تواہد الولايت کے حبیبیوں باب میں لکھا ہے کہ ایک نیراں
کہا کہ خداوند تعالیٰ نے بندے کے وصف پیغمبروں سے بیان فرمایا اس لیے اکثر پیغمبروں کو تمنا تھی کہ بندے

کی صحبت میں پوچھیں اول التیسویں باب میں لکھا ہے کہ اکثر انبیا اور مسلمان اولوالعزم و امامان گنتے تھے
کہ بار خدایا ہکو امت محمدی میں کر کے مدعی کے گروہ میں داخل کر دے اور میں سے مہتر سہا

کی دعا مقبول ہوئی کہ اب اگر میرے باب ہوں گے چنانچہ صاحب یوان مہر ہی اور ان کے نعت میں
لکھتا ہے شعر علیٰ چہ عالم کر ز اوم عیسیٰ پیو پیچی خلیل از موسیٰ مہنہ بود تعایت لبجفتش ہو سے چہ

ہر چہ بہت از ولایت مست نامور ولہ نقطہ آن دائرہ مفتی سلمان مہنہ متہنگا ہر مسلمان
خواستہ فرقی ہر کے اولین ہنہر حاجلی ان آخرین ہنہر معلوم ہے کہ اس قوم میں کلام غمزہ میر

اد نقیبات اور کلام ہری اور مولود اصل الاصل شمار کیا جاتا ہے جیسا کہ سارہ بشارت حاسے میں لکھا ہے
ایضاً شیخ فاضل بن لکھا ہے کہ میراں قصاے حاجت کے واسطے جاتے تھے حاجی محمد فرجی نے

باب ششم بیان میں ان کے ادیبوں کے کہ مدد دیوں نے جناب میں حضرت انبیا و مسلمان اور حضرت خاتم الرسالہ سید الاولین و آخرین کے ادا کی بین

ہو چکا کہ میراں جو تمام تو نے عینی کتاب و نیک میراں ہاتھ پیچھے کر کے کہا کہ بندے کے پیچھے آوین گے
 فوراً حاجی محمد کو مقام عینی روح اللہ کا حامل ہو گیا میراں کی زندگی بھر توجیب ہا بعد فرار کے سندھ
 میں طرف نگر ٹھٹھکے جا کر دعویٰ عیسویت کا کیا وہاں کے حاکم نے اسکا نہ رکھا ڈالا سید محمود نے بھی دیکھا کہ
 اس کے مارنے کے واسطے بھیجا تھا وہ اس کے قتل کی خبر سنکر راہ سے اپنے شاہ دلاور نے بشارت دی کہ
 اس کے غرغے کے وقت توبہ قبول ہو گئی سید محمود نے کہا کہ ہمدی کی تصدیق کی تھی ضائع ہوا ایضاً
 پنج فضائل میں ہر کہ دلاور نے اپنے میراں سے روایت کی کہ آدم علیہ السلام ناک کے نیچے سے بالائے
 سترک مسلمان تھے اور نوح علیہ السلام زیرِ خلق سے بالائے سترک مسلمان تھے اور ابراہیم و موسیٰ علیہما
 زیرِ سینے سے سترک مسلمان تھے اور عیسیٰ زیرِ ناف سے بالائے سترک مسلمان تھے دوسری بار جو ان کے
 پورے مسلمان ہو جاوینگے اب وہ مسلمان ہیں اور کہا کہ اس نقل کی صحت پر یہ دلیل ہے کہ میراں نے
 کہا ہے جو کہ خدا نے تعالیٰ کو مقید دیکھے وہ مشرک ہے ایضاً شواہد الولاہیت کے چوبیسویں باب میں لکھا ہے
 کہ میراں نے کہا کہ حق تعالیٰ نے ارواح اولین و آخرین کی حاضر کر کے فرمایا کہ اے سید محمد ان سب ادراج کا پیشوا
 بنا قبول کر لے میں نے اپنی عاجزی پر خیال کر کے غدر کیا پھر غنائت خدا تعالیٰ پر کہ میرے حال پر تیرے
 نظر کر کے کہا اگر سو خدا اس سے زیادہ ہوں تو بھی قبول کیا ایضاً شواہد الولاہیت کے چھبیسویں
 باب میں لکھا ہے کہ درمیان محمدین کے فرق نہیں ہے اور فرق کرنے والے کو زیباں ہے یعنی محمد مصطفیٰ علیہ
 علیہ السلام اور سید محمد جو پوری برابر ہیں استغفر اللہ العظیم اور جو ہر نامے میں لکھا ہے دوسرے نبی ہمدی
 یکے کے جانور برابر اجتہاد عقلی سونے پاک ہند طائر باطن تابع متبوع حق کو کمال اور اک ہند دیگر اگر ولایت
 کل نبوت جز کل غیر مخلوق جز مخلوق بعد اس کے بیان کیا کہ حدیث الولاہیت افضل من النبوة کی پانچ وجوہ ہیں
 وجہ اول ولایت صفت خالق کی اور نبوت صفت مخلوق کی دوم ولایت مشغولی ساتھ حق کے
 اور نبوت مشغولی ساتھ خلق کے سوم ولایت امر باطن ہے اور نبوت امر ظاہر ہے چہارم ولایت خاص میں ہے
 اور نبوت عام ہے پنجم ولایت کو نہایت نہیں اور نبوت کو نہایت ہے ایضاً بشارت نامے میں لکھا ہے
 کہ ہمدی نے کرات و مرات کہ کہا کہ بندے کو مقام و مراتب جلا نبیاء اور اولیاء اور مومنین اور مومنات کے
 بلکہ احوال حلالہ موجودات کے ایسے معلوم ہو گئے ہیں جیسا کہ صراف کے سونے اور چاندی کو تا حد میں لکھ کر
 ہر طرف پھرتا ہے اور کہ حق تعالیٰ ہی انہی سے اور اسی سے میں نے بھی جو کہ میراں نے کہا کہ بعد موت غائبین

کے امام امیا اور اولیا کا ختم ہو گیا لیکن مقامات اور درجہ امیا اور اولیا کا بندہ کے گرد میں ملات
 ملک جاری ہو اور پیغمبر کا اس گرد میں ہونے کی تمنا کرنا بھی اسی میں ہو یہ بھی کچھ کہ جو میرا
 خبری سب سچ جانتا اور اپنا اجتہاد چھوڑ دینا نقل میرا میں اجتہاد و قیاس عقل حرام ہے ایضاً
 وصالہ الامستقیم میں لکھا ہے اور اسکی عبارت بعینہ یہ ہے نبی ممدی علیہا السلام کی ذات موصوفہ مجمع
 صفات مرتباً مسلمان ظاہر و باطن کلام اسد سون برابر فرق کرنا ہے کا فر مرد و اتھی ایضاً رسالہ
 صرح الاسرار میں لکھا ہے کہ نبی علیہ السلام کے ایک صدیق اور ایک نظیر صدیق ابو بکر رضی اللہ عنہ
 اور نظیر ظاہر و باطن کے میرا بن اور میرا بن کے دو صدیق دو نظیر ایک صدیق سید محمود ابی ہدی
 دوسرے صدیق خود میرا اور نظیر شریعت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نظیر حقیقت میں خود میرا
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریعت میں نظیر ہیں لیکن برابر میرا بن نہیں ہیں ایضاً مطلع الالایہ میں
 لکھا ہے کہ جب سید محمد جو چوری نے مقام فراہ میں انتقال کیا اون کے صحابی الہام مدید نے
 ایک مرثیہ بنا کر دسویں کے روز جمع تمام صحابہ میں پڑھا کہ منجملہ اس کے شعر تھے قطعہ در شرف فضل
 داد زمان را بر اولین چہ در داکہ چہ سال بنامید در عدد و منہ فضلت کہ بر جمع میرا شہ از خلد اہم بار
 بروز حشر شفاعت گرازا حد ایضاً نسخ فصائل میں لکھا ہے کہ میرا بن کے کہا کہ اگر بندہ اور محمد مصطفیٰ
 اور ابراہیم علیہما السلام ایک نامے میں ہوتے تو کوئی ہرگز فرق نہ کر سکتا اور ان کے خلیفہ والا ور نے
 کہا کہ اگر محمد کو اللہ تعالیٰ ان نبیوں کو دکھلا دے ہرگز فرق نہ کر سکوں ایضاً شواہد الولاہیت کے
 تیرہویں باب میں لکھا ہے کہ ممدویت اور نبوت میں نام کا فرق ہے اور کلام اور مقصود ایک ہی الغیا
 مطلع الولاہیت میں لکھا ہے کہ سید محمد کہ دعویٰ ممدویت سے پہلے سات برس بیہوش رہے اور مجاہد
 اوقات نماز ہوش میں نہ تھے لیکن انکی جو ربوبی الہدی نے پوچھا کہ میرا بن کی کیا سبب
 کہ اسقدر بیہوش رہتے ہو اور تحمل مہین کر سکتے ہو اے ایسی بڑی در پر تجلی الوہیت کی ہوتی ہے کہ اگر
 ان دریاؤں سے ایک قطرہ کسی کی کامل با نبی سرل کو دیا جاوے تمام عمر ہوش میں ناوے فرمان
 حق تعالیٰ کا ہوتا ہے کہ چونکہ محمد خاتم ولایت محمدی کا کیا ہے اس سبب سے فرض ادا کرتے ہیں
 ایضاً مطلع الولاہیت میں لکھا ہے کہ سید محمد جو چوری نے کہا کہ بندہ کے پاس تصحیح ہوتی ہے
 کسی نے پوچھا کہ میرا بن کی تصحیح کسکو کہتے ہیں بولے یہ جو ایک پادشاہ کی جا سے پر دوسرا پادشاہ

تحت نشین ہوتا ہے اور لڑکے کو ملاحظہ کرتا ہے اس کو کیا کہتے ہیں کہا کوئی عرض کرتا اور بھٹے آمدہ نیاندہ بھی
کہتے ہیں بولے ایسی ہورہا ہوتی ہیں ات دن چوتھے ہیں کہ بندے کو فرصت نہیں ہے ہر نماز سے فارغ ہونے
ہی حکم ہوتا ہے کہ سید محمد خلوت میں جاوے کہ نقیہ ارواح کو بھی دیکھ لیا اور تمام ارواح اولوالعزم اور رسولوں
اور انبیاء اور اولیاء بلند مرتبہ اور تمام مومنین اور مومنات کی آدم سے اس دم تک سب بندے کے
حضور میں عرض کی جاتی ہیں کسی نے پوچھا کہ یہ حضرات اپنی خدمات پیغامبری کی ادا کر کے اپنے
مقامات کو پونچھے ایسا نیکے ارواح کے جائزے اور تصحیح سے کیا فائدہ جواب یہ کہ حق تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے
کہ جس خزانے سے تمہیں نور لیا تھا پھر اس محل سے مقابلہ کر کے تصحیح کرو اور یہ بھی خدا تعالیٰ فرماتا ہے
کہ جو شخص یہاں مقبول ہوا وہ خدا کے پاس بھی مقبول ہے اور جو یہاں مردود ہوا وہ خدا کے
مردود ہے اور پنج فضائل میں لکھا ہے کہ سید محمد نے کہا کہ جیسا کہ بندے کے پاس تصحیح ہوتی ہے یہاں
خود میرے پاس بھی ہووے گی ایضاً انشاء اللہ اولالہ ولایت کے اکتیسویں باب کی سیستیسویں خصوصیت میں
لکھا ہے کہ جناب سالنات ماب نے مہدی کے اصحاب کا مرتبہ اپنے مرتبے کے برابر فرمایا ہے اور اس پر
ایک حدیث نے صہل بیان کر کے بولتا ہے کہ اول مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہنچانا چاہیے تاکہ
مقام ان لوگوں کا معلوم ہووے اور جب کہ قوم ایسا ہووے اور انکا امام کیسا ہووے گا پس ظاہر ہوا کہ
وہ افضل سے ہے اشی واللہ المستعان علی ما تصفون ایضاً پنج فضائل میں لکھا ہے کہ ایک سالنات
مینا بن عبد الرحمن ایک حدیث بروایت ابوذر غفاری کے پڑھ رہے تھے اوس میں اس مقام پر پونچھے
کہ فرمایا ہے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بھائی میرے کہ وہ برابر میرے مرتبے کے ہیں شاہ
نظام نے سنکر کہا کہ حیثیت عوام اصحاب مہدی کی ہے اور بڑے اصحاب کا مرتبہ اس سے بھی دور اور آگے
استغفر اللہ العظیم ایضاً پنج فضائل میں لکھا ہے کہ ایک وزیر نماز فجر کے سب بھائی صفت بستیٹھے
تھے شاہ دلاور نے اپنی عورت خود بوا کو بتلا کر کہا کہ دیکھو یہ وہ لوگ ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا ہے
ہم انہی پر جہنم لیتی یعنی وہ بھائی میرے ہم مرتبہ میرے ہیں اور ایک زرد کھلا کر کہا کہ یہ بمقام مسلمان کے
ہیں اور کہا کہ مسل او سکوتے ہیں کہ ہنتر جبریل اوس پر وحی لاوین لیکن بارہ آدمی اوان سے بھی فاضلتر
ہیں اور ایک وزیروسف کو بتلا کر کہا کہ یہ سب بھائی جو بیٹھے ہیں ہم اخوان ہنتر لئی کا مقام رکھتے ہیں
یعنی برابر حضرت رسالت پناہ کے ہیں مگر چار شخص اس سے بھی بڑھ کر مقام رکھتے ہیں اوس سے بڑھا

کہ وہ جاد کون ہیں کہ مانتا رہے بحالی عبد الجبار و بیان عبد الملک و تقاسمی عبد اللہ الیاد ابا عبد الغفر
 خلاصہ کلام یہ کہ اس فرقہ نے بال کے نزدیک دیکھے مہدی کے مرید حضرت ابیہا اور مرسلین کے برابر
 بلکہ برتر ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ نے اپنی اور گستاخی پر کیا مذکر مہدی کے مرید اپنے مرید نکور اور حضرت
 خاتم المرسلین کے بلکہ بعض نکور فاضل اور جناب سے جانتے ہیں لیکن بعض ان میں سے جو اپنے
 ستین اہل علم جانتے ہیں جس وقت کہ اسے یہ باتیں پوچھی جاتی ہیں تو تھوڑا سا خدا سے شرمناک کہتے ہیں
 کہ یہ باتیں فقط لکھنے کے واسطے ہیں اعتقاد اس پر نہیں ہو کہ مہدی کے مرید برابر انبیاء اور مرسلین کے
 یا افضل ان سے ہوں فقط اس قدر اعتقاد ہم رکھتے ہیں کہ وہ ات مہدی افضل ابو بکر صدیق سے اور
 برابر ہر ساتھ ذات سرور کائنات علیہ السلام کے اور ہر کوئی مسئلہ تسویہ بولتے ہیں اور اس مسئلہ کو
 اگلے اگلے اور پچھلے اپنی دوستی میں بہت حوم و دام سے مدلل اور بہرہ من کرتے ہیں کہ مصرع فکر پر
 بقدر بہت اور سن و بیان سے معلوم ہوا کہ ان کے مہدی کا دعویٰ کرنا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے سب راجع
 اولین اور آخرین کا بیٹا بنایا اور میرے پاس تمام ارجح الاولیٰ العزم اور رسولوں اور انبیاء اور اولیاء اور مرسلین کی
 آدم سے اس تم تک صحیح ہوتی ہے اور مقبولی اور مردودی ہمارے پاس کی مقبولی اور مردودی خدا کے
 پاس کی ہے اور ان کے خلیفہ کا اپنے مرید و نکو حضرت خاتم الرسالہ سے افضل ہونا سب غلط اور
 خطا یا دعویٰ تسویہ کا غلط اور خطا ہے افسوس کہ نظام کو خدا سے شرم نہ آئی کہ کہا برابر حضرت سید المرسلین
 کے ہونا صفت عوام اصحاب مہدی کی ہے اور خواص کا مرتبہ اس سے بھی دور ہے اور لا اور کو خدا کا
 نہ آیا کہ کہا میرے لوگوں میں چار شخص حضرت سے بھی بڑھ کر مقام رکھتے ہیں واللہ المسوعان
 علی ما تصفون باقی کلام متعلق اس باب کا باب تسویہ میں آدھے گا انشاء اللہ تعالیٰ

باب ہفتم میں بیان ان نئے ادیبوں کا کہ فرقہ مہدویہ نے بجناب حضرت

آفریدگار عالم جل جلالہ کے کی بیان

پچھ فصل میں لکھا ہے کہ خود میر نے کہا کہ میر کے بیٹے سید غنی نواسے مہدی کے ساتھ ہر شے اللہ تعالیٰ کی
 کرنا ہی تعالیٰ اللہ عنہ خلقت علو اکبر الیضا شواہد الولاہیت کے اور تسبیحوں باب میں لکھا ہے
 کہ خود میر نے کہا مہدی جیسا کہ آیا تھا کیا کسی نے صبا حق بیجا سے کا تھا اس کو نہ پہچانے کہ وہ مسافر
 اللہ حق قدرہ فہم من فہم الیضا شواہد الولاہیت کے اور تسبیحوں باب میں لکھا ہے کہ میر کے

میں ہر شے اللہ تعالیٰ کی کرنا ہی تعالیٰ اللہ عنہ خلقت علو اکبر الیضا شواہد الولاہیت کے اور تسبیحوں باب میں لکھا ہے کہ میر کے

لوگوں نے ایک اجہ کے ملک میں اپنی گائے یا بیل کو ذبح کر ڈالا اور وہ راجہ واسطے انتقام کے آیا جب نظر لگوئی
 انہر پڑی مستحق ہو کر سر باؤن پر رکھ کے بولا کہ گائے کے پیدا کرنے والے نے گائے کو مارا ہم کس سے
 جنگ کریں اور انہوں نے اس کلام پر کچھ اٹھا کر کیا ایضاً شاہد اللہ ولایت کے آٹھویں باب میں لکھا ہے
 کہ ایک فرشتہ بھیجا چند دنے میں بول ہے تھے کہ سب حق ہی مہدی نے کہا کہ ہاں جاننا ایمان ہی
 بولنا کفر ہے اور سب بھڑھری بات کہی کہ سب حق ہی حبیب و تین بار ایسی تکرار ہوئی مہدی نے کہا
 کیا پراسے خدا پر متعبد ہو گئے ہو آگے بڑھو اور یہ بیت پڑھی شعر ہزارم ازان کہ نہ خدا کے کہ نہ داری
 ہر لحظہ مرا تازہ خدا سے درگست ہے ایضاً شاہد اللہ ولایت کے پندرہویں باب میں لکھا ہے کہ خود میر نے
 کہا کہ میراں جیو چھوٹیں وہ آنکھیں کہ مہدیکو دیکھیں ہوں بندے نے اپنے خدا کو دیکھا اور میراں جیو
 سب سنکر کہا کہ ہاں بھائی سید خود میر جو کچھ دیکھا سو تحقیق ہی خدا کے تئیں خدا دیکھتا ہے ایضاً
 شاہد اللہ ولایت کے سترہویں باب میں لکھا ہے کہ سلام اللہ نے پوچھا کہ میراں جی لوگ آپ پر گمان
 مہدویت کا کرتے ہیں کیا مہدی آپ سے بڑھ کر ہیں تبسم کر کے بولے کہ مہدی سے خدا بڑھ کر ہے
 ایضاً پنج فضائل میں لکھا ہے کہ میر انجیو نے اپنے بیٹے سید محمود سے کہا کہ بھایا میں بندہ ہوں خدا
 مجکو بندہ کیا اور تمکو بھی بندہ کیا خدا فی الحال ہو جانا ہر لیکن بندہ ہونا محال ہے شکر خدا کا کہ مجکو اور تمکو بندہ
 کیا اور مالک اپنے ملک کا کیا ایضاً پنج فضائل میں لکھا ہے کہ خود میر نے کہا کہ جو شخص خدا ہوتا ہے خدا کو
 پہچانتا ہے ایضاً پنج فضائل میں لکھا ہے کہ مقام فراہم ہیں ایک روز میر انجیو میان نعمت کے سامنے آکر
 بولے کہ انا اللہ رب العالمین نعمت نے پوچھا کہ تم ذات اللہ ہو بولے بندہ بندہ ہی لیکن ذات
 اللہ رب العالمین ہی حبیب و سری بار پوچھا تو بولے کہ بندہ بندہ ہی لیکن ذات اللہ ہی اور غیر میں
 میں جواب دیا کہ بندہ بندہ لیکن ذات اللہ ہی بعد اسکے ایک ساعت پھر آنکھ بند کر کے کھڑے رہے
 پھر اللہ جی بول کر بی بی ملک ان کے گھر میں گھس گئے ایضاً پنج فضائل میں لکھا ہے کہ سید محمود نے اپنے
 باپ سید محمد جونپوری سے روایت کی کہ انھوں نے کہا میں نہ کسی سے جدا گیا اور نہ پہنچے کہ کسی کو جانا
 اور ایک دوا بنے خلیفہ مولانا کے سامنے یوسف نے وقت و غلط کے سورہ اخلاص پڑھا جب
 لہو یلد و لہو یولد پر پونچا دلاور نے کہا یلد یو لہو پھر یوسف نے کہا لہو یلد و لہو یولد کسا
 یلد یولد عبد الملک نے کہا یوسف چپے ہو میان جی ولایت کا شرف بیان کر سکتے ہیں کہ

ہیں جو منی ہر ایضاً پنج فصائل میں لکھا ہے کہ او کے حلیفہ نعمت نے کہا میں بندہ و کینہ نعمت ہوں کبھی
 میں معاہدہ جاتا ہوں اور کبھی بندہ ہوتا ہوں اور کبھی عین حق ہوتا ہوں اور عین حق کے شین دیکھتا ہوں
 اور کبھی حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے تو یہ اور تمہیں میں ہوں ایضاً اور پنج فصائل میں لکھا ہے کہ شاہ نظام نے
 ایک نیا لکھا کشف ظاہر کیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے یو چھ کر بندہ دیکھو پھر فرما ہاں اگر
 تو کہتے تو یہ درجہ اس کو دوں و گرنہ ہرگز ندوں پس میں سفارش کر کے دلا دیتا ہوں ایضاً پنج فصائل میں
 ہے کہ شاہ نظام نے ایک لکھا معاملہ دیکھا حاصل اس کا یہ ہے کہ نظام پارہ یادہ ہو گیا اور میران انگو گل کے پھر
 ثابت ہو گیا اور انگو گل کے اور انگو گل دیا پھر میران لکھے ہو گئے اور میں نگل گیا پھر انگو گل دیا بعد اس کے محمد
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لکھ کر انگو گل کے پھر انگو گل دیے پھر میں ثابت ہو گیا اور مجھ کو ثابت نگل گئے میران
 دیے یہ پھر حضرت رسالت مکمل ہو گئے اور میں نگل گیا پھر انگو گل دیا پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی ایسی
 جو واجب مینے یہ معاملہ اپنے میران سے بیان کیا کہ انگو گل کی ذات ہوئی اور بندے کی ذات میں تم فدا
 ہو گئے استی بالجدہ نافرین بالانصاف پر واضح ہو گا کہ دلیل اخلاق سے ایمان تک اس قدر کلمات و مشا
 ان بزرگوار سے منقول ہوتے کہ سلف سے خلف تک آج تک کوئی مسلمان ایسے کلمات زبان پر
 نہ لایا ہو گا یا ان ہم خلفا ان کے کہتے ہیں سولے اسکے دوسرے ارشادات مخفیہ میران کے ایسے
 وحشت افزا ہیں کہ تمام مذکورات سابقہ یہ مانگ ہے اس میران کا اور کو نہ ہو اس طوفان کا چننا پھر
 جو ہر نامے میں لکھا ہے کہ شاہ نعمت نے کہا کہ جو کچھ مہدی نے فرمایا ہے اگر بندہ مکافقہ اس کو بیان کرے
 میران حال تم لوگوں میں ایسا ہووے جیسا کہ قصاب گلے کا گوشت برہمنوں کے محلہ میں لچا کر بولے
 کہ یہ گوشت گلے کا ہے اس کو لیو اور شاہ نظام نے کہا کہ اگر جو کچھ میران سے میں نے سنا ہے یہ بیان کرنا
 برا ہے یعنی بندے کو سنگسار کریں اور پنج فصائل میں لکھا ہے کہ نوذمیر نے کہا کہ اگر جو کچھ مہدی سے میں نے
 سنا ہے یہ بیان کروں آفتین ہمارے تین سنگسار کریں اور انعامانہ کے اب ہفتہ میں لکھا ہے کہ
 میاں ملاو سے چند بار کہا ہے کہ جو کچھ میران سے میں نے سنا ہے اگر وہ بولے مہاجرین کے بیان
 کروں یہی لوگ مجھ کو سنگسار کریں انہی ستمانہ جو کلمات کہ منقول ہو چکے وہ اس قدر مخالفت
 دین ملت ہیں کہ مخالفین اسے بسبب ان کلمات کے چار سو برس سے آج تک انکو سنگسار اور ہرجا
 سے نکال نکال کر لے تھیں اور جو کلمات کہ ان میں خاص خلفا کے ہمشیرہ و مستور ہیں وہ اس قدر

اور جو کلمات کہ منقول ہو چکے وہ اس قدر مخالفت
 دین ملت ہیں کہ مخالفین اسے بسبب ان کلمات کے چار سو برس سے آج تک انکو سنگسار اور ہرجا
 سے نکال نکال کر لے تھیں اور جو کلمات کہ ان میں خاص خلفا کے ہمشیرہ و مستور ہیں وہ اس قدر

بدتر و سنگر ہیں کہ اگر خود ہمدی لوگ بلکہ اوں میں انھیں انھو اخص عاجزان ہمدی میں پاؤں تو خاص
 ہا نشینان ہمدی یعنی میان خمیر اور میان نظام اور میان لا اور کو سنگسار کرین العیاذ باللہ کیا
 مذہب ہے کہ مخالفین اور موافقین کلمہ معین سنگسار کر کے کوتاہیہ ہوتے ہیں مقبولیت خلائق علامت
 مقبولیت خلائق کی اور بغض و کھار خلائق خصوصاً بغض و نفرت اہل میں کی نشانی ہے بغض و کھار الہی کی
 چنانچہ مشکوٰۃ میں حدیث صحیح مسلم کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ
 کو دوست رکھتا ہے جو جبرئیل کو فرماتا ہے کہ میں فلا نے سے محبت رکھتا ہوں تو بھی محبت رکھتا ہے جبرئیل اس
 محبت رکھتے ہیں پھر آسمان میں پکارتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلا نے شخص سے محبت رکھتا ہے تم بھی محبت رکھو
 پس اہل آسمان اس سے محبت رکھتے ہیں پھر رکھ دی جاتی ہے اس کے واسطے مقبولیت اہل میں ہیں اور جب اللہ
 کسی بندے سے بغض رکھتا ہے جو جبرئیل کو فرماتا ہے کہ میں فلا نے شخص سے بغض رکھتا ہوں تو بھی اس سے بغض رکھتا
 ہے جبرئیل اس سے بغض رکھتے ہیں پھر پکارتے ہیں اہل آسمان میں کہ اللہ تعالیٰ بغض رکھتا ہے فلا نے سے
 تم بھی بغض رکھو اس سے پس بغض رکھتے ہیں اس سے اہل آسمان پھر رکھ دیا جاتا ہے اس کے واسطے بغض
 زمین میں انتہی منقولات صدر میں چند موال بطور نمونے کے کیے جاتے ہیں رد اس کے قباح کا استیعاب
 خارج حد بیان سے ہے سوال اول نقل اول کے کیا معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ خود میرے بیٹے کے
 ساتھ کھیلتا کرتا ہے تمام اہل دیان سماوی اور تمام عقلاے عالم کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ عبث و لعب
 اور جمیع عیوب سے پاک ہے اور خود اپنے کلام مقدس میں فرماتا ہے کہ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ
 وَمَا بَيْنَهُمَا لَاعِبِينَ اور ہم نے زمین بنایا آسمان و زمین اور جو ان کے سچ ہے کھیلنے کے لیے پس
 یعنی کھیل جناب باری پر ثابت کرنا مخالفانہ ہوا قرآن اور عقاید جمیع اہل دیان و ایمان کے سوال دوم
 نقل چہارم میں اسکے کیا معنی ہیں کہ چہاں بھیک سنے کہما کہ سب حق ہے میرا سنے کہما کہ ماں دہانہ
 ایمان ہے بولنا کفر ہے مسئلہ وحدت وجود کا میرا سنے کہ نہ تو ایک حق ہے یا باطل اگر باطل ہے اس کے
 حسنتے کو ایمان کہنا خطا ہے اور اگر حق ہے اس کے بولنے کو کفر کہنا خطا ہے جن اولیا اور علمائے اس کو حق
 جانا ہے مدہا سائل اور کتاہین اس کے میان میں تصنیف کی ہیں اور اگر بولنا کفر تھا تو خود میرا کیوں بولے
 کہ لا انا رب العالمین چنانچہ نقل نم میں موجود ہے اور نقل نجم وغیرہ میں میراں و خود میرا دونوں ہی بولے
 ہیں پس اگر جانتے ہیں کہ کفر ہے دیدہ و دلہنہ کفریات کیوں زبان پر لاتے ہیں اگر کہیں کہ عوام کے دوپڑ

بولنا کفر ہو تو وہاں عوام کہاں تھے وہاں سفاحی الخاص جمع تھے یہاں تک کہ کتابھی ہر اکاؤد مقام رکھتا تھا
 کہ اصحاب مدی کو شرماتا تھا چنانچہ خلق ہفتہ ہم میں مذکور ہو چکا علاوہ کہ جب حق بات ہوتی اگرچہ
 باریک در دقیق ہو نہایت لامریکہ عوام کے روبرو اسکا تذکرہ نے احتیاطی اور گناہ ہو گا کفر کیونکر ہو گا
 بلکہ اعتقاد ایمانی کے کلم کو کفر بولنا خود ہے احتیاطی اور گناہ سخت ہو سوال سووم اونسی پن چارم میں اسکے کیا
 ہیں کہ کہا پڑانے خدا پر تنقید ہو گئے ہو کہ بڑے شو شہر بزرگم از ان کہ نہ خدا کے کہ تو دہریہ پڑے
 مر تازہ خدا سے دگرست چہ انتہی استغفر اللہ العظیم خدا کے عالم واحد ہو اور قدیم ہو اور اس پر اوجہ
 اوہل شہود کا اتفاق ہو کہ سب سکی وحدت اور قدم کے قائل ہیں یہ پڑانے سے بیزار ہو گیا معنی
 اور آگے کہاں بڑھو اور ہر لحظہ تازہ خدا کیسا کوئی مسلمان بھی حضرت الوہیت میں ایسے کلمات
 یہاں کہ زبان پر آتا ہے **وَتَعَالَى عَمَّا يُصِفُونَ** سوال چہارم نفل ہفتہ میں اسکے کیا معنی ہیں
 کہ خدا فی الحال ہو جاتا ہو لیکن بندہ ہونا محال یہی آدمی خدا فی الحال بن سکتا ہو لیکن بندہ ہونا محال ہو
 اور پھر ہمیشہ شکر ہوتا ہو کہ خدا نے مجھ کو اور تم کو مالک اپنے ملک کیا معنی بندہ ہونا کہ ممکن بالاصل
 اسکے امتحان اور محال ہونے کے قائل ہوے اور پھر اسکے فعلیت اور وجود کے بھی قائل ہوے اور
 خدا کا کہ محال ہو اسکے امکان فعلیت کے قائل ہوے عجیب تینوں قسموں پر کہ بیان سے باہر ہو
 یہ دعویٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اور تم کو مالک اپنے ملک کیا مالک اللہ تعالیٰ ہی فقط **قُلِ اللَّهُمَّ**
مَالِكِ الْمَالِ اور کوئی اسکے ساتھ ملک میں شریک نہیں ہو کہ **لَوْ كُنْ لَهُ شَرِيكٌ فَاَلَمَّا**
يُنِىٰ مَعِي میں ہر کوئی اسکے شریک ملک میں میرا نہ خود میرا **يَقُولُ لَوْ كُنَّا كَذِبًا** سوال پنجم
 دہم میں اسکے کیا معنی کہ نہ میں کسی سے جٹا گیا اور نہ میں نے کسی کو جٹا اور خلیفہ دلاور نے کسی
 دلاوری کی کہ نص فرما لی کہ **يُولَدُ لَكَ وَيُولَدُ لَكَ** میں تجھ پر کرے اس کو یولد یولد پڑھا وہ بیت
 شان الہی میں ہے نہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے پیدا ہوا نہ اللہ تعالیٰ کسی سے پیدا ہوا جب اس کو
 یولد یولد پڑھا تو یہ معنی ہو کہ خدا سے بھی لوگ پیدا ہوتے ہیں اور خدا بھی کسی سے پیدا ہوا
 سبحان اللہ شیخ زہد کی شان اس قدر بڑھی کہ کہتے ہیں میں نے کسی سے جٹا گیا اور نہ میں نے کسی
 جٹا اور خدا سے سبحان سبحان کی شان اس قدر گھٹائی گئی کہ وہ جٹا بھی ہو اور جٹا بھی گیا ہیں ان
 ہی کے لفظ **وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا اَيُّ مَقْلَبٍ يَنْقَلِبُ** سولہ اسکے

اور بہت اعتراضات اور سوالات منقولات مذکورہ الصدر پر وارد ہوتے ہیں کہ اہل خروبادی النظر
استنباط کر سکتے ہیں اس واسطے بیان بطور نمونے کے اسقدر پرکتفا کی گئی واللہ بھیدی کی شہادت
رالی صراط مستقیم

باب ہشتم بیان تسویہ میں مشتمل و مطلب

یہ عمدہ مطالب اور اس عقائد مہدیہ کی کہ بغیر اس اعتقاد کے آدمی کو مومن نہیں سمجھتے ہیں جیسا کہ
بغیر اقرار مہدویت شیخ جوینر کے آدمی کو ایمان سے دور جاتے ہیں پس بڑی بحث اونکے مذہب میں
دو ہیں ایک اثبات اور دوسرا تسویہ بحث اثبات کا کہ بحث دلائل مہدویت تھا الفضل الہی
نجومی انجام پذیر ہوا اب بحث تسویہ میں اوسکے فضل پر اعتقاد کر کے ابتدا کی جاتی ہے وَعَلَيْكَ
فَوْزُكَ وَهُوَ كَبُورُ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ موضح ہو کہ اس بحث میں دو مطلب ہیں مطلب اول کہ
قوم مذکور دعوی کرتے ہیں کہ شیخ جوینر مہدی موعود ہیں اور مہدی موعود افضل ہیں امیر المومنین ابو بکر اور
امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہما سے مطلب دوم یہ کہ مہدی موعود مساوی ہیں جمیع مراتب و مراتب
میں ساتھ حضرت سید الاولین و آخرین خاتم المرسلین ابوالقاسم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مطلب اول کا پہلا مقدمہ کہ شیخ جوینر مہدی موعود ہیں باب اثبات میں نجویں تین وجوہ باطل ہو چکا
اوسکے اعادے کی حاجت نہیں ہے اور بعد بطلان اوس مقدمے کے اگرچہ مقدمہ ثانیہ اور مطلب دوم
الفرض والتقدیر ثابت بھی ہووے مہدی و یونکو مصلحتاً نہیں ہے کیونکہ یہ بولیں گے کہ ابن مرقہ مراتب
بلکہ شمنانہم راست پس ابطال مقدمہ ثانیہ و مطلب دوم کا حقیقت میں بخاطر مہدیوں کے نہوا بلکہ اس واسطے
کہ وہ دونوں امر بھی چونکہ خلاف واقع اور مخالف عقائد اہل سنت ہیں خصوصاً مطلب دوم کہ نہایت محتاج
نصوص واجماع اہل اسلام کے ہے ابطال فرما دیا و مسکاح و معلوم ہوا لا حول ولا قوة الا باللہ
الْعَلِيَّ الْعَظِيمِ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ رَبَّنَا اقْبَلْ مِنَّا
إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ مطلب اول کا مقدمہ ثانیہ رسالہ اعتقادات و عملیات
مصنفہ سید عیسیٰ ملقب بعالم میان میں لکھا ہے قولہ مہدی موعود افضل ہیں امیر المومنین ابو بکر و عمر
رضی اللہ عنہما سے دلیل نقلی اسکی یہ کہ شواہد الاولایت کے تیسویں باب میں لکھا ہے کہ فراہمہ کے
علمائے اون کے مہدی سے پوچھا کہ تم امت رسول اللہ میں داخل ہو کہ ایمان داخل ہوں علمائے

ناجیہ شہادت میں مشتمل
و مطلب

مطلب اول کا پہلا مقدمہ کہ شیخ جوینر مہدی موعود ہیں باب اثبات میں نجویں تین وجوہ باطل ہو چکا

مطلب دوم کہ مہدی موعود مساوی ہیں جمیع مراتب و مراتب میں ساتھ حضرت سید الاولین و آخرین خاتم المرسلین ابوالقاسم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کہ کہ حدیث میں آیا ہے کہ اگر ایمان ابوبکر صدیق کا ساتھ ایمان است کے ذریعہ کیا جاوے تو ایمان
 ابوبکر رضی اللہ عنہ کا گران ہوگا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکر صدیق سب سے زیادہ فاضل میں جواب دیا
 ایمان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گران ہے یا ایمان ابوبکر کا علمائے نے کہا کہ ایمان محمد مصطفیٰ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گران ہے جواب دیا کہ ایمان اس نبی سے کا عیس ایمان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گران
 علمائے نے کہا کہ تم اس امت میں داخل ہو کس طرح ایمان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوگا تو
 دیا کہ میں اس امت میں داخل ہوں جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس امت میں داخل ہیں جیسا کہ تم اس امت
 نے فرمایا ہر مَنَّا كَانُ اللَّهُ لَجَبِّكَ نَكْمُ وَأَنْتَ فِيمَنْ جَوَاب خلاصہ کلام یہ ہے کہ علمائے نے استدلال
 کیا کہ جبکہ تم داخل امت ہو اور ایمان ابوبکر صدیق کا غالب ہے تمام امت کے ایمان سے تو تمہاری
 ایمان پر بھی کہ خرد ہے ایمان امت کا غالب ہو اور میران نے اس استدلال کو یوں دفع کیا کہ
 امت میں داخل ہونے سے مجھے ترجیح ایمان ابوبکر صدیق کی لازم نہیں آتی جیسا کہ میں نے صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کہ ایمان اوں کا ابوبکر سے افضل ہے حالانکہ امت میں داخل ہیں دلیل اس آیت
 کے کہ وَمَا كُنَّا إِلَّا اللَّهُ لِنُعْزِلَ عَنْكَ وَأَنْتَ فِيمَنْ یعنی اور نہیں ہے یہ شان اللہ تعالیٰ
 کی کہ عذاب کرے اوں پر اور حالانکہ تم امیر اوں میں موجود ہو محضیٰ نہیں ہے کہ مددی اپنے
 مددی کی اس تقریر کو مزائب تقریرات اور عجائب جوابات سے جانتے ہیں اور حالانکہ یہ ایمان
 جواب کو سوال سے ذہ بھی مناسب نہیں ہے اور آیت کریمہ میں اسرار اوں کے مطلب کے مخالف ہے
 اس واسطے کہ علمائے کی غرض یہ تھی کہ تم خرد است ہو اور جب خرد ہوے تو کل کی مملکت سے
 جزو کی مملکت لازم ہوئی اور انھوں نے تسک کیا آیت سے آیات میں ہرگز جزئیات کا ذکر
 نہیں ہے بلکہ طریقت کا بیان ہے جب جانتے ہیں کہ پیغمبر سے قرابت بھی جاتی ہے اور جزا و کل میں قرابت
 نامعلوم ہے ورنہ آپ اپنا ظن ہونا لازم آوے اور مطلب آیت کا یہ ہے کہ جب تک کہ تم اوں
 رہتے ہو اوں پر عذاب آلی نازل نہ ہوگا اگرچہ وہ اس کی خواہش بھی کریں اس واسطے
 کہ عادت آلی ایسی ہے کہ جب پیغمبر امت سے باہر ہو جاتے ہیں تب عذاب اور تہا ہے جیسا کہ
 امت صالح اور لوط علیہما السلام کا قصہ مشہور ہے اور انھوں کا مقام ہے کہ اوں کے میران
 نے غور کیا کہ پیغمبر کا امت میں داخل ہونا کیا معنی امت دو قسم ہے امت دعوت اور امت

اجابت امت دعوت اوسکو کہتے ہیں کہ پیغمبر جنکو خدا کی طرف دعوت کرنے اور راہ بتلانے کے واسطے آئے ہیں اور کفار بھی باہم معنی اٹلاتے ہیں انبیاء علیہم السلام کا انہیں داخل ہونا محال ہو اور امت اجابت اُنکو کہتے ہیں کہ جنھوں نے اس دعوت کو قبول کیا اور پیغمبر کے تابع ہوئے اور انبیاء علیہم السلام باہم معنی بھی داخل امت نہیں ہو سکتے اس واسطے کہ تابع اور متبوع میں فرق ضرور ہے اور سب سے زیادہ حیرت اور افسوس اس بات کا ہے کہ یہ ہمدی اپنے تئیں یہیں مبرا داندہ بولتے تھے اور بیان کلام الہی میں اپنے تئیں لاثانی جانتے تھے اور اتنا بھی نہ سمجھتے کہ اس آیت میں ضمیر فہم کی طرف کفار کے پھرتی ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تک تم ان کفار مکہ میں رہتے ہو تب تک اللہ تعالیٰ ان پر عذاب نازل کرے گا جیسا کہ تفصیل اسکی تفسیر کشاف اور سیفناوی اور معالم التنزیل اور جلالین اور کبیر اور مدارک میں ہے بلکہ جسکو کچھ بھی سمجھ کلام عرب کی ہوگی اوسکو بغیر جوع تفاسیر کے آیت کے سیاق اور سباق سے یہ مطلب صاف ظاہر ہو جاوے گا اس واسطے اوس پر یہ کہ یہ کافیل اور مابعد کھا جاتا ہے وَاَذْكُرْ مَبَايِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَتْلُونِ اَوْ يَتْلُوا اَوْ يَخْرُجُونَ وَيَخْرُجُونَ وَاللَّهُ تَعَالَىٰ خَيْرٌ مِّنَ الْكَافِرِينَ ۝ وَاذْكُرْ اَعْلَمُ مَا تَنَادُّوا قَالُوْا اَقَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَا اِنْ هٰذَا اِلَّا اَسَاطِرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَاذْكُرْ اَلَا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حَجَارًا مِّنَ السَّمَاءِ اَوْ اُنْزِلْ عَلَيْنَا اِبَالًا يَّلِيْهِ ۝ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فَرِيحٌ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الْاَيَةُ اُنکے ہمدی سے اس ظاہر آیت کے فہم میں ایسی خطا مرتب ہو نا دال ہے اس بات پر کہ یہ ہمدی نہیں ہیں اسطور سے کہ ہمدی اونسکے نزدیک معصوم ہیں خطا سے اور یہ نجات کا یہ معنی اُنکے ہمدی نے فقط مفسرین کے خلاف کیے بلکہ نص قرآنی کے خلاف کیے یہ بات اس واسطے لکھی گئی کہ ہمدوی اپنے ہمدی سے نقل کرتے ہیں کہ اُنھوں نے کہا ہے کہ جو بیان مفسرین کا اور جو حدیث کہ بندے کے موافق ہو اوسکو اعتبار کرنا اور جو مخالف ہو اوسکو ماننا اور دعوی کرتے ہیں کہ ہمدی کا کوئی قول و فعل مخالف امر قطعی ہے نص قرآنی یا حدیث متواتر کے ہونا محال ہے حالانکہ اس ایک مقام کے سوا مقامات کثیرہ میں

[illegible]

مخالفات قطعیات کی باقیل میں مسطور ہو چکی تفسیر کلام سابق سے ثابت ہوا کہ اوسکے بعد ہی اس
 است میں اصل میں اور استدلال آیت مذکورہ سے غلط ہوا اور حدیث مذکورہ کو علمائے زراعت سے
 سنکر سلیم کیا یہ جواب سوال کیا جاتا ہے کہ اسکے کیا معنی ہیں کہ ایمان اس بندے کا عین ایمان نبی صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کا ہو اگر یہ مراد ہے کہ ایمان اس بندے کا قوت اور کیفیت میں ساتھ ایمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کے اس قدر مساوی اور برابر ہے کہ مجازاً اسکو عین بولا جاتا ہے بطریق گائے چھو کے تو یہ بات سرسرا ہوا ہے
 اس واسطے کہ جیسا کہ ایمان ابو بکر صدیق کے ایمان سے کم ٹھہر اتنا ایمان حضرت رسالت سے بہر تہ
 کم ہوا اور اگر عین سے مراد عینیت حقیقی ہے اور مطلب یہ ہے کہ جھگو جھگو ایسا نہیں ہو بلکہ وہ ایمان
 کہ حضرت کی روح مقدس کی صفت ہے اسکو بعینہ میں اپنا سمجھتا ہوں اور سوا اسکے دوسرا ایمان
 اپنے نفس میں بہن کہتا ہوں تو یہ بات نہایت غلط ہے لہذا کہ جب تمہارا نفس اور جسم حضرت کے
 نفس مقدس اور جسم الہی سے جدا اور متمایز ہے تو مثل اور اوصاف اور خصوصیات کے وصف ایمان بھی
 تمہارا علم ہو چاہیے ورنہ حضرت کا ایمان تمہارے کیا کام آویگا اگر ایسی کام آتا تو کوئی ایمان نہ آتا اور ایک
 حضرت کا ایمان سب کے واسطے کفایت کرتا ایسا ہرگز نہیں ہو بلکہ اللہ تعالیٰ بعینہ کرنا نبیا علیہم السلام
 فرماتا ہے تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ حَلَّتْ كَهَامًا كَسَبَتْ وَكَلِمَةً مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تَسْلَوْنَ
 عَنْهَا سَكَاتٌ الْعَمَلُ ۝ یعنی وہ ایک جماعت تھے گذر گئے اور کلمہ ہی جو کلمہ گئے اور تمہارا ہر جرم کلمہ
 اور تم سے پوچھ نہیں اوسکے کام کی اور اگر یہ مراد ہے کہ ایمان حضرت کا مستقل ہو کہ بعینہ مجھ پر آگیا
 تو یہ بات غلط اور نقلاً باطل ہے اس واسطے کہ ایمان ایک عارض نفسانی ہے ہر اور عرصہ کا مستقل ہونا
 ایک محل سے دوسرے محل کو بانفاق عقلائے عالم کے باطل ہے اور بطور فرض محال اگر مستقل ہو تو
 مقدس کا اس صفت سے ظالی ہونا لازم آوے ہنغفر اللہ العظیم حالانکہ تمام اہل ملت اسلامیہ فاضل ہیں
 کہ روح مقدس جیسا کہ حیات میں با علی صفات و کمالات بستر یہ موصوف تعبی اب بھی و نہین معنی
 سے بلکہ یونانیو مانیو ادس سے موصوف ہے چاہے ایمان کی کہ اصل اور مبدا تمام کمالات کا ہر اور
 اگر کہیں کہ وہ ایمان مع ادس روح کے انہیں ملو کیا تو پوچھا جاتا ہے کہ تمہاری روح بھی تم میں ہے یا
 نہیں اگر ہے تو تم دو دل ہوے ادبہ بھی باطل ہے بلکہ اس آیت کریمہ کے کہ مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ
 مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ حَیْۤیَۃٍ اَکَلَاۃً یعنی اللہ تعالیٰ نے نہین بنائے کسی مرد کے دو دل اور سب کے لئے

قائم مقام کل اولیاء کے ہیں اتنی جواب باب پنجم میں کثرت سے احادیث میجو صریح اس مقام
 میں گذرین کہ ابوبکر صدیق بعد امیاء علیہم السلام کے تمام خلق سے افضل ہیں پس نول صاحب
 مرقاۃ کا اس کے مقابل رتبہ اسدلال کا میں رکھتا ہوں اور اگر کلام صاحب مرقاۃ کا تمہارے نزدیک
 کالوجی من السماء ہے تو تمہارے مذہب کی بالکل بچ گئی ہو جائے گی کیونکہ غرض صاحب مرقاۃ کی
 اس کلام سے مراد تمہارے متعصبوں کے مخالف ہو اب یہاں ترجمہ تمام عبارت مرقاۃ کا کہ
 متعلق اس مقام سے ہے لکھا جاتا ہے کہ عفا لے انصاف پسند پر حقیقت حال کھل جاوے
 تو آتا علی فارسی صاحب مرقاۃ لکھتے ہیں کہ اختلاف ہے اس امر میں کہ حدیثی اولاد امام حسن
 ہیں یا اولاد امام حسین سے اور ممکن ہے کہ دونوں طرف سے نسب لکھتے ہوں اور طاہر تریہ پر جواب
 باب سے حسنی ہو دین اور جابان سے حسینی قیاس کرنے کو اور احوال حضرت اسمعیل و یحییٰ
 صاحبزادوں حضرت ابراہیم علیہم السلام کے کہ جب کہ سب انبیاء بنی اسرائیل کے اولاد و یحییٰ علیہ السلام
 میں ہوئے اولاد اسمعیل علیہ السلام میں فقط ایک ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو کر قائم مقام
 سکے اور خاتم الانبیاء ہو کر نعم البدل ہوئے ایسی چونکہ اکثر امید اور کارہانت اولاد حسین صلی اللہ
 علیہ میں ہوئے مناسب ہو کہ احسن بنی اللہ علیہ کا سیطرہ پر جبر نقصان کیا جاوے کہ ان کو ایک
 ایسا دیا جاوے کہ خاتم اولیا اور قائم مقام سائر انبیاء کے ہووے اتنی آب غور کا مقام ہے کہ حدیث
 جو چوری تو ان کے لوگوں کے نزدیک حسینی ہیں اگر وہ خاتم الاولیا ہوئے تو امام حسین کی اولاد میں
 اور بھی لال انفرایش ہو گئی اور ہمیں امام حسن کا جبر نقصان کیا ہو بلکہ ان کی اولاد کو تو سرسرخ حرام ہوا
 علاوہ یہ کہ لفظ اولیا کا اگرچہ معنی لغوی صحابہ کرام اور انبیاء و مرسلین بلکہ ملائکہ مقربین اور کر و بیہین
 کو بھی شامل ہے لیکن عرف میں حبیب و لیا بولتے ہیں تو مراد اس سے وہی اولیا ہوئے ہیں کہ سوائے
 انبیاء اور ملائکہ اور صحابہ بلکہ امیر اہل بیت کے ہیں چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی رح نے مختصر بحوالہ
 میں اسکی تصریح بھی کی ہے جیسا کہ لفظ دابہ کا کہ اہل میں متاثر ہے چرچہ جانداز کو کہ چلتے ہیں
 زمین پر لیکن اہل عرف نے اسکو خاص کیا چار یا پون پر پھر دوبارہ خاص کیا گھوڑوں پر اب
 اگر کوئی دابہ نے قرآن کے بولے تو اس سے فقط معنی عرفی سمجھیں گے اور انسان وغیرہ
 نہ سمجھیں گے اور وہی صاحب مرقاۃ لکھتے ہیں کہ ابوبکر صدیق افضل ہیں بعد انبیاء کے تمام

اولیاس امت اور امم سابقہ سے چنانچہ باب پنجم میں بل میں حدیث دوم سید اکمل اہل البخیتہ کے
گزر چکا اور وہی صاحب قات تھارے مہدی اور اونکے گروہ کو نہایت بُرائی سے یاد کرنے میں
چنانچہ اس کتاب میں بعد دو ورق کے لکھتے ہیں کہ بلاد ہندوستان میں ایک گروہ ظاہر ہوا ہے کہ انکو
مہدی ہی بولتے ہیں انہیں کچھ ریاضتیں عملی اور کثرتِ غلی ہیں اور جہالات ظاہر ہیں بخلاف انکی جہالت
ایک ہر اعتقاد رکھتے ہیں کہ ہمارے شیخ جو ظاہر ہو کر مر گئے اور مدفون ہوئے بعضے بلادِ خراسان
میں ہی مہدی موعود تھے اور اب انکے سوا کوئی مہدی جو دین ناوے گا اور انکی گمراہیوں میں
سے ایک بات ہے کہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ جو شخص اس عقیدے پر نہوے وہ کافر ہے اور ہمارے شیخ
عارف، مدولی شیخ علی منتقی نے ایک سالہ جامعہ علامات مہدی میں سبیل سیوطی سے منتخب کر کے
تالیف کیا اور اسوقت جو چاروں مذہب کے علما مکہ معظمہ میں موجود تھے انہیں اس باب میں فتویٰ
پوچھا ہے فتویٰ دیا کہ جو شخص کہ حکومت اور قدرت رکھتا ہو ورنہ اسکو واجب ہو کہ انکو قتل کرے
تمام ہوئی عبارت مرقاۃ کی اور اسبطرح ملائے موصوف اپنے ایک سالہ احوال مہدی میں بھی ہجوم کی
تضلیل و تکفیر کرتے ہیں اور طریقہ یہ ہے کہ جو معنی اور مقام خاتم الاولیا کا یعنی مساوات اور ابد و علوم انبیا و رسل
کو عیسیٰ میان مہدی موافق اپنی فہم ناقص کے قصوص الحکم سے سمجھ کر اپنے شیخ جنپور کے حق میں
جما تے ہیں چنانچہ آئندہ آویگا و سکولامے موصوف اس سالے میں کفر صریح ٹھہراتے ہیں اور تحقیق
اس امر کی کہ خاتم الاولیا اصطلاح حادث ہے اور ان اہل اصطلاح کے نزدیک مراد اس سے مہدی نہیں ہیں
مطلب و مہم میں آویگی انشاء اللہ تعالیٰ قولہ سوال یہ خلاف ہے حکم قطعی کا جوامع سے ثابت ہے کہ اہل فضل بعد
انبیا علیہم السلام کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جواب نور الانوار وغیرہ میں کتب اصول سے مذکور
ہے کہ حکم اجماع کا قطعی ہو نہیکور کن شرط یہ ہے کہ تمامی امت کہ میں کہ اجماع کیا ہے اس حکم پر اور متفق ہوئی
تمام امت اس حکم پر اگر اس حکم میں ایک شخص بھی اختلاف کیا تو وہ حکم قطعی نہیں ہوتا ہے اور اختلاف
اس ایک کا مانند اختلاف اکثر کے ہے جائز ہے کہ صواب اس ایک کی طرف ہو و باقی تمام خطا پر بیرون
اور اگر کسی نے اختلاف نہیں کیا و لیکن بعضے ساکت رہیں تو اسکو اجماع سکوتی کہتے ہیں اس میں
خلاص ہے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا کہ یہ اجماع ظنی ہے نزدیک و نیکے انتہی آب ظاہر ہے کہ اس
حکم میں ایہ فرق تفضیلیہ وغیرہ کا خلاف قدیم سے چلا آتا ہے اور اسطر حکما اجماع اس حکم تفضیلی میں

ممنوع غیر ممنوع پر تمام ہوئی عبارت رسالہ مذکور کی جواب بیان جو تیسے نور الانوار بلکہ غیر فقہیہ
 طولانی بابائی تمحارے مقصود کے واسطے ہرگز مفید نہیں ہوگا مفسر اور ہمارے مقصود کے واسطے
 مفید اور موافق ہو شرح اوسکی یوں ہی کہ تمام امت کا متفق ہونا اجماع میں شرط نہیں ہے بلکہ
 کہ اجماع دو قسم ہے ایک وسلیات پر اجماع کرنا کہ جس میں اجتہاد اور رائے کی حاجت نہیں ہو بلکہ
 ہر خاص عام اوسکو سمجھ سکتا ہو جیسا کہ اس بات پر اجماع ہے کہ ہر روز پانچ نمازین فرض ہیں اور رمضان
 کے روزے فرض ہیں کہ اگرچہ یہ چیزیں نص قطعی سے ثابت ہیں لیکن اجماع بھی اس پر مفید ہوا یہی
 چیزوں کے اجماع میں البتہ تمام عام وقاص امت کا متفق ہونا شرط ہے اور مسئلہ تفضیل ابو بکر صدیق
 رضی اللہ عنہ اس قسم کا نہیں ہے دوسری قسم ہے کہ ایسی بات پر اجماع کرنا کہ جس میں رائے اور اجتہاد کی
 حاجت ہو جیسا کہ احکام نکاح اور طلاق اور بیع وغیرہ کے میں عوام امت کا لا انعام ہیں اور انکا متفق
 ہونا کچھ ضرور نہیں ہے فقط اجتہاد کو لایک ماننے کے خواہ عصر صحابہ کرام کے ہوں یا کسی اور عصر کے
 ہوں جبکہ اس بات پر متفق ہو گئے اجماع قطعی ہو گیا اور اس اجماع میں جو علماء کہ مرتبہ اجتہاد کو
 نہیں پہنچے ہیں مثل عوام الناس کے یہ اعتبار میں جیسا کہ فقط متکلم ہو یا فقط مفسر یا محدث ہو
 کہ طریق اجتہاد اور قیاس سے بھرہ نہ لگتا ہو یہ خلاصہ ہو تو ضیح اور دائرہ تحقیق النجاشی اور مسلم الشیوخ
 اور مسئلہ تفضیل کا اسی قسم ہے کہ یہ بیان اس بات کا کہ کون انسل البشر ہے بعد انبیاء علیہم السلام کے
 مجتہدوں کا کام ہے کہ اول معنی افضلیت کے پچانا بعد اوسکے احادیث اور آیات کہ ہر ایک کے اثر
 وار ہیں اسکو جمع کر کے نہایت خوض اور تنقیح کے بعد ایک شخص پر حکم افضلیت کا کرنا پس ایسے ایک
 مقدمے میں عوام امت کو کیا دخل ہے بجز تقلید کے اور اس اجماع میں تمام امت کا متفق ہونا جو تیسے
 شرط ٹھہرایا نہایت خطہ ہے یہ اجماع صحابہ کرام کے عصر میں منعقد ہوا کہ اونسے بڑھ کر اس مقدمے کا
 پچانا دوسرے کو قسم محالات عادیہ سے یہی صحابہ میں جو لوگ تنہا اجتہاد کا رکھتے تھے اور انکا اتفاق
 کافی ہے اگر ثابت ہو جاوے اور یہ جو تیسے اپنی تقریر کا اثر نکالا کہ ایہ فرقہ تفضیل کا خلاف قدیم
 چلا آتا ہے تو اجماع ممنوع ہے تمحارے مطلب کو کہ ثابت کرنا افضلیت سید محمد جو نیوری کا ہے کمال
 مضر ہے بیان اوسکا یہ ہے کہ قرن اول میں کہ غیر القرون ہر جمہور صحابہ نے اجماع کیا کہ بعد انبیاء علیہم السلام
 کے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل اس امت کے ہیں مگر حضرت سلمان اور ابو ذر اور مقداد

بیان اقسام اجماع کا اور یہ اصل پر جو نا افضلیت شیخ موزوں کا بلیس جامع مسک می لکرام کے کہ ابو بکر علی رضی اللہ عنہ تھا اصل میں تمام امت سے

اور خباب و جہار اور ابو سعید خدری اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم نے اتفاق اس بات پر کیا ہے کہ علی
 افضل امت ہیں پس تمام صحابہ مجتہدین ان کے تحقیقا اور مقلدین تقلید اس قول پر متفق ہوئے
 اور اسکو اجماع مرکب کہتے ہیں اور اس اجماع کے بعد نیا قول نکالنا باطل ہوتا ہے چنانچہ توضیح میں
 لکھا ہے کہ جب صحابہ دو قول پر مختلف ہوئے اجماع ہو گیا اس بات پر کہ قول تیسرا باطل ہے بعضے کہتے
 ہیں کہ یہ اجماع مرکب فقط صحابہ کے ساتھ مختص ہے اس لیے کہ اصحاب اربعہ نہیں ہیں کہ ان کے حق میں گمان
 جمل کا کیا جاوے اور بعضے کہتے ہیں کہ صحابہ کے بعد والے بھی اگر ایسا اختلاف کریں تو بھی اجماع
 مرکب ہو جاتا ہے اور نور الانوار اور دائرہ شرح منار میں بھی ایسی لکھا ہے اور مسلم الثبوت میں لکھا ہے کہ اگر
 قول ثالث رافع اور تقیض ہو و ان دو قولوں کے تو مجموعہ ہر اب یہاں سے ثابت ہو کہ جب کہ صحابہ
 کرام کا اجماع مرکب کہ ابو بکر صدیق افضل امت ہیں یا علی مرتضیٰ مدوینہ کے تیسرے قول اختراعی ہے
 کہ بلکہ سید محمد جوہوری افضل میں سب سے اوسطہ جاتا ہے تو یہ قول تیسرا خارج اجماع ہوا پس باطل ہوا موافق
 قاعدہ اصولیہ کے بلکہ موافق عقیدہ مدوینہ کے منکر اجماع صحابہ کا کافر ہے چنانچہ سید میران جی بن سید
 سلام اللہ نے اپنے رسالہ سلسلہ میں لکھا ہے کہ منکر نص قرآن و منکر حدیث متواتر نبی اور منکر احکام
 مہدی اور منکر اجماع صحابہ نبوت اور صحابہ و آئیت کافری قول کہ شاید کہ انسی سب سے علامہ نقی
 رحمہ اللہ شرح عقائد النسخی میں بحث اس مسئلہ کی لکھی ہے کہ بائی سب سے دلیلین جانبین کی متوازنہ
 اور نہیں ہے یہ مسئلہ متعلق اعمال سے تاکہ ہووے توقع اس میں مغل کسی وجہ انتہی اور اگر یہ حکم جامع
 قطعی سے ثابت ہوتا تو علامہ رحمہ اللہ ایسا ہرگز نہ کہتے کیونکہ توقع تردد حکم قطعی میں سر نہ تھا
 خطائے فاحش ہے اور بصیرت تعلق اس مطلق عبارت کا مخصوص طرف ترتیب یا ترتیب میں مجتہد
 غی اللہ عنہما کے تکلف بلا سبب ہے جواب شکو اس سے کیا کام کہ شہر شاہ کی داڑھی بڑی یا سیل شاہ
 لی اگر فضیلت عثمان اور علی بن ابی طالب متعارض ہو وین یا فضیلت ابو بکر و علی بن ابی طالب متعارض ہو وین
 بحال صحابہ کرام سوائے فضیلت ابو بکر یا علی کے تیسرے کی فضیلت نہیں مانتے ہیں اور اسی پر
 اجماع مرکب ہوا اب موافق قاعدہ اصول کے کہ اوپر مذکور ہوا یہ ایجاد فقیر کہ مہدی جوہوری نے
 افضل میں باطل ہوئی ورنہ صحابہ کا اجماع کہ ان دین سے ایک کے افضل تمام امت پر جانتے تھے
 علامہ محمد گیارہویہ مجالس پر کہ امت حضرت کی خصوصاً صحابہ کرام خطایہ اتفاق کریں اس واسطے کہ

لا یجوز اجماعی علی الصلاۃ حدیث متواتر المفسر ہی جیسا کہ مسلم الثبوت میں لکھا ہوا اور اسکی
 شرح میں بحر العلوم نے تحقق کیا ہی قولہ اور قطع نظر اسکے علماء اکابر اس حکم کو مطلق نہیں
 رکھے ہیں بلکہ اس میں تاویل و ترجیح کے ہیں جیسا کہ شاہ عبدالغفر ذیل ہی حرم سورۃ التلیل بیان کیا ہے
 الا لقیٰ اکی تفسیر میں لکھے ہیں کہ اہل سنت و جماعت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت بزرگی
 سیادت پر بعد انبیاء علیہم السلام کے اسی آیت سے ٹکراتے ہیں اور یہی آیت اسکی دلیل ہے اور بعد تقریر
 دلیل اور سوال و جواب اہل خلاف کے لکھے ہیں کہ بعض اہل سنت و جماعت کے بزرگوں سے سنا گیا
 کہ فرماتے تھے کہ یہ خاص دن لوگوں کی نسبت ہو جوندہ ہیں اب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آخر عمر میں جو یہی
 خلافت کا زمانہ ہی اس کلمے کے بعد اذکار ہو سکے ہیں اور بعد قدرے تفصیل اس مضمون کے لکھے ہیں
 معلوم ہوا کہ اتقی ایکو کہتے ہیں جو اپنی آخر عمر میں کہ بہی علموں کے اعتبار کا وقت ہو اپنے زمانے
 کے لوگوں سے جو زندہ ہیں افضل ہووے اور تقویٰ میں زیادہ استی جواب یہ جوہر سے کہا
 کہ علماء اکابر اس حکم یعنی افضلیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مطلق نہیں رکھے ہیں بلکہ اس میں تاویل کے ہیں
 جیسا کہ شاہ عبدالغفر ذیل ہی الخ اسکے کیا معنی ہیں اگر یہ مراد ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا افضل اتقی ہونا
 بہ نسبت انبیاء علیہم السلام کے مطلق نہیں سمجھے ہیں بلکہ بولتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے
 افضل اور اتقی ہیں مگر انبیاء علیہم السلام کے تو مسلم ہر اور یہی اعتقاد ہزار ہوں خصوصاً
 ہمارے مطلب کو کچھ بہرہ نہیں ہر اور اگر یہ مراد ہو کہ سولے انبیاء علیہم السلام کے کسی اور شخص کی
 نسبت بھی مثل ہمدی وغیرہ کے مطلق نہیں سمجھے ہیں تو سر اسرار علماء اکابر کے مقصود خلاف ہے
 بلکہ ان پر ایک بہتان ہر اور نکال کر یہ اعتقاد یا کسی کلام میں مراد نہیں ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ فقط اپنے
 ہم عصروں سے افضل ہیں اور اپنے بعد انبیا و المرسلین سے کہ سولے انبیاء علیہم السلام کے
 میں افضل نہیں ہیں یہ تصحیح اتقی میں انہوں نے فقط نسبت انبیاء علیہم السلام کے کی ہے اور یہ
 اسکا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وَ سَيَجْعَلُهَا آلَ لُقْمٰی الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَا لَمْ یَمَسْکِ وَ مَا کَانَ
 عِندَکُمْ مِنْ رِزْقٍ اَوْ یَخْرُجُ مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْکُمْ اَوْ مِنْ خَلْفِکُمْ اَوْ مِنْ حِجَابٍ اَوْ مِنْ حِجَابٍ اَوْ مِنْ حِجَابٍ اَوْ مِنْ حِجَابٍ
 یہ ہر گز ہر جو کہ دنیا و مال اپنا دل پاک کر لیکو اور نہیں کسی کا اور پھر احسان کہ جسکا ملا دیا جاوے
 امام زاری نے تفسیر میں فرمایا کہ تمام امت اہل سنت اور تبعیہ کا اجماع ہے اس بات پر کہ فصل خلق

نہ ہر آدمی کا اتقی کہتے ہیں نہ ان کے اتقی ہیں اور نہ ان کے اتقی ہیں اور نہ ان کے اتقی ہیں اور نہ ان کے اتقی ہیں

بعد رسول اللہ کے یا ابوبکر بن ابی علی بن اور یہ آیت اون دو میں سے ایک کے حق میں ہو اور ہم کہتے ہیں کہ ممکن نہیں کہ یہ آیت علی رضی اللہ عنہ پر محمول ہو ورنہ اس لیے کہ اس اتقی کی صفت میں فرمایا کہ نہیں ہو اور سپر کسی کا احسان قابل بدلہ دینے کے اور چونکہ علی رضی اللہ عنہ پر حضرت رسالت پناہ کا حق دنیوی تھا کہ حضرت نے اونکو اونکے والد سے لیکر پرورش فرمایا تھا یہ صفت اوپر صادق نہیں ہو سکتی اس واسطے کہ حقوق دنیوی قابل بدلہ دینے کے ہوتے ہیں البتہ ابوبکر صدیق پر حضرت کا احسان دنیوی نہ تھا بلکہ یہ ہمیشہ حضرت پر اپنا مال و متاع تیار کرتے رہے چنانچہ حضرت نے فرمایا کہ مال کسی مسلمان نے مجھ کو استفادہ نفع نہ کیا جس قدر کہ مال ابوبکر نے ہاں احسان ہدایت اور راہ ہدایت کا ابوبکر صدیق پر تھا مگر یہ احسان قابل بدلے کے نہیں ہو جیسا کہ قرآن شریف میں ہے مَا اسْكَنْكَ مِنْ دَارٍ مِّنْ اَحَدٍ مِّنْ اَعْرَابٍ يَمْلِكُ مَا فِي الدَّارِ وَكَانَ اَبْنُ سُلَيْمٍ مِّنْ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَذَلِكَ يُضَاهِي مَا كَانَتْ تَفْعِلُ فَاِنَّكَ تَفْعِلُ كَمَا تَفْعِلُ

ابوبکر صدیق کے حق میں ہو اور وہی اتقی بن اور چونکہ دوسری آیت میں آیا ہے اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰى كُنْ فَاِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰى كُنْ تم میں اسد تعالیٰ کے پاس اتقی تمہارا ہو معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق افضل امت ہیں انتہی گریہ شہرہ ہا کہ یہاں اتقی مطلق ہو اگر ابوبکر صدیق اور ان سے اتقی بن حضرت رسالت باب کیونکہ اتقی ہو ویسے سوائے شہرہ کو شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرقہ تفضیلیہ کی طرف سے وارد کر کے دو طور سے دفع کیا ایک کہ یہاں کلام مبارک الناس میں ہی پیغمبروں میں اس لیے کہ شریعت سے معلوم ہو کہ انبیاء علیہم السلام منزلت میں سب سے ممتاز ہیں اونکو سائر الناس پر اور سائر الناس کو اون پر قیاس نہ کیا جائے پس بموجب عرف شرع کے مقام بیان فضیلت میں اسم قسم کے الفاظ مخصوص ہوتے ہیں اور تخصیص عرفی تخصیص کر ہی ہے قوی تر ہو جیسا کہ کوئی کہے کہ یہوں کی روٹی بہتر ہو دوسری روٹیوں سے ہرگز نہ سمجھیں گے کہ بادام کی روٹی سے بھی بہتر ہو اس لیے کہ وہ معروف نہیں ہو اور بحث ایسے مقام میں ہے اور غلے سے ہوتا ہوا نہ فواکہ اور میوے سے اور دوسرے طور دفع مشبہ نہ کو رکاوٹوں بیان کیا کہ بعض بزرگوں اہل سنت سے سنا گیا کہ اتقی اس جا اپنے معنی عموم پر ہو یعنی ابوبکر اتقی بن سب سے لیکن نسبت اون لوگوں کی تنقید حیات میں ہو ورنہ پس ابوبکر صدیق پر یہ کلمہ آخر عمر میں کہ حضرت رسالت کی رحلت ہو چکی تھی صادق آیا بالحق ابی القاسم کا کلام مقام ہو کہ غرض اس تاویل سے یہی کہ انبیاء اور حضرت خاتم انبیاء پر فضیلت لازم نہ آوے نہ کہ

کہ بعد زمانہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حوالہ کی سید ابو و سید کا دن پر بھی فیصلہ ملا زمین پر اسکا
 کہ یہ بات تو مقررات اہل سنت سے ہے کہ جب کہ ابوبکر صدیق اپنی آخر عمر میں سائر توجہ میں سے
 کہ عمر و عثمان علی حسن و حسین صی الامہ عہم او سب ان میں افضل و افضلی تھے اور یہ لوگ تمام
 مناخرین امت سے افضل ہیں اور معلوم ہو کہ افضل سے افضل افضل ہوتا ہے لامحالہ ابوبکر صدیق
 تمام امت موجود اور غیر موجود سے افضل ہوئے لیسے ظاہر و باہر مقابو نکو علیہ جلیہ ہا کے اپنے
 مقصود پر کہ کسی گلوں اور پچھلوں کے حاشیہ خیال میں بھی نگہ نہ رہا ہو گا جانا انسانیت ہست و عدمی ہر
 قولہ اور معلوم کیجئے کہ موصومات میں علی بن عراق کے کہ نام اسکا تفریہ التریہ لمر فوضہ کرتا
 اللہ حق میں ابن عدی کی کتاب سے کہ نام اسکا کامل ہے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مشہور
 ہے کہ ابو ہریرہ کا آخر زمانے میں خلیفہ ایسا کہ زمین افضل ہے اس پر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو اور زمین اسکی
 ذکر کو قافار و تنسخ اسکا مول بن عبد الرحمن صعب بن جحیا گیا اور یعنی عمر اسکی کیا گیا ہے کہ یہ دو
 بری ہیں اس ضعف سے کیونکہ اسی ہریرہ صعب سند صحیح سے لایا ہے اس سند کو ابن ابی سیبہ
 میں ابن ہریرہ سے جواب کہاں سے ثابت ہوا کہ بری ہیں ضعف سے حالانکہ امیر اس میں کی
 تصریح کرتے ہیں کہ مول بن عبد الرحمن ضعیف ہے و خانیخہ تقریب غیر و کث سمار الرجال میں موجود ہے
 بلکہ یہ بات ابن عراق کی عبارت سے بھی مدین معلوم ہوتی ہے ورنہ اس عبارت میں تقریب تمام سوار
 اسو سے کہ ابن عراق کی عبارت یہ حدیث یکون فی احوال الرومان خلیفہ لا یفصل
 علیہ ابوبکر و لا عمر حال من حدیث انی ہریرہ و فبہ ذکر بالوقار و تنسخہ و فو
 بن عبد الرحمن صعب بن جحیا بآہما و ان منہ و قد ورد بسند صحیح ان حرجہ
 ابن ابی سیبہ فی المصنف علی ابن ہریرہ فی قولہ اب غو کیا بواجبہ کہ مصنف ابن ابی سیبہ
 میں بروایہ صحیح اسے کیونکہ معلوم ہوا کہ مول بن عبد الرحمن ضعیف ہے بری ہے کیا بروایہ صعب
 کہی کوئی حدیث صحیح میں مولتا ہے کہ اگر کعبی ایک حدیث بھی اسکی و مروی روایت سے صحت کو
 پہنچ جاتی ہے تو یہ کلمہ مستحق ہو کہ روایہ صعب سے بری ہو جائے و حل هذا الاستعجاب
 بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان دونوں متاثرہ داستانہ کے قطعیت ہوئے اسے شہد ہوتا تھا کہ یہ حدیث
 الملک نے اصل ہونے اور ابتداء و استواء انھیں سے مراد ہوتی ہوئے ہو کہ ان کے دونوں بری ہیں

محقق نقل ہے سرین کا ذکر و نقل ہے میں ایک صلیہ اباب کا ذکر و نقل ہے اس سے اصل نہیں ہیں

اس بات سے اس واسطے کہ ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح اسکو روایت کیا ہو اور جانا چاہیے کہ اس ترمذی سے
 اگرچہ عبارت موجہ ہو گئی لیکن حدیث کا ضعف رفع نہوا سیلے کہ ابن ابی شیبہ نے جو روایت کیا ہو وہ
 قول ابن سیرین پر موقوف ہو اور حدیث مذکور الصدر میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پر پیش صحت کو اس قدر
 پونچا کہ یہ قول ابن سیرین کلمہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف نسبت کرنا ثابت نہوا اس واسطے کہ راوی
 اور اسکا مؤمل بن عبد الرحمن سامعہ اللہ تعالیٰ ضعیف ہو اور یہاں مصنف سالہ لے صحیح کام نے
 دیانہی کا کیا کہ اپنی بات بنانے کے واسطے ابن عراق کی عبارت کے ترجمے میں اسقدر لکھا کہ
 لایا ہوا اس سند کو ابن ابی شیبہ مصنف میں ابن سیرین سے تاکہ دیکھنے والے سمجھیں کہ یہ وہی
 حدیث ابوہریرہ کی ہے کہ یہاں واسطہ ابن سیرین کے بسند صحیح روایت کی گئی اور یہ نہ کہا کہ ابن ابی شیبہ جو
 لایا ہو وہ قول ابن سیرین کا ہو نہ ابوہریرہ یا حضرت رسالت کا جیسا کہ عبارت ابن عراق سے ظاہر ہو
 کہ عن ابن سیرین قولہ اور اگر یہ عبارت سمجھ میں نہ آئی تھی تو کیا کتاب برہان بھی نہ لکھی تھی کہ اس میں
 یہ قول مع تمام سند کے مصنف ابن ابی شیبہ سے منقول ہے کہ حدیثنا ابوسلمۃ عن عوف بن
 عن محمد بن ابی سیرین قال یقول فی هذه الامۃ خلیفۃ لا یفضل علیہ
 ابوبکر وعمر ولا ین فی هذه اول قارۃ کسوت فی الاسلام یہ ایک شمشیر اور علی عادی کا
 پناچہ ابواب سابقہ میں معلوم ہو چکا کہ اس کے پیشواؤں نے کس قدر آیات احمدیث و عبارات
 ثبت منقول عنہا میں تحریفات کی ہیں اور نے اصل اور موضوع حدیثیں اپنے موافق لاکر قطعیات
 سمجھیں ہیں اور احادیث صحیحہ اور اجماع قطعی کو کہ اپنے مخالف پایا پس پشت ڈال دیا ہو قولہ اور واسطے
 سکے طریق دوسرا بھی ہے لایا ہے اسکو نعیم بن حماد کتاب فتن میں انتہی جواب تمخاری تقریر سے
 معلوم ہوتا ہے کہ تم سب طرق حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سمجھتے جانتے ہو حالانکہ ایسا
 نہیں ہے بلکہ یہ دوسرا طریق بھی واسطے قول ابوبکر محمد بن سیرین کے ہے کہ نعیم بن حماد نے دوسری
 سند سے اس قول مذکور کو روایت کیا چنانچہ کتاب برہان میں لکھا ہے کہ آخر ج نعیم بن حماد
 مکرۃ عن محمد بن سیرین انه ذکر فتنۃ تکلون فقال اذا کان فاجلسوا فی بیوتکم
 حتی تسمعوا علی الناس خیر من ابی بکر وعمر لہ قولہ اور شیخ علی متقی رسالہ برہان کے
 پہلے باب میں لایا ہے اس ابن شیبہ کی روایت اور ذکر کیا ہے اسکی صحت کو اور صاحب حدیث الدردر

مندی میان نے عبارت ابن عراق سے
 ترجمہ میں ضابطہ کی

۱۱۱

ساتویں باب میں لکھتے ہیں کہ روایت ہے عوف بن منبہ سے کہ کسی حدیث کہتے ہیں ہم کہو گا کہ
 امت میں خلیفہ تین فضیلت ہو اوپر ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی لایا ہوا اس روایت کو امام ابو بکر دانی
 رحمہ اللہ علیہ اپنی سنن میں جو اسباب میں اپنی تیسری حدیث اور مذکور ہو چکی اوس میں عوف بن محمد بن
 سیرین سے روایت کرتے ہیں اس معلوم ہو کہ قول عوف کا مرع بھی محمد بن سیرین ہیں اب ظاہر ہو کہ
 صحیح طرف کا مذکور محمد بن سیرین قول پر محمد ابو بکر معلوم ہو کہ یہ بات فقط قول محمد بن سیرین کا ہے اب انصاف
 کیا چاہیے کہ اجماع جمہور صحابہ کرام کا اوپر فضیلت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے اور اجماع مرکب تمام صحابہ
 کا کہ سبیل ہے اس قول ثالث کا جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا اور احادیث صحیحہ کے صحاح ستہ وغیرہ کتب معتبرہ
 حدیث میں باسانید معتبرہ مذکور ہیں کہ ال ہیں اوپر فضیلت تیجین کے کہ اب پنجم میں مذکور ہو چکے ہیں
 اور اس کے بھی دین گین ابو علی رافضی سے تواتر قطعی کچھ اوپر اتنی راوی کی روایت سے مروی ہو
 کہ افضل اس امت میں بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابو بکر ہیں پھر عمر ہیں یہ سب ایک طرف ٹھہرا
 اور ایک قول محمد بن سیرین تابعی کا ایک طرف ٹھہرا جسکو ذرہ بھی قدم دشعور اور دین میں ہو گا وہ
 باوقار جانے گا کہ قوت کس طرف ہو اور قابل استدلال کون ہو اور اس قول کو اوس اجماع و احادیث کے
 سامنے کیا رتبہ ہے اس واسطے امت نے اس قول کو آج تک قبول کیا بلکہ جس وقت محمد بن سیرین نے
 یہ بات کہی اوس وقت اوس کے حاضرین مجلس نے بکمال استعجاب و حیران کیا ابو بکر اور عمر سے افضل ہو گا
 اور مگر یہ ہو کہ محققین ہمدویہ کہتے ہیں کہ ابن سیرین کے ہمدی دوسرے ہیں ہمدی متضاد و متضاد ہیں
 میں چنانچہ کنز الدلائل میں شہاب الدین ہمدوی نے لکھا ہے نزدیک ابن سیرین ہمدی از غیر غنی فامہ
 مقرر است چنانچہ ذکر کرد امام احمد بن عبد اللہ بن علی بن یحیی کہ کتاب خود کہ نام او آثار النیرین
 بعد ذکر حدیث بخاری عن ابی ہریرۃ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقو صالۃ
 حتی یخرج رجل من قحطان یسوق الناس نعصا و قال القحطان ابو الیمین قال المقد
 اختلف فیہ فقال ابن سیرین القحطان رجل صالح و هو الذی یصلی خلف عیسی
 و هو الکندنی و لہذا ابن سیرین ذکر کردہ المہدی من ہذا کلامہ یقول عیسی بن مریم
 بلا قید از بنی فاطمہ انتہی پس اب ہمدوی کا قول ابن سیرین سے تفضیل ہمدی فاطمی کی ثابت کرنا
 مراد ابن سیرین کو محض کرنا ہو اور یہ سب ایک طرف رکھو خود تمہارے ہمدی کے قول سے کہ جنکو

ابن سیرین کے قول کو ہمدوی سے صحیح و معتبر نہ کہ قحطانی

معلوم جلتے ہوئے و مانگتا ہو کہ ابوبکر صدیق کا افضل ہونا لوح محفوظ کی لکیر پر اس واسطے کہ ابوبکر
 ہو کہ تمہارے مہدی نے کہا ہو کہ شیخ محی الدین بن عربی نے جو کچھ لکھا و اول لوح محفوظ پر نظر کر کے بعد
 قلم نہ کیا ہو اور شیخ نے فتوحات میں فرمایا ہو کہ امت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوئی شخص
 رسول عیسیٰ علیہ السلام کے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نہیں ہو اب اگر تمہارے نزدیک ہوتا
 افضل میں ابوبکر صدیق سے تو یہ کشف اول کا خطا ہے فاحش ہو اور معصیت میں ایسا لگا اور جہد
 تمہارے اصول کے موافق غارت ہو گئی پس تمہاری بر خور داری اور سعادت مندی اس میں بھی
 کہ اپنے بزرگ کو ٹھٹھالائے اور محمد بن سیرین کے قول کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر محمول کرنے
 کہ لفظ خلیفہ کا اوپر بھی صادق ہو جیسا کہ مشکوٰۃ میں ہر قتال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم و اللہ لینزل ابن مریم حکما عادلا فلکبیرن الصلیب وکیقتل
 الحسن وکبیر وکیضعن الجوزیۃ الحدیث یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے و اللہ کو
 عیسیٰ ابن مریم اس حال میں کہ حاکم عادل ہونے کے پس توڑینگے صلیب کو اور قتل کریں گے خنزیر کو اور اوتار دیا
 جزیرہ یعنی زمیون کو عزیز لیکر ان کے دین پر چھوڑ دینا متوف کرینگے بلکہ یا قتل یا اسلام کا حکم فرماو
 اور مہدی کے ایک سالہ عہد میں دیکھنے میں آیا کہ خلیفہ چھ بن خلفائے راشدین اور مہدی
 اور عیسیٰ مگر مہدی اور عیسیٰ جماع میں خلافت اور امامت کو بخلاف خلفائے راشدین کے کہ
 فقط خلافت رکھتے تھے اور امام وہ ہو کہ سب نجات امت ہو جیسا کہ حدیث میں ہو کہ کیف
 تہلک امة انا فی اولہا و عیسیٰ فی اخرہا و المہدی من اہل بیتی فی وسطہا
 بلکہ ابن عدی کی حدیث جو سے شروع میں نقل کی وہ حضرت عیسیٰ سے نہایت سبب
 رکھتی ہے مہدی سے اس لیے کہ وہ میں ہو کہ ہوگا آخر زمانے میں ایسا خلیفہ اور ظاہر ہو کہ آخر زمانے میں خلافت
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہوگی اور مہدی کی خلافت اول سے پہلے ہوگی کہ اپنے لفظ وسط کا صادق ہو
 جیسا کہ مشکوٰۃ میں ہو کہ کیف تہلک امة انا و اولہا و المہدی و وسطہا و المسیح
 اخرہا یعنی کیونکہ ہلاک ہوگی امت کہ میں اول اسکا ہوں اور مہدی وسطا و اسکے وزیر
 آخر اسکے اور قبل اسکے ایک حدیث بروایت ابونعیم مذکور ہوئی کہ وہ میں یہ الفاظ ہیں خیر ہذہ الامۃ
 اولہا و اخرہا اولہا فہم رسول اللہ و اخرہا فہم عیسیٰ بن مریم یعنی بہترین اس امت کے

اول والے اور آخر والے ہیں اول والوں میں رسول اللہ ہیں اور آخر والوں میں عیسیٰ علیہ السلام کے ہیں
 پس ممدونکو لائق تھا کہ قول محمد بن سیرین کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر معمول کرتے کہ خلاف اجماع
 مفروض ہوئی کا اجماع کر کے یا نہ تو اور احادیث صحیحہ کی بھی مخالفت لازم آتی اور شیخ علی الدین بن علی کا کلام بھی اس کے
 مخالف نہ تھا اور ان کے واسطے سب سے بڑی یہ بات تھی کہ ممدی شافعی ابن عربی میں سچے
 نکلتے مگر انھوں نے ممدی کی فضیلت پر ان کی ممدویت کو فدا کر دیا اور مصداق اس کلام کے ہوئے
 شہر کیے بر سر شاخ بن می بریدہ نہ داؤد بستان نگہ کرد و دید چہ بگفتا کہ این مرد بد میکند چہ باسن
 کہ بر نفس خود میکند اور حیرت کا مقام ہو کہ وہ یہ عمل مطلق کا مقید بر جہام ہانتے ہیں تاکہ جس
 میں کہ کچھ حال ممدیکانہ کو رہی اور تغیر ممدی کی بلفظ امیر و غلیظہ وغیرہ کی گئی ہو وہاں جاسے
 اگر زیادتی رہی اور امیر و غلیظہ مطلق کا محل ممدی پر نکلیا جاسے یہاں اپنے اس قرار کو اصول کے
 خلاف حلیف مطلق کو ممدی کی طرح عمل کرنے میں قولہ اور بعضے مایل و توجیہ کیے ہیں ان دانتوں
 میں اس طرح سے کہ حضرت ممدی کے وقت میں ممتد اور حادثے زیادہ ہیں ان وقتوں سے جو
 خلافت میں حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ہوئے یہ فضیلت اور زیادتی باعتبار حادثوں کے
 ہونے باعتبار ثواب کے کیونکہ صحیح حدیثیں اور اجماع اس بات پر ہے کہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما
 افضل الخلق ہیں بعد دنیا علیہم السلام کے جو اب شیخ علی ستی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب
 برہان میں فرمایا کہ مؤلف کتاب عرف و ردی نے کہا کہ جیسا کہ حدیث بل اجر حسین
 مسئلہ تاویل کی گئی ہو یعنی لفظ ابن سیرین میں بھی تاویل کرنا مناسب ہے اس واسطے کہ زیادہ ممدی میں
 فقہ نہایت سخت ہو دیے اور تمام نصاریٰ اوپر چھوڑ دینے اور وہاں محاصرہ کر لیا چونکہ ان سے کو
 اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ سے دفع کر ادینا اس سبب سے اوکا اسل مرخص میں بفضل ہونے
 و عمر رضی اللہ عنہما پر اس بات میں کہ اور کثرت ثواب یادہ ہو اور مرتبہ خدا کے پاس شیخین سے بلند تر
 رکھتے ہوں اس واسطے کہ احادیث صحیحہ اور اجماع پر ہے کہ ابو بکر و عمر افضل الخلق ہیں بعد انبیاء و مرسلین کے
 اتنی تاویل کرنا اور اس قول ابن سیرین کو ساتھ دوسرا کہ مترجم صحیحہ کے تطبیق اور توفیق دینا
 محض ترس اور رعایت قائل کی ہو ورنہ بوجہ قواعد علم اصول حدیث اور فقہ کے یہاں تاویل
 کچھ ضرورت نہ تھی بلکہ کہ دینا تھا کہ یہ قول ساقط الاعتبار ہے اس واسطے کہ کتاب اصول میں سیرین ہی

یہاں تصادم ہوا کی اور اس بات کا اجماع اور تائید کا

کہ در بیان قوی و ضعیف کے تعارض نہیں ہوتا ہر اور جب قول ضعیف قوی کے مخالف ہوتا ہر قوی
ہو جاتا ہر اسلئے حدیث مشہور متواتر کی معارض نہیں ہو سکتی اور خبر واحد مشہور کی معارض
نہیں ہوتی البتہ جب و خبرین برابر مرتبہ کے متعارض نظر آتی ہیں تو وہاں اگر ممکن ہوتا ہر تو اول قوی
و تطبیق کر کے دونوں پر عمل کرتے ہیں اور اگر تطبیق نہیں ہو سکتی ہر مگر تارخ معلوم ہوتی ہر تو اول
کو منصف و اور متنازعہ کو ناخجانتے ہیں اور اگر تارخ معلوم نہ ہو تو کسی وجہ سے ایک کو ترجیح دیکر دوسری
عمل کرتے ہیں اور اگر ترجیح نہ بن سکے تو توقف کرتے ہیں اور حکم دونوں کا سا قیہ ہو جاتا ہر کہ اذا
تعارضتا ساقطاً تاکہ ترجیح بلا مرجح نہ لازم آوے یہ خلاصہ ہر مسلم الثبوت اور شرح بحر العلوم اور
شرح منجیۃ الفکر اور نور الانوار اور تحقیق الحسامی وغیرہ کا اظہار ہر کہ بیان قول ابن ہیرین کا اگرچہ سند
صحیح مروی ہو وے سب و اجماع اور قول صحابہ کرام اور حدیث سید الانام علیہ السلام کے کیا رتبہ
رکھتا ہر کہ معارض منافی منقض کہلاوے بلکہ قول صحابی بھی مقابل حدیث صحیح کے ترک کیا جاتا ہر
البتہ جب کوئی حدیث کسی مقدمے میں ہاتھ نہ لگے تو قبول صحابی کا حجت ہوتا ہر دوسروں کے
واسطے مگر باین تفصیل کہ جو قول صحابی کا کہ صحابہ میں مشہور ہوا اور انھوں نے اوپر سرکوت
کیا تو اسکی تقلید واجب ہر اسلیے کہ وہ اجماع سکوتی ہوا اور اگر دوسرے صحابہ نے او میں خلاف
کیا تو تقلید واجب نہیں ہر بلکہ جس صحابی کا قول مجتہد کی رے کے مطابق ہو اوپر عمل کرے اب
باقی رہا وہ قول کہ او میں اختلاف اور اتفاق اور یکسانیت نہوا خواہ وہ قول قابل اجتہاد ہو یا نہوا
امام شافعی کے نزدیک و سکی تقلید ضرور نہیں ہر اور ابو سعید بزدلی کے نزدیک ضرور ہر
اور کرخ کے نزدیک غیر اجتہادی میں ضرور ہر جیسا کہ توضیح میں ہر اور قول ایسے تابعی کا کہ صحابہ کرام
اونکے فتوے کو اپنے قول پر ترجیح دیتے تھے یا تسلیم کر لیتے تھے جیسا کہ قاضی شریح اور
مسرورق بعضوں کے نزدیک نہ قول صحابی کے ہر اور اگر او کا فتوی صحابہ کے وقت میں بخلا
ہو تو وہ مانند دوسرے مجتہدوں کے ہیں کہ تقلید واجب نہیں ہر اور صاحب مسلم الثبوت اور بحر العلوم
نے اس تفرقہ کو رد کیا اور کہا کہ سیطرہ کا تابعی ہو او سکی تقلید واجب نہیں ہر اور دلائل اہل
تفرقہ کا جواب یا اور امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ میں تابعی کی تقلید نہیں کرتا ہوں اسلیے کہ وہ بھی مڑ
تھے اور ہم بھی مرد ہیں یہ سب چون چیرا او سو وقت ہر کہ او سے مقدمے میں کوئی حدیث ضعیف

یا قوی موجود ہو چکا ہے اس بات کے کہ اجماع اور احادیث صریحہ جو چھوٹے قول محمد بن
 تابعی کا سب سے ترجیح دیا جاوے نعوذ باللہ من سورۃ النعم قولہ اب سمعہ سے یہاں کہ تاویل ان وایتوں
 بعض سے ہر ویسالی یہ اجماع میں جو گذر بیان اسکا شاہ عبدالعزیز دہلوی کی تفسیر سے جو اب
 مقدمہ اولی کا جواب اور گذر چکا کہ ان وایتوں میں اگر تاویل کریں تو بھی سیف لفت قوی کے
 اصلاً قابل استدلال نہیں ہیں کہ تم اپنے مہدی کی افضلیت میں اوپر تمسک ہو اور مقدمہ ثانیہ
 ہستان محض ہر شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ہرگز اس مقام میں اجماع کا ذکر کیا ناو اسکے تاویل کا
 حرف زبان قلم پر لائے فقط اسبقہ رکھا ہے کہ اہل سنت و جماعت نے لفظ اتقی سے کہ آیت
 میں چنانچہ الا اتقی میں ہی تمسک کیا ہے اور افضلیت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد پیغمبر و سکے
 تمام امت پر بعد اسکے تقریر تمسک کی بیان کر کے واسطے علحدہ کرتے پیغمبر و سکے دو تاویلین کو
 کہ وہ جیسا کہ ہر مفسر نہیں ہیں تنکو کچھ مفید نہیں ہیں چنانچہ مفصلاً مذکور ہو چکا بیان اجماع کا
 کیا ذکر تھا اور اسکی تاویل کجا ابو بکر صدیق کی افضلیت پر دلائل متنوعہ میں آیات دلیل علیہ ہیں
 اور احادیث صحیحہ دلیل جدا گانہ ہیں اور اجماع دلیل برہنہ ہے البتہ جسے اس اجماع میں اختلاف فرما تفسیر
 جرح کی تھی سوا اسکے جواب بطور تسلیم کے بغرض قطع نزاع کے اجماع مرکب سے بخوبی مانگیا
 اور اگر یہ غرض نہ ہوتی تو ہو سکتا تھا کہ کہا جاتا جیسا کہ علماء اہل سنت نے کہا ہے کہ تمام صحابہ نے اوپر
 افضلیت ابو بکر صدیق کے اجماع کیا ہے پس افضلیت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی قطعی ہے چنانچہ مذہب
 شیخ ابو الحسن اشعری کا اور مفاد کلام امام مالک کا یہی ہے اور حکایت اس اجماع صحابہ ابراہیم
 کی امام شافعی وغیرہ اکابر ائمہ کی ہے اور بعض صحابہ سے جو تفصیل جناب مرقضوی کی مشغول اثر
 بامراد اس سے فضل جزوی ہے باعتبار سبقت اسلام باقرابت حضرت خیر الانام کے یا مرقضوی تفصیل
 باقی امت پر ہے سوائے شیخین کے اور اگر بالفرض مراد فصل کلی ہے شیخین پر یعنی کثرت ثواب و عظمت
 نفع اسلام اور ترس و تقویٰ اور قرب حضرت زوالجلال کہ سبب اسکے تفصیل شیخین کی ظنی ہے چنانچہ
 جیسا کہ ابو بکر باقلانی اور امام الحرمین کی مرسی ہے تو بھی اجماع مرکب کہ مبطل افضلیت مہدی کا ہی
 موجود ہے اور ہر صورت میں مہدی و یوحنا دعویٰ ناہو ہے شعر شایہ کہ ازرقیبان دامن کسان
 گذشتی گوشت خاک ماہم بر بار و فتنہ باشد بدہ تہیہ یہ خیال نکلیا چاہیے کہ جسکے نزدیک

افضلیت حضرت صدیق اکبر کی ظنی ہوگی حقیقت خلافت بھی ظنی ہوگی بلکہ خلافت سبکے نزدیک
 قطعی ہو اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ قول حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سبب متواتر ہو
 کے یا اجماع صحابہ سے سبب غلط بعض کے اگر افضلیت صدیق اکبر کی ظنی ہو جاوے لیکن
 سبب متواتر ہو سکے کہ کچھ اور پرستی راوی ناقل ہیں قطعی ہر بیات کہ جناب علی رضی کا بھی
 اقرار اور اعتقاد تھا کہ ابوبکر صدیق مجھ سے اور سب امت سے افضل ہیں میں جس کے نزدیک جناب
 رضوی معصوم ہیں الاحمال افضلیت ابوبکر صدیق کی قطعی ہو گئی اور جس کے نزدیک غیر معصوم ہیں
 ان کے نزدیک امر قطعی ہوا کہ خود جناب رضوی تفضیلیوں میں نہیں ہیں اور مفضلین ان کے
 ان کے اعتقاد کے مخالف ہیں کہ مدعی سست و گواہ چست اور زیادہ تفصیل صواعق محررہ وغیرہ
 میں ہی قولہ اور جیسا کہ صحیح حدیثیں اس بات پر ہیں و بیانی صحیح روایت ابن ابی شیبہ سے اس
 بات پر ہو اور یہ صاحب تاویل بھی قائل ہی ہو اسکی صحت کا جو رسالہ برہان مذکور میں مذکور ہو جاوے
 اسکا جواب قبل چند ورق کے گزرجکا قولہ لیکن ترجیح باعتبار کثرت ادلہ کے نہیں جائز ہو
 جواب اس مسئلے میں اختلاف ہی ایہ دین کا امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک
 جو خبر کہ حدیث اور تواتر کو یہ نہ سمجھی ہو اسکی ترجیح دوسری اوسمی نوع کی خبر پر کثرت ادلہ اور تواتر
 کے صحیح نہیں ہر جیسا کہ شہادت میں صحیح نہیں ہو اور امام محمد اور امام شافعی اور امام مالک اور امام
 احمد رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک صحیح ہو اور ہر ایک کے دلائل مسلم الثبوت وغیرہ کتب اصول میں کو لایں
 مگر یہ سب باتیں اوسیوقت بن آتی ہیں کہ دونوں دلیلین ایک قسم اور ایک مسئلے کی ہو دین مثلاً
 ایک مضمون کی ایک حدیث ہو اور اوسی قسم کی اوسکے مخالف مضمون چند حدیثیں ہیں یا پہلی
 کے تھوڑے راوی ہیں اور دوسری کے بہت اس صورت میں شیخین کے نزدیک کثرت سے ترجیح
 نہیں ہو سکتی ہو اور جمہور کے نزدیک ہو سکتی ہو اور اگر دو دلیلین مختلف المرتبہ ہیں تو بلحاظ
 اعلیٰ مرتبہ والی کو اگرچہ تنہا ہو ادنیٰ مرتبہ والی پر ترجیح دینے کے چاہئے کہ وہ اعلیٰ مؤید کثرت
 ہووے وہاں ترجیح میں کیا کلام ہی چنانچہ آیت کو حدیث پر ترجیح دیونگے اور آیات میں ظاہر پر
 نص کو اور نص پر مفسر کو اور مفسر پر محکم کو ترجیح دیتے ہیں اور احادیث میں متواتر کو مشہور پر
 اور مشہور کو خبر حاد پر ترجیح دیتے ہیں اور اخبار حاد میں باعتماد متن اور متن کے بہت سے

فردی و جمعی و جمعی و جمعی
 فضلیت

اختلاف کا ترجمہ کتابت در بیان مرتب
 دلائل اور اجماع جامع ۱۱۶

اسباب ترجیح ہیں بیان تاکہ اختلافی اور انسانی ماکر بعضوں نے یہاں تک کہ وہ بعضوں نے مستحب
 پونچھ لے لی ہیں اور حدیث رسول اللہ کی قول صحابی سے بلاشبہ ترجیح دیتی ہے اور زبان حدیث ہو
 تو قول صحابی کا اگر عقلی مدلل ہو بقیاس کیا جائے اور اگر عقلی موطنی سنت کیا جائے اور اگر جماع صحابہ
 کا رائے کہ حسین بن علی سے قبول کریں مانند آیت اور حدیث متواتر کے ہو کہ منکر اوسکا کافر ہو جائے
 اور حسین بن علی سے سکوت کریں اگرچہ ہمارے نزدیک قطعی ہو لیکن منکر اوسکا کافر نہیں ہوتا ہے اور یہ ترجیح کا
 اجماع ہر بات میں کہ صحابہ کرام اختلاف معلوم ہیں ہر مسئلہ میں مشرور کے ہو کہ انہماک کا کافر نہیں ہوتا ہے
 اور حضرت بن علی کہ صحابہ متواتر و قول پر مختلف تھے اور بعد والوں نے ان میں سے ایک پر اجماع کیا وہ
 اجماع بمنزلہ خبر واحد صحیح کے ہوتا ہے کہ واجب العمل ہے نہ موجب العلم اور متقدم ہر قیاس پر اور اگر ان قول کے
 سوا بعد والے تیسرے قول کا لین تو مائل ہر اس لیے کہ اون قول پر صحابہ کا اجماع مرکب تھا یہ علامہ نے
 تحقیق طرح حسامی اور نور الانوار اور شرح خبہ العکرو بغرہ کا علامہ کلام ہے کہ ہمارے لئے اہل دین آیات
 مرسیہ اور احادیث صحیحہ اور اجماع چھوڑ کر صحابہ کرام کا بلکہ تمام کائناتوں کے بعض کے افضلیت
 ائمہ اربعین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اور اجماع مرکب صحابہ کرام کا اور افضلیت ابوبکر و علی
 رضی اللہ عنہما کے کہ ہر ایک دلیل اون لائق سے بالاستقلال ثابت ہو چارے مدعا کی اور مطلق ہر
 افضلیت ممدی کی اور نرم گوں اسکے متبادلے میں قول محمد بن سیرین تابعی کا لائے کہ اوسمیں نام بھی
 ممدی کا نہیں ہے بلکہ مطلق لفظ خلیفہ کا ہو کہ متصل ہو ممدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہاں تھا
 دلیل ہماری دلیل کے ہم نتیجہ کمان ہو کہ قاعدہ صدر جاری ہو وے اور ہر کثرت اول سے ترجیح
 دینے کی کیا حاجت ہو بلکہ ہر ایک دلیل ہماری سبب علو رتبہ کے تمھاری دلیل کے ابطال اور استقامت
 کے واسطے کافی ہو لہذا اگر ہم کہیں کہ تم شخص نے دلیل ہو تو ہو سکتا ہے اس لیے کہ اولہ شرع کے چار میں کثرت
 و سنت و اجماع و قیاس قول تابعی کا کچھ دلیل شرعی نہیں ہے کہ اوس سے تم انتہا پر اسطبل اعتقادی
 ثابت کرتے ہو کہ سوال از آسمان و جواب از زمین قول اور جیسا کہ احتمال توبہ قراویل کا اوس
 روایتوں میں ہر ویسالی اس حدیث میں اقرب ہر آب کہنے ہیں ہم بہ حدیثیں اور تاویل اون کی جو تواتر
 عبد الغفر بنے تفسیر مذکور میں مذکور ہیں حدیث رخرار کیوں ابوبکر پر مقدم کرنا اس واسطے کہ وہ
 افضل ہر ہم سب کا دنا اور آخرت میں حدیث تفسیر ہر خدا کی کہ آقا ہر طالع و غروب ہیں کیا کسی

بعد انبیا اور رسولین کے کہ وہ بہتر ہو ابوبکر سے حدیث آفتاب طلوع وغروب نہیں کیا ہے بعد پیغمبر
اور رسولوں کے کسی پر کہ بہتر ہو ابوبکر سے حدیث حق تعالیٰ نے میرے بعد اس سے بہتر کسی کو پیدا
نہیں کیا اور اسکی شفاعت قیامت کے دن پیغمبرؐ کی شفاعت کے مانند ہوگی اب ظاہر ہے کہ ان حدیثوں
کی دلالت اس بات پر ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ افضل ہیں ان لوگوں سے جو موجود تھے اس زمانے
میں یا اوسکے کے کیونکہ لفظ خطاب کا اول حدیث میں کہ وہ افضل ہے تم سب کا صاف دلالت کرتا ہے شق
اول پر فقط اور لفظ ماضی کا باقی حدیثوں میں کہ آفتاب طلوع وغروب نہیں کیا کسی پر اور کسی کو پیدا
نہیں کیا صاف دلالت کرتا ہے دونوں شقوق پر اور سوائے ان حدیثوں کے جو حدیث کہ اس مقدمے
میں ہر اس معنی کا احتمال کھتی ہے جیسا کہ مشکوٰۃ شریف میں باب مناقب ابوبکر رضی اللہ عنہ میں صحیح بخاری
سے ہے کہ محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہی کہ پوچھا میں میرے باپ کو کون آدمیوں کا بہتر ہے بعد نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمائے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمائے کہ تھے ہم زنا
میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ نہیں برابر کرتے تھے ساتھ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی کو
اور روایت میں ابو داؤد کی یہ روایت اس طرح ہے کہ افضل امت نبی بعدہ ابوبکر ہیں الحاصل فضیلت
جناب امیر المومنین ابوبکر صدیق وغیر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حضرت مدنی موعود علیہ السلام پر کسی
دلیل صریح قطعی سے ثابت نہیں ہو سکتی ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بعد نزول کے ثابت نہیں
ہو اور باقی دلیلیں اس مسئلے کی تفصیل وار رسالہ دوارد جواب میں حضرت علما و اہل عبد الملک سجاولی
رحمۃ اللہ تعالیٰ سے مذکور ہیں جواب اون وایتوں کی توجیہ و تاویل کا سبب و پرکرات و مرات معلوم
ہو چکا اگر تاویل نہ کرتے تو بسبب مخالفت اقویٰ کے بالکل ساقط تھیں اور چونکہ اعمال بہتر ہر اہمال سے
رعایت اور تیرے تاویل کر دی گئی موافق محاورات اور عن شرع کے نہ جیسا کہ نمبر ۱۱ میں صحیح حدیثوں میں
کہ موافق اجماع اور اصول دین کے ہوتے ہوئے خواہ خواہ تاویل کر کے اصول اجماع کو برہم کر دیا
اور تاویل بھی ایسی کہ محاورات قرآن حدیث کے سر اسر خلاف اسلیے کہ مدار تھارمی تاویل کا دو بات پر
ٹھہرا ایک یہ کہ جس حدیث میں صیغہ خطاب کا آیا وہاں فقط حاضرین امر اوہیں نہ بعد پیدا ہونے والے
یہ ہر اسر مخالف محاورہ قرآن و حدیث کے ہر اسوا سطلے کہ قرآن حدیث میں جبکہ مطلقا خطاب طرف
مومنین کے ہوتا ہے تو حاضرین پر اختصار نہیں ہوتا ہاں بلکہ جمیع مومنین امت مخاطب ٹھہرتے ہیں ورنہ لازم

کہ اگر میں یہ الفاظ ہیں سید اکھول اہل الجنة و شبائہا بعد النبیین والمرسلین یعنی
 ابوبکر و عمر و سائرین بڑھوں اہل جنت کے اور جو انون اہل جنت کے بعد انبیاء اور مرسلین کے یہاں
 کون سا ناز اور کون سا خطاب ہو اور اسی باب میں حدیث طبرانی کی جو مذکور ہوئی کہ انہ روح
 القدس جسٹیل اخیر میں ان خیر امتک بعدک ابوبکر یعنی حضرت نے فرمایا کہ روح
 القدس جسٹیل نے مجھ کو خبر دی کہ تمہاری امت کا افضل بعد تمہارے ابوبکر ہو یہاں امت سے
 بعض مراد ہیں یا تمام اگر بعض ہیں تو کون سا قرینہ مخصوصہ مزجمہ ہو کہ اس کے واسطے کلام ظاہر سے پھل
 جاتا ہو اور اگر تمام امت مراد ہو تو یہ تمہارے مدعی مہدویت بھی اوسمیں داخل ہیں یا نہیں اگر ہیں
 تو ابوبکر صدیق ان سے افضل ہوئے اور اگر اس حق سے امت میں بھی داخل نہیں ہوتے ہیں
 تو ہر کھو اس سے کیا کام ہم کلام اوس شخص سے کرتے ہیں کہ اس امت اجابت میں داخل ہووے اور اگر
 حدیث و قرآن سے ہمارا الزام تمام ہوتا ہو حکایت ایک و نہ نصف اس سائل مردودہ سے کہ اپنی
 تصنیفات کی داد مانگنے کے واسطے گھر گھر پھیری کیا کرتے تھے مینے کہا کہ اگر ہم کوئی ایسی حد
 نکال دیوں کہ اوسمیں فضیلت صدیق اکبر کی تصریح ہو اولین اور آخرین پر جب تو تسلیم کر دے کہ
 لگے ایسی کہاں حدیث ہے مینے کہا ترمذی بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی
 علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے حق میں فرمایا کہ ہذان سید اکھول اہل الجنة من
 الاولین والاخرین الا النبیین والمرسلین الحدیث یعنی یہ دونوں جنت میں کمون شہیدوں
 کے اولین و آخرین سے سوا انبیاء اور مرسلین کے کھول جمع کمال کی ہو اور صراح میں لکھا ہو
 کہ کمال مرد میانہ سال اکتھال و مویہ ہونا اور شیخ فضائل میں فضیلت سید محمود میں مذکور ہے کہ اونکی داؤدی
 میں سیاہی زیادہ تھی جیسا اونکے باپ مہدی کو دفن کرنے لگے اونکی داؤھی مثل مہدی کے برابر دوڑتے
 ہو کر حلیہ مہدی کے مشابہ بن گئی اس سے معلوم ہوا کہ اونکے مہدی و مویہ تھے اور قطع نظر اسکے
 تحقیق اسکی باب پنجم میں ہو چکی کہ مراد کھول سے اس حدیث میں سب برناو پیر ہیں اور یہ بھی مذکور ہو
 کہ اس حدیث کو ابن ماجہ اور ترمذی و امام احمد اور ابو یعلیٰ و ضیاء اور طبرانی نے بطریق متعدد روایت
 کیا ہے القصد مصنف مذکور نے بعد سماعت اس حدیث کے نتیجہ ہو کر اس طریق استدلال سے
 گزیر کیا اور کہا کہ ہم جو احادیث سے دلائل نقل کرے ہیں یہ فقط سویدات ہیں ہمارا مدار اس پر ہے

مطلب دوم
مردودیت کی تردید جو چندی سے لکھیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے

اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے
مردودیت کی تردید جو چندی سے لکھیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے

اصل دلیل ہماری یہ ہے کہ ہمارے نزدیک جس کی مہدویت باعلاقہ سبوتاہت ہوئی اور اس نے ایسا دیکھا
کیا ہی محرز اور اوراق کو چونکہ اس وقت اس نے یہ غرض متعلق تھی کہ واسطے اشکاف مدہب کے اون کے
پیشواؤں کی کتابیں اُن سے بلاغت وصول کرے بخلاف اس امر کے کہ بھڑک باورینگی مباحثہ کو
طول نہ دیتا تھا ورنہ اس کا جواب نہایت معقول تھا کہ کذب سبب دیاں آسمانی میں باعلاقہ حسنہ
غیر ہر خصوصاً خداوند پاک پر مجموعہ باندھنا کہ جبکہ طمان اور فلان سے الفصل بنایا ہی نہیں اس
دعویٰ انصافیت کا صدق جزو اعظم اخلاق ہے کہ مہدویت جیسے موقوف ہی اب اگر اس دعویٰ کا
اثبات خارج سے نہ کر کے مہدویت پر موقوف رکھو تو دور لازم آتا ہے کہ قسم محالات بدیہیہ سے نہ کر
اور سوائے اس کے دوسری بد اخلاقیان بھی باستیاب تمام اب سوم کی دلیل مقتضی ہم میں
گذر چکیں پہلے ایسے شخص کے دعوے کا ثبوت اسی کے اعتماد پر محال ہے غرض کہ اس قسم کے دعوے
اس قوم میں حد حساب سے باہر ہیں اور یا ان ہم یہ جانتے ہیں کہ ہمارے دعوے کے دلائل محال
قطعیات و برہانیاں ہیں عسیا کہ مصنف مذکور اس مقام میں سمجھے ہیں کہ میں مہدی کی فہمیت
حضرت صدیق اکبر پر بخوبی ثابت کر چکا اس واسطے اب گے اس بات پر کہ باندھے ہیں کہ مہدی کو برابر ہم
رنجہ حضرت سید الاولین و آخرین کے نام کرین العیاذ باللہ شہر تو کار فرمیں انکو سختی کہ با
آسمان نیزہ و اختی بہ مطلب دوم حضرت سید محمد مہدی و عو علیہ السلام فضیلت ہر رنگ میں
ہمسور برابر ہیں حضرت محمد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دلائل نقلیہ و شرعیہ سے لیکن لائل نقلیہ ہیں کہ
کہ منقول ہر کتاب میں بھی اللہ تعالیٰ عنہ سے کمال احکام و بیان سے حضرت مہدی علیہ السلام کے چوں کہ اللہ
مراد اللہ ہی اتنی برابری اور محمد کی پائی ہم کہ دو شخص کو اور و چیز کو روانہ نہیں جواب مہدی حضرت
رسالت پناہ کی اولاد میں ہیں اور جسکو نہ ابھی ہوش و حواس میں جانتا ہے کہ والد اور والد کا ایک شخص ہی نا
محال ہے پس اب بدہمتہ حضرت رسالت پناہ اور مہدی و دو شخص ہوئے اب یہ کہنا کہ انہیں اتنی برابری پائی
ہم کہ دو شخص اور و چیز کو روانہ نہیں حقیقت میں یہ کہنا ہے کہ مہدی اور حضرت رسالت میں برابر ہی
روانہ نہیں ہیں پس تم نے خود اقرار کیا کہ ہمارا دعویٰ برابری کا ناروا اور ناجائز ہے جان اللہ یہ قدرت
اکہی اور معجزہ حضرت رسالت پناہ ہی ہے کہ ہمارے الزام اور جواب دہی کے گے کے ابتداء سے بحث میں
تم باطل قبیح پر ہوئے لہذا ہم حق حرج پر چھوٹے کا تمہی سے اقرار کرادیا اور سپر علاوہ یہ جو کہ کہتے ہو

کہ یہ بربری ناروا مہدی کے احکام و بیان سے پائی گئی پس اقرار اس امر کا ہوا کہ خود مہدی اس ناروا کا
 حکم کرتے تھے اور ناروا بات کا حکم کرنا خطا ہے فاحش ہر بیان معلوم ہوا کہ مہدی موعود تھے اس واسطے
 کہ تمام بالاتفاق قابل ہو کہ مہدی موعود سے حکم میں خطا سرزد نہ ہوگی کہ یقفوا اثری ولا یخطی شان
 انکی ہر بیان خود سے درپردہ انکار انکی مہدویت کا کیا قولہ اور حضرت نے فرمایا مہدی سے کوئی
 بزرگ نہیں ہے بجز خدا تعالیٰ کے جو اب تمہارے حضرت کی کون سی بات پر اعتبار کرنا چاہیے بیان تو معلوم ہے
 کہ خدا کی بزرگی کچھ مانتے تھے اور اپنے سے بڑا جانتے تھے اور بیچ فضائل میں لکھا ہے کہ مقام فراہم میں یہی
 بزرگوار بیان نعمت کے سامنے آکر ہو کہ کہ انا اللہ رب العالمین یعنی میں اللہ ہوں پروردگار عالمین کا
 اور اپنے پیغمبر موعود سے کہا کہ میں بندہ ہوں خدا فی الحال ہو جانا ہر لیکن بندہ ہونا محال ہے انتہی شاید
 مہدی لوگ اس تعارض کی یوں تطبیق دیوینے لگے کہ وہ خدا کہ مہدی سے بزرگ ہے وہ اور ہے اور وہ خدا کہ مہدی
 اور وہ ایک ہے اور وہ خدا کہ وہ بن جانا آسان ہے وہ اور ہیں اس واسطے کہ ان کے مہدی کے اعتقاد میں
 پڑائے ملا کہ بہت سے خدا ہیں جیسا کہ شواہد الولاہیت کے آٹھویں باب میں لکھا ہے کہ مہدی نے شاہچھیک
 سے کہا کیا پڑائے خدا پر مقید ہو گئے ہو کہ بڑھو اور یہ بیت پڑھی شعر بزارم از ان کہ نہ خدا ہے کہ تو
 داری نہ ہر لحظہ مرا تازہ خدا ہے دگرست مہم تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون عملوا کبیرا قولہ
 اور حضرت فرماتے جبکہ ہم مشقت زیادہ کرتے ہیں تو برابر ان کے ہوتے ہیں جو اب معلوم ہوا کہ مہدویت
 واسطے مساوات کے کافی نہیں ہے بلکہ جزا خیرا و سکی علت کا زیادت مشقت ہے اور لفظ جبکہ کہ ال ہر اس
 بات پر کہ مشقت زیادہ ہمیشہ نہیں ہوتی ہے برابری بھی کہ اوسمی پر معلق تھی اوسوقت نہوگی لیکن مقام
 مہدویت بھی اوسوقت جاتا رہتا ہے یا نہیں اگر نہیں جاتا ہے تو باوجود مہدی ہونے کے حضرت رسالت
 کم رتبہ ہوتے ہیں پس یہ کیلئے سابق خطا ٹھہر کہ مہدی سے کوئی بزرگ نہیں ہے بجز خدا سے تعالیٰ کے اور اگر
 مہدویت سے اوسوقت معزول ہو جاتے ہیں تو قطع نظر اس قباحت کے کہ اگر ان اوقات معزولی کو مشاہدہ
 کریں تو یاسخ برس بھی کہ کمترین مدتوں مہدویت کی ہی پوری نہیں ہوتی بڑی خرابی یہ بیٹھتی ہے کہ
 کہ ان کے اصحاب اور مرید کہ اوسوقت بھی ان کو البتہ مہدی اعتقاد کرتے تھے ضلال و خطا میں مبتلا رہتے
 تھے اس لیے کہ جیسا کہ غیر نبی کو نبی جانا خدا سے پاک پر افترا ہے ویسی غیر مہدی کو مہدی سمجھنا اور یہ بزرگوار
 اوسوقت اس لقب غیر واقعی پر راضی ہو کر سکوت کرتے تھے اور مصداق اس آیت کے ہوتے تھے

مہدویت کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے اعتقاد میں نہایت کمال ہے مہدی نے خدا سے خود کو متفرد قرار

خطبہ مہدی مہدویت کی ابتدا میں ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کا مہدی ہوں

یَحْجِبُونَ اَنْ يَّخْجُذُوا اَمَّا لَوْ كُنْهُمْ لَفِضَّوْا لَكَ اِنَّكَ تَعَالٰی مُدْتَمَرٌ فَرَمَا ہر اون کو گون کی جو وجہ معلوم ہے میں
نہو او سپر یعنی تعریف و ثنا ہونے کی خواہش رکھتے ہیں اور یہ بھی اس کلام سے معلوم ہوا کہ زینبہ
خاتمہ الرسالت کا کہ فائق ہر تہ نبوت و رسالت مجتہد پڑاویں کے نزدیک کسی پر کہ جب شقت زیادہ کرتے
ہیں تو مامل ہو جاتا ہوں اس کے متعلق ہونے کا سبب باعتراف زیادہ مشقت ہوئی اور یہ مذہب اہل
ایمان کا نہیں ہر بلکہ مشرب معتدین فلاسفہ یونان کا ہر جیسا کہ شرح مواقف میں لکھا ہے کہ رسول پر
کے واسطے ہر شرط میں ہر کہ پہلے حالات میں بیٹھ کر مجاہد کرے اور خلق سے منقطع ہو جاوے اور
ریاضتیں کر کے احوال عمدہ پیدا کرے اور مدعا کی جو ہر اور پاکیزگی فطرت اس کی استعدا ذاتی ہوئی
جیسا کہ حکما کا زعم ہے بلکہ نبوت ایک صحت اور سطا ہے الہی ہر کہ فقط ایک تہیت سے متعلق ہر جسکو
چاہتا ہر لو کو اس صحت سے سزا و نقصان ہر و اللہ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَن يَّشَاءُ اور
شرح مقاصد میں لکھا ہے کہ حق یہ ہر کہ بغیر و لکھا بھیجنا لطف و رحمت الہی ہر کہ کیا تو بخسان کیا اور اگر
تکڑا تو اس پر کچھ عیب تھا جیسا کہ اہل سنت کا تمام الطائف الہی میں ہی مذہب اعتقاد ہر اور بغیر
اس امر پر مبنی نہیں ہر کہ بغیر میں پہلے کچھ استحقاق ہووے اور کچھ اسباب اور شرطوں اس میں
جمع ہووے و اللہ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَن يَّشَاءُ مِّنْ تَشَاءُ مِّنْ عِبَادِهِ وَهُوَ عَلِيمٌ مُحِيطٌ
رسالت کا انتہی اور انکار اس بات کا کہ مقام نبوت صحت اور شقت اعمال سے حاصل ہوتا ہر کچھ
نیاستعدہ نہیں ہر بلکہ تدریم سے اتفاق است اور اہل سنت اس پر جلا آتا ہر بیان تک کہ جو شخص
ایسی بات زبان پر لاتا تھا اسکا خون مباح جلتے تھے اور کیسی ہی تہ آدھی ہو تو کو بلا تا مل قتل کرتے
تھے چنانچہ اسی حادثے میں شہید ہجری میں محمد بن حبان صاحب حدیث کہ شاگرد نسائی کا اور استاد حاکم
کا ہر اور کتاب صحیح بن حبان شہور آفاق ہر مبتلا ہوا وہ اسکی یہ تمہی کہ اپنی کسی کتاب میں لکھا تھا کہ
النَّبِيُّ الْعَلِيمُ وَالْعَمَلُ اَوْسَ عَصَرَ كَ اِذَا سَلَامَ لَ فَقَطَّ اَتَى بَاتَ سَ زَيْدٌ مُحَمَّدًا اِذَا لَقَاتَ
اور حدیث پر مبنی بالکل موقوف کر دیا بیان تک کہ خلیفہ وقت نے موافق فتوے جلد کے حکم
قتل کا دیا اور محمد بن نے اس کلام کے حق میں کہا کہ خلت النفس فلسفی اور بعضوں نے بسبب
معلوم ہونے صحت اعتقاد انکی کے کچھ تاویلات بھی کہیں اور یہاں تو عقائد الکیات و نبوت میں رو
فسادات کی نو تین جملہ ہی ہیں کہ یہ بات اسکے سلسلہ میں ہی ہے جیسا کہ فقار غلے میں طوطی کی آواز کوئی

کہ جس تک تاویل و توجیہ کر لیا اور تاویل کی گنجائش کمان پر اس واسطے کہ مہدیوں کے اعتقاد میں مہدی کے
 بیان میں تاویل و تحویل کرنا حرام ہو اور مخالفت کرنا ہر ساتھ ذات مہدی کے چنانچہ آخرین عقیدے
 کے سید خوند میر نے لکھا ہے قولہ اور اتفاق حضرت کے اصحاب کا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مہدی
 علیہ السلام کی بات میں جواب ثناء ہے کہ اصحاب نے نبوت کیا کہ احکام و بیان مہدی سے وہ بڑی
 باقی جاتی ہے کہ دو شخص در دو چیز میں برابر ہیں جیسا کہ گذرا تو سب نے فکر کی ہے ہر بزرگوں کی بزرگی
 سنبھالنے اور بات نہانے کے واسطے اتفاق کیا کہ مہدی اور حضرت رسالت و شخص نہیں ہیں کہ بزرگی
 نہ کر رہے ہوں وہ سب بلکہ کلمات ہیں مگر حیرت کا مقام ہے کہ اتنے بڑے بڑے پر کلمہ جمع ہوئے
 مگر ایک کے بھی سمجھ میں نہ آتا کہ مہدی اولاد میں حضرت رسالت کے ہیں اور باپ بیٹے کا ایک بات ہونا
 محال ہے اور قطع نظر باپ بیٹے سے مطلق جو اہر میں تداخل محال ہے تمام عقلاے دنیا جانتے ہیں کہ دو
 جوہر کا ایک ہو جانا محال ہے چنانچہ صدر امین لکھا ہے کہ تداخل یعنی متحد ہونا دو جوہر کا کلا یا بعضاً وضع اور
 اشارے میں محال ہے ورنہ جائز ہو جائے کہ تمام اجزائے عالم ایک الی کے دانے میں سما جائیں
 اتنی اور ایک بات ہونا ایسی کو کہتے ہیں اور کہ سب وی الا وضاعت ہونا نام تو تو تساوی وغیرہ ہر ایک کے
 واسطے دو طرف اور دو ذات ہونا ضروری ہے وہاں ایک بات اور ایک شخص ہونا خطا ہے فاحش ہے اور
 اگر مراد یہ ہے کہ اسکے مہدی بسبب کمال متابعت اور غلبہ محبت کے حضور ذات رسالت میں اپنی
 خودی اور دولی سے فانی اور غائب ہوں گے جیسا کہ سالکین ہستی حق تعالیٰ میں مستغرق ہو کر اپنی ہستی کو
 فنا فی اللہ کر دیتے ہیں تو یہ اتحاد حقیقی نہیں ہے بلکہ اتحاد اعتباری و حکمی کہلاتا ہے اور بغایت حقیقی
 و نفس الامری اور تعین اور تشخص اور برزئیت حقیقت ہمال کی موجود رہتی ہے فقط تصور توئی و نہی
 و دولی کا کہ فنا اور گم ہونے کے پہلے تھا اور ٹھہ جاتا ہے جیسا کہ ماہرین اس مقام کے فرماتے ہیں شعر
 تو دانشوی ولی اگر جہد کنی چہ جائے بری کر تو توئی بر خیر دہا اور بعضی کا لین اس مقام سے فرمایا ہے کہ
 لو غاب عني رسول الله طرفة عين ما عجزت نفسي من المؤمنين يعني اگر حضرت رسالت
 ایک پلک بھر مجھ سے غائب ہو جائیں میں اپنے تئیں مومن کامل نہ سمجھوں یہ مقام علی ہے کہ خدا سے
 لایزال اپنے فضل و کرم سے جسکو چاہتا ہے رحمت فرماتا ہے اللھم ارزقنا بفضلک العظیم اور یہی گم
 ہونا خدا میں بارسول خدا میں قرب و وصول حق ہے جیسا کہ کہا ہے شہر و در و گم شو وصال نیست و سر

۲۶۸

تو پاش اصال اکمال امیت و بس چہ میرا گر یہ مقام نفیس تمھارے ہوئی نصیب تھا تو جسو تہ حقیقت حضرت
رسالت میں کہ جسکو حقیقت الحقائق کہتے ہیں نیست و نابود ناچیز و کم ہوس گئے تھے وہ ان العیاذ باللہ عرفنا
مساوات اور ہمسری کا دم ملنا اور اپنے تئیں ہم بھلوا اور ہم تذبذب جانا کیا علاوہ کرتا ہی کیا لاؤ ذنی
اور غرخت اور شگاستری نفس کی ہر درویشی شکستگی اور خاکساری اور ادب اور تواضع اور نفس کشی کا
نام ہی حضرت خواجه محمد پارسیار رحمۃ اللہ علیہ رسالہ قدسیہ میں وصیت فرماتے ہیں کہ رباعی اندر ہے
حق جلہ ادب باید بود نہ تا جان باقیست در طلب باید بود نہ دیر ہوم اگر یزار در پاکشی نہ کم باید کرد
خشک لباید بود نہ اور بعضے عارفوں نے فرمایا ہے حقیقۃً الطريق ان نکون مفلساً
ابد او ان نکون طالباً للعلی ومتی ظننت انک وصلت ما وصلت ومتی
ظننت انک ظفرت ما ظفرت ومتی طلمت ادک حصل لک حال الاحال
لک خلاصہ اس کلام کا یہ ہے کہ جیسا ساک سمجھا کہ میں بھی کچھ ہوں جانا کہ وہ کچھ چیز نہیں ہے البتہ
یعنے کاملین نے بعض اوقات بام آئیں فخر و مباہات کی ہے لیکن نسبت اپنے اقراں اور ہم عصر کے نسبت
حضرت سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہ جو تر اور بہتر تمام مکونات سے ہیں عاشا و جوان الہ
کوئی شخص بھی سانحہ رسول خدا کے ایسی گستاخی اور حق فراموشی کر تا ہی ہو گا کہ اگر بغفل آن حضرت کے
کچھ مقام اور تہجد حاصل ہوا تھا تو چاہیے تھا کہ جن نعمت کو نہ بھولے اور دائرہ ادب سے پاؤں باہر نہ
اور بولے کہ شعر بلند رہتا ہیں خاکستان شدہ ام نہ غبار کو ہی تو ام گر برآسمان شدہ ام نہ
اسٹی تیہ را خبر کی اکثر فقر و تنگدستی ہے مکتوب شیخ عبدالحق دہلوی رح سے کہ مجد الف ثانی صاحب کو
لکھا ہے قولہ ولکن لا نکل شرعیہ بین کہ بنا پر سلا دوم کے اصل مع کو رس ثابت ہوا کہ حضرت کا علم و
حکم قطعی ہے اور فضیلت ممدی علیہ السلام کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کم یا برابر ہی کر کے بحر
طریق نیاس کے کوئی دلیل صریح قطعی نہیں ہے پس اس صورت میں حکم اس مسئلے کا حضرت کے بیان
موقوف رہا جس قدر حضرت فرما دیں لو بقدر اعتقاد و مصدق پر فرض ہوا جواب معلوم رہا
چاہیے کہ مصنف نے اس سالے کو ایک مقدمہ اور ایک باب اعتقادات اور ایک باب عملیات
پر ختم کیا اور مقدمے میں ایک اصل مشمل اوپر تین مسلون کے اور ایک فرع کے اسکے مسائل مشائل
اصل پر شروع ہیں بیان کی اور اصل کے پہلے مسئلے پر دوسرے کو متفرع کیا اور اس دوسرے سے

اب یہاں تسویہ کو ثابت کیا اس واسطے یہاں فقط خلاصہ مسئلہ اول اور ثانی کا کھانا بنا دیا تاکہ اہل
خرد سمجھیں کہ پہلے سے دوسرا اور دوسرے سے مطلب تسویہ کہاں سے ثابت ہو گیا حاصل مسئلہ اول کا
یہ ہے کہ لمعات میں شیخ عبد الحق دہلوی کے لکھنے سے ثابت ہوا کہ مہدی کا پوتا تادمغوی کو پونچھا
اور شرح فقہ الکبریٰ میں ملا علی قاری نے نقل کیا کہ انکار خبر متواتر کا منہر بیت میں کفر ہی پس ملا ہے کہ انکار
جس چیز کا کفر ہو تصدیق اس کی فرض ہے اور خلاصہ مسئلہ دوم کا یہ ہے کہ جب کہ انکار حضرت کی مہدویت کا
کفر ہوا تو ضرور ہوا کہ حضرت کو اپنی مہدویت کا علم قطعی ہو اور قطعی ہو نہیں سکتا مگر جب کہ حق تعالیٰ اور
روح رسول اللہ کی طرف سے حاصل ہو پس ثابت ہوا کہ انکو منصب اخذ علم کا حضرت رسالت اور
حق تعالیٰ سے ہر ایک میں دوسرے مسئلے کے موافق جو خبر دیوں میں متوقطعی ہوگی پس تسویہ بھی کہ
اون اخبار سے ہے قطعی ٹھہرا انتہی اہل سخن یہ ہے کہ خبر خروج مہدی کی بعض علماء محققین کے
نزدیک خبر واحدہ جیسا کہ صاحب شرح مناقب کی رائے ہے اور بعض کے نزدیک متواتر المعنی
ہے اور عرض انکی یہی ہے کہ احادیث متواتر المعنی سے اس قدر ثابت ہوا کہ امام مہدی قبل تیار ہے کہ
کسی کسی وقت آویں گے پس جو شخص اس امر کا منکر ہو یعنی کہ مہدی ہرگز کسی وقت نہیں بھی
آویں گے تو اسے رسول خدا کو جھٹلایا کہ مہدی نے حضرت کے آنے کی خبر ہرگز نہیں دی ہے
تو حدیث متواتر کرنا ماوراء شخص اس معتقد تواتر کے نزدیک کا فطر ٹھہرا اور یہ بات ہرگز متواتر معنوی بلکہ
متواتر واحد بھی ثابت ہوئی کہ ۵۹۰ میں سید خان چینوری کا فرزند خونہ میر عرف جمجو کا خسر سید محمود کا
باپ سید محمد نام درویش متوکل مظلوم و مجبور ملاطین نام نے کس نے بس مالک مالک لو اور صاحب
جہاد وغر احمد ہی گا کہ اسکا انکار کفر اور تصدیق فرض ہو جاوے اور وہ احادیث کہ اون سب کو جمع
کر کے تواتر معنوی ثابت ہوتا ہے اگر ان کے مشروط بشرط سلطنت مہدی اور خروج سفیانی وغیرہ علامات
کے ہیں اور سبب فوت ہونے اس شرط کے یہ سبب حدیثیں تمھارے مہدی چینوری کی نگذیر ابطل
کرتی ہیں بلکہ فقط ایک علامت سفیانی کی تریب متواتر پونچھی ہے اب کیسے کہ تواتر معنوی تمھارے
پیر و مرشد کے حق میں کیا کام آتا ہو بلکہ اولاً ہر جانا ہے اب بنا مسئلہ دوم کی مسئلہ اول بنا و الفاسد علی الفاسد
ہو اسلئے کہ جب کہ انکار انکی مہدویت کا کفر ہو بلکہ واجب ہوتا کہ انکار احادیث متواتر المعنی کا
لازم نہ آوے تو خود اون حضرت کو اپنی مہدویت کا علم قطعی ہوا بلکہ بی غیر مہدویت کا علم واجب

اور بغیر من محال اگر اٹھین کی حدویت کا جاسا قطعی ہو تا تو فقط اٹھین احادیث منورہ المصی سے
 اٹھو بھی اپنی حدویت پر قطعیت حاصل ہو جاتی جیسا کہ دوسرو کو اس قطعیت کا بلا واسطہ تعلیم
 الہی یا روح حضرت رسالت پناہی پر موقوف ہونا کیونکر لازم آیا کہ بمصنف کتاب ہر کہ قطعی ہین ہو سکتا
 مگر جب کہ حق تعالیٰ اور روح رسول اللہ کی طرف سے حاصل ہو پس جب کہ مستند اندہ علم کا جسا
 الوہیت سے لازم ہو اور ضرر کا قطعی ہونا بھی کہ اسی پر موقوف تھا ثابت نہو ایس ہر تسو یہ بھی
 کہ مخالف اجماع اور احادیث چھوڑ دوسرو صریحہ کے ہر کہ مکر قطعی ہوئی قولہ سوال بتا اہل سنت
 وجاعت سے یہ حکم ثابت ہر کہ ولی مرتے کو نبی کے میں ہو شیخا ہر اور حضرت مہدی عو عو علیہ السلام
 ولی ہیں اب کس طرح برابر ہو سکیں گے افضل امیا علیہم السلام کے جواب ان ہا ہا بھی سہی اعتقاد ہر لیکن
 مہدی علیہ السلام علمائے محققین اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پس اس حکم میں داخل ہین ہر کہ وہ
 علمائے مستند ہیں اب کتب میں ما تعرض روایت کیے من کہ عقد الدر کے ساتین باب من مذکور ہر کہ فرما سٹے
 ابن مسویٰ حتمہ اللہ علیہ کہ مہدی ہر اور کو ہر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور برابر ہر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 اور دوسری ایک روایت ہر کہ فرمائے کہ مقرر فی سلیت کتاب ہر بعض امیا علیہم السلام پر لایا ہر ان و زون
 روایتوں کو حافظ ابو عبد اللہ نعیم بن حماد کتاب الفتن میں اتہی اور بدو ہر روایت علی ہستی کے سالہ
 بران کے ہا ہر طون باب میں بھی مذکور ہر جواب تمام اہل سنت وجاعت صحابہ اور اہل بیت اور تائیں ہر شیخ
 تابعین اور تمام اولیاء و علمائے اہل بیت اور محدثین زیادہ مقرر رسالت سے آج کے دن تک یہی اعتقاد
 رکھتے ہین کہ انبیا علیہم السلام افضل ہیں اپنے امتیوں سے اور کوئی شخص انکی اہت میں سے ولی ہر
 یا غیر ولی مہدی ہو یا غیر مہدی اسکے رہنے کو نہیں ہو چتا ہر اور افضل ہرے کا کیا مجال ہر اور حضرت قائم
 الرسالة صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ افضل ہیں تمام امیا بلکہ تمام مخلوقات علوی و علی سے کہ حد سے پاک کی
 باہرہ حال من کوئی ہی یا ولی یا نرستہ کروئی ان حصر کے برابر قرب و منزلت ہین کتاب ہر و شہدہ قائل
 شہر با صاحت الحال و ماسید الشریعہ من و صحیحات المبرر بعد نور القسم
 لا یکن الشاء کما کان حفتہ بعد از خدا نرگ توئی قصہ مختصرہ اور شیخ محی الدین بن عربی کہ
 اتھار سے مہدی جنوری اسکے حق میں ہرے ہن کہ جو کچھ شیخ محی الدین بن عربی نے لکھا ہر اول لوح محفوظ
 دیکھ کر بعد فلم نہ کیا ہر بھی اعتقاد رکھتے تھے دنیا خیمہ تصانیف انکے اس اعتقاد پاک سے مالا الی ہین پس

بہارِ نبوی
 جلد اول

تمام لوگ اپنے مہدی کے کون سے کلام کو خطا جانتے ہو یہ دعویٰ تسویہ کا کہ مخالف ہو لکھے شیخ اکبر کے اور
 نوشتہ لوح محفوظ کے خطا پر یا یہ بشارت کہ شیخ اکبر کے حق میں ہی ہو خطا جانتے ہو اور ہر دو دعوت میں تمہارے
 اصول پر عدم ریت برباد ہو جاتی ہے کہ مہدی معصوم چاہیے ہر خطا سے شرح مقاصد میں لکھا ہے کہ بعض
 کرامیہ سے کہ ایک فرقہ ہر اہل ہوا سے منقول ہے کہ ولی کعبی درجہ نبی کو پہنچتا ہے لہذا اعلیٰ ہو جاتا ہے اور بعضے مونیہ
 سے منقول ہے کہ ولایت افضل ہر نبوت سے اور ولی جب کہ نہایت مقام محبت اور صفائی قلب کو پہنچتا ہے
 انوس سے امر و نہی الہی ساقط ہو جاتی ہے اور یہ سب باتیں فاسد و باطل ہیں باجماع مسلمین بعد اسکے ہر ہر کا
 بتفصیل رد کیا اور دوسرے مقام میں لکھا کہ تمام مسلمانوں نے اجماع کیا ہے اس بات پر کہ افضل الانبیاء محمد
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شرح سواتف میں ضمنی لائل عصمت انبیاء میں لکھا ہے کہ غیر انبیاء کو انبیاء پر فضیلت پر باطل
 ہے بالاجماع اور کسی کو اتحاد امت سے افضل کہنا انبیاء علیہم السلام پر باطل ہے کہ اسکے بطلان میں کچھ شک
 نہیں ہے انتہی الٰہی انصاف کا مقام ہے کہ اجماع دلائل قطعیہ سے ہے اور ان کے مہدی خود قائل ہیں کہ منکر اجماع صحابہ
 نبوت کا کافر بنو یا چھوٹا بنچہ نہ کہ وہ ہوا یا این ہر ان تمام احکام اجماعیہ کا انکار کرتے ہیں اور اپنے مدعی کو افضل
 انبیاء سے اور پرار سید الانبیاء علیہ وعلیہم التسلیات کے جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ علمائے محققین اہل سنت
 کے پاس مہدی اس حکم میں داخل نہیں ہیں استغفر اللہ العظیم ماشا کہ علمائے محققین یہ اعتقاد رکھتے
 ہوں بلکہ علمائے محققین اہل ظاہر اور باطن بالتمام اسکے منکر ہیں اور اس اعتقاد والوں کو زور دہا اہل اسلام
 نہیں جانتے ہیں اور مہدی یا مجید کو کبھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں کرتے ہیں چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ
 علیہ نے مکتوب مجددی میں نقل کیا کہ حافظ نسفی نے تفسیر مدارک میں فرمایا ہے کہ پچھلے لکھی قدم بعضی
 قوم کا کہ ولی کو نبی تفصیل مہدی ہیں اور یہ کفر جلی ہے اور تعروت میں کہ اس قوم کے علم میں کتاب جبر
 اور شیخ شہاب الدین سروردی فرماتے ہیں لوکا التعرف ما عرفنا التصوف مذکور ہے کہ اجماع
 کیے ہیں اس بات پر کہ انبیاء علیہم السلام افضل بشر ہیں اور کوئی انہیں نہیں ہے کہ افضل میں برابر ان کے ہو
 نہ صدق نہ ولی اور کوئی اگر چہ بزرگ ہو وے قدر او سکی اور بڑی ہو وے نشان او سکی اور بلند ہو وے
 رتبہ او سکا اور او بزرگ سبطانی قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ آخر نہایت مدققین کی اول احوال انبیاء کا ہے اور نہایت
 انبیاء کی کچھ حد و غایت معلوم نہیں ہو سکتی ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ مثال معرفت اور علم خلق کی نسبت پیغمبر
 ایسی ہے جیسے کہ تری کہ مشک دہان لبتہ سے نکلتی ہے اور بعض شائخ نے کہا ہے کہ کسی پیغمبر نے تقویٰ میں

بیان اجماع مسلمین کا اس بنا پر کہ نبی کو نبی نہیں پہنچتا ہے اور احوال علماء اور اہل سنت کے اختلافات انبیاء علیہم السلام اور خاتم الانبیاء میں مسلمین کے اختلافات انبیاء علیہم السلام

تسلیم کا کمال سوائے حبیب غلیل علیہ السلام کے نہیں پایا جو اس سبب سے اگرچہ حالت مشاہدہ اور قرب
 میں ہلکے کمال پر پہنچنے سے ناامید ہیں اور ابو العباس نے کہا ہے کہ لڑائی منازل سترین کے اعلیٰ مراتب پایا
 کے ہیں اور انی منازل دنیا کے اعلیٰ مراتب صدیقوں کے ہیں اور انی مراتب صدیقوں کے اعلیٰ مراتب
 شہداء کے ہیں اور انی مراتب شہداء کے اعلیٰ مراتب صالحین کے ہیں اور انی منازل صالحین کے اعلیٰ مراتب متینین کے ہیں
 تمام جو کلام تعرف کا اور شرح تعرف میں لکھا ہے کہ مراد باریہ بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی کلام مذکورہ ہے
 یہ ہے کہ کوئی شخص خلق میں سے اسرار حنفی صالی اللہ علیہ وسلم پر مطلع نہیں ہو سکتا اور اگر تمام خلق
 جمع ہو دیتے اور عزت اور علم اپنا جمع کریں کمال معطی کو بھیچا نہیں اور اس بھیچانے کو بھیچا نہ اند
 تری رشک کے ہے کہ اس تری سے اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ مشک میں کیا ہے لیکن مقدار و صفات
 معلوم نہیں ہوتی اور اگر تری نہ تویہ بھی معلوم نہ تھا کہ اس میں کیا ہے اتنی یہ علماء محققین اہل ظاہر و
 باطن کے توالی و اعتقاد ہیں نہ جیسا کہ تم لوگ سمجھتے ہو اور جواب روایات صاحب سالہ کا کہ چہرہ دعویٰ
 کیا ہے کہ ان روایات کو علماء مستندین نے اپنے کتب میں بلا تعرض وایت کیا ہے یہ ہے کہ اصل ان روایات
 ابو نعیم بن حماد اور ایک روایت ابن ابی شیبہ کا کہ بیان تفضیل ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہے یہی ہے کہ تمام اہل
 اور آفرین اہل سنت میں سے محدثوں کو ایک بن سیرین کا قول اتنا لگا ہے کہ اس کے بعض طریقوں روایت
 میں تفضیل ابو بکر اور عرضی اس حدیث پر اور بعض میں بعض انبیاء پر بھی مذکور ہے اور اس قول کو مخالف
 اجماع اہل اسلام کے دیکھ کر کسی نے پسند نہ کیا مگر محدثوں نے اس قول سے اصل کو اپنے دین کا اصل
 اصول ٹھہرایا اور روایات قرآنی کو کہ دال ہیں تفضیل انبیاء علیہم السلام اور فضیلت حضرت خاتم المرسلین
 اور احادیث صحیحہ کو کہ صریح و نص جلی ہیں اس مقدمے میں اور اجماع صحابہ و غیر مسلمین کو کہ دال علیہ
 دیشیہ ہے اس قول کے سلسلے ترک کیا اب ان مصنف سالہ سے کہ اپنے کلام کو نہایت سطا بن
 علم اصول کے سمجھتے ہیں پوچھا جاتا ہے کہ کس کتاب اصول میں لکھا ہے کہ قول تابعی کو قرآن و حدیث و
 اجماع پر ترجیح دینا اور یہ دعویٰ بھی غلط ہے کہ علماء مستندین نے اس قول کو بلا تعرض وایت کیا ہے
 اس واسطے کہ مؤلف کتاب سرون و روسی نے نعیم کی روایت کہ جس میں تفضیل علی بعض الانبیاء ہے
 کر کے کہا کہ فی هذا ما فیہ ینمی اس کلام میں و قباح ہے کہ ظاہر ہے ہر مصنف ابن ابی شیبہ کی
 روایت عمر بن سیرین سے کہ اس میں فقط فضیلت تنجین پر مذکور ہے لاکر کہا کہ لفظ تنجین مترجم لفظ

حوالہ
 کتاب
 تاریخ

سے اور میرے نزدیک دونوں کی وہی تاویل ہے جو کہ حدیث بل اجر حصین منکر کی تاویل ہے یعنی
 نہ ائمہ ہمدی میں فتنے نہایت سخت ہو گئے اور نصاریٰ بالاتفاق ہجوم کرینگے اور محاصرہ و جال کلمہ ہو گا
 کہ اس قدر آفات اور مضائقہ مانع بنیں اور انبیاء علیہم السلام میں درپیش آئے تھے اس سبب سے ہمدیوں کو
 ایک نفع کا فضل جس نے یہی ہے کہ کثرت ثواب و قربا لہی میں یہ اون سے افضل ہوں اس واسطے کہ
 احادیث صحیحہ اور اجماع اسی بات پر ہے کہ ابوبکر و عمر افضل الخلق ہیں بعد انبیاء اور مسلمان کے انتہی درجہ
 تقریر برسالہ برہان میں بھی پیچھے روایات مذکورہ کے منقول ہیں ان ہر مصنف مذکور کے خیال میں آیا کہ
 کچھ تعرض اس روایات کا نہوا یہاں تاکہ کچھ یاد آئے کہ یہ قول احادیث صحیحہ و اجماع کے خلاف ہے یعنی اگرچہ
 نسبت اس کی ابن سیرین ثنائیت وایت صحیح ابن ابی شیبہ کے پیروں پر ہے لیکن متن اس قول کا سبب مخالفت
 مذکورہ کے باطل ہے اب اس سے زیادہ تعرض کیا ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم رہے کہ علماء حدیث نے فقط
 ابن ابی شیبہ کی روایت کو صحیح کہا ہے کہ اس میں اس قدر ہے کہ محمد بن سیرین نے کہا کہ اس امت میں ایک
 خلیفہ ہووے گا افضل ابوبکر و عمر سے اور لفظ خلیفہ کا ہمدی اور عیسیٰ دونوں پر صادق ہے چنانچہ
 تفصیل اس کی بیان تفصیل امیر المؤمنین ابوبکر بن علی گزیر چکی پس اگر مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں تو کیسے ہوں پر
 کچھ اشکال نہیں ہوتا ہے اس لیے کہ عیسیٰ علیہ السلام میں جو داخل امت محمدیہ ہیں اور افضل ہیں صدیق اکبر سے
 چنانچہ یہی مقولہ شیخ اکبر کا ہے کہ اوپر گذرا اور اگر مراد امام ہمدی ہیں تو وہی تاویل کرنا چاہیے جو کہ صاحب
 وردی نے کی ہے ورنہ مخالفت کلام شیخ اکبر سے مخالفت لوج محفوظ کی لازم آوے گی یا وہ بشارت
 کہ ہمدی متنازع فیہ نے شیخ اکبر کے حق میں ہی غلط ہو جاوے گی اور بطلان بصورت کہ مستلزم ہم
 بطلان ہمدویت کو بھی لازم آوے گا اور روایت نعیم کہ جس میں تفضیل ہمدی کی انبیاء علیہم السلام پر
 مذکور ہے علماء حدیث مثل صاحب عرفہ و دیگر غیرہ کے اس کے متن کو یا باطل المضمون بسبب مخالفت احادیث
 و اجماع کے جلتے ہیں یا ناؤں جاتے ہیں اور اس کی سند کسی نے صحیح نہیں کہا اور قاطعاً مقرر ہے کہ عدم تعرض مستلزم
 کو نہیں ہے اور صحت مستلزم معمول رہوئے کو نہیں ہے علماء حدیث اپنی کتابوں میں بہت سی حدیثیں بلا
 تعرض لکھتے ہیں حالانکہ اس میں ضعاف غیرہ سب سے تی ہیں مگر حصے محدث مثل ترمذی وغیرہ کے
 کہ اپنے اوپر التزام بیان کا کر لیتے ہیں ہالہ تہ ضعیف حدیث کے ضعف اور وجہ ضعف کو بھی بیان
 کر دیتے ہیں اور بہت حدیثیں اگرچہ صحیح ہوتی ہیں مگر معمول بہ نہیں ہوتی ہیں کہ سبب ثبوت نسخ کے

یا ما اخذت دلیل اتوی کما نیر علی نہیں کرتے ہیں پس نایت نعیم دین تفصیل ہندی کی انبیاء علیہم السلام پر
 برابر بری ساتھ سید الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الحاقات بحث ملاعدہ اور زناد و بار و افس سے
 کو ایسہ ظاہرین کو انسل امیاد و سارین سے سمجھتے ہیں نا اگر قول محمد بن سیرین سے صادر ہے تو تیرا وہی نسل جنی
 ہو کر نکالیں نے بیان خرمائی اور درو بری سے مشابہت بیچ اطلاق کے ہر بیسا کہ حدیث شریف میں ارادہ
 کہ لیشبہا فی الخلق ولا تشبہا فی الخلق یعنی امام ہندی مشابہ ہو گئے پیغمبر صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کے اخلاق محمد بن اور شاہ ہونگے بیچ شکل و صورت کے تبار میں حدیث لکھتے ہیں کہ مراد ہے کہ
 نسل میں مشابہ ہو گئے ورنہ بعضی باتوں میں ہم شکل حضرت رسالت کے ہونا احادیث میں اور ہر چنانچہ ابو ذر
 ہو کر یا حضرت رسالت پناہ نے کہ المہدی منی اجلی الجبرہ اقنی لا انف یمکؤ الارض قسطا
 وعدلا کما اقلشت خلما وجو گایامک سبع سنین یعنی ہندی میری نسل ہدیت سے ہر کشا
 پیشانی بلندی بھر دیگا زمین عدل انصاف سے بیسا کہ بھری ہوگی ظلم و ستم سے مالک ملک ہیکامات
 بریں اٹھی پس محمد بن سیرین کے کلام میں انظیر عدل النبی سے مقصود وہی ہے کہ تشبہ النبی فی الاخلاق یعنی
 برابر بری و مساوات مرتبہ کے بیسا کہ ہندی سمجھتے ہیں کس عقل کے ذہن میں آوے گا کہ جب صحابہ کا نام
 جمہوری یا کلی علی اختلاف الاقوال انصافیت ابو بکر صدیق پر یا اجماع و کمال فضیلت ابو بکر و علی پر ہو چکا کہ اور
 لازم آیا کہ کوئی شخص اولین و آخرین سے امت محمدیہ میں افضل ابو بکر و علی منی امدهما سے نہیں ہر چنانچہ
 ہندی متنازع فیہ کے قول سے بھی منکر اجماع صحابہ بنویں کافر و کافر ہر جیسا کہ اپنے مقام میں گنہ چکا این ہمہ
 محمد بن سیرین سے تابی جلیل القدر کے حق میں گمان کیا جاوے کہ وہ ایک شخص کو اس امت میں سے
 خرق اجماع کر کے امیر المؤمنین ابو بکر صدیق پر تفصیل دیتے تھے بلکہ اس سے بڑھ کر انبیاء تفصیل دیتے
 او سپر و یہ کہ حضرت خاتم المرسلین کے برابر جانتے تھے استغفر اللہ العظیم کہ نہ جانتے تھے کہ
 اقوالہم ان یقولون الا کذب کیا مسائل اجماع پر براب سیرین کو اطلاع نہ تھی یا آیات قرآنیہ کو
 ہن تفصیل لیا علیہ السلام براؤ کو یا نہ تھیں یا احادیث صحیحہ کہ نفس مریدین انصافیت حضرت خاتم المرسلین
 میں اونکے گوش تک نہ پہنچی تھیں کہ ایسا اعتقاد تمام اہل اسلام کے خلاف اعتقاد کر کے الیاذ
 با اللہ العظیم ابیند آیات و احادیث اس قسم کی بیان کیجاتی ہیں دلیل اول ان اللہ اعطانی
 اذ مروءتھا والارہیم والعمون علی العالمین یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھ لیا اور اختیار کیا ام

یہاں سے پہلے سے جو وہاں لکھتے ہیں آیات و احادیث و غیرہ سے یہاں سے لکھتے ہیں

اور نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو عالمین پر شرح مقاصد میں لکھا ہوا کہ آل ابراہیم اور آل عمران میں سے غیر انبیاء مخلصین ہیں بلکہ اجماع پس آدم اور نوح اور تمام انبیاء علیہم السلام پر گزیدہ ہیں عالمین پر انبیاء عالمین میں ملائکہ اور اولیاء اور مہدی وغیرہ سب اہل ہیں اور کوئی دلیل مخصوص کسی کے واسطے موجود نہیں ہے۔
 پس انبیاء علیہم السلام سب عالم علوی اور سفلی سے افضل ہیں اور اتفاق جمیع اہل اسلام حتیٰ کہ مہدوی بھی اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء سے افضل ہیں اور یہ بھی مسلم ہے کہ فضل کا افضل افضل ہوتا ہے۔ ثابت ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ہیں سب عالم سے دلیل دوم
 تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ مِّنْهُمْ وَفَضَّلْنَا مُحَمَّدًا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ
 یعنی ان پیغمبروں میں ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام کیا اور بعضوں کے درجات بلند کر دیے تفسیر کشاف میں لکھا ہے کہ کلام جس سے کیا وہ موعی علیہ السلام ہیں اور درجات بلند کیے یعنی تمام انبیاء سے ان کو بلند رتبہ کیا کہ سب سے بدرجات کثرت افضل ہو گیا ہے۔
 کہ اس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لیے کہ جو آیات و معجزات کہ ان کو ملے ہیں دوسروں کو نہیں ملے ہیں اگرچہ ہزار سے زیادہ آیات ان کو ملے ہیں مگر ایک قرآن ایسی آیت باہر ہو گا کہ کوئی آیت نہ ہو تو اس کے
 تو بھی سب انبیاء کے معجزوں سے افضل ہوتا ہے جانی کہ سولے اسکے اور بہت سے معجزات باہرہ اور کمالات ظاہرہ اور اخلاق ظاہرہ کہ متمم اخلاق اولین اور ہادی آخرین کے ہیں ان اقدس میں موجود ہیں کیونکہ
 رتبہ سب سے عالی تر ہو اور شیخ جعفری کے نقائص اخلاق اور معائب احوال قبل میں خصوصاً دلیل اخلاق میں منحونی واضح ہو چکے آمام رازی نے تفسیر کبیر میں فرمایا کہ امت نے اجماع کیا ہے اس بات پر کہ بعض پیغمبر افضل ہیں
 بعض سے اور اجماع کیا ہے اس بات پر کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ہیں سب سے ابتداء بحث سے یہاں تک
 سنتے جائیے کہ کیسے کیسے اکابر اجماع کے قائل ہیں مگر مہدوی ایسے غافل ہیں کہ اپنی تراز سرائی میں کسی کی
 نہیں دیکھتے کہ شہرت مہدی بروگشتہ تمام تن تناق تن تناسو اس تزلزل کے اور بہت سے دوسرے
 اور چھٹانکے بزرگوں سے منقول ہیں کہتے ہیں کہ وہ جہنم طعش کے گنگرول پر لکھے ہیں مختصر کلام کہ حضرت
 امام فخر الدین رازی نے انیس دلیلین اس امر اجماعی یعنی فضل محمدی پر گزرا ہیں کہ یہ چار دلیلین نابعد کی اور نہیں ہیں
 سے ہیں دلیل سوم فرماتا اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ یعنی ہمیں
 بھیجا جسے تم کو امی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مگر رحمت واسطے عالمین کے جب رحمت سب عالم کے واسطے ہو

یا جماعت دلیل تویہ کے دم سے ہو دیں اور مہدی بھی اسی میں ہیں دلیل چہارم کہ کثرتِ حیرتِ امت نے
 برابر بری مسانفہ میں یعنی ہوتم بہترین امت کہ نکالی گئی اور ظاہر کی گئی واسطے آدمیوں کے اور امت کو
 کہ اگر ملایا اور خوبی حاصل ہوئی بسببِ متابعت آنحضرت کے ہوئی کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ
 سِرَّةَ فَاتَّبِعُوْا بَنِيَّ مُحَمَّدٍ لَّعَلَّكُمْ تَرْجُوْنَ عِلْمَ سِرِّهِمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّ سِرَّهُمْ سِرُّكَ
 سے میں میری پیروی کرو خدا تم سے محبت رکھ دے گا یا تم سے معلوم ہوا کہ مہدی کو کچھ مرتبہ ملے گا بسببِ نبی
 و تبعیت حضرت کے ملے گا پس جبکی پیروی سے مرتبہ حاصل ہووے اسکا نفع کیونہی عالی ہو گا و لیل
 پنجم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعوث ہیں لوف جن انس کے اور حضرت کے پیرو لوگ جس تہ میں کسی کے
 نہیں ہیں اور بموجب حدیث شریف کے کہ من من سنۃ حسنة دله احوال و اجروا و اجروا عمل بھا
 الی یوم القیامة یعنی جس نے ایک سنت اور طریقہ اچھا نکالا اسکو اس طریقہ پر آپ پہنچنے کا بھی ثواب
 ملے گا اور جس نے لوگ قیامت تک اس طریقہ پر چلنے کے ثوابوں کے برابر بھی ثواب کو ملے گا
 اثبات ہوا کہ انکے مہدی جو پیروی نے مدت العمر کچھ ریاضت اور عبادت ظاہری اور باطنی کر دو دنوں میں
 صدی کمال اتباع حضرت رسالت کا رکھتے تھے کہ ثواب کمایا تھا اس کے برابر حضرت کو بھی اپنی اہل
 انکے بارہ سو برس میں مشرق سے مغرب تک جسے مسلمان علماء و اولیاء و امیر دین و مسولین و موم و شام
 و مغرب و کردستان و بلاد مصر و مدین و عربستان و سیستان و کابلستان و چین و ترکستان و سند و کن و ہندوستان
 و خطا و متن و تبت و جاپان و عراق و خراسان و بلخار و افغانستان و کراچی و ماہذران و جزائر دیہ سے شور و غیروں
 اعمال صالحہ بجالائے ہیں کہ وہ خلائق اور ان کے حسنات حد و حساب سے باہر ہیں سببِ حضرت کے واسطے
 موجب ترقی درجات کے ہیں اسی واسطے حضرت ہا بجا احادیث معجمہ میں کثرت امت پر نفع فرماتے ہیں
 اور مہدی جو پیروی کے پیرو اس خلائق بشمار کے سامنے ایسی نسبت رکھتے ہیں جیسے کہ قطرے کے
 دریا سے اس لیے کہ وہ تو یہی چند قطرہ بنڈاری و ماڑ و اڑی و گبرانی و دکنی ہیں اور بس سو وہ بھی تو ان کے ہوا
 چند فقیر و اور یہی کباج خوری و ظلم شعاری و دنیا داری میں مشغول ہو کر رہتے ہیں کہ ان کے مدد
 اقوال کے موافق ملے ہجرت اور ذکر و ادائی کے انکا ایمان بھی صحیح کمان ہوتا ہے جیسا کہ باب اول میں مذکور
 اور مرتے وقت کا تہرک نیا اور توبہ کرنا اگر بالفرض مقبول بھی ہو جیسا کہ تمام مدت عمر گذشتہ میں اعمال و
 آپ بھی محروم رہے اور اپنے مہدی کو بھی محروم رکھا اور کچھ انکی ترقی درجات کا سبب نہ ہوئی دلیل

دوسرا جو کہ معلوم ہوتا ہے کہ کلام میں اندنہین ہر دورہ ایسا موطر بہ ملاغت سے کیوں ہوا اور حمد و ثناء
اپنی کتابوں میں تفسیر میں بیان کرتے ہیں اوسمین ایک فرض یہ بھی ہے کہ حمدی کو ہر دورہ نے
واسطہ دیوعلیم خدا سے جاننا چاہیچہ سید میران جی نے اسی عقیدہ خود مرستہ یہ احکام مستنبط کیے ہیں
اس عبارت میں اگر لفظ نو لفظ اسطہ سے متعلق رکھو نو اسکا نعرہ ہو چکا اور اگر لفظ تعلیم سے
متعلق کرو تو یہ معنی چب ہو گئے کہ جدید منصوب پڑھا جاوے حالانکہ حسب اکہ جدید کے بعد ہے
ثانیت ہمیں ہر الف بھی سولے الف ایوم کے کسی نسخے میں نہیں ہوا ورنہ فرض اگر ہوتا بھی عبارت
کلمت و سخافت سے خالی ہمیں ہر اب عبارت آسمانی کو دیکھا جانیے کہ قطع نظر کاکت عبارت و کرب
سے کہ بادی السطرتین معلوم ہوتا ہے کہ کلام کسی عرب یا ادیب کا سین ہر خط لفظی معنوی
حالی نہیں ہر اس واسطے کہ لفظ علم کا عالم علم الکتاب الایمان میں نے موقع محسوس ہوا عالم الکتاب ہر تھا
علم کو عالم کا مفعول انا علما ہر کلمت ہر دورہ یہ کہ ایمان کا عطف علم ہر کتاب کسی ہر دہا ہمیں
معلوم ہوا کہ عالم الایمان یا عالم علم الایمان ہر دورہ نے زیب ہر کیونکہ ایمان خود علم ہر کیونکہ ایمان کے ساتھ
اور ایسی حال میں الحقیقت والشریعت الرضوان کا کہ اگر رضوان سے مراد اسباب ضائے الہی ہر
تو حقیقت اور شریعت اور سکوا جامع ہر پس عطف رضوان کا ہر دورہ میں اسحاق کے نے معنی ہوا اور اگر
مراد یہ ہر کہ ہمیں معنی لفظ رضوان کا ہوں تو کچھ حاجت بیان کی ہو میں ہر کہ سب جانتے ہیں وحش کہ
کلام کسی اور جہ بلاغت کیا بلکہ محاورہ اور روزمرہ سو قیام عرب کے بھی مطابق ہمیں ہر پس اس
کلام کو ساتھ کلام قرآن کے جو نسبت ہر وہی نسبت حمد ہی جو پوری کو ساتھ حضرت رسالت کے
ہر نسبت کلام میں ہن یہ ہر کہ کلام قرآنی اعلیٰ درجہ بلاغت میں حد اعجاز ہر ہر اور یہ کلام بلغا کے نزدیک
ادبی درجہ بلاغت سے بھی ساقط اور پیچہ ہر کیونکہ جو کلام کوئی نسخہ معجہ الاعراب اور عقیدہ معنی مقصود کو
موافق قواعد سریت کے ہو لیکن لطائف اور خواص زائدہ سے معراج ہو بلغا اسکو ادبی درجہ بلاغت
سے ساقط اور بحق باصوات الحیوانات کہنے نہیں دلیل ہر مقسم قال اللہ تبارک و تعالیٰ
عَسَىٰ اَنْ يَّسْخَلَكَ رَبُّكَ مِمَّا يَلْفُفُونَ عَسَىٰ تَرْبِيهِ ہر کہ اوٹھا کہے تبارک و تعالیٰ محمد رب تمہارا مقام
محمود میں ہر وہاں کہ نہ میں لکھا ہر کہ تفسیر کا اتفاق ہر کہ کلمہ عسی کا خطاب باری کی طرف سے جواب
ہوا کہ تبارک و تعالیٰ ہر الہام ہر اور محال ہر کہ جناب باری تعالیٰ کسی کو طبع دیوے اور

دلیل ہر مقسم قال اللہ تبارک و تعالیٰ

اسید و از فراموشی بچھڑو مگر پس یقینی ہو کہ حضرت کو اللہ تعالیٰ مقام محمود عنایت فرمایا اور دیکھا
 نے کہا کہ انفس میں نے اجماع کیا کہ یہ مقام محمود و مقام شفاعت کا نام ہو اور محمود واسو اسطے کہتے ہیں
 کہ جب ایسی حالت اخلاص میں کہ اولین و آخرین اہل عشرت قرار ہو گئے اور سب دنیا علیہم السلام جواب سے دیکھتے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کمر مت باندھ کر شفاعت کریں گے اور مخلوق اس حالت سے نجات دیو گئے تمام
 اولین و آخرین حمد و ثنائیں آنحضرت کی زبان کھولیں گے اور سب دینی اور اعلیٰ پرستگشت ہو جائیگا کہ قرب
 و منزلت حضرت کو درگاہ سے نیاز میں حاصل ہو سیکو حاصل نہیں ہو چنانچہ حدیث صحیح نام بخاری اور مسلم کی
 اس پر شاہ عادل نے ذکر خلاصہ اسکا یہ ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنی میں
 سرور آدمیوں کا ہوں ان قیامت کے تم جانتے ہو کہ کس سبب سے یہ سیادت مجھ کو حاصل ہو اللہ تعالیٰ اولین
 اور آخرین کو اکیسے میں یہ جمع کر لیا اور آفتاب اونکے سرو تک نزدیک ہو جائیگا اور اس قدر غم اور سختی ہو چکی
 کہ طاقت برداشت کی نہ رکھ کر سامی و شریع ڈھونڈتے پھرینگے پہلے آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور
 کہیں گے کہ تم تمام بشر کے باپ ہو مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور اپنی طرف سے روح تم میں
 پھونکی اور ملائکہ کو تمہارے سجدے میں ٹھکایا اور بہشت برین میں تم کو بسایا اور ہماری شفاعت اپنے
 رب کے پاس نہیں کرتے کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ ہم کس بلا میں گرفتار ہیں حضرت آدم فرمایاں گے کہ میرا رب
 آج کے روز ایسا غضب میں ہے کہ نہ کبھی ایسا غضب میں ہوا تھا اور نہ ہو دیکھا اور مجھ کو تو ایک درخت سے
 مانعت فرمائی تھی مجھے نا فرمانی ہو گئی ہر نفسی نفسی میں اپنے نفس کی نجات کی فکر میں ہوں کسی
 اور کے پاس جاؤ نوح کے پاس جاؤ پھر نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور وہاں سے بھی ایسی تقریر ہو کہ
 محروم پھرینگے عرض کر اس طرح حضرت ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کے پاس بدلات ایک دوسرے
 کے جاوینگے اور ہر جاے سے اسی قسم کے غم و حیلہ سنکر یابوس پھرینگے جب خبر کو بدلات عیسیٰ علیہ السلام
 کے حضرت خاتم المرسلین سید الاولین و آخرین کے پاس آکر لو لینگے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم رسول اللہ
 اور خاتم الانبیاء ہو اور تم کو یہ شرف ہے کہ تمہارے پہلے اور پچھلے کنا وہ سب معان ہیں یعنی اگر سے بالغزین
 کچھ گناہ بھی ہوا ہو تا تو پہلا اور پچھلا سب معاف ہوتا آپ نہیں دیکھتے ہیں کہ ہم کس حالت میں مبتلا
 ہیں ہماری سفارش کیجیے اپنے پروردگار کے پاس پس چلو دیکھا میں پس آؤں گا بچے عرش کے اور سجدے
 میں کروں گا اور وہ حمد و ثنا خدا تعالیٰ میرے دل پر کھوسے گا کہ کسی پر مجھ سے پہلے نہیں کھولا اور حکم

ہوگا کہ اسے خدا اور اس کے رسول کا کوئی حق نہ ہوگا کہ اسے قبول کی جائے گی پس میں سر ہٹا کر
 کروں گا انہی پر کیا رہا میں اپنی امت کو مانگتا ہوں اور میرے اجداد ائمہ اگرچہ امائد
 امت کا سوال ہو گا بغیر ان کے سب خالق کا راستہ سچے کا کہ اس پیش اور انتظار سے نجات یا کٹر شخص
 مقام کو پہنچنے کا لالچ انہی میں سے کسی کے ہوتے ہوئے ایک عالم حضرت کی شان خوانی میں ضرور
 ہوگا کہ جہاں لیوے گا اس جوش غصہ کیا ہی ہو کہ کسی نبی مرسل اور ایک مقرب کو طاقت دم مارنے کی
 ممتی حضرت کا وہ جاہ و تہ متعہ کر جاتا سو دیا گیا اور جو کہا سونایا گیا کوئی شخص خدا سے عالم کے پاس
 بہ مقام و منزلت نہیں کہتا ہر جو کہ آپ کو حاصل ہو اور کتب حدیث میں بروایات کثیرہ یہ حدیث وارد ہو
 مگر کسی میں یہ نہیں ہے کہ خالق اس حالت میں جیسا کہ پیغمبر و کتب کے پاس دوڑے گی ہمدی کے پاس بھی
 آئے گی یا کہ ہمدی بھی حضرت کے ساتھ مقام محمود میں ہو ورنہ کسی میں معلوم ہوا کہ اہل معرفت سے جانیں
 گئے کہ سوائے انبیاء علیہم السلام کے کوئی شخص طاقت اس کام کی نہیں رکھتا ہر ہمدی ہو یا فرشتہ اولی
 اس سب سے کسی سے سوائے پیغمبر و کتب کے جیسا کہ ہمدی حقیقی کو بھی اس مقام میں مل
 نوگا تو ہمدی جو نبوری کا کیا حساب ہو اور تعلق نظر اسکے اوکو اس وقت فرصت کمان ہوگی کہ خلق
 خدا کے اس حال پر رحم کریں یا تنوچ ہو ورنہ اپنی کہ خدائی کی فکر میں ٹکٹ ہو کر رہے ہونگے یا پھر غصہ
 میں کھنکھائے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہمدی نبوری اتنی پر سوار ہونگے کہ نام اس کے خود
 ہوگا اور گرد لے لے گیا اور رسل اولو الفرم اور اولیا و شہد اور حجاج وغیرہم مومنین امت محمدی
 ہونگے اور دانت اس رات کے اس قدر لٹے ہونگے کہ ان پر تمام فرقہ وند یہ سوار ہوگا غرض کہ
 میدان حشر میں کہ خلق اپنے حال میں مبتلا ہر گشت کر کے آگے ذوالجلال کے آکر کھل کر اوجھڑ
 ساتھ بی بی مریم اور بی بی آسیہ کے ہوگا بعد اسکے عرصات میں آکر دو وحد شفاعت کرینگے اتنی
 سچان آمد خلق اس حال پریشان میں مبتلا ہوگا کہ آفتاب سر پہی اور مجمع اولین و آخرین سے
 ایک کشاکش ہو رہی ہو اور سینا کے کھٹنوں تک کسی کی کمر تک کیسے مودہ تک اور دوزخ کو
 ملا تک کھینچ کر سامنے کر دیوں کہ اس کے شعلے اور سوزش علاوہ تکلیف دے رہیں ہو اس وقت
 ان بزرگوار کو اپنی تہائی سوئے اور شفاعت کو شادی کے بعد پر رکھیں اور حضرت خاتم الرسالت
 اور دوسرے انبیاء کا حال تو معلوم ہوگا کہ انبیاء اپنے اپنے نفسوں کی فکر میں ہیبت الہی سے ڈرتے

ہمدی جو نبوری کا کیا حساب ہو اور تعلق نظر اسکے اوکو اس وقت فرصت کمان ہوگی کہ خلق خدا کے اس حال پر رحم کریں یا تنوچ ہو ورنہ اپنی کہ خدائی کی فکر میں ٹکٹ ہو کر رہے ہونگے یا پھر غصہ میں کھنکھائے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ہمدی نبوری اتنی پر سوار ہونگے کہ نام اس کے خود ہوگا اور گرد لے لے گیا اور رسل اولو الفرم اور اولیا و شہد اور حجاج وغیرہم مومنین امت محمدی ہونگے اور دانت اس رات کے اس قدر لٹے ہونگے کہ ان پر تمام فرقہ وند یہ سوار ہوگا غرض کہ میدان حشر میں کہ خلق اپنے حال میں مبتلا ہر گشت کر کے آگے ذوالجلال کے آکر کھل کر اوجھڑ ساتھ بی بی مریم اور بی بی آسیہ کے ہوگا بعد اسکے عرصات میں آکر دو وحد شفاعت کرینگے اتنی سچان آمد خلق اس حال پریشان میں مبتلا ہوگا کہ آفتاب سر پہی اور مجمع اولین و آخرین سے ایک کشاکش ہو رہی ہو اور سینا کے کھٹنوں تک کسی کی کمر تک کیسے مودہ تک اور دوزخ کو ملا تک کھینچ کر سامنے کر دیوں کہ اس کے شعلے اور سوزش علاوہ تکلیف دے رہیں ہو اس وقت ان بزرگوار کو اپنی تہائی سوئے اور شفاعت کو شادی کے بعد پر رکھیں اور حضرت خاتم الرسالت اور دوسرے انبیاء کا حال تو معلوم ہوگا کہ انبیاء اپنے اپنے نفسوں کی فکر میں ہیبت الہی سے ڈرتے

بہونگے اور آنحضرت خلق کے چپانے کی فکر میں سات روز تک سجدے میں پڑے ہونگے کہ ان پر
 شادی اور ذیل سواری اور کہاں وہ حضرت لفظ سیدہ صافان انعم محنت کشان میں از خود دست
 آب می نالدا زان باری کہ بر پشت پلست چہ بنی آدم اعضاے یکدیگر بندہ کہ در آفرینش زیب گزیند
 تو کہ محنت دیگران پیغمبری نہ تشکیلید کہ نامت نہ ندا می نہ طرہ کہ ہائی کسی روایت میں اس عالم کے
 مر کب میں سننے میں نہیں آیا تھا شاید کہ ماڑ و اڑیا پور پ دکن سے گیا ہو گا کہ وہاں کے عالم کا
 رنگ کیکھر کور می بن گیا ہو گا غلط کہا میں نے محمود نام اس ہائی کا تھا کہ اصحاب میل کے ہاتھوں
 میں کہ خاۃ کعبہ ڈھانے کو آئے تھے سب سے زیادہ قوی و بڑا تھا اس ہائی کا بھی ہی نام اہلب
 کہ وہی ہوا و سب سواریاں براق اور گھوڑے اور اونٹ اور تخت روان چھوڑ کر ہائی کے اختیار
 کرنے کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ شادی ساتھ بی بی آسیہ جو روضہ عوں کے ہوا پہلا خاوند کہ ہائی انت
 کے تخت پر بیٹھا تھا جب تک و سر خاوند خود ہائی پر نہ بیٹھے تو کیا فخر و ترجیح ہوگی اور اس واسطے
 تمام مہر و بیوہ کو دانستہ پر سواریاں کیا تاکہ معلوم ہو کہ شوہر نخستین اگر برائے خود ایک تخت عاج رکھا تھا
 بیان ہر چیلہ اور بالکا آج عاج پر سواری کہ تخت فرعون اس کے سامنے ٹکڑا ہوا ہے علاوہ کہ دیلمی نے
 حضرت عائشہ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نزد حج کر دیکھا میرے
 ساتھ ہشت میں مریم بیٹی عمران اور کلثوم خاتہر موسیٰ اور آسیہ عورت فرعون کو اور طہانی نے بھی
 کبیر میں حضرت مریم اور آسیہ کا زوجہ آنحضرت ہونا روایت کیا جیسا کہ سیرت محمدیہ میں موجود ہے
 پس یہ دونوں بیان مہدی جو پوری کی ماں ہونیں بنسطق اس بیچ کہ ازواجہ اللہ ہاں شتم
 یعنی جو روان پیغمبر کی ماں ہیں مومنین کی پس شیخ جو پور کو اپنی ماں کے ساتھ نکاح کس طرح حلال
 ہو سکتا ہے کہ یہ ٹھاٹھ شادی کا باندھا جاتا ہے غرض باللہ من سوء الفہم اس خرافات کو چھوڑ کر
 دلیل شتم کا بیان کیا جاتا ہے دلیل شتم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم انا سید ولادہم یوم القیامۃ فاول من یشوق عنہ القبر
 واول تشافع واول مشفع واولہ منسلم واولہ یعنی فرمایا حضرت سالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے کہ میں سردار ولاد آدم کا ہوں دن قیامت کے اور سب سے پہلے قبر میں سے میں
 نکلوں گا اور سب سے پہلے شفاعت کروں گا اور سب سے اول میری ہی شفاعت مقبول ہوگی

اتنی تشریح عنائید میں علامہ تغتازانی نے لکھا کہ استدلال اس حدیث سے ضعیف ہوا سوائے کہ
 اس سے اسبق درجہ ثابت ہوتا ہو کہ حضرت افضل اولاد آدم سے ہیں کہ آدم سے ملا علی قاری نے
 جواب دیا کہ اولاد آدم میں بعض بالاجماع آدم علیہ السلام سے افضل ہیں جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام میں
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کہ حضرت آدم کے افضلوں سے افضل ہوئے آدم سے بڑا آدم
 افضل ہوئے اور علاوہ کہ ابن آدم سے کسی نوع انسانی مراد ہوتی ہے پس آدم بھی داخل ہوئے ایسا
 حدیث شفاعت میں لفظاً ناسید الناس کا آیا ہے اور بعض حدیثوں میں جو آیا ہے کہ پیغمبروں میں
 ایک کو دوسرے پر تفضیل نہ دیو اور مجھ کو موسیٰ پر تفضیل نہ دیو اور کسی کو لائی نہیں ہے کہ کسی میں تفریق
 ابن ہنٹی سے بہتر ہوں اسکا جواب پانچ طرح سے ہر ایک کہہ باتیں اور سوقت فرمائی ہیں کہ حضرت کو
 ابھی معلوم نہوا تھا کہ میں افضل سب سے ہوں دوسرے کہ تو اضع اور انکسار سے فرمایا ہے
 تیسرے کہ اس تفضیل سے منع فرمایا ہے کہ جس میں دوسرے ایسا کی تفضیل دے نہ اپنی ہو وے چوتھے کہ
 اس تفضیل سے نہی فرمائی کہ جس میں جھگڑا اور خصومت اوٹھے یا بخوبی یہ کہ نفس نبوت میں تفضیل نہیں
 ہو کہ تفسیل حصائص اور فضائل اندہ میں ہے اور نہی کا نہ از تفضیل نفس نبوت ہے اور استقامت تفضیل کا تو مرد
 ہے کہ قرآن شریف میں ہے کہ تِلْكَ اَرْسُلْنَا اَبْعَثْنَاهُمْ عَلَىٰ اَبْغَضِ مَوْلَدٍ فَجَلَدْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ
 عَلَىٰ اَبْغَضِ وَاٰلِ اٰهْلِ نَحْمُ عَنِ ابْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا لَئِنْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم
 اَنَّا سَيِّدُوْلَادِ اَدَمَ یَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فِیْ سَبْدِیْ لَوَ اَلْحَمْدُ وَلَا فِیْ مَا مَنَنِ یَوْمَئِذٍ
 اَدَمُ مِّنْ سِوَاہِ الْاَسْمَاحِ لَوَ اِیَّیْ اَلْحَدِیْثُ رَوَاهُ الْقَاضِیْ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے کہ میں مراد اولاد آدم ہوں ان قیامت کے اور میں نے یہ بات کچھ فخر سے بلکہ بیان
 الہی کا کرتا ہوں یا کہ مامور ہوں اس امر کے اظہار کا تاکہ اسکے موافق لوگوں عقائد رکھیں اور میرے ہاتھ اور
 نصرت میں ہر گناہ نشان حمد اور نہیں ہے یہ بات کچھ فخر سے اور نہ ہو گا کوئی غیر اوسدن آدم اور سوائے
 آدم مگر سب نیچے نشان میرے کے ہونگے اور تخصیص ان قیامت کی اگرچہ ان سرور و درجہ کے
 دنیا اور آخرت میں ہیں اسوائے ہر کہ اس دویات اور سرداری آپ کی نے خلاف اور بلزراع ظاہر ہوگی
 مخلوق نے کیا کہ یہاں ملوک غلام اور فقرا سے حمد و تیراع بھی کہتے ہیں جیسا کہ مالک یوحی اللہ
 اور یٰ اَیُّهَا الْمَلٰٓئِکَةُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ کے معنی ہیں یعنی اگرچہ آج بھی مالک اللہ تعالیٰ ہر اور ملک

سب وسیکاپہر لیکن چونکہ بعضے مجاز اپنی طرف بھی نسبت کرتے ہیں اس وزیر نسبت بھی منقطع ہو جائے گی قائم و اس معیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت افضل ہیں سب خلق سے اس واسطے کہ نہ ہر ہا ہل سنت کا یہ ہر کہ آدمی افضل ہر ملائک سے اور آنحضرت بموجب حدیث کے سب دیوان سے افضل ہیں اور شیخ محمد صاحب جنپوری بھی آدمی ہیں دلیل دہم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فاکسی حلة من حل الجنة ثم اتوا من یمن العرش لیس احد من المخلوق یقوی ذلك المقام غیر یسیر اہ الترمذی یعنی فرمایا خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پسین سنایا جاوے گا مجھ کو ایک لباس لباسون بہشت سے پھر کھڑا ہو لگا میں سید سے جانب عرش سے کہ کوئی شخص مخلوق اسے آئی میں سے سوائے میرے اس مقام میں نہیں کھڑا ہو گا اب غور کیجئے کہ شیخ جنپوری بھی مخلوقات الہی میں سے ہیں انکو بھی یہ مقام بہر ہو گا دلیل یازدہم عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول ثم صلوا عی فانہ من صلی علی صلوۃ صلی اللہ علیہ بہا عشر اثم سلوا اللہ لی الوسیلة فانہا منرلة فی الجنة لا تنفی الا العبد من عباد اللہ وارجو ان اکون انا ہو فمن سأل لی الوسیلة حلت علیہ الشقاۃ و اہ مسئلہ یعنی فرمایا حضرت رسالت تاب نے کہ جب سنو تم مؤذن کو اذان کہتے پس کہو تم جیسا کہ وہ کہتا ہے پھر بعد اذان کے درود بھیجو مجھ پر کیلئے کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ وہ پر دین رحمت بھیجتا ہے پھر ناگو اللہ تعالیٰ سے میرے واسطے وسیلہ اس واسطے کہ وہ ایک مقام بہر بہشت میں کہ زمین لائق ہو مگر ایک بندے کے واسطے بندہ گان خدا میں سے اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ بہتہ میں ہو ورنہ پس جو شخص کہانگے گا میرے واسطے وسیلہ او ترے گی اوپر شفاعت تو اسباب لدنیہ میں لکھا ہے کہ حافظ عابد الدین بن کثیر نے فرمایا کہ وسیلہ نام ہر ایک نہایت عالی مقام کا جنت میں کہ تمام مکانات بہشت سے قریب تر ہے کہ ہر اور وہ گھر ہر رسول خدا کا بہشت میں کہ او سیکو درجہ رفیعہ اور بعضے فضلیہ بھی کہتے ہیں اور بعد ایک ورق کے اوسمین ہر کہ قول اللہ تعالیٰ کا طوبی لھم وحسن طوبی نام ہر ایک جنت کا کہ او سکو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بویا ہر زیور اور لباس اس میں او گتے ہیں اور شاخیں اوسکی دیواروں بہشت کے باہر سے نظر آتی ہیں اور جڑ اس درخت کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں ہر اور ہر مومن کے گھر میں ایک شاخ اوسکی پونہ بھی ہر تاکہ ہر فلی کا حصہ حضرت کے پاس سے ہوئے اور حضرت

حضرت رسالت
نام مکان کی جگہ
پان کو سیکو وسیلہ
اور درود پڑھو
کشتہ میں جیسی کہ
مسلک ہوگی

نے نبشت کو بھردیا پس ہر مردی کو جو نعمت بخشی حاصل ہو حضرت کو وہ سب حاصل ہو اس واسطے کہ
 ولی نے جو نعمت پائی ہو دولت پروردی آنحضرت کے پائی ہو ایسی ایسی نے ورنہ کو بھردیا ہو کہ جو نہ کسی
 ورنہ کو ہو ایسی اس میں شریک ہو اتنی یا اشارہ ہو طرف اس حدیث کے کہ سلم نے ابوہریرہ سے
 روایت کی کہ فرمایا حضرت رسالت نے کہ من دعا لی ہدی کاں لہ من الاجر مثل اجر من
 تبعہم لا ینقص ذلک من اجرہم شیئاً ومن دعا لی ضلالۃ کاں علیہ من الاجر مثل
 اثمہم من تبعہ لا ینقص ذلک من اثمہم شیئاً یعنی جسے خلق کو بلا یا طرف ہدایت کے اوکو
 اس کے بیرون کے برابر ثواب ملے گا اور اس سے کچھ نہ نکلے گا کہ نہ جو جائز تھا اور جسے کہ بلا یا طرف گمراہی کے
 اوپر اس کے بیرون کے برابر گناہ ہو دینگے اور یہ بات کچھ اور کہے گا ہوں کہ کم کرے گی بھی ایک دلیل قوی ہو
 انصافیت حضرت رسالت پر کہ تمام امت ہمدی غیر کا ثواب حضرت کی ذات جامع الکملات میں مجتمع ہو
 اور ثواب ذاتی علاوہ اسکے ہیں چند ورق بشیر اسکی بحث ہو چکی ہو اور صاحب لدیہ میں اکھاڑا کہ آیت
 وَمَنْ يَتَّبِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالضَّاہِقِیْنَ
 وَالشُّہَدَآءِ وَالصَّالِحِیْنَ یعنی جو شخص کہ اطاعت کریں خدا و رسول کی وہ ان لوگوں کے ساتھ
 ہونگے کہ جن پر حق تعالیٰ نے انعام کیا ہو کہ انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین ہیں اور صحیحین کی حد
 کہ امت مع صاحبیت یعنی تو اس کے ساتھ ہو گا کہ جس سے محبت رکھتا ہو اور رسول اسکے اور اہل بیت
 اس مضمون کی بین ان سب کا یہ مطلب نہیں ہو کہ اطاعت کرنے والے اور محبت رکھنے والے پیغمبروں کے
 ساتھ ایک درجے میں ہونگے ورنہ لازم آوے کہ فاضل و مفضل اور خادم و مخدوم برابر ہو جاویں
 کہ یہ ہرگز جائز نہیں ہو بلکہ مراد یہ ہو کہ یہ لوگ جنت میں اسو جمع پر ہونگے کہ ہر ایک دوسرے کو دیکھنے کا
 اور ملاقات کرنے کی قدرت رکھتا ہو گا اگرچہ مکان و سرے کا عالی اور مرتبہ بلند ہو اس واسطے کہ جب جہاں
 اوپر یہ دلوں کا گیا تو ایک دوسرے کو مشاہدہ کر سکتا ہو یہی معنی ہیں اس معیت کے ولین و وازر ہم
 عن ابی بن کعب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیامۃ کنت
 امام النبیین وخطیبہم وصاحب شفاعتہم غیر فخر واد الترمذی یعنی فرمایا حضرت صلی
 علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب ہو گا دن قیامت کا ہو گا میں امام پیغمبروں کا اور خطیب انکا اور صاحب شفاعت
 اور کابلانظر طریق اسناد لال اس حدیث سے یوں ہو کہ حضرت کا امام الانبیاء ہونا یہاں سے ثابت ہوا

اور انبیاء باجماع است اور بتقدیر آیت اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی اٰدَمَ وَنُوْحًا الْاٰیْمَةَ افضل ہیں ہی آدم
بلکہ عالم سے پس حضرت یحییٰ امام اور افضل ہیں سب سے دلیل میری وہم عن انس قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اول الناس خروجا اذ ابغضوا وانا قائلہم اذ اوقدوا وانا
خطیبہم اذ انصتوا وانا مستشفعہم اذ احبسون وانا مبشرہم اذ ابغضوا وانا
والمفاتیح یوم غدیر یوم غدیر یوم غدیر یوم غدیر یوم غدیر یوم غدیر یوم غدیر یوم غدیر
علی الف خادم کانہم بیض ممکن اولو لواء منثور رواہ الترمذی والذہبی یعنی فرمایا حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں سب آدمیوں سے پہلے قبر سے نکلوں گا جب کہ اوٹھنے جاؤں گے
اور میں آگے ہو کر لے جاؤں گا انکو جب کہ خدا سے تعالیٰ کے پاس آئیں گے اور میں انکی طرف سے خطبہ
خوانی اور معذرت خواہی کروں گا جب کہ وہ حیران ہو کر چپ ہو جائیں گے اور مجھے شفیع ہونے کے
خواہان ہونگے جسوقت کہ میدان موقوف میں روکے جاؤں گے اور میں خوشخبری سنائے والا ہوں گا
جسدم کہ ناامید ہو جائیں گے کہ امت اور کئی جان و سدن میرے ہاتھ میں ہوں گی اور نشان حمد کا اوتار
میرے ہاتھ میں ہو اور میں برتر گزارا آدم کا ہوں اپنے پروردگار کے پاس پھر میں میرے اطراف
نہر خادم مانند نون صاف اور محفوظ کے یا مانند موتیوں کے ہوں گے ہوسکے دلیل چہار وہم
انا اول من یخرج خلق الجنة فیفتحه اللہ لی فیہم خلیفہا ومعی فقراء المؤمنین وانا اکرم
الاولین والاخرین علی اللہ ولا فخر یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ میں سب اول
حلقے دروازے بہشت کے ہلاؤں گا پس کھولے گا اللہ تعالیٰ واسطے میرے پھر داخل کرے گا جھکاؤ میں
اور میرے ہمراہ فقراء مؤمنین ہوں گے اور میں اکرم و افضل اولین و آخرین کا ہوں اللہ تعالیٰ کے پاس
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلواتہ وسلامہ ابدًا ایہ ٹکڑی ایک بڑی حدیث کا ترجمہ اور درجہ
روایت کی اور شکوہ میں بھی موجود ہے اسقدر آیات واحادیث مسلمان باایمان کے واسطے کافی ہیں
اسلیئے اسقدر پر پس کیا در نہ سوائے اسکے اور بہت احادیث اس مضمون کی بروایات مختلفہ کتب حدیث
میں موجود ہیں کہ اگر سب کے زاویوں کو جمع کر کے دیکھا جائے تو توازن معنوی ہو جاتا ہے غرض کہ یہ بات
کہ حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل الناس ہیں اور کوئی آدمی اولین و آخرین میں حضرت کے
رستہ کے برابر نہیں ہو یا حدیث متوازن المعنی کہ دلیل قطعی ہوتی ہے اور باجماع اہل اسلام کہ وہ بھی دلیل قطعی

ثابت ہو گا حاصر و حاصرت کے سپر ترقی کر کے حضرت کو تمام اہل زمین و آسمان سے بھی افضل
 مانے ہیں چنانچہ سنوۃ المصلح میں بروایت درمی کے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے
 کہ فرمایا اوصحنی عن ان الله فضل محمد اصلي الله عليه وسلم على الانبياء و على اهل السما
 یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ نے فضیلت دی ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیر بن پر و اہل آسمان پر اور پھر
 سب بنی آدم سے افضل ہیں باجماع اور آیات مذکورہ اللہ پر اس حضرت سب سے افضل ٹھہرے مگر فرقہ
 ممد و عیوب قوم ہے کہ کتابین انکی بھری ہیں اس مطلب سے کہ ہمارے عقائد اور مذہب کے اقوال کوئی
 مخالف جماع اور دلائل قطعیہ کے نہیں ہیں حالانکہ صد ہا مائین انکی مخالف جماع اور نفوس قطعیہ ہیں چنانچہ
 مقامات گذشتہ میں نجلی ظاہر ہو چکا اور آگے بھی استاد اللہ دیگا قول اور پھر حکام پر نور الانوار میں کوثر
 کہ مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ ہر عام ٹہنی ہے کہ اس سے کوئی نکوئی فرما جائے ہر اگرچہ ہم واقعہ دلوں
 پس عام واجب کرتا ہے عمل کو نہ اعتقاد کو مثل خبر واحد اور تیس کے امتی بان امر اختلافی ہیں مجتہدین
 ملی ہے بالاتفاق اب ہمارے اس مسئلے کے ہوا یہ حکم ٹہنی یعنی جواب اگر یہی مطلب امام شافعی کا ہے جو کہ
 تم سمجھتے ہو تو تم کو لازم ہے کہ بیان کرو کہ اس عام سے کہ ان الله فضل محمد و آله و صحبه و على اهل السما
 و الا ارجح کو نہ اسافر و خصوص ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام تو نہایت عالی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 کوئی اور مسلمان بھی نہیں جیسا کہ کسی شیعہ کو اللہ تعالیٰ سین جانتا ہے یا کوئی جبرائیل زمین میں ایسی ہے
 کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سین ہے تعالیٰ اللہ عن ذلك علواً کبیراً حقیقت حال یہ ہے کہ میان مذہب
 نے اپنے مطلب کی و عند میں اندھا و حذر کے غلط بحث کر دیا شیعہ چون عرض مذہب رویت ہو
 صد جواب زل بسوسے دیدہ و تدبیر و نہ اگر ذرا بھی نامل کتابوں اصول میں مانند تحقیق الحسائی غیر
 کے کرتے تو صاف معلوم ہو جاتا کہ ہر عام میں حلاف نہیں ہے بلکہ جس عام پر کوئی دلیل عدم تخصیص قائم
 نہیں ہے اسکو اکثر شافعیہ اور اکیلیہ اور بعضے ہم میں سے جسے امام ابو منصور مارتیدی اور مشائخ شیعہ
 ظنی کہتے ہیں اور ابو الحسن گرجی اور ابو بکر جصاص اور مشائخ عراق اور علماء متاخرین قطعی یقینی
 جانتے ہیں اور جس جگہ کوئی دلیل اس بات پر وال ہے کہ یہاں اس عام کے جمیع افراد مراد ہیں اور کوئی فرقہ
 اس حکم عام سے مخصوص خارج نہیں ہے اسکو یہ سب اہل سنت بالاتفاق یقینی اور قطعی جانتے ہیں
 اور اسی عام میں کوئی عام عام اکلا و قد خص منہ البعض سے مخصوص کرتے ہیں اگر

وہ کلیہ خود اپنے نفس کا مبتلا ہو جاوے اب خیال کیجئے کہ کوئی ولی مرتبہ نہیں کو نہیں پہنچتا ہر اس عقیدہ
عام پر کس قدر کثرت سے دلائل قرآن و حدیث و اجماع و اقوال سلف و خلف سے اوپر کے قول کے
جواب میں مذکور ہو چکے کہ سب دال ہیں اس بات پر کہ اہل اسلام کے نزدیک کوئی فرد اس عام سے مخصوص
نہیں ہر اور کوئی ولی کسی نبی کے درجے کو یا جناب سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام کو نہیں
پہنچتا ہر بیت حکم عام شریعتیہ و حقیقیہ و غیر ہم کے نزدیک بالاتفاق قطعی و یقینی ٹھہرا دوسرا مذکور
ظن فاسد نکلا قولہ اور پھر دلیل اس حکم کی کتب کلامیہ میں مثل شرح عقائد نسفی کے اس طرح ہے کہ انبیاء
علیہم السلام معصوم ہیں مومن ہیں خوف خاتمہ سے مکرم ہیں حی اور مشاہدے سے ملک کے مامور ہیں تبلیغ
احکام و ارشاد انا م سے انتہی ہاں یہ اوصاف حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے لیے بھی ثابت ہیں
شرع شریف میں بخلاف باقی اولیاء کے جیسا کہ دلائل لطحاوی شرح درختار میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ
کی تعریف کے مقام میں مذکور ہے کہ حکم کریگا مہدی مگر ایسا حکم کہ لایا یہ طرف اسکے فرشتہ نزدیک سے
اللہ تعالیٰ کے جو بھیجے ہر اوسکو اللہ تعالیٰ نے کہ نیاز رکھے مہدی کو خطا سے اور یہ حکم مہدی کا وہی شرع پاک
مہدی ہی ایسی کہ اگر بیو تے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ اور ظاہر ہوتے یہ سب توہم حکم کرنے انہیں مگر
موافقت حکم مہدی کے انتہی اب بنظر اس دلیل کے نہیں اخل ہر مہدی علیہ السلام اس حکم میں جواب
خلاصہ کلام طحاوی کا یہی ہے کہ مہدی علیہ السلام کے ساتھ ایک فرشتہ موصول رہیگا کہ ان کو احکام میں
خطا کرنے سے بچاویگا اور یہ کچھ خاصہ حضرت مہدی کا نہیں ہے بلکہ ہر حاکم عادل و قاضی منصف کے
ساتھ کہ بغیر اپنی خواہش و خواست کے جبراً قاضی کیا جاوے ایک فرشتہ رہتا ہے جو چنانچہ نزدیکی اور
ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کی کہ کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
من ابتغی القضاء وصال وکل الی نفسه ومن اکره علیہ انزل اللہ علیہ ملکاً لیسدہ
یعنی جس نے خدمت قضا کو خود طلب کیا اوسکو اوسکی ذات پر چھوڑ دیتے ہیں اور جس کو یہ جبراً کرے
کسی نے قاضی بنایا اوپر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ نازل کرتا ہے کہ اوسکو راہ راست پر چلاتا ہے اور احکام میں
خطا سے بچاتا ہے انتہی اب اگر مہدیوں کے مذہب میں اوسی فرشتے کے اترنے سے آدمی مذہب پر
ہو جاتا ہے تو مہدی جو نبور کیا بلکہ تمام دنیا کے قاضیوں کو شاید یہ لوگ اپنے مذہب کے انبیاء و نبی
بلکہ توریت شریعت میں لکھا ہے کہ قاضی برحق کے ساتھ رہنے اور ان میں دو فرشتے رہتے ہیں

کہ اسکو احکام میں اور راست بتاتے ہیں اور تاکید فرماتے ہیں چنانچہ مشکوٰۃ المصابیح میں ہر باب میں
 بن السید کے منقول ہر باب منطوق اس مثل کے کہ ہر سیر کو سوا سیر پر یہ قاصی و فرستے والا کچھ ممدی
 جو پیر می سے بھی پہلے درج ہے یہ شاید کہ میان ممدی اور سکو دو ہر پیر پیر جاننے کے اور اپنے ممدی کو
 اکہرا پیر پیر سمجھنے کے اتنا بھی نال نکلیا کہ طحاوی کی عبارت سے یہ کہان نکلتا ہے کہ ممدی معصوم ہیں
 مامون ہیں خوف خاتمے سے کرم ہیں ممدی سے اور شاہدے سے ملک کے مامور ہیں تبلیغ احکام اور اسناد
 امام کے اور کھسے موندہ پھر کے کہہ دیا کہ یہ سب اوصاف ممدی کے لیے ثابت ہیں شرع شریف میں ان کو ممدی
 تھا ممدی میں ہی کہ جس میں یہ سب اوصاف ممدی کے واسطے ثابت ہیں اس سراج در مختار کو جو شرع
 مایا تھا اوس میں تو ان میں سے ایک بات بھی مذکور نہیں ہے اور فرسخنے کے نازل ہونے سے فرستے
 کا شاہدہ لازم میں آتا ہے قولہ سوال اگر یہ اوصاف ثابت ہیں حضرت ممدی علیہ السلام کے لیے
 تو ہوئے حضرت بھی ہی کہونکہ شرع شریف میں ہی اسے اوصاف والے کو کہتے ہیں اب بات مخالف
 کتاب سنت و اجماع کے کہ بعد خاتم انبیا علیہم السلام کے نبی ہونا جائز نہیں ہے جو اب طحاوی کے
 مقام مذکور میں مذکور ہے کہ لیکن حدیث کہ میں ہی مذکور ہے سو یہ حدیث باطل ہے اصل جو ان
 حدیث ثابت ہے کہ میں ہی مذکور ہے سو میں اس کے علماء کے پاس یہ ہیں کہ نہ وہاں ہی ایسا کہ نہ
 شرع جدید ہو جو منسوخ کر دیوے اس شرع شریف کو امتی یا اس تقریر سے معلوم ہوا کہ ممدی
 کتاب سنت و اجماع کے بھی علماء اہل سنت و جماعت کے پاس ہی ہے کہونکہ یہ مینون ایک ممدی پر
 وارد ہیں اس اب ہو ممدی علیہ السلام کا اس اوصاف پر متبع اس شرع شریف کے ہو کر ممدی مخالف
 کتاب سنت و اجماع کا کیونکہ بنا بر معنی مذکور کے نبی شرع ہونا شرع شریف سے ممنوع ہے ممدی
 متبع ہاں حضرت متبع ہیں نہ شرع حسیا کہ طحاوی میں یہ بات مذکور ہے جو اب غرض کہ فہمی کا
 علاج نہیں ہو سکتا یہ میان ممدی جس کتاب پر بات تہ ذلتے ہیں ایسا مطلب اس سے نکلتے ہیں
 کہ مصنف کی روح کو بھی اسکی خبر نہ تھی چنانچہ بیان بھی اپنی عادت کے موافق ایسا ہی کیا کہ اگر حکم
 اپنے دل کا حال پر پردہ رکھ کر اپنے نتیجے کو فقط ممدی کا کرتے تھے اب کھول کر مطالعہ اپنے مکتون
 خاطر کا لکھا کہ کیا کہ وہ پیر میں معلوم ہوا کہ محض اتنے واسطے کہ مسلمانوں کو پیر پیر جو پیر ہی سنکر
 وحشت ہووے انشاء سے راز نہیں کرتے ہیں پیر پیر پیر ہی کیا پیر پیر سے انکو فصل جانتے ہیں

عالمیان سے ممدی کی خبر نہ تھی چنانچہ بیان بھی اپنی عادت کے موافق ایسا ہی کیا کہ اگر حکم

چند روز کے اول ایک عالم اس مذہب کے ملاقات عید کے واسطے آئے تھے سینے اون سے کہا کہ تم لوگ اپنے پیر کو بغیر اعتقاد کرتے ہو نہایت انکار کیا کہ حاشا کہ ہم بغیر کہتے ہوں ہم فقط مہدی جانتے ہیں بندے نے یہی مقام اس کتاب کا دکھایا مئے تامل مصنف اس کتاب کی تکذیب کرنے لگے اور یہ نہ سمجھے کہ اس چپارے نے کیا کیا تمہارے سب بزرگواروں نے جیسا مہدی کو برابر و مساوی حضرت خاتم النبیین کے ٹھہرایا البتہ حضرت ابراہیم موسیٰ و عیسیٰ علی نبینا وعلیہم السلام سے افضل جانا چہ جائے دوسرے انبیاء کی اور ہر کہ وہ کی زبان پر کلمہ نبی مہدی کا جاری رہتا ہو آدم بر سر طربک علیا اہل سنت حضرت امام ہمام مہدی حقیقی کو بھی بغیر نہیں جانتے پس تمہارے مہدی جعلی کو کیا باتیں ہیں اور طحاوی کا مطلب نہیں ہو جو کہ تم سمجھے ہو بلکہ طحاوی نے صاحب خائرمعات سے اور اسے صاحب انشاء سے اور اسے المشترب الوردی فی مذہب المہدی تالیف ملا علی قاری رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ حاصل اسکا یہ ہے کہ بعض جاہل خعی جو اعتقاد رکھتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام تقلید مذہب امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کرینگے سو سراسر باطل ہے اور جو حکایات اس مقدمے میں وضع کی ہیں بالکل خطا و ناحق ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام صفت نبوت پر برقرار ہیں جو شخص ان کے سلب نبوت کا قائل ہووے وہ کافر ہو یقیناً جیسا کہ امام بسکی نے تصریح کی ہے اس واسطے کہ بغیر ورن سے صفت نبوت نہیں جاتی ہے نہ حیات میں نہ بعد ممات کے اور امام بسکی نے اپنی ایک تصنیف میں صاف لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ہمارے حضرت کی شریعت پر حکم کرینگے موافق قرآن سنت کے اور اس صورت پر راجح یہ بات ہے کہ سنت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہہ نے واسطہ سیکھینگے یا بطریق وحی اور الہام کے او کو پوچھگی اور حدیث لا وحي بعدی کی باطل و بے اصل ہون کا ثبوت یہی صحیح ہے لیکن معنی اسکے علماء کے نزدیک یہ ہیں کہ کوئی نبی صاحب شرع کہ شرع محمدی کو منسوخ کرے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حادث نہوگا اور عیسیٰ علیہ السلام پر بعد نازل ہونیکے وحی آنا حدیث نواس بن سمعان سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اوس میں یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام دجال کو دروازہ شرفی مقام لے کے پاس قتل کرینگے پھر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ کی طرف وحی بھیجیگا کہ میں نے اب اپنے ایسے بندے کھالے ہیں کہ تم کو ان سے مقابلے کی طاقت نہیں ہے تم اپنے لوگوں کو طور پر لیجا کر محفوظ رکھو ان پر ظاہر بلکہ یقینی ہے کہ وحی الانیوالے طرف عیسیٰ علیہ السلام کے حضرت جبرئیل ہونگے اس واسطے کہ یہ خدمت

اس بات کو فتوحات میں بجا بجا بخوبی واضح و شروح کر دیا ہے چنانچہ فتوحات کے چودھویں باب میں فرماتا ہے
ہیں کہ نبی و شخص ہر کہ اسکے پاس فرشتہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے وحی لاوے کہ متضمن ہو وہ وحی ایک
شرعیّت پر کہ وہ نبی فقط بذات خود اس شرعیّت کے موافق خدا سے تعالیٰ کی عبادت کیا کرے اور اگر
اس شرعیّت پر دوسرے کو بھی چلائے گا حکم ہووے تو وہ نبی رسول بھی ہوا اور فرشتے کا آنا و طرح
پر ہوتا ہے کبھی پیغمبر کے واسطے وحی آتا رہا ہو اور کبھی صورت جسمی پیکر کر کان پر یا غیر وغیرہ قواسم حساسہ
الفاظ کا رہا ہو اور پیغمبر کو جیسا کہ کان سے معلوم ہوتا ہے ایسی آنکھ وغیرہ قواسم حسی سے بھی حاصل ہو جاتا ہے
اور یہ دروازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بند کر دیا گیا اب کسی کو یہ بات میسر نہیں ہے کہ کسی شرعیّت
نامہ سے خدا کی عبادت کرے اور عیسیٰ علیہ السلام جس وقت اترے گا یہی شرعیّت محمدیہ پر حکم کرے گی اور
عیسیٰ علیہ السلام خاتم الاولیاء ہیں اور یہ بھی حضرت کا شرف ہے کہ ان کی امت کی ولایت کو اللہ تعالیٰ نے ایک رسول
مکرم پر ختم کیا اب عیسیٰ علیہ السلام کو دن قیامت کے دو طرح کا مشہور ہو گا پیغمبروں میں رسول ہو کر مشہور
ہوئے گا اور ہمارے ساتھ ولی تابع محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو کر مشہور ہوئے گا اور الیاس بھی اسی مقام
پر ہیں لیکن حالت انبیاء الاولیاء کی اس امت میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ولی کو ایک تعالیٰ بتاتا ہے اور منظر محمدی اور
منظر جبرئیل کو قائم فرماتا ہے کہ منظر جبرئیل منظر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر احکام مشرور و خطاب کرتا ہے اور
اوس ولی کو بتاتا ہے اور یہ ولی سبب حاضر ہونے کے سبب سکر سمجھ لیتا ہے اور علم یقین حاصل ہو جاتا ہے
پس ولی مانند اون صحابہ کے ہوا کہ جنھوں نے حدیث جبرئیل کے جس میں اسلام و ایمان احسان کا ذکر ہوا
حضرت اور جبرئیل کی زبان سے سنی اور صورت مجلس مشاہدہ کی مگر انھوں نے عالم حس میں دیکھا اور
اس ولی اللہ نے کشف میں مشاہدہ کیا پس لوگ انبیاء الاولیاء کہلاتے ہیں اور کبھی شرعیّت بدل گاہ
انکو حاصل نہیں ہوتی ہے اور یہ سب اعلیٰ الی اللہ علی بصیرت ہوتے ہیں اور مانند انبیاء سے بنی اسریل
شرعیّت محمدی کو نگاہ رکھتے ہیں اور اعلم الناس ہوتے ہیں حال شرع میں مگر فقہاء بعضی باتیں کہ
اونکو کشفاً ثابت ہوئی ہیں کہ فقہاء و علماء سے ہجوم کے نزدیک وہ بسبب گڑبڑ راویوں کے اور طرح پر
پونہچی ہیں نہیں جانتے ہیں اور یہ اولیاء بھی باوجودیکہ اونکی غلطی پر مطلع ہوتے ہیں اون پر وہ نہیں کرتے
ہیں اور نہ دلیل قائم کرنا لازم جانتے ہیں بلکہ اون پر اپنے مقام کا چھپانا واجب ہوتا ہے انتہی انھیں
اور فتوحات کے ترشروین باب کی شروع میں فرماتے ہیں کہ یہ باب ہر بیان میں اقسام اولیاء کے

اور بیان میں ان مسائل کے کہ ان کو کوئی نہیں جانتا سوائے اگلے عباد اللہ کے کہ وہ اپنے زمانے میں اچھے ہوتے ہیں کہ جیسے انبیاء و نبوت میں ہوتے تھے اور اسکونبوت عامر کہتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کو قطع ہو گئی ہو وہ نبوت تشریع ہو نہ مقام اس کا پس اپنی کوئی شرع معتر کی شرع کو نسخ کر لیا اور نہ کوئی حکم طرہا دے گا اور یہی معنی ہیں فرمان حضرت کے کہ رسالت اور نبوت منقطع ہو گئی یا نہ کوئی رسول ہو بعد میرے نہ کوئی نبی یعنی مخالف شرع میری کے گیرہ روز ہند ہو گیا وہ حضرت علی علیہ السلام کا اترنا بلا خلاف حق ہے کہ وہ اتر کر جاری شرع پر حکم کرے نہ شرع جدید لا سکے اور نہ اس شرع پر جلا دے کہ پہلے جیسے نبی اسرائیل کو چلایا تھا پس معلوم ہوا کہ حضرت کی مراد یہ ہے کہ میرے بعد نبوت تشریع نہ ہوگی اور اسی مرتبہ تشریع کو اہل نظر کی اصطلاح میں اختصاص ہوتے ہیں اور ایسی غیر کبھی کہتے ہیں جو لوگ نبوت کو کسی کتبیین انکی مراد اس سے ہی ہر کہ اللہ تعالیٰ کے پاس بندے کو ایک جہت سے کذا و سہیل اور اسکی ذات کے واسطے تشریع ہونہ دوسرے کے واسطے اور ہم نے نام نبوت کا اطلاق اس مقام واسطے پر اسوا چھوڑ دیا کہ لوگوں کو دھوکا دے اور نبوت تشریع نہ سمجھیں جیسا کہ بعض لوگوں کو دھوکا ہو گیا کہ برائے ہیں کہ امام ابو حامد غزالی کی میاے سعادت غیر وہ ہیں کہ کتاب نبوت کے قائل ہیں معاذ اللہ کہ ابو حامد سوا مذکور الصدر کے کچھ اور زاد کے ہوں انتہی مانع اس اور ایسی جوچین باب میں فرماتے ہیں کہ نبوت بشریہ و قسم پر ہر ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ اور بندے میں فرشتے کا واسطہ نہیں بلکہ اس جانب اللہ کچھ اخبار و قولوں اسکے دل پر وارد ہوتے ہیں کہ کچھ تحلیل اور تحریر کا حکم اس میں نہیں ہوتا ہر بلکہ معرفت انہی اور تصدیق احکام شرعیہ کی حاصل ہوتی ہے ہر الی غیر ذلک اور یہ شخص تابع و محکوم ہوتا ہے و متبوع و محاکم اور اس قسم کے اولیا جاس امت میں ہوتے ہیں ان کو سنت حسنہ محال ہے کا بھی اختیار ہوتا ہے بموجب فرمانے حضرت کے کہ مَنْ مَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً اَللّٰهُ يَرْفَعْ بِهَا دَرَجَتَهُ لِكُلِّ سُنَّةٍ طَيِّبَةٍ اَوْ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ اَوْ عَمَلٍ طَيِّبٍ يَرْفَعُ بِهَا دَرَجَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

یا حرام کو حلال نہ ٹھہر دین جیسا کہ بلال کا سوال معلوم بعد اذان کے اور ہر حدیث صغیر و کبیر کے ساتھ طہارت تازہ کرنا اور دو گنا دانا کرنا بعد وضو کے اور با طہارت بیٹھنا اور بعد فراغ طعام کے و رکعت پڑھنا اور ہر ادب تحسن کے تشریع نے اس کو معین نہیں کیا ہر ان لوگوں کو اسکی تسنیں اور ترویج درست ہے اور وہ ہر عمل کرنے والوں کا اجر ان کو ملے گا مگر حکم اللہ اور قطعاً پیدا نہیں کر سکتے ہیں اور قسم ثانی نبوت بشریہ کے وہ لوگ ہیں کہ مانند تلامذہ کے دوسرے ملک کے ہوتے ہیں کہ روح امین انکی ذات کے حق میں ان پر

شرعیات لیکر اترتے ہیں اور اسی طور پر جسے خدا کی عبادت کروانے ہیں اور تحلیل و تحریم کرتے ہیں اور انکو رسولوں کی اتباع لازم نہیں ہوتی ہر اور یہ قبل سبوت ہونے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھا اب اس مقام کچھ اشر بھی باقی نہیں ہے مگر جتہدین البتہ اپنی دلیل و اجتہاد سے تحلیل و تحریم کرتے ہیں نہ کشف و وحی الہی اور صاحب کشف فقط تصحیح شرع محمدی کی کرتا ہے اسکو حکم اجتہاد کا نہیں ہے انتہی ملخصاً اور یا ابیکسو و سٹھ میں فرماتے ہیں کہ فرق درمیان نبی اور رسول کے یہ ہے کہ جسکو اسکی ذات خاص کے واسطے احکام اور نین نہ نبی ہے اور اگر دوسروں کو بھی وہ حکم پہنچانے کا فرمان آوے وہ رسول ہے اب اگر اسکی ذات خاص کے واسطے کچھ حکم خاص نہیں ہے تو وہ رسول محض ہے اور اگر بعض احکام مختصہ اپنے واسطے رکھتا ہے کہ دوسروں کو اس کے پہنچانے کا حکم نہیں ہے تو وہ رسول نبی بھی ہوا پس ہر رسول کو نبی ہونا لازم ہوا اور نہ ہر نبی کو رسول ہونا اور انکے و انین بھی تبلیغ احکام کرتے ہیں جیسے معاذ و علی و جدہ رضی اللہ عنہم اور انکو رسول رسول اللہ بولتے ہیں بعضے نے واسطہ اور بعضے بوسائط اور یہ رسالت منقطع نہیں ہوئی بلکہ جو رسالت کہ منقطع ہوئی وہ انرا حکم الہی کا قلب بشر پر واسطہ روح کے ہے کہ یہ دروازہ بند ہو گیا ہے لیکن القاس بلا تشریع اور تعریفات الہیہ کسی حکم شرعی کی صحت یا فساد کے باب میں منقطع نہیں ہوا اور الہی اویا اللہ کے دل پر قرآن اور نزامات موقوف نہیں ہے یا وجہ دیکھو انکو حفظ ہوتا ہے لیکن فوق انزال شہر دیگر کہ چنانچہ مقول ہے کہ بایزید نے جب تک کہ تمام قرآن بطور انزال مذکور کے حاصل نہ کیا رحلت کی انتہی ملخصاً اور باب تین سو تیرہ میں فرماتے ہیں کہ جان تو کہ ہلکو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الامام ہے نہ وحی اسلیبہ کہ راستہ وحی کا ساتھ ذات رسول خدا کے منقطع ہو گیا اور وحی قبل حضرت کے تھی وَلَقَدْ اَوْحٰی اِلَیْکَ وَ اِلَی الدِّیْنِ مِیْنِ قَبْلِکَ اور کوئی خبر الہی اس باب میں نہیں آئی کہ بعد حضرت کے بھی وحی ہوگی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی مانند اولیاء اس امت کے کشف والہام ہوا کرینکا اور اس الامام میں کچھ شہرہ بجانب غیر کا نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ اخبار الہی ہے بواسطے فرشتے کے اور بلا واسطہ بھی ہوتا ہے اور فرق نبی اور غیر نبی میں یہ ہے کہ نبی اور رسول وقت وحی کے فرشتے کو شاہد کرتے ہیں اور ہر بیت بصر دیکھتے ہیں اور غیر رسول اس کے اتنا معلوم کرتے ہیں اور رویت بصری سے نہیں دیکھتے ہیں انتہی ملخصاً اور باب تین سو چوٹھ کے وصل میں فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب میں سے بعضے مانند امام ابو جعفر مغنی وغیرہ کے اوجہ رکھے ہیں کہ فرق درمیان نبی اور ولی کے اترنا فرشتے کا ہے

کہ ولی پر فقط الہام ہوتا ہے اور نبی پر فرشتہ کرتا ہے اور الہام بھی ہوتا ہے اس لیے کہ وہ جامع نبوت اور ولایت
ہوتا ہے مگر یہ فرق ہمارے نزدیک غلط ہے اور دال ہر اس بات پر کہ قائلین مذکورین کو یہ ذوق حاصل ہوا
تھا بلکہ فرق مندرل بہین ہونے نزل ملک میں اس واسطے کہ جو باتیں کہ انبیاء اور رسولوں پر اوترتی ہیں
وہ اور بہین اور اولیا پر جو اوترتی ہیں سوا وہ بہین پس فرشتہ کبھی تابع نبی پر بھی اوترتا ہے اور پیغمبر کی اتباع اور
بعض احکام پیغمبر کے کہ ولی کو علم کی راہ سے معلوم نہ ہوے تھے بلکہ انہیں اور بعض احادیث نبوی کی سماعت
و تقسم سے خبر دینا ہے پس بعضی حدیث کہ بسبب نفع راوی کے علما کے نزدیک مسترک ہوتی ہیں یہاں
میں بھی نکلتی ہے یا بالکلیس اور کبھی خبر دینا ہے کہ ولی اہل سعادت اور اہل فوز سے ہر جہاں پیغمبر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ لَلْبَشَرِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا إِنَّا لَأَكْبَرُ الْكَافِرِينَ قَالَ أَوْ لَبَّيْنَا اللَّهَ مَا اسْتَقَامُوا وَانْتَزَلَ عَلَيْنَا الْكِتَابَ
الْأَوَّلَ أَوْرِيَادُ ثَمَّ عَادِلٌ كَيِّمٌ قَبُولُ ہر اور اگر قول نزل ملک اون کے اول والوں یا ساعرون سے لو کہ پوچھا
ہوتا تو قبول کر لیتے انتہی بلکہ کتاب مذکور بہین یہ مطلب اور بہت جہاں مذکور ہے یہاں اس بقدر پر کہ احادیث
کی گئی حاصل اس نکتہ کو رات کا یہ ہوا کہ نبوت اصطلاحیہ تشرعیہ کا دروازہ بعد رسول خدا کے بند کر دیا گیا کہ
اب قیامت تک کوئی شخص اس میں متہ کو نہیں پہنچ سکتا ہے بلکہ عیسیٰ اور الیاس علیہما السلام بھی اس
دولت محمدیہ کے زمانے میں مانند اولیا کے رہینگے کہ اوپر الہام و کشف ماننا اولیا کے ہوا کرے گا وہی انعام
مانند انبیاء و مرسلین کے اور الہام اگرچہ سب اولیا پر ہوتا ہے مگر ایک طور خاص الہام کا ہے کہ مندرجہ بالا سب
ہر احکام مقررہ شرع محمدی و احکام و عقائد کو القا کرے اور ولی سے اسے قسم کے الہام والے اولیا
کو انبیاء الاولیا کہتے ہیں یہ انبیاء متنازع فیہم کی قسم سے نہیں ہیں بلکہ ایک قسم خاص اولیا کہ ہیں اور بہت
و رسالتین جہاں قید تشرعی کی لگائے ہیں انھیں کے خارج کے واسطے لگائے ہیں اس واسطے کہ شیخ
کلام سے فتوحات میں متبادر ہوتا ہے کہ انبیاء و وحی تشرعی سے خالی نہیں ہوتے ہیں خواہ فقط اولی
ذات کے باب میں ہو جیسا کہ آیت **الْأَمْثَلُ مَا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ** سے مفہوم ہوتا ہے یا نیز کے آ
بھی وہ تشریع ہو جیسا کہ تہان رسالت کی ہر جہاں پیغمبر یا شیخ خاص عام کو تعریف نبی اور رسول کی
کرنا اور ولی کی تعریف میں غیر تشریع کو جزو فاصل ٹھہرانا اس بات پر دال ہے اور حکیم ترمذی کے جو بات ہیں
فصل شان میں صاف فرماتے ہیں کہ فان النبوة لا تدبہا من علم التكليف ولا التكليف
فی حدیث المحدثین جملة ارسائی نبوت علم تکلیف یعنی تشریع سے خالی نہیں ہوتی ہر الہام

اولیائے مخیرین میں بالکل تکلیف نہیں ہوا اور جب تشریع ان سب انبیاء عری کو عام ہوئی تو غیر تشریع
 میں فقط اولیاء گئے ولا حرج فیہ اور ولایت چونکہ کسی پر نبوت اولیا کہ عین ولایت ہی بھی کسی پر
 اور زمین مرد و مطلب کلام امام غزالی کا بھی درست ہو گیا اور نبوت عرفیہ کہ جسکی تعبیر باختصاص کرتے ہیں
 ہرگز کسی زمین پر اور نبی اور ولی میں سوائے تشریع کے ایک اور بھی فرق ہو کہ نبی پر جب کہ فرشتہ اور تبار
 وہ اوس فرشتے کا سامعینہ اور مشاہدہ بھی کرتے ہیں اور ولی پر اول تو فرشتہ نہیں اور تبار ہو بلکہ بلا واسطہ
 الہام ہوتا ہو اور اگر اور تبار تو ولی اوسکو رویت بصر سے نہیں دیکھتا ہو بلکہ فقط اتنا معلوم کرتا ہو اب صاف معلوم
 ہوا کہ شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی ہر بات ٹھہری ہو جو کہ تمام مسلمانوں کے نزدیک ہو اور محدود ہو
 سمجھ تمام جہان سے نرالی ہو ید اللہ فوق الجحاح و من شد شد فی الذار علاوہ یہ جو کہ ممدوی اقرار کرتے
 ہیں ممدی جو نبوی غیر تشرعی ہیں اور نبی تشرعی ہونا بعد حضرت خاتم الرسالت کے مخالف ہر نص قرآنی کا کہ
 مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابًا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ ہر اور مخالف ہر احادیث سمجھ
 کہ اوس میں لابی بعد ہی سے مراد یہی ہو کہ میرے بعد کوئی نبی تشرعی نہ ہوگا اور مخالف ہر اجماع صحابہ اور سائر مسلمین
 کہ انکے اصول کے موافق منکر اجماع صحابہ کا کافر ہوتا ہو اور بائیں ہمہ اپنے ممدی جو نبی کو نبی تشرعی بنا تے ہیں
 اور ہرگز نہیں سمجھتے کہ نبی تشرعی کسکو کہتے ہیں اب یہاں فقط شیخ اکبر کے کلام مذکور الصدر سے کہ انکے
 ممدی کے اقرار کے موافق جو کچھ انھوں نے لکھا ہو لوح محفوظ کے موافق لکھا ہو معنی تشرعی کے معلوم کرنا
 چاہیے فتوحات کے جوہرین باب میں فرماتے ہیں کہ نبی ہر شخص ہو کہ اوسکے پاس فرشتہ اللہ تعالیٰ کے پاس
 وحی لاوے کہ متضمن ہو وہ وحی ایک شریعت پر کہ وہ نبی فقط بذات خود اوس شریعت کے موافق خلیفہ
 کی عبادت کیا کرے اتنی عبادت خدائے تعالیٰ کی امتثال امر اور ایقاناب نہی سے ہوتی ہو پس مطلب
 یہ ہوا کہ وہ وحی متضمن ہو کچھ امر و نہی پر کہ وہ نبی اوس امر و نہی کے موافق عبادت کیا کرے اور اس امر و نہی کو
 شریعت فرمایا اور تشرعین باب میں فرماتے ہیں کہ جو نبوت کہ بعد رسول خدائے متقطع ہو گئی ہو وہ نبوت تشریع
 ہر نہ تمام اوسکا پس اب کوئی شرع حضرت کی شرع کو نسخ کرے گا اور نہ کوئی حکم بڑھاوے گا اتنی معلوم ہوا
 کہ حکم بڑھائے کہ شرع کہتے ہیں اور شرع کے معنی یہ وہ دلائل کے ہیں نہ رہ مسئلے کے قاسوس میں جو
 کہ شرع لہم مکنج متن پس نسخ کو اسوائے ذکر کیا کہ اوس میں بھی حکم ہوتا ہو کہ جیسا کسی حکم کو نسخ
 کیا تو اسکی باحت کی یا اعتقاد فر ضیعت کی نہیں ہوئی اور نہ ہی بھی حکم ہر اسوائے کہ حکم شرعی کہتے

تحقیق معنی تشریع کی فتوحات و فتوحات سے مخالف تمام ممدویان کے

ہیں خطاب اللہ المتعلق بالفعال العباد علی وجہ الالاقضائہ والتخیر والوضع کو اور وہ امر وہی
 دونوں کو شامل ہے نہایت ہوا کہ ہر تشریع کا امر وہی ہے اور تشریع میں اب میں انبیاء علیہم السلام کی تعریف
 میں فرماتے ہیں کہ روح امین او انکی ذات کے حق میں اوپر شریعت لیکر اترتے ہیں اور اسی ظہور پر ان سے
 خدا کی عبادت کرواتے ہیں اور تحلیل اور تحریم کرتے ہیں انہی میں سے بھی معلوم ہوا کہ تحلیل و تحریم
 اور امر وہی کو چسپ عبادت کی بنا پر شریعت کہتے ہیں اور ایک سو اونسٹھویں باب میں فرماتے ہیں کہ
 جو رسالت کہ منقطع ہو گئی وہ اترنا حکم الہی کا قلب بشر پر بواسطہ روح کے ہو کر یہ دروازہ بند ہو گیا
 لیکن القاعے بلا تشریع اور تعریفات الہیہ کسی حکم شرعی کے صحت یا فساد کے باب میں منقطع ہیں
 انتہی یہاں سے بھی معلوم ہوا کہ حکم جدید کے اترنے کو تشریع کہتے ہیں اور حکم قدیم کی تعریف
 اور تصحیح ہو جانا او سکوالقاعے بلا تشریع کہتے ہیں اور سوائے اسکے اور مقامات فتوحات کے اس
 مطلب پر وال ہیں اور قصود الحکم میں نہایت مراحت سے نص غزیری میں فرماتے ہیں کہ وذلک
 انک تعلم ان السبع کلکلف باعمال مخصوصة او ہی عن اعمال مخصوصة انتہی یعنی شریعت ایک
 نام ہے کہ چند اعمال مخصوصہ کرنا یا چند اعمال سے نہی اور منع فرمانا اب صاف معلوم ہوا کہ امر وہی کو
 تشریع بولتے ہیں اور یہ بات حضرت خاتم الرسالت کی ذات با کمالات پر ختم ہو گئی کہ بعد حضرت کے کوئی نبی
 یا ولی امر وہی ایجاد کرنے کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ اس پر یہ حکم و ترہا ہر چنانچہ فتوحات کے باب ایک سو
 چھپتھ میں لکھا ہے کہ اولیاس امت کو سنت حسنہ بطور انتخاب کے نکالنے کا اختیار ہوتا ہو مگر حکم قطعی
 ہرگز پیدا نہیں کر سکتے ہیں انتہی یہی معنی ہیں انقطاع تشریع کے سوا اب شیعہ کہ فرقہ دوم یہ سراسر اسکے
 خلاف کرتے ہیں یعنی جلتے ہیں کہ ہمدی جو نبوری کے احکام مثل احکام قرآنی کے فرض ہیں اور وہ
 جس قدر چاہیں فرض واجب بڑھا سکتے ہیں اور ان کے نکالے ہوئے فرضوں پر احکام کرنے بلا عمل نہ کرنے
 کے کفر لازم آتا ہے چنانچہ سوائے بائیں نماز کے چھٹی نماز فرض کی کہ وہ دو گناہ تائبین رات رمضان
 ہو اور غیر فرض دوسرے ہمدی کی زبان مقرر پائے اسکی تصدیق کے واسطے سالہ میرا غی کا نقل کیا جاتا
 ہے وہ یہ ہے تسمیہ الرحمن الرحیم منکسید میرانجی ابن میان سید سلام اللہم بوجہ مصدقان ہمدی علیہ السلام
 واضح ولا تلج باکر حاصل احکام محکات ہمدی کہ در عقیدہ ہندگی میان سید خوند میر شہزادہ کو رند مجموع سنی
 حکم اندھ سے ان فرانس اعتقادی و برخی فرانس علی اندام احکام فرانس اعتقادی کہ ہر مصدق را

فرقہ سنی قائل ہیں کہ ہمدی سالہ میرا غی کے تشریع کے حکم کرتے
 تھے اور نقل سالہ میرا غی کی ان کو جس میں میں میں کو ہمدی کے

برای اعتقاد و ثبوت فرض مست و بجز اعتقاد بران چاره نیست نسبت عدد مذکورین تفصیل اول تصدیق مهدی
 با محبت نمودن و دوم منکر مهدی اکافر دانستن و سوم تسویه الخاتمین حق دانستن چهارم مهدی را سبط
 هر روز تو تعلیم از خدا دانستن پنجم تمام احکام مهدی ثابت باشد دانستن ششم منکر کجاست و الزام بیان مهدی
 عند آمدن خود دانستن هفتم صحبت حدیث نبوی بر موافقت کتاب خدا و حال مهدی دانستن هشتم ایمان
 آوردن اطاعت کردن هر کسی از روز میناق ثابت دانستن نهم موافقت چهار صفت یعنی هجرت و انزاج
 و ایندو قتال نشان تصدیق دانستن دهم مخالفت هجرت و صحبت حکم نفاق دانستن یازدهم درستی مقبول
 و مردود پیش مهدی موجود حق دانستن دوازدهم حکم چندان منفصل و جزان مخالفت بیان مهدی یا هیچ
 دانستن سیزدهم بر اعمال و بیان مهدی از تعلیم خدا و اتباع مصطفی علیه السلام دانستن چهاردهم تقید عمل
 بر نهادهای اربعه نادر دانستن پانزدهم خصوصیت بعثت مهدی برای ظاهر کردن بیان نمودن احکام و ثبات
 مهدی دانستن شانزدهم تشریح علیک یا ایها النبیان بیان مبنای مهدی ثابت دانستن هجدهم وقوع دیدار حضرت
 در دنیا جاز و ممکن دانستن بیستم ایمان ذات خدا دانستن نوزدهم جاودانی و درخ حکم آیات قرآن دانستن
 و عده در دوزخ بار آورده دنیا حکم آنها حق دانستن فقط دیگر هر چه در اینها احکام و نقول در باب اعتقاد و نبی اگر
 بنظر تدبر و تفکر از آن محفوظ فرمائی تحت همین نامندرج یابی والله اعلم بالصواب و اما احکام فرائض عملی از جمله
 که هر مومن مرد و زن را بران عمل کردن فرض مست و بجز اختیار کردن این فرائض چاره نیست ده عدد مذکورین
 تفصیل اول ترک ینا کردن دوم هجرت وطن کردن و سوم صحبت با صادقان کردن چهارم بر پیر بدن عمامه
 السد یعنی عزلت از خلق کردن پنجم ذکر آمد و ام کردن ششم طلب و بیت الدنیا که چشم سر یا چشم دل و جزا
 به تمام بر پنج صفات طالب صادق که ایمان حکمی بر وجود حصول آن موقوفست شرف شدن و ششم جهاد
 فی سبیل الله از تیر و آوازه این ایشتر شریف فقره بانفس ششم توبه در حالت حیات پیش از غرغره مرگ ششم بر پنج صفات
 که حصر لها نیست حاصل کردن که قال الله تعالی اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ اَخْرَجُوا آلَهُمْ وُجِلَتْ قُلُوبُهُمْ
 آیه حتی که طالب صادق حکم آن مومن شده است چنانکه ترسیدن دل از خوف خدا و تعالی و زیاده شدن
 ایمان بعد شنیدن آیات قرآن و توکل نمودن بر خدا و تعالی در جمیع امور و نماز و جنگا نبه وقت آن ادا کردن
 و از آنچه خدا و تعالی بر چیزی دلاوه است اتفاق کردن یعنی عشر آن که محققه ادا کردن اما احکام عملی که احکام
 عقیده زیاده می نمایند آن همه تحت همین مداخل اند چنانچه سویت و نوبت و اجماع و ترک عزت یعنی تسبیح

داخل صحبت و لازم و می اندوختن کردن تعین و برات و بر نفس در غایتها می موافقان و تدبیر و تدویر و دست
 و ترک حیات دنیا و داخل است و ترک کردن بر دل و نفس از دانه و خیر و ناله آتش سوزان دیده دست و پا
 بسته و در کار نهم شدن تحت عزت و داخل ترک سوال کردن از هر سر و حسن یعنی حال و قول و فعل و ترک است
 گرفتن و ترک فتوی کردن که خبر آن پیش از رسیدن آن می رسد داخل توکل است و در گذشتن کردن و هر دو وقت
 سلطان اللیل و سلطان النهار محافطت نمودن داخل کرده و امست گذاشتن در باقی و در باقی داخل اند پس
 بر مصدق و ایمان آوردن و اعتقاد داشتن و عمل کردن بران و از تاویل و تحویل آن دور بودن
 فرض صین است زیرا که بر محبت این احکام اجماع صحابه کرام رضی الله عنهم متفق شده اند برین جمله تمام
 اعتقاد و ایمان آشته اند چنانچه بندگان میان سید خود و پیش فرموده اند ای طالبان حق که مهدی را گزیده اید
 معلوم باد تا آخر القصر باید و نیست بجز ایمان آوردن برین جمله احکام و اعتقاد داشتن و عمل کردن آن دور بودن
 از تاویل و تحویل آن شمار و گزیده مهدی نباشد و امیدواری و خلاص و نجات بهم نیست انتی بلفظ رساله تمام خواهد بود
 نبوة البر این تصنیف سید عبد الرحیم بن سید اسحق بن سید عبد الحمی مهدی بنین که با تو ان فرض
 عشر و جوان میرانند خداست تعالی کے ام سے عشر کو فرض کیا ہوا و عشر اسکو کہتے ہیں کہ بندے کو جو کچھ
 اللہ تعالیٰ نے تصور یا یا بہت مال کسب یا بلا کسب یا ہوا و صین سے دسواں حصہ مستحقون کو پونچھواں تا
 عبادت مالی ہر مان زکوٰۃ کے گز کوۃ اور عشر ادا کر لگا و عیدین داخل ہو گا انتی اور دو گنا نہ کر لگا
 کے فرض ہونے کی کیفیت سید مصطفیٰ نے اپنی کتاب تالیف منہ بارہ سو تینس میں لکھی ہر کسب
 کی تائیسویں ات کو بعد عشا کے میران کو حکم ہوا کہ آسمان کی طرف دیکھ جیہ و عزت گاہ کی تو دیکھا
 کہ تمام آسمان اور مشیتین ہاتھ جو رو تصور کے آراستہ کی گئی ہیں اور تمام ملائک کھڑے ہیں تب میران
 فرمایا کہ شب قدر ہے اللہ تعالیٰ کا اور ہوا کہ میں تجھ کو یہ دیتا ہوں ای سید محمد اسماعیل و در کعت نماز پڑھا کہ جیسا کہ حضرت
 آدم نے نماز فجر پڑھی تھی اور حضرت ابراہیم نے نماز عصر پڑھی تھی اور یونس نے نماز عصر پڑھی تھی اور علی نے نماز
 فجر پڑھی تھی اور موسیٰ نے نماز عشا پڑھی تھی اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز وتر پڑھی تھی اور تو بھی نماز
 شب قدر میں اس نماز کو پڑھا کہ پس اس ننگ نے اپنے گیارہ اصحاب کے ساتھ آماست کہ کے نماز دو گنا ادا کی
 اے یا اول جن ہو وضحیٰ اور رکعت دوم میں ہو و قدر پڑھا کہ بعد ادا سے نماز یہ دعا پڑھی اللھم احینا مسکینا
 و امننا مسکینا و احسننا یو القیامت فی زمرۃ المساکین برحمتک یا ارحم الراحمین

معدیوں کی ایک قید اور نماز عید کے فرض ہونے کی بیان

اللهم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعه اللهم ارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه وبحثه
يا ارحم الراحمين انتہی مگر انفسوس کہ پچھلا فقرہ دعا کا استعجاب نہواور نہ انتہی تکلیف مسلمانوں کو نہو
اب اس اندر روز روشن کے ظاہر ہو کہ مدد دی لوگ اپنے مذکور رسول تشریف جانتے ہیں پس عقیدہ
مخالفت ہر احادیث صریحہ و صحیحہ اور اجماع است اور نص قطعی قرآنی کا کہ **مَا كَانَ مُحَمَّدٌ ابَا أَحَدٍ مِّنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ**
وَلَكِنَّ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ہو گا **وَكَانَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيماً** اور اگر عناد اب بھی اصرار کریں کہ تشریف
میں نسخ کے نہیں ہوتی ہر تو باب اول میں عقیدہ شانزدہم کو ملاحظہ کریں کہ بخوبی ثابت ہو چکا ہے کہ احکام
شرع جو پوری نسخ احکام شرع محمدی کے ہیں پس بہر حال مخالفت نص خاتم النبیین کی لازم ہے کہ جس
بطلان مذہب ظاہر و باہر ہو قولہ اور حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ فصوص الحکم میں نفی شہی میں فرماتے ہیں
کہ نہیں ہو یہ علم مگر واسطہ خاتم انبیاء و خاتم اولیاء کے حتی کہ رسولان نہیں دیکھتے ہیں اوسکو مگر مشکوٰۃ خاتم الیاء
سے اب کیا حال ہو گا دوسرے اولیاء کا اور اگرچہ کہ ہر خاتم اولیاء تابع حکم شرع خاتم رسل کا اب تیجیت نہیں
ناقص کرتی ہر مقام کو اوسکے کہ وہ ایک وجہ سے او ترک ہر تو ایک وجہ سے برتر ہو انتہی اور پھر بعد چند
سطر کے فرماتے ہیں کہ ہر ایک نبی حضرت آدم سے آخری تک نہیں لیتا ہر فیض نبوت کا کوئی ایک
دوسرے سے مگر مشکوٰۃ خاتم النبیین سے اگرچہ کہ آخر ہو وجود غصری آپکا ولیکن فی الحقیقت آپ سوجو ہیں
جیسا کہ فرماتے ہیں کہ تمہا میں نبی اور آدم درمیان پانی اور کچھ طے کے تھے اور سوائے آپ کے ہر
سب انبیاء نہیں تھے نبی مگر وقت بعثت کے اور اس طرح خاتم اولیاء تھے ولی جب کہ آدم و ربیان
پانی اور کچھ طے کے تھے اور سوائے آپ کے اور اولیاء ہوئے ولی مگر بعد حاصل کرنے شرائط ولایت کے
اب نسبت خاتم الرسل کی باعتبار ولایت کے ساتھ خاتم اولیاء کے مثل نسبت انبیاء علیہم السلام کے ہر
ساتھ ختم رسل کے انتہی جواب مصنف مددوی نے اس بحث تسویہ کے آخر میں **لَا نَاجِيَ إِلَّا جَمْعُ**
عَلَيْهِ سے نقل کیا کہ انھوں نے فصوص شرح فصوص میں نفی شہی میں خاتم اولیاء کی تعریف کے مقام میں
لکھا ہے کہ حقیقت محمدی مثل ہر کل حقائق نبوت اور کل حقائق ولایت پر پس احدیت جمیع حقائق نبوت کی
ظاہر ہو اس حقیقت مجدیہ کا اور احدیت جمیع حقائق ولایت کی باطن ہو اوسکا اور خاتم اولیاء منظر اس احدیت
جمیع حقائق ولایت کا اور یہی احدیت حقیقت ہر اس خاتم اولیاء کی پس حقیقت اس خاتم اولیاء کی بعض ہر حقیقت خاتم
انبیاء کا انتہی اس تقریر سے ظاہر ہو کہ ذات محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جامع ہر جمیع

کہ عبادت علی
و سابقہ عبادت
ہو اگر مقرر
ہو اگر مقرر
مسلمانوں کے
جس میں ہر ایک
جس میں ہر ایک
جس میں ہر ایک
جس میں ہر ایک
جس میں ہر ایک

کہ عبادت علی
و سابقہ عبادت
ہو اگر مقرر
ہو اگر مقرر
مسلمانوں کے
جس میں ہر ایک
جس میں ہر ایک
جس میں ہر ایک
جس میں ہر ایک
جس میں ہر ایک

کمالات نبوت اور سبع کمالات ولایت کو اور خاتم اولیا فقط حضرت کے کمالات ولایت کا مظہر جو خاتم اولیا
 کو حضرت رسالت آب کے ساتھ نسبت ہر ذی ہر کل کے ساتھ اور تمام عقلا سے عالم کا اتفاق ہو کہ اکل اعظم
 من الجوزہ اجلی پر ہیات سے ہو اور مساوات جن کی ساتھ کل کے قسم جمالات سے ہر جس مہدی لوگ ہر گاہ کہ
 اقرار کرتے ہیں کہ مہدی فقط ولایت محمدی کے مظہر ہیں اور رسالت نبوت انشراح سے علاوہ نہیں کہتے ہیں اور خاتم
 حضرت خاتم الرسالت کی جامع ان تمام کمالات کی ہو کہ دو ولی و نبی و رسول ہیں پھر عقبہ و تسویہ اور برتری کا
 رکھنا گویا کہ محال عقل و نقل کو اپنا عقیدہ بنانا ہو اور شیخ اکبر کی مراد یہ ہو کہ خاتم اولیا کا مظہر ولایت محمدی کے میں
 گویا کہ خراجی خورہ ولایت کے ہیں اور سلطان اگر اپنے خراجی سے کچھ لے لے عیب نہیں ہو کہ وہ خراجی کا
 ہو چنانچہ قیصری جتہ اسد علیہ نے بی تیشیل دی ہو اور اس منسل جزئی سے مساوات یا برتری لازم نہیں آتی
 ہو اس لیے کہ انصاف کو ہر وجہ سے تفصیلت ضرور نہیں ہو چنانچہ ہر کے قید ہوئے مقدمے میں حضرت عمر فاروق
 کی تجویز حضرت کی تجویز ترجیح پائی اور تاہم غل کے مقدمے میں صحابہ کو فرمایا کہ اتم احکم بامور دینا کہ بلک قطع نظر کلام
 فصوص سے اگر منظور انصاف دیکھیے تو معلوم ہوتا ہو کہ یہاں اصل جزوی معنی میں ہر اس لیے کہ اصل جزئی
 اس سے کہتے ہیں کہ مفعول میں ایک لایات پائی جاوے کہ انصاف میں ہوئے اور یہاں ولایت محمدی ذات اندس
 محمدی سے منتقل ہو کہ خاتم اولیا میں نہیں آتی اور ذات قدس کا اس صفت سے خالی ہونا لازم آوے اور یہ
 کوئی مسلم کہے گا کہ حضرت کی ذات وصف ولایت سے معبر ہو گئی اور کوئی عاقل کہے گا کہ وصف ولایت کا اس
 نفسان سے ہر ایک محل سے دوسرے محل کو منتقل ہوئے بلکہ مطلب یہ ہو کہ خاتم اولیا مقام ولایت میں قدم
 محمدی پر ہیں اور ولایت اعلیٰ ہر رنگ ولایت محمدی کے ہو کہ اویس کا عکس و نقل ہو جس خاتم اولیا کو فضل جزئی
 اس مقدمے میں نہوا بلکہ اس صفت خاص میں حضرت رسالت کے شریک ہوئے لیکن بطور شرکت تفصیلی
 تابع کے ساتھ اصل و متبوع کے اور چونکہ اس فرع اور نقل کو ساتھ اصل کے نہایت مشابہت اور ہر رنگی حاصل
 ہوئی ہو احکام اس کے بہتر بھی جاری ہوتے ہیں یہاں تک کہ جو لوگ اس صفت سے اسالہ مستفید ہیں اس
 فرع کے بھی مستفید کہلاتے ہیں بطور مجاز کے یہاں تک کہ انبیاء و مرسلین بالکنہ و حضرت خاتم المرسلین بھی
 کہ ولایت محمدی یعنی باطن محمدی سے مستفید ہیں اس کے اس مظہر اور نقل سے بھی مجازاً مستفید کہلاتے ہیں
 اور سادہ الفاظ کے کا اصل ہو اور اس اسی سبب سے شیخ اکبر اسی مقام پر فصوص میں لکھتے ہیں کہ وجہ
 من حسنات خاتم الرسل محمد صلی اللہ علیہ وسلم معدن الجماعۃ و سید ولد آدم

فی فتح باب الشفاعة یعنی خاتم اولیا ایک جہ اور نیکی بہن درجات اور حسنات توہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
 ایسے محمد کہ بشیو اسے جماعت اور سردار اولاد آدم بہن دروازہ شفاعت کے کھولنے میں انتہی اور نظام رکھ
 کر جو شخص کہ ایک حسنہ ہو گا حضرت کے حسنات کے برابر کیسے ہو سکتا ہو اور شیخ اکبر گزیری کا اعتقاد ہے
 توحسنہ من حسنات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہیکو کہتے بلکہ فتوحات مکہ میں اس سے زیادہ ہوئے ہیں کہ باہ
 تین سو بیاسی ہیں کہ معرفت منزل خاتم میں ہو خاتم ولایت محمدی کا ذکر کر کے فرماتے ہیں کہ ومنزلنا
 من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منزلة شترق واحدة من جسدہ صلی اللہ علیہ
 وسلم انتہی یعنی منزلت خاتم اولیا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت منزلت ایک بال کی ہو
 حضرت کے جسد ربی ہے اور چوبیسویں باب میں فرماتے ہیں وللولایۃ المجدیۃ المخصوصۃ بهذا الشیخ
 المنزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ختم خاص وهو فی الرتبة دون عیسیٰ لكونہ رسول
 یعنی ولایت محمدی کے واسطے کہ خاص ہو اس شریعہ محمدی کے ساتھ ایک ختم خاص ہو کہ وہ رتبہ میں کم ہو عیسیٰ
 علیہ السلام سے اس واسطے کہ وہ رسول ہیں آپ صاف معام ہو کہ شیخ اکبر کہ خاتم اولیا سے عیسیٰ کو حضرت عیسیٰ
 علیہ السلام سے کم جانتے ہیں فصوص الحکم میں حضرت خاتم الرسالت کے برابر یا برتر کا ہیکو لکھینگے الحمد للہ کہ تمام
 اہل اللہ بلکہ شیخ اکبر بھی کہ مہدی جنپوری کے اقوال کے موافق لوح محفوظ دیکھ کر لکھتے ہیں عقائد مدویوں کے
 سراسر مخالفت رکھتے ہیں قولہ اور شارحوں سے اسکا اس مسئلے میں خلاف نہیں دیکھا گیا اور اگر کسی سے
 خلاف ہووے تو ہو یہ مسئلہ درمیان علمائے اہل سنت و جماعت کے اختلافی ہو جیسا کہ تعبیر میں
 شخص خاتم اولیا کے اختلاف ہو ملا جامی حتمہ اللہ تعالیٰ شرح فصوص میں لکھتے ہیں کہ ظاہر کلام سے
 شیخ مؤید الدین ہندی کے یہ ہو کہ مراد شیخ اکبر کی خاتم ولایت سے اپنی ذات ہو اور شیخ شرف الدین داؤد
 قیسری صاف کہتے ہیں کہ مراد خاتم ولایت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور شیخ کمال الدین عبدالرزاق
 لشارہ فرماتے ہیں کہ خاتم ولایت وہی مہدی ہو عود علیہ السلام ہیں انتہی اور صاحب مفتاح الاعجاز تحت
 اس ہیئت کے لکھتے ہیں شہر از عالم شہر پر عدل ایمان بہ جہاد و جانور یا بد از وجان بد بہت کا ملائق
 والحق فرماتے ہیں کہ خاتم ولایت ہم ہیں جو کمال دینائی سے ان سب کو نظر اس حقیقت صرف پر پڑے
 تعبیریں پڑی ہو انتہی لیکن اس صاحب مفتاح الاعجاز اور اکثر محققوں کے پاس خاتم ولایت ذات مہدی
 معین اور مقرر ہو ہر طرح ہو مرقاة شرح مشکوٰۃ شریف میں باب اثرا الساعۃ میں جواب فصوص

اور اس کے شرح سے سوائے فضل جزوی کے خاتم اولیا کو حضرت رسالت ابیہ اور کچھ ثبات نہیں ہوتا ہے
 بلکہ دوسری تصانیف شیخ اکبر سے بھی ثابت ہوا ہے کہ سوائے فضل جزوی کے شیخ کو ہرگز اعتقاد تسویہ وغیرہ کا نہیں
 ہے اور فضل جزوی سے نہ یہ بالکل ثابت نہیں ہوتا ہے پس فضل جزوی خواہ خدا سے اہل سنت میں اتنا ہی ہوتا ہو
 اتفاقی تھا کہ اسے مطلب تسویہ کے کیا کام آتا ہے اور یہ فضل جزوی بھی جیسا ہے کہ خاتم اولیا مہدی ہوں
 اور مہدی عید خان جو پیوری کے منتھے تھما رہے ہیں وہ رشید ہوں دوسرے مقتدر ہوں اور ہر اس باطل پر چنانچہ
 اس کتاب سے خصوصاً باب سوم سے بطلان اور کٹا ہوا ہے اور ہر اس پر اس قدر شکوک و اختلافی
 ہے اور تفصیل اس کی یہ ہے کہ خاتم الاولیا کا لفظ قرآن و حدیث میں نہیں ہے اور محدثین کے نزدیک سب سے
 یہ قصہ غلط ہے چنانچہ ابن جوزی کی کتاب الثبات عند المات کی آخرین فصل ملحق میں لکھا ہے کہ لفظ خاتم
 الاولیا کا باطل ہے اور اس کی کچھ اصل جہین ہے اس لیے کہ افضل اولیا اس امت کے صحابہ سابقین الیہ
 ہیں اور ان میں ہر سب سے ابوبکر ہیں پھر عمر اور پھر عثمان و امیر امت قرن اول ہے پھر دوسرے قرن
 پھر تیسرا قرن اور خاتم اولیا حقیقت میں پچھلا نمونہ ہے آدمیوں میں سے اور وہ سب اولیا سے فضل
 نہیں ہے بلکہ افضل سب سے ابوبکر ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہما انتہی اور شیخ مؤید بن محمود شرح قصہ
 میں لکھتے ہیں کہ مقام خاتم ولایت محمدیہ کا اولیا سے متقدمین پر کشف ہوا تھا پہلے سب کے امام علامہ
 محمد بن علی الترمذی الحکیم صاحب کتاب نوادرا لاصول ہے کہ تسلیح طبقہ بر عالیہ سے بین کشف ہوا جبکہ
 اپنی کتابوں میں اس خاتم اولیا کا ذکر کیا اور اس عصر کے علما و شائخ میں یہ بات مشہور ہے کہ اہل دعوی
 نے موقع پایا اور ہر ایک نے اس مقام کا دعویٰ شروع کیا امام موصوف نے جانا کہ یہ دعویٰ بلامعنی
 اکلوا لائق نہیں ہے بلکہ مضر ہے اس واسطے ایک کتاب تصنیف فرمائی کہ اس میں سوالات نہایت باریک
 جمع کیے اور کہا کہ اس کی شرح جیسا کہ چاہیے کوئی شخص کر لے گا کہ خاتم اولیا اور اس خاتم اولیا سے کیا
 نام اس حکیم سائل کے نام کے مطابق اور اسکے باپ کا نام اسکے باپ کے نام کے موافق ہو گا جب
 اہل دعویٰ سے یہ سوال دیکھا اس عرصے سے پٹ کر تائب ہوئے اور جب شیخ محی الدین محمد بن علی بن محمد
 بن العربی الطائی الحاقی لا ادرسی ملک مغرب میں مبعوث ہوئے ان سوالات کا جواب جیسا کہ چاہیے
 ہے لکھا اور مطابقت ناموں کی بھی ظاہر ہوئی پس یہ ایک دلیل ہے شیخ اکبر کے خاتم الاولیا ہونے کی
 اور شایع مذکور نے اور دلائل بھی اس عرصے پر نقل کیے بخلاف اسکے ایک یہ ہے کہ خود شیخ اکبر فرماتے ہیں انا خاتم

خاتم الاولیا لقب تمیزی نہیں ہے بلکہ ابتدا اس کی تہذیب سے ہوتی اور دیگر تہذیبی اصلاح ہے کہ اس کے خلاف دوسرے کتب کے موافق خاتم الاولیا شیخ اکبر نہیں ہے

ایسی اگر شیخ اکبر نے احکام لکھی جو بواسطہ حضرت رسالت اور ادیانِ حدیث کے پونچھنے تو اور احکام کو بیان
 حیثیت یا اس طریق اخذ کو چاندی سے تشبیہ دی اور جو ہمارا واسطہ حق تعالیٰ سے پونچھنے تو موسیٰ سے تشبیہ
 دی کہا بڑا کیا چنانچہ جن بات کو حضرت رسالت اپنی طرف نسبت کرتے ہیں اوسے حدیث نبوی کہتے
 ہیں اور جسے حق سبحا کی طرف نسبت کرتے ہیں اوسے حدیث قدسی کہتے ہیں یہ تظہیل اس واسطے کی
 گئی کہ بعض جاہل ایسا سمجھتے ہیں کہ شیخ اکبر نے اپنے تئیں موسیٰ کی اینٹ اور حضرت رسالت پناہ کو موسیٰ
 کی اینٹ کہا ہے معاذ اللہ یہ ہرگز مراد نہیں ہے بلکہ وہ طریق علم کو پانڈی اور موسیٰ سے تشبیہ دی ہے
 علاوہ یہ کہ جب شہزادہ بھی ظاہر ہو مہیسا کہ اقبل میں شیخ محب اللہ کے کلام سے معلوم ہو چکا ہے کہ شیخ اکبر
 قصود میں یہ خواب خاصہ خاتم اولیا کا لکھا اور پھر فتوحات میں فرمایا کہ میں نے یثرب دیکھا اور مجھ کو
 اوس میں کچھ شک نہیں تھا کہ میں خواب کا دیکھنے والا ہوں اور میں نے انون اینٹ کی ماسے پر منقطع ہو گیا
 اور مجھ سے وہ دیوار پوری ہو گئی پس میں نے تعبیر کی کہ خاتم اولیا میں ہوں بعد میں نے اس زمانے کے شاخ کے
 سامنے یہ خواب بیان کیا مگر دیکھنے والے کا نام نہ لیا سب نے وہی تعبیر کی جو کہ سننے کی تھی علامہ
 قیصری فرماتے ہیں کہ اس مقدمے میں جو کلام شیخ سننے دیکھا تو اس سے یہی ظاہر ہوا کہ شیخ خاتم
 ولایت مقید محمد ہیں خاتم ولایت مطلقہ کہ وہ عیسیٰ ہیں اس واسطے اول فتوحات میں اب تک
 اپنے شاہدے کے احوال میں فرماتے ہیں کہ مجھ کو رسول فدا نے بھیجے ختم کے دیکھا اسباب ایک مشارکت
 حکمی کے کہ مجھ میں اور ان میں ہر دو حضرت پیدائے ان سے فرمایا کہ یہ تھارہ ابدال اور شاہ اذلیل ہو اور
 تھارہ بن فصل جو امات امام محمد بن علی ترمذی ہیں ملتے ہیں کہ ختم و طر کے ہیں ایک وہ ختم ہو کر اوس سے اہل
 ولایت مطلقا ختم کر دیگا اور ایک وہ ختم ہو کر جس سے حق سبحا فقط ولایت محمدیہ کو ختم فرما دیکھا لیکن خاتم
 مطلقہ عیسیٰ ہیں کہ وہ ولی ہیں یہ نبوت مطلقہ اس است کے معنی اور نبوت اور رسالت تشریفی ان پر
 بند کر دی گئی ہے پس اترنے کے آخر زمانے میں حضرت علی علیہ السلام کے وارث ہو کر اور خاتم ہو کر
 بعد ان کے کو ولی نبوت مطلقہ ہو گا جیسا کہ محمد علی علیہ السلام خاتم النبوت ہیں کہ بعد ان کے نبوت
 تشریفی نہیں ہو گا اگرچہ بعد حضرت کے عیسیٰ علیہ السلام ذوالعزم ہیں اترنے کے لیکن ہمت خدا اس زمانے کے
 مقام تشریفی نہ رکھتے ہونگے بلکہ ولی صاحب نبوت مطلقہ ہونگے کہ دوسرے اولیائے محمدی بھی اس صف
 میں ان کے ساتھ شریک ہیں پس عیسیٰ ہماری قسم میں میں اور سردار ہمارے ہیں پس اہل اس امر میں بھی

ایک نئی ہوئے کہ آدم علیہ السلام ہیں اور آخرین بھی ایک نئی ہوئے کہ عیسیٰ بن مریم نبوت اختصاص
 آپس حضرت عیسیٰ کو دوسرے ہوئے ایک ختم ہمارے ساتھ اور ایک ختم رسولوں کے ساتھ اور لیکن ختم ولایت
 محمدیہ سو یہ مقام ایک مرد کو قوم عرب سے حاصل ہو کر ہر انہیں اصالت اور خدایت میں اور وہ ہمارے زمانے
 میں آج کے دن موجود ہو رہے ہیں اور وہ علامت کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے
 بندوں کی آنکھوں سے اوس میں پوشیدہ رکھی ہو چھپ چھپ کر اس میں منکشف فرمائی کہ میرے خاتم ولایت اوس میں دیکھی اور
 وہ خاتم نبوت مطلقہ کہ نہیں جانتے ہیں اوس کو بہت آدمی اور اللہ تعالیٰ نے اوس کو مبتلا کیا ہے کہ جو اس کو
 باطن سے متحقق ہوتے ہیں لوگ و سپر انکار کرتے ہیں اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
 نبوت شریف ختم کر دی اسی ختم محمدی سے وہ ولایت ختم کر دی کہ وراثت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہو کر تھی خود
 ولایت کے دوسرے انبیاء سے حاصل ہوتی ہے اس کے بعض اولیاء ابراہیم علیہ السلام کے وارث ہیں اور بعض موسیٰ کے اور بعض عیسیٰ
 سو یہ اولیاء اس ختم محمدی کے بھی پائے جاویں گے لیکن ایسا ولی کہ قلب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہووے بعد اس
 خاتم محمدی کے نہ پایا جاوے گا یہ معنی ہیں خاتم ولایت محمدی کے اور لیکن ختم ولایت عامہ کہ بعد اوس کے کوئی ولی
 نہ پایا جاوے وہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور میں ایک جماعت اولیاء سے ملا ہوں کہ وہ عیسیٰ اور دوسرے رسولوں
 کے قلب پر تھی اور میرے عبداللہ اور اسمعیل بیٹوں ہو دیں کہ اوس ختم سے ملایا اور انھوں نے ان دونوں کے
 واسطے دعا کی اور یہ دونوں مستفید ہووے و لہ الحمد انتہی اور معلوم ہو کہ اس عبارت میں جو چند جملہ لفظ نبوت
 مطلقہ کا آیا وہ اصطلاح حضرت شیخ کی کہ ایک قسم کی ولایت کو نبوت مطلقہ فرماتے ہیں اور اوس قسم کے
 اولیاء کو انبیاء الاولیاء بولتے ہیں چنانچہ تفصیل اس کی قبل چند ورق کے گزر چکی اور نبوت اختصاص اور نبوت
 تشریف سے مراد نبوت عربی شرعی ہو کہ جس کو سب جانتے ہیں اور پندرہویں فصل میں فرماتے ہیں کہ جیسا
 کہ دنیا کے واسطے ابتدا اور خاتم ہر ایسی نبی اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں کہ دنیا میں ہیں سب کے واسطے ابتدا اور ختم
 مقرر فرمایا ہیں چنانچہ اوس کے شریعتوں کا نازل کرنا ہر اوس کو شرع محمدی پر ختم فرمایا کہ حضرت خاتم النبیین ہوئے
 اور منجملہ ان کے ولایت عامہ ہو کہ اوس کو حضرت آدم سے ابتدا ہو اور حضرت عیسیٰ پر ختم ہو کر مادی اور خاتم مشاہد ہیں
 ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم اور چونکہ احکام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے انبیاء و رسولوں
 کے احکام سے مخالف تھے مستحق اس بات کے ہوئے کہ ان کی ولایت خاصہ کے واسطے ایک خاتم جدا ہو کہ اوس کا
 نام حضرت کے نام کے موافق ہو اور اخلاق محمدی کا جامع ہو اور یہ خاتم محمدی معروف کہ چنانک انظار آوے

نہیں ہیں اس واسطے کہ مدی حضرت کے سالار اور حضرت سے ہیں اور خاتم حضرت کے سالار و حبیہ سے نہیں ہیں
بلکہ سالار اوراق اور اطلاق حضرت سے ہر انتہی مختار علامہ قیسری شرح خصوص میں اس کا نقل کر کے فرماتے ہیں
کہ شیخ اکبر یہ سب اشارہ اپنے نفس کی طرف فرماتے ہیں یعنی اسد عنہ عرض کر معلوم ہوا کہ شیخ اکبر کے نزدیک مدی
خاتم اولیاء نہیں بلکہ مدی متابع فی جنوری کہتے ہیں کہ شیخ اکبر جو کہتے تھے ہر لوح محفوظ کو کھار کھار پیا پس ثابت ہوا کہ شیخ
محمد جو نبوی کے نزدیک مدی کا خاتم اولیاء ہوا لوح محفوظ میں لکھا ہوا اب بالکے اوسکے ماحول یعنی اوقات
متابع کر کے صفات خاتم اولیاء کے پتے پر عرض کرتے ہیں انکو مدد کر دینا بیہ تہ و تدبیر کہ خاتم و مکمل کو پوچھا
اور ابتداء کے کتاب سے یہاں تک مدد باخلافت خصوص قطعہ اور نافع و عیوب شرعی انکے مدد
کی ذات و صفات میں ثابت و لازم ہے کہ جب تک اون میں سے ایک چیز بھی بلا جواب نہ کی شہوت
مدد بہت کا محال ہو گا واللہ العلیٰ فی البالغ حق

نہیں ہیں اس واسطے کہ مدی حضرت کے سالار اور حضرت سے ہیں اور خاتم حضرت کے سالار و حبیہ سے نہیں ہیں
بلکہ سالار اوراق اور اطلاق حضرت سے ہر انتہی مختار علامہ قیسری شرح خصوص میں اس کا نقل کر کے فرماتے ہیں
کہ شیخ اکبر یہ سب اشارہ اپنے نفس کی طرف فرماتے ہیں یعنی اسد عنہ عرض کر معلوم ہوا کہ شیخ اکبر کے نزدیک مدی
خاتم اولیاء نہیں بلکہ مدی متابع فی جنوری کہتے ہیں کہ شیخ اکبر جو کہتے تھے ہر لوح محفوظ کو کھار کھار پیا پس ثابت ہوا کہ شیخ
محمد جو نبوی کے نزدیک مدی کا خاتم اولیاء ہوا لوح محفوظ میں لکھا ہوا اب بالکے اوسکے ماحول یعنی اوقات
متابع کر کے صفات خاتم اولیاء کے پتے پر عرض کرتے ہیں انکو مدد کر دینا بیہ تہ و تدبیر کہ خاتم و مکمل کو پوچھا
اور ابتداء کے کتاب سے یہاں تک مدد باخلافت خصوص قطعہ اور نافع و عیوب شرعی انکے مدد
کی ذات و صفات میں ثابت و لازم ہے کہ جب تک اون میں سے ایک چیز بھی بلا جواب نہ کی شہوت
مدد بہت کا محال ہو گا واللہ العلیٰ فی البالغ حق

خاتمہ بحث خاتم ولایت محمدیہ کا کہ وہی خاتمہ اس کتاب ہدیہ محمدیہ کا ہے

جو کہ کلام سابق میں شیخ اکبر سے منقول ہوا کہ معنی ختم ولایت محمدیہ کے یہ ہیں کہ لایا اولیٰ کہ عقب محمد علی علیہ السلام
وآلہ وسلم پر ہووے بعد خاتم اولیاء سے محمدیہ کے بنایا جاوے گا مگر اوس سے یہ ہر جیسا کہ دوسرے مقامات
فتوحات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ولی محمدی بعد خاتم ولایت محمدیہ کے بالاستقلال بنایا جاوے گا بلکہ اگر وہ کائنات
یہ مقام بواسطہ خاتم اولیاء کے حاصل کر گیا اور انکا تابع اور مستغنیہ ہے لگاؤ یا کہ یہ مقام اپنے واسطے
خاتم اولیاء کے حاصل کرنا ختم ہو گیا ہر جیسا کہ مقام نبوت حضرت خاتم انبیاء پر ختم ہو گیا البتہ یہی
اور الیاس حضرت کے تابع رہے ہنگے اور حضرت کے واسطے سے احکام آئیں حاصل کر سکے چنانچہ شیخ اکبر
جو یہ لکھتے ہیں کہ آخر میں فرماتے ہیں کہ واسطے ولایت محمدی کے کہ شخص شرع محمدی ہر ایک غفلت
ہو کر تہ جن حضرت جیسی سے کہہ اس واسطے کہ حضرت عیسیٰ رسول ہیں اور یہ خاتم ہمارے زمانہ میں
ہو چکے ہیں اور مہینے او کو دیکھا بھی ہو اور علامت ختمیت کی بھی اون میں دیکھی چلا کر انکا
بعد اوسکے نہیں ہوا اگر ہو گا تو انھیں کی طرف رجوع رہے گا جیسا کہ بعد محمد علی علیہ السلام
وسلم کے کوئی نبی نہیں ہوا اگر ہو گا تو انھیں کی طرف رجوع رہے گا جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام
پس نبوت جن علی کی کہ بعد اس خاتم کے ہو گا مانند نسبت اوس نبی کے ہر کہ بعد محمد علی
علیہ وآلہ وسلم کے ہو گا مقدمہ نبوت میں مانند الیاس اور عیسیٰ اور حضرت عظیم علیہ السلام کے

انتہی اور باب تہتم میں فرماتے ہیں کہ خاتم ہر زمانے میں نہیں ہوتا بلکہ وہ عالم میں ایک ہو کر اوپر بلند ہوتا ہے
 ولایت محمدیہ ختم کرے گا پس اولیائے محمدیہ میں کوئی اوس سے بڑا نہیں ہے نہ بحر ایک خاتم اور ہو کر ولایت
 عامہ کے آدم سے آخری تک جس کا سلسلہ ہو اور پھر ختم فرماوے گا وہ عیسیٰ علیہ السلام میں انتہی اور باب تہتم
 یہاں میں فرماتے ہیں کہ خاتم ولایت محمدیہ وہ ختم خاص ہے ولایت امت محمدیہ ظاہر و کاوارو کی خاتمیت کے
 حکم میں عیسیٰ و الیائے اور حضرت جو ولی کہ ظاہر ہے سب اہل ہیں پس عیسیٰ علیہ السلام اگرچہ خاتم ہیں لیکن
 ختم ہیں تحت ختم اس خاتم محمدی کے اور حدیث اس خاتم محمدی کی جگہ شرفاس میں کہ ہلا مغرب سے ہوا
 سنیہ پنج سو چوبیس میں معلوم ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے جگہ اوسکی علامت اور نزول تبارکی اور میں اسکا نام
 سعید بیان کرتا ہوں انتہی امت ظاہرہ شاید کہ اس واسطے کہ اکتا امت بالحد میں تمام انبیاء علیہم السلام داخل ہیں
 اور ولایت امت سے مراد ولایت محمدیہ ہے اور معلوم ہوا کہ حضرت الیاس اور حضرت عیسیٰ کو بھی ولایت محمدیہ ہے
 کہ اس خاتم محمدیہ کے ختم ہوئے اور اوپر مذکور ہوا کہ میں نے سنیہ چنانچہ میں اس خاتم سے ملاقات کی ہے معلوم ہوا
 کہ چورانوے میں علامات اور احوال خاتم ولیا کے بتلائے گئے اور چنانچہ میں مشاہدہ ہوا اور باب تہتم
 ستاون میں فرماتے ہیں **الاشعار الا ان ختم الاولیاء رسول مہ و لیس لہ فی**
العالمین عدیل مہ ۱۔ **هو الروح و ابن الروح و الام مریم مہ و هذا مقام مآلیہ سبیل مہ**
فی نزل فینا مقسط حکما بنا مہ و ما کان من حکم لہ فی نزول مہ فی قتل خنزیر اوید منع
باطلا مہ و لیس لہ الا الہ دلیل الا لیبات جان نو کہ نملکہ کر امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ
و سلم کے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو ان کی امت میں کیا پھر ایسے رسول کو امت میں گردانا کہ بشریت کے
متجاوز ہے کہ آدم ہا بشری اور آدم ہا فرشتہ ہے اس واسطے کہ جبریل نے اسے مریم کو بخشا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو
اپنی طرف اٹھایا پھر اس کو ولی اور خاتم الاولیاء کے آخر زمانے میں نازل فرماوے گا کہ شرع محمدی کے موافق
امت محمدی میں حکمرانی کرے گا اور ختم کرے گا مگر ولایت انبیاء و رسل کو اور ختم اولیا محمدی ختم کرے گا ولایت انبیاء
کو تا کہ فرق مراتب سے درمیان لایند ولی اور ولایت رسل کے پس جب کہ عیسیٰ علیہ السلام ولی اور حاکم شرع غیر
کے ہو کر وزیر بنے اس حدیث سے خاتم الاولیاء کو لگے بھی خاتم ہو گئے اگرچہ وہ پھر زمانے میں مقدم ہیں جیسا کہ
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں اگرچہ عیسیٰ علیہ السلام بعد ان کے اور نزول کے اور تہذیب انکا تہذیب انہی کہتا ہے
عنقاس مغرب میں کہ کیا ہو کہ اوس میں انکا بھی ذکر ہے اور ہمدی کا بھی انتہی مراد اس فقرہ سے ہے کہ ختم ہو گیا

و نیز ختم بر خاتمہ واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب بھی جو فی سبیل نظامی کی ہے مرد و دستخط مستمسک کیے گئے فقط

اگر ولایت انبیاء و صل کو یہ ہے کہ ولایت انبیاء و صل خواہ انبیاء و صل کی ذاتوں میں ہو خواہ اولیاء میں کہ ان کے
 اقدام میں سب کو حضرت عیسیٰ ختم کرینگے اور مرد اس فقرے سے کہ ختم اولیاء محمدی ختم کرینگے ولایت اولیاء کو
 یہ ہے کہ ولایت اولیاء کو کہ قدم محمدی پر ہیں اور ولایت محمدی کے وارث ہیں ختم کرینگے اور عیسیٰ بھی جب موت
 میری اعلیٰ ہو گئے اسی قسم کی ولایت رکھنے ہو گئے کہ یہ خاتم محمدی ان کے خاتم ہو گئے اور فرق مراتب ولایت
 ولی اور ولایت رسول ہیں جو کہ حضرت عیسیٰ جو نہ رسول ہیں خاتم ہو گئے ولایت وراثت مایا و صل کو ولی وراثت
 ذات انبیاء و صل کو بھی صیبا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اولیٰ کی جوت کے خاتم ہو گئے اور خاتم اولیاء
 محمدی جو کہ ولی محض ہیں فقط ولایت اولیاء سے وراثت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم ہو گئے نہ ولایت
 ذات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ با اعتبار اولیاء سے کہ ذات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم عیسیٰ
 علیہ السلام ہیں اس واسطے کہ وہ ولایت جمیع انبیاء و صل کے خاتم ہیں اور حضرت عیسیٰ ان میں داخل ہیں اور جو
 اس سے کہ کاتب کہ عیسیٰ وراثت انبیاء و صل کے بھی خاتم ہیں جیسے تھا کہ وراثت ولایت محمدی کے بھی ہی خاتم
 ہوئے قابل میں شیخ کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ چونکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم است سے احکام و
 احکام میں دوسرے رسولوں سے ممتاز ہیں اس واسطے مناسب ہوا کہ ان کے وراثت میں کی ولایت کا خاتم
 خاتم علیحدہ اور زمین ہو و یہ میری ولایت اس واسطے کی گئیں کہ حضرت مسیح کا کلام سابق اور لاحق کی گئی
 مواضع سے اس کتاب میں نقل کیا گیا برنسخ و نظم و احد پر ہے واللہ اعلم بحالہ اولیاء اللہ اکمل
 الحمد للہ منزل الکتاب و عجری الصحاب و ہذا ہم الکحزاب کہ بہ کتاب و یکی تلمیذ و فصل سے شہر
 رجب سنہ بارہ سو چالیس ہجری میں کمال کو یونہی اور امید قوی ہو کہ یہاں کہ اس سے اسکی تالیف کی توفیق
 انکسیر میں تلمیذ فرمائی ہو جو جیلانی رحمت نے پایاں اور فضل فراوان کے قبول فرما کر نافع اور مفید
 خلافت کرے اور اس زندہ باچار و امید و لرکوع اہل و احباب کے اسی حیلے اور ذریعے سے اس عالم میں
 ہدایت اور غایت اور اس عالم میں رحمت و مغفرت سے سرفراز فرما دے آمین یا رب العالمین ہنا
 کتابنا السلامۃ و العافیۃ و اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم
 و تقبل منا انک انت السميع العليم و علی اللہ و علی خیر خلقہ محمد وآلہ و صحبہ اجمعین

خاتمہ المطبع الحمدیہ سالہ ۱۲۸۰ ھ بمذہبہ وافر جمادی الآخرۃ سنہ ۱۲۸۰ ھ ہجری مطبع نظامی واقعہ کا یونہی کے طیار ہوا